# نزول محبت

تحریر : شاہی

# باب:۱

# کچی ڈور سے بندھے ہم تم

مولوی صاحب سامنے بیٹھے پوچھ رہے تھے کہ

"حورعین جہانزیب ولد جہانزیب سکندر کیا آپ کو شانزل ابراہیم ولد ابراہیم یوسف سے بعوض دس کروڑ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"

حورعین نے آنسو بھری نگاہوں سے ایک نظر اپنے چچا کو دیکھا پھر ہاتھ میں پکڑے موبائل کو جو ایکدم خاموش تھا اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

"قبول ہے" حورعین کو اپنی آواز کھائی سے آتی سنائی دی پھر اس نے اپنے دستخط نکاح نامے پر گھسیٹ دیے۔

مولوی چچا گواہان چلے گئے تو اس نے نظر اٹھا کر گھمائی سب کچھ ویسا ہی تھا یہ حویلی، یہ کمرہ وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی باہر لان، اوپر چمکتا ہوا چاند سب ویسا ہی تھا۔وہ چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی اس احساس ہوا کہ وہ بدل گئی ہے وہ "حورعین جہانزیب" سے "حورعین شانزل ابراہیم " ہوگئی ہے۔

وہ ڈھے جانے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنے ہاتھوں کو دیکھا اسے لگا اسکے ہاتھ ایکدم خالی ہیں ایسا لگتا بھی کیوں نہ اسکے ہاتھوں میں نہ مہندی تھی نہ چوڑیاں۔پھر آئینے میں دیکھا پرنٹڈ لان کے سبز رنگ سوٹ میں کھڑی تھی۔

وہ خود کو دیکھتے ہوئے صورتحال قبول کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ دھڑا کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا آنے والے وجود کو دیکھ کر اسے لگا اب وہ ہل نہیں سکے گی وہ اسکی وجاہت نہیں تھی وجہ اسکی آنکھوں اور صبیحہ چہرے پر موجود ناگوار تاثرات تھے جسے دیکھ کر حورعین کو لگا اب وہ سانس نہیں لے پائے گی لیکن شانزل ابراہیم کو حورعین کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوا وہ ابھی اس حویلی کو آگ لگا دے وہ شرابور نگاہوں سے حورعین کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا حورعین کی کلائی تھامی اور باہر نکل گیا۔ اب وہ اسے لیے زینے اتر رہا تھا مگر حورعین کی نظریں اسکے ہاتھ پر تھیں۔وہ تیز قدم اٹھاتا چل رہا تھا اور حورعین تقریبا بھاگتے ہوئے چل رہی تھی۔

شانزل نے اپنی مرسڈیز کا دروازہ کھولا اور اسے بٹھایا اور حورعین کے چچا کو گھورتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور جارحانہ انداز میں گاڑی حویلی کے پورے سے باہر نکالی۔اب گاڑی اپنی راہ پر رواں دواں تھی۔

حورعین کی تو ہمّت ہی نہیں ہوئی شانزل کی طرف دیکھنے کی وہ خاک اپنی صفائی دیتی۔

شانزل نے کوٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور کال ملائی۔

فون ریسیو ہوتے ہی علیک سلیک کا تکلف کیے بغیر حکم صادر کیا

"رفیق، میں ایک گھنٹے میں گھر پہنچنے والا ہوں اس سے پہلے میرے کمرے میں دس کروڑ کیش ہونے چاہییے"

اور پھر فون کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ شانزل نے فون ڈش بورڈ پر پھینک دیا اور بیچارہ فون اتنا تشدد برداشت نہ کر سکا اور کومہ میں چلا گیا۔

اب شانزل کے پاس صرف ایک ہی کام تھا خود پر لعنت بھیجنے کا۔اس نے خود کو ایک سو ایک دفع لعنت بھیجی کہ پارٹی میں گیا ہی کیوں؟ نہ پارٹی میں جاتا نہ نکاح ہوتا۔وہ یہ معاملہ اپنے طریقے سے حل کر سکتا تھا۔

سارا واقعہ شانزل کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

حیات سکندر(حورعین کے چچا) کے گھر پارٹی تھی۔

بزنس کی دنیا کی سبھی بڑی ہستیاں موجود تھیں۔سبھی کے ساتھ بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ شانزل ابراہیم بھی۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی رنگ و نور کا سیلاب امڈ آیا تھا۔شانزل ابراہیم نے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی پوری حویلی جگر جگر کر رہی تھی۔

"خالو آپ کیسے ہیں؟" شانزل نے اپنے خالو عثمان سفیر کو عقیدت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وعلیکم السلام برخوردار، میں ایکدم ٹھیک، تمہارے کیا حال ہے؟" عثمان سفیر نے شانزل کے سلام نہ کرنے پر چوٹ کی۔وہ شانزل کی غلطیوں کا احساس اسی طرح دلاتے تھے۔

ان کی بات سن کر شانزل مسکرایا وہی قاتل مسکراہٹ "آپ کی دعا ہے، آپ پاکستان کب آئے؟"

"میں آج شام ہی آیا ہوں، اور رات کی فلائٹ سے واپس چلا جاؤں گا، تم آسٹریلیا کا چکر کب لگا رہے ہو؟ تمہاری خالہ نے سر کھایا ہوا ہے"

"انشا اللہ جلد ہی آنے کی کوشش کروں گا"

"بھئی میں تو صرف تمہارے دشمن کی پارٹی اٹینڈ کرنے آیا تھا" انھوں نے جاندار مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"چلیں اچھا ہے اسی بہانے ملاقات ہوگئی" عثمان صاحب کو کسی نے آواز دی تو وہ دوسری طرف چلے گئے۔

شانزل کے والدین ایک حادثے میں جاں بحق ہوگئے تو آٹھ سالہ شانزل ابراہیم کو عثمان صاحب اور انکی بیوی نے اپنی سرپرستی میں لیا۔کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے انکی ساری توجہ کا مرکز شانزل ہی تھا لیکن ماں باپ کے بعد شانزل جیسا شرارتی بچہ سنجیدہ ہوگیا۔عثمان صاحب اسے اِس بھنور سے نکالنے کے لیے آسٹریلیا شفٹ ہوگ ئے۔وہاں جانے کے بعد شانزل آگے تو بڑھ گیا لیکنسنجیدگی اسکی شخصیت کا خاصہ بن گئی۔اس نے پڑھائی مکمل کرنے کے بعد صرف اتنا کہا میں پاکستان جاکر بزنس کرنا چاہتاہوں اور اسکی مخالفت کسی نے نہیں کی۔پاکستان آنے کے بعد شانزل نے کمپنی اسٹارٹ کی اور کامیابی کی منزلیں طے کرنے لگا۔آج وہ بزنس کی دنیا کا سب سے کامیاب بزنس مین تھا جس نے 27 سال کی عمر میں اپنے قدم جما لیے تھے۔چھ فٹ سے نکلتا قد،کسرتی جسم گہری بھوری آنکھیں کتنی ہی نظریں اسے سراہتیں اور کتنی ہی نظریں حسد کرتیں جیسے حیات سکندر کی نظریں۔

حیات سکندر چلتے ہوئے قریب آنے اور مسکراہٹ کے ساتشانزل سے مخاطب ہوئے

" خوش آمدید شانزل ابراہیم "

انکی بات سن کر شانزل اسطرح مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو مجھے پتا ہے کہ آپ کو کتنی خوشیہوئی ہے۔

"ویسے مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے"

"چلیں اچھا ہے مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کی امیدوں پر پورا اترا" اتنا کہہ کر وہ فون پر مصروف ہو گیا صاف مطلب تھا کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتا۔

انکے چہرے پر ناگوار تاثرات ابھرے جسے انھوں نے بڑی مشکل سے قابو کیا اور صرف اتنا کہا "انسان کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے"

شانزل سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

شانزل کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا جب اسکی نظر حویلی سے نکلتے نسوانی وجود پر پڑی۔ وہ کسی بھی زیبائش سے پاک سادے سے سبز سوٹ میں سر پر دوپٹہ جمائے نظریں نیچے کیے حیات سکندر تک آئی اور کہا

"چچا آپکی سی۔ڈی" نظریں ہنوز نیچے تھیں۔

حیات سکندر نے سی۔ڈی لے لی اب وہ خاموشی سے مڑ کر حویلی میں چلی گئی۔

کچھ دیر بعد تمام لائٹس بند ہوگئی سب ہی پریشان ہوئے کچھ موبائل ٹارچ آن ہوئی پھر حیات سکندر کی آواز آئی

"آپ لوگ پریشان نہ ہو میں ابھی یہ مسئلہ حل کرتا ہوں "

پھر وہ ہوا جس کی توقع شانزل مر کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ایک پروجیکٹر روشن ہوا اور پردے پر کچھ تصاویر چلنے لگی شانزل کو لگا چھت اسکے سر پر آگری ہو۔یہ شانزل اور کسی لڑکی کی قابلِ اعتراض تصاویر تھیں۔

شانزل کبھی کسی لڑکی کے ساتھ انوالو نہیں ہوا تھا اور یہ تصاویر دیکھنے کے بھی قابل نہیں تھی۔

شانزل کے دماغ میں ایک جھماکہ ہوا یہ لڑکی وہی تھی حیات سکندر کی بھتیجی۔تیسری کے بعد چوتھی چلتی اس سے پہلے کسی نے پروجیکٹر بند کروایا اور لائٹ آن ہو گئی۔

شانزل کا دماغ ماؤف ہوچکا تھا لیکن عثمان صاحب کا دماغ کام کر رہا تھا انھوں نے ہی پروجیکٹر بند کروایا تھا۔لائٹ آن ہوتے ہی سب ہوش میں آئے اور چہ مگوئیاں ہونے لگی۔

شانزل تو بت بنا کھڑا تھا۔

تبھی عثمان صاحب کی آواز آئی

"حیات سکندر معلوم کرواؤ کسی نے یہ حرکت کی میرے بھتیجے اور اسکی بیوی کے خلاف اس قدر شازش میں برداشت نہیں کروں گا"

"فکر مت کریں میں دیکھتا ہوں یہ حرکت کس کی ہے"

شانزل کے سر پر اب چھت نہیں آسمان آ گِرا تھا۔

جس لڑکی کو اس نے آج سے پہلے دیکھا نہیں تھا وہ اسکی بیوی کب ہوئی۔

شانزل غصے سے آگے بڑھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا عثمان صاحب نے اشارے سے اسے خاموش کرا دیا۔

اور حیات سکندر سے کہا

" میرا خیال ہے کہ پارٹی ختم کی جائے "

حیات سکندر نے مہمانوں سے معذرت کے ساتھ پارٹی ختم کی۔

جاری ہے۔

برائے مہربانی مجھے اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیں۔

ش

انزل کے تیور تن گئے اب حویلی کے ہال میں تین نفوس تھےاور خاموشی کا راج۔اس خاموشی کو عثمان صاحب کی آواز نے توڑا۔

"یہ لڑکی کون تھی؟"

وہ حیات سکندر سے مخاطب تھے۔

"میری بھتیجی"

"ٹھیک ہے، میں مولوی کو بلا رہا ہوں ابھی نکاح پڑھوانا ہے" عثمان صاحب نے جیسے شانزل کے سر پر تیسرا بم پھوڑا۔

حیات سکندر کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عثمان صاحب ایسا کریں گے حیات سکندر کے چہرے پر پہلے حیرانی کے تاثرات ابھرے پھر اسکی جگہ مسکراہٹ نے لے لی۔

"آپ تکلف نہ کریں، میں مولوی صاحب کو بلاتا ہوں"

اتنا کہ کر حیات سکندر اٹھ کر چلے گئے۔

"خالو آپ یہ کیا۔۔۔۔۔۔"

عثمان صاحب نے شانزل کی بات کاٹ کر کہا

"میں تم سے کوئی صفائی نہیں مانگ رہا ہوں میں نے تمہاری پرورش کی ہے میں تمہیں جانتا ہوں، مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میں تمہاری زندگی کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ نہیں "

عثمان صاحب نے جیسے شانزل کے الفاظ ہی چھین لیے۔

شانزل نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔

---

مولوی صاحب نے حیات سکندر سے پوچھا

"حق مہر کتنا لکھوں "

حیات سکندر مسکرائے اور شانزل سے پوچھا

"پچھلے ہفتے جو پروجیکٹ ہمارے بجائے تمہاری کمپنی کو ملا، وہ کتنے روپیوں کا تھا؟"

شانزل نے حیرت سے حیات سکندر کی طرف دیکھا یعنی یہ شخص صرف ایک پروجیکٹ نہ ملنے کی وجہ سے یہ سب کر رہا ہے۔

شانزل کی طرف سے جواب نہ پاکر حیات سکندر نے حق مہر دس کروڑ لکھوا دیے۔شانزل کا جی چاہا ابھی انکار کر دے مگر اس نے اپنے خالو کی طرف دیکھا اور پھر انتہائی اکھڑ، ہٹ دھرم، مغرور،

ضدی شانزل ابراہیم بے بس ہو گیا اور اس نے حورعین جہانزیب کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

نکاح کے بعد عثمان صاحب نے شانزل سے کہا

"میری فلائٹ ہے ، میں جا رہا ہوں تمہاری خالہ سے موقع دیکھ کر خود بات کروں گا "

کہ کر وہ چلے گئے۔

شانزل ابھی بھی سوچوں میں گم رہتا لیکن اسکی توجہ روڈ پر سامنے سے آنے والے ٹرک نے دلائی اگر وہ صیحح وقت پر ٹرن نہ لیتا تو ایکسیڈینٹ ہو جاتا۔

اس نے آس پاس نظر دوڑائی تو دیکھا کہ وہ گھر کے قریب تھا گھڑی دیکھی بارہ بجنے والے تھے اس نے ڈھائی گھنٹے کا سفر ایک گھنٹے میں طے کیا تھا۔

شانزل کا غصہ کسی قیمت پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

اور پھر مرسڈیز آہنی گیٹ کے اندر داخل ہوئی۔

حورعین نے گاڑی رکنے پر نگاہ اٹھا کر دو ہزار گز پر مشتمل عالیشان سے شانزل وِلا کو دیکھا۔شانزل اترا اور اب وہ اسی کی طرف آرہا تھا دروازہ کھول کر شانزل ابراہیم نے حورعین کی کلائی تھامی اور ایک بار پھر گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا وہ وِلا میں داخل ہوا ہال کے بعد زینے عبور کرنے لگا۔

شانزل نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آکر جھٹکے سے حورعین کی کلائی چھوڑی۔

حورعین اگر خود کو نہ سنبھالتی تو یقیناً زمین بوس ہو جاتی۔

شانزل آگے بڑھ کر میز کے پاس گیا بیگ اٹھا کر کھولا اور حورعین لے سامنے پھینکا۔کچھ نوٹ زمین پر بکھر گئے۔

"لو، ہو گیا مقصد پورا؟" لہجے میں حقارت آمیز پھنکار تھی۔

حورعین کو لگا شانزل اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل رہا ہو۔

اب شانزل حورعین کے سامنے کھڑا تھا۔

"خیر تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ یہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا کہ نکاح کرنا پڑیگا، ایک بات تمہیں باور کرا دیتا ہوں کہ تین مہینے بعد میں اس ڈرامے کو ختم کر دوں گا تب تک تم یہاں رہ سکتی ہو، نیچے جو کمرے ہیں اس میں سے کسی ایک میں رہ لینا یہ سب میری برداشت سے باہر ہے مگر بہت نا قابل برداشت کام کر رہا ہوں یہ ایک اور سہی، جہاں چاہے آؤ جاؤ لیکن کوشش کرنا مجھے تمہاری شکل نہ دیکھنی پڑے"

شانزل بول رہا تھا اور حورعین کو لگ رہا تھا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔وہ منہ نیچے کیے آنسو بہانے کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

شانزل کی نظریں روشندان پر تھیں اگر وہ اسے دیکھ لیتا تو اپنا سارا غصہ اس پر اتار دیتا اسی لیے شانزل نے حورعین کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

شانزل اس وقت خود کو بے بسی کی حد پر محسوس کر رہا تھا اس نے دونوں ہاتھوں سے بال تھامے اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔

سارے دن کی تھکن اور ذہنی اذیت کے سبب وہ پانچ منٹ میں ہی نیند کی وادی میں اتر گیا۔حورعین ساکت کھڑی تھی جیسے پتھر کی ہو اسکا سکتہ تب ٹوٹا جب شانزل کی گہری سانسوں کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

حورعین نے آنسو بھری نگاہوں سے پہلے بیگ کو دیکھا پھر شانزل کو وہ بس اتنا ہی سوچ سکی

"یا اللہ، ،،، ایک اور آزمائش "

بھاری دل اور متواتر بہتے آنسوؤں کے ساتھ آگے بڑھ کر پہلے شانزل کے پیر جوتوں سے آزاد کیے پھر موزے۔اور پھر گھڑی ہاتھ سے نکالی کمفرٹر اوڑھا کر لیمپ بند کیا مڑ کر بکھرے نوٹ بیگ میں ڈالے اور اسے لے کر باہر نکل گئی۔نیچے سب سے آخری کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔وہ رات حورعین پر بہت بھاری گزری مگر گزر ہی گئی۔

---------------------------------------

صبح شانزل کی آنکھ کھلی تو سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔

شانزل تنے ہوئے اعصاب کے ساتھ تیار ہو کر نیچے آیا سعیدہ بوا(ملازمہ) سے کہہ کر ناشتہ کیا شکر کیا کہ حورعین کی شکل نظر نہ آئی چابی اور موبائل لے کر آفس روانہ ہو گیا۔

آفس پہنچتے ہی رفیق کو بلوایا ایک پیپر اسے تھمایا جس پر لکھا تھا

"حورعین جہانزیب، حیات سکندر کی بھتیجی "

اور کہا

"تمہارے پاس ایک گھنٹہ ہے انفارمیشن نکالنے کے لیے"

ایک گھنٹے بعد رفیق شانزل کی کیبین میں داخل ہوا

"ہمم، شروع کرو"

اپنے باس کی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بولنا شروع کیا

"حورعین جہانزیب، جہانزیب سکندر کی اولاد ہے جو ایک زمانے کے جاگیردار تھے۔سر، جب حورعین دس سال کی تھیں تبحورعین کے والدین ایک سڑک حادثے میں فوت ہو گئے لیکن اس حادثے میں حورعین کی جان بچ گئی "

شانزل کچھ چونک سا گیا۔

"پھر حورعین کی پوری ذمہ داری انکے چچا نے لے لی۔اٹھارہ سال کے ہونے کے بعد وہ شہر آگئیں ہوسٹل میں رہنے لگی، پڑھائی جاری رکھی ، لاہور انسٹیٹیوٹ میں ایڈمیشن لے رکھا ہے، وہ اپنی پڑھائی وغیرہ کے اخراجات کے لیےایک فرم میں جاب کرتیں تھی"

"تھیں مطلب؟"شانزل نے رفیق سے پوچھا

"سر دس دن پہلے ان کے چچا آئے اور انھیں لے گئے، جس کی وجہ سے اب وہ جاب لیس ہیں"

" اوکے، یو مے گو ناؤ"

رفیق کے جانے کے بعد شانزل نے سامنے میز پر رکھے پیپر ویٹ کو تین چکر گھمانے کے بعد شانزل نے وکیل کو فون لگایا۔

\-------------------------------------

"فاروق صاحب(شانزل کے وکیل ) آپ نے سارے پوائنٹس شامل کیے ہیں نہ"

" جی شانزل سر آپ ایک بار چیک کر لیں "

شانزل نے ایگریمنٹ پڑھنا شروع کیا

پھر شانزل نے سر اٹھا کر اثبات میں ہلایا جس کا مطلب تھا All ok

"فاروق صاحب میں چاہتا ہوں یہ ایگریمنٹ آپ کے سامنے ہی سائن ہو " وہ ازلی سنجیدگی سے کہہ کر شانزل نے گھر فون ملایا۔تیسری بیل پر سعیدہ بوا نے فون اٹھایا

"گھر پر جو بی بی ہیں انھیں بلائیں "

"لیکن بیٹا وہ تو گھر پر نہیں ہے "

"کیا مطلب نہیں ہے؟ کب نکلیں؟"

شانزل نے حیرت سے پوچھا۔

"بیٹا وہ تو تمھارے نکلنے سے پہلے ہی چلی گئیں تھی"

" کچھ بتایا آپکو کہاں جا رہی ہیں "

شانزل نے ایک اور سوال داغا۔

" میں نے پوچھا کہ تم پوچھو گے تو کیا جواب دوں؟ تو کہنے لگی انٹرویو دینے جانا ہے"

"اچھا ٹھیک ہے " کہہ کر فون رکھا

اور رفیق کو بلوایا اور اس سے کہا

"نمبر دیں"

رفیق نے سمجھ کر حورعین کا نمبر شانزل کو دیا۔نمبر ملانے کے بعد دوسری ہی بیل پر فون اٹھا لیا

"اسلام علیکم "

یہ پہلا لفظ تھا جو شانزل نے حورعین سے سنا تھا۔سلام کا جواب دینے کا تکلف نہیں کیا گیا

"شانزل ابراہیم بات کر رہا ہوں "

حورعین کے بڑھتے قدم رکے اسے لگا جیسے کسی نے اس کے الفاظ ہی چھین لیے ہو۔

"کہاں ہو؟" شانزل نے دوٹوک لہجے میں پوچھا۔

وہ پہلے ہی حواس میں نہیں تھی اس نے نظر اٹھا کر دیکھا جیسے میں کہاں ہوں؟

پانچ سیکنڈ بعد ڈھونڈ ڈھانڈ کر آواز نکالی

"جی-ٹی-روڈ"

"ٹھیک ہے، 25 منٹ کی ڈرائیو پر ہے آفس سے، میں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں"

کہہ کر شانزل نے فون رکھ دیا۔

اور ادھر حورعین نے بے بسی سے موبائل دیکھا۔

شانزل فاروق صاحب سے مخاطب ہوا"آپ کی ضرورت 25 منٹ بعد پڑے گی، میری بھی ایک میٹنگ ہے تب تک آپ لنچ کر لیں"

کہہ کر وہ کانفرنس روم کی طرف چلا گیا۔

میٹنگ ختم کر کے نیچے آکر کلائنٹس کو سی آف کرنے کے بعد جب گھڑی پر نظر ڈالی تو سوا گھنٹہ گزر چکا تھا۔اسکا غصہ عود آتا اس سے پہلے اسے حورعین نظر آئی۔

کندھے پر پرس ایک ہاتھ میں پانی کی بوتل جو تقریباً آدھی خالی تھی اور دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ چلی آ رہی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر 25 منزلوں کی شیشے سے بنی Shanzil industries کو دیکھا۔دھوپ کی شدت سے آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔گال سرخ ہو رہے تھے گوری رنگت پر سرخ رخسار الگ ہی منظر پیش کر رہے تھے۔

وہ چلتی ہوئی گیٹ تک آئی اور ٹھٹھک کر وہیں رک گئی کیونکہ سامنے شانزل ابراہیم کھڑا تھا۔

بنا کچھ کہے وہ چلنے لگا اور تین قدم کا فاصلہ رکھے حورعین چل رہی تھی۔

کیبن میں داخل ہونے کے بعد شانزل نے اپنی کرسی سنبھالی اور حورعین کھڑی ہی رہی۔

"فاروق صاحب شروع کریں "شانزل نے فون دار لہجے میں کہا۔

اور پھر کیا تھا فاروق صاحب شروع ہو گئے۔

"دیکھیں، میں فاروق صدیقی ہوں، شانزل ابراہیم صاحب نے مجھ سے اگریمنٹ بنوایا ہے جو آپکے نکاح ست تعلق رکھتا ہے"

حورعین نظریں نیچی کیے ایسے کھڑی تھی جیسے اسے سزا سنائی جا رہی ہو۔

"وکیل ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس ایگریمنٹ کی شقوں سے باور کرواؤں، اس میں لکھا ہے کہ شانزابراہیم نے آپکو حق مہر ادا کر دیا ہے، یہ نکاح وہ تین مہینے ہی قائم رکھیں گے لیکن اس دوران آپ شانزل ابراہیم کے کیے کسی بھی فیصلے پر آپ اعتراض نہیں کریں گی، ان کی زندگی میں دخل نہیں دیں گی، تین مہینے تک آپ انکے گھر میں رہ سکتیں ہیں۔شانزل ابراہیم، ان کے گھر، پراپرٹی، آفس، پیسے غرض ان سے جڑی کسی بھی چیز پر نہ آپکو حق ہے نہ ہو گا، جب سر آپکو آزاد کردیں گے تو آپ کسی بھی قسم کا دعویٰ نہیں کریں گی، کیا آپکو منظور ہے؟ اگر ہے، تو اس پر دستخط کردیں اگر آپکو کوئی اعتراض ہے یا کچھ پوچھنا ہے یا اس میں کوئی پوائنٹ شامل کرانا ہے تو آپ مجھے کہہ سکتی ہیں"

اتنی بڑی تقریر کے بعد فاروق صاحب خاموش ہو کر دونوں کو دیکھا

حورعین کی نظر اب بھی زمین پر تھیں

اور شانزل کی نظریں میز پر رکھے ہیں ہولڈر پر جیسے نجانے اس میں سے کیا دریافت ہونے والا ہو۔

حورعین نے بیگ سے پین نکالا اور دستخط کرنے آگے بڑھی تو فاروق صاحب نے اسے ٹوک دیا۔

"میرے خیال میں آپکو دستخط کرنے سے پہلے ایگریمنٹ پڑھ لینا چاہیے "

حورعین نے انکی بات سن کر انکی طرف دیکھا اور پھر پیپر پڑھنے کی بجائے دستخط کردیے۔

دستخط کرتے وقت ایک آنسو ٹوٹ کر ایگریمنٹ پر گرا۔

فاروق صاحب نے وہ ایگریمنٹ شانزل کے آگے کیا اس نے پڑھا ہوا ایگریمنٹ پھر پڑھا اور دستخط کر دیے۔شانزل کی آنکھوں سے ایگریمنٹ پر گرا ہوا آنسو چھپ نہ سکا۔

فاروق صاحب اٹھ کھڑے ہوئے

"ٹھیک ہے شانزل سر اب مجھے اجازت دیجیئے "

کہہ کر فاروق صاحب چلے گئے۔

انکے جاتے ہی حورعین بھی بنا کچھ کہے شکستہ قدموں سے چلی گئی۔

شانزل کی نظر اب بھی گرے ہوئے آنسو پر تھی۔صرف خالو کی وجہ سے اسے یہ ڈرامہ تین مہینے تک چلانا پڑے گا ورنہ حیات سکندر کی بھتیجی کو وہ ابھی فارغ کر دیتا۔

-------------------------------------------------

رات تقریبا نو بجے شانزل گھر آیا۔فریش ہو کر سعیدہ بوا کو کھانا لگانے کا کہا۔کھانے کے بعد اجمل پھوپھا(سعیدہ بوا کے شوہر) جو کہ چوکیداری کرتے تھے شانزل سے پوچھا

" بیٹا بی بی تمہارے ساتھ نہیں آئیں؟"

یہ سننے کے بعد تو شانزل کے چودہ طبق روشن ہو گئے مطلب وہ ابھی تک گھر نہیں آئی۔

پھر کچھ سوچ کر شانزل نے پوچھا

"کیا وہ کوئی بیگ لے کر گئی ہے؟"

"ہاں صبح بی بی کالا بیگ لے کر گئیں تھی"

شانزل مسکرایا یعنی وہ دس کروڑ لے گئ ہے۔

"میں نے ہی تو رکشہ کر کے دیا تھا"

بے وقوف، رکشے میں دس کروڑ لے کر گئی ہے لیکن جب آفس آئی تھی تو اس کے پاس پیسوں والا بیگ تھا کہ نہیں اف میں نے تو دیکھا ہی نہیں

اس نے سر جھٹکا مجھے کیا کچھ بھی ہوا ہو

ایک بار گھڑی دیکھی جو ساڑھے نو بجا رہی تھی پھر کچھ سوچ کر فون کرنے کا طے کیا اور اٹھ کر موبائل لینے کمرے میں چلا گیا

چونکہ اس نے نمبر save نہیں کیا تھا اسی لیے نمبر ڈھونڈتے ہوئے زینے اترنے لگا۔

تب اجمل پھوپھا نے کہا

"بیٹا فون مت لگانا بی بی آگئی ہیں "

"کب آئیں؟"

"ابھی کمرے میں گئی ہیں"

شانزل غصے سے صوفے پر بیٹھ گیا

تبھی حورعین کمرے سے نکلی اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باہر جانے لگی۔شانزل کو تو مانو پتنگے لگا گئے مطلب اگر میں نے کہہ دیا کہ جہاں چاہے آؤ جاؤ تو کہیں بھی کبھی بھی چلے جانا چاہیے

"شریف گھر کی عورتیں گھر سے منہ اٹھا کر اندھیرے میں کہیں بھی نہیں نکل جاتیں اور یہ ایک شریف گھرانہ ہے اسی لیے جب تک یہاں ہو اندھیرا ہونے سے پہلے گھر واپس آجاؤ"

شانزل کا سرد لہجہ حورعین کو دروازے کے پاس ساکت کر گیا اس نے بنا کچھ کہے اپنے قدم واپس کمرے کے طرف موڑ لیے۔

"بیٹا وہ شاید Medical جا رہی تھیں، انھوں نے مجھ سے آنے کے بعد پتا پوچھا تھا شاید انھیں دوائی وغیرہ کی ضرورت ہو"

اجمل پھوپھا شانزل کے غصے سے بخوبی واقف تھے اسی لیے صفائی دینا ضروری سمجھا

"تو آتے وقت لے کر آنا چاہیے، یا آپ سے منگا لینا چاہیے ، پھر سے اس وقت باہر جانے کی کیا تک بنتی ہے"

شانزل کی بات اجمل پھوپھا خاموش ہو گئے اور چوکیداری کرنے چلے گئے۔

"بوا ذرا ایک کپ کافی پلا دیں "

شانزل غصہ شانت کرنے لگا

شانزل کافی پی ہی رہا تھا کہ اجمل پھوپھا آئے

"بیٹا باہر رکشے والا آیا ہے۔۔۔۔بی بی سے ملنے"

بات سنتے ہی شانزل کی پیشانی پر بل پڑے۔

"بلائیں اسے اندر"

رکشے والا ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیڈیز پرس لیے اندر آیا۔

" کہو" شانزل کا وہی ازلی رعب دار لہجہ۔

"کیا تم اس لڑکی کے بھائی ہو؟"رکشے والا بڑی ہی معصومیت سے پوچھ رہا تھا اور شانزل کی پیشانی پر بلوں میں اضافہ ہوا۔

"کیوں؟کیا ہوا؟" شانزل کا انداز پھاڑ کھانے والا تھا

پتہ نہیں کیوں اسکا غصہ آخری حدوں کو چھونے لگا۔

"وہ لڑکی جو صبح یہاں سے رکشے میں بیٹھی تھی وہ اپنا پرس رکشے میں بھول گئی مجھے لگا وہ پریشان ہو گی اس میں پیسے تھے میں نے ابھی دیکھا تو دینے چلا آیا۔"رکشے والے نے پوری روداد سنا دی۔

"ٹھیک ہی اسے مجھے دے دو"

"نہیں یہ امانت میں اسی لڑکی کے کو دوں گا "

رکشے والے کی بات سن کر شانزل نے خود پر ضبط کیا اور سعیدہ بوا سے کہا

"بلائیں "

سعیدہ بوا چلی گئیں

"بچی بیچاری دوپہر ۱۲ بجے پرس بھولی مگر میں نے ابھی دیکھا تو سوچا دے آؤں " رکشے والا شاید زیادہ ہی باتونی تھا۔

حورعین ایک پیر سے لڑکھڑا ہوئے رکشے والے کے پاس آئی۔شانزل نے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنی توجہ کافی پر مبذول کر دی لیکناسکے پیروں کی لڑکھڑاہٹ محسوس کر لی تھی۔

حورعین نے تشکرانہ مسکراہٹ کے ساتھ ایک نوٹ رکشےوالے کو دیا اور وہ رکشے والا لوٹ گیا۔اور حورعین اپنے کمرے میں۔

شانزل نے نظر اٹھا کر اسکی پشت دیکھی سر پر سلیقے سے اوڑھا ہوا دوپٹہ، وہ کل والے ہی لباس میں تھی۔

حورعین کے جانے کے بعد اجمل پھوپھا شانزل سے مخاطب ہوئے

"شاید اسی وجہ سے بی بی لیٹ آئی ہوں، وہ پیدل آئی ہوں گی، پتہ نہیں کتنی پریشانی ہوئی ہوگی بی بی کو"

شانزل استہزائیہ ہنسا۔

آپکی بی بی کے پاس اتنے پیسے تھے کہ وہ سواری کیا سواری کی دکان بھی خرید سکتی تھی"

کہہ کر شانزل اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹا شاید تمہارا کوئی پرچہ گرا ہے"

اجمل پھوپھا نے کہتے ہوئے ایک کاغذ بڑھایا جسے شانزل نے کھول کر پڑھا

وہ کوئی مسجد کی رسید تھی جہاں صدقہ یا خیرات دی ہو۔صدقے کی رقم 10 کروڑ تھی۔

شانزل کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات ابھرے۔

صدقہ شانزل ابراہیم کے نام پر دیا گیا تھا۔

وقت صبح کے 10 بجے کا تھا۔

یعنی وہ پہلے مسجد گئی تھی پھر بارہ بجے کے قریب انٹرویو دینے جب رکشے سے اتری طور پرس وہیں رہ گیا۔

شانزل نے اسے آفس بلایا وہ پیدل آئی تھی اسی لیے اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگا۔

وہ وہاں سے نکل گئی شاید پیدل ہی گھر آئی تھی۔

اس کا لڑکھڑا کر چلنا، میڈیکل جانا، اور اپنی بات یاد آئی۔

وہ پرچہ شاید رکشے والے کو پیسے دیتے وقت گرا ہو گا۔شانزل پرچہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہ گیا۔س نے اپنی سوچوں کو لگام ڈالی۔اور اجمل پھوپھا سے کہا

"آپ جا کر اپنی بی بی سے پوچھ لیں انھیں کیا منگوانا تھا"

وہ اپنے کمرے میں آکر ایسے ہی لیٹ گیا اور پھر نیند کی وادی میں اتر گیا۔

---------------------------------------------

ادھر حورعین کروٹ بدل بدل کر درد سے بے حال ہو رہی تھی اتنا پیدل چلنے کے بعد اس کے پیروں میں چھالے آ گئے تھے۔اجمل پھوپھا پوچھ کر گئے تھے لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔وہ بار بار فون کو دیکھ کر دعا کر رہی تھی کہ وہ بس ایک بار بجے۔

اور کچھ دیر بعد فون بجا لیکن نام دیکھتے ہی حورعین کے مسکان غائب نہیں ہوئی لیکن پھیکی ضرور پڑی۔

اور اس نے فون اٹھا لیا

"السلام وعلیکم حیا"

"وعلیکم السلام حور! نالائق ،کہاں مری ہو؟ تین دن سے فون نہیں کیامیں نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب کی بار جب تک تم خود فون نہیں کروں گی میں بھی نہیں کروں گی لیکن حد ہوتی ہے تمہارا تو کوئی فون ہی نہیں آیا بہت صبر کیا پھر رہا نہیں گیا تو بے شرم بن خود ہی فون کیا لیکن تم بہت بے وفا ہو بتایا ہی نہیں ہوسٹل آ رہی ہو میں یونی نہیں جاتی اب بک بھی چکو کیا ہوا تھا سب کچھ میں ہی بول رہی ہوں اب پھوٹو بھی!"

حیا بولنے پر آئی تو بولتی ہیں چلی گئی نہ درمیان میں قوم تھا نہ فل سٹاپ۔

حور نے خاموشی سے اس کی پوری روداد سنی اور کہا

"آپ مجھے فون کرنا چاہیے تھا"

"اف ،تو کیا کیوں نہیں ویسے تم ہوسٹل کیوں آئی تھی"

"اپنی سرٹیفکیٹ اور ڈگری لینے انٹرویو دینا تھا"

"اوہ تو کیا بنا انٹرویو کا "حیا نے تجسس سے پوچھا۔

"مل گئی ہے جاب لیکن سنو میں یونی صرف ہاف ڈے ہی اٹینڈ کرو گی"

"کوئی نہیں، باقی لیکچر کے نوٹس میں دے دوں گی"

حیا ایسی ہی تھی اس کا بس چلتا تو وہ حور کے لیے سب کچھ کر ڈالتی۔

"لیکن تم ہو کہاں؟ حویلی میں ؟" حیا کو اب خیال آگیا۔

"نہیں شہر میں ہی ہوں "

"ہیں؟ لیکن ہوسٹل میں تو نہیں ہو؟ اللہ اللہ کہیں تمہارے چچا invisible نے تمہیں تو نہیں کر دیا

حیا کی بات سن کر حورین کا دل کیا حیا کو فون میں سے ہیں دو تھپڑ لگائے جا خود کا ہی سر پیٹ لے۔

پہلا آپشن تو عمل نہیں کیا جا سکتا تھا اسی لیے حورعین نے دوسرا آپشن عمل کیا اور اپنا سر پیٹ لیا۔

"ارے بکو بھی کیا تھا جس سے ہی ماروں گی؟"

حیا نے جھنجھلا کر کہا۔

" تمہارا ریڈیو بند ہو تو میں کچھ کہوں نا"

حورعین نے تیز لہجے میں کہا۔

"اب اتنا بھی نہیں بولتی میں اچھا اب بتاؤ کچھ نہیں بولوں گی"

حورعین ورین کا تیز لہجہ سن کر ہی حیا لائن پر آگئی۔

"دیکھو تم میری بات تحمل سے سننا بعد میں مجھے ڈانٹنا مت"

حورین نے تمہید باندھی۔

"ہمم" حیا سے زیادہ شریف اس وقت کوئی نہیں تھا۔

"دیکھو حیا میرے چچا مجھے حویلی کر گئے تو وہاں کچھ ایسے حالات ہوئے کہ......." ادھر حورین کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے بتائے اور ادھر ہی حیا صبر کا دامن تھامے بیٹھی سن رہی تھی

بالآخر حورعین نے کہہ ہی دیا

"حالات ایسے ہوئے کہا نہیں میرا نکاح کرنا پڑا"

اور پھر کیا تھا صبر کا دامن چھوٹ گیا۔

"نالائق، بے وفا ! اتنی بڑی بات تم مجھے بتا نہیں سکتی تھی؟ اف اللہ مجھے تو تمہارے نکاح کے چھوارے تک نصیب نہیں ہوئے"

حیا ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی۔

"بریک لگاؤ لڑکی، حد ہے چپ کرو میں بہت پریشان ہوں"

حورین کی بات سن کر حیا خاموش ہو گئی۔

" حور تم ٹھیک ہو نا؟"

"پتا نہیں، میرا نکاح عام لوگوں کی طرح نہیں ہوا ہے" حورعین روہانسی ہو گئی۔

"حور تم کہاں ہو؟ میں ابھی آ رہی ہو تم ایڈریس بتاؤ"

حیا ایک دم پریشان ہو گی۔

"نہیں، تم ابھی پریشان مت ہو، تم صبح انا ہم ساتھ یونی جائیں گے اور ذرا میرا سامان لے آنا"

حورین نے اسے ٹھنڈا کیا نہیں تو حیا ابھی اڑ کر پہنچ جاتی۔

"وہ سب تو میں لے آؤں گی، لیکن تم مجھے بتاؤ یہ سب ہوا کیسے؟"

"میں تمہیں صبح سب بتا دوں گی اور ایڈریس بھی صبح ہی میسج کروں گی نہیں تو تم ابھی نازل ہو جاؤں گی"

"مجھے اتنا جانتی ہوں تو تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ نئے ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں تم سب کچھ شئیر کر سکتی ہو"

"ہاں جانتی ہوں، اب تم سو جاؤ اب تمہیں اٹھانے کے لیے میں وہاں نہیں ہوں"

"تمہیں کیا لگتا ہے اب میں سو پاؤں گی پتا نہیں صبح کب ہو گی؟"

حیا کی بات سن کر حورین کی ہنسی چھوٹ گئی۔

" تم کبھی نہیں سدھر سکتی"

فون رکھنے کے بعد نورین پھر اداس ہو گئی۔

فون رکھ کر کمرے سے نکلی رات کے ایک بجنے والے تھے زینے عبور کر کے شانزل کے کمرے کے پاس آئی کچھ سوچ کر دل دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوگی۔

شانزل آج بھی کل کی طرح ہی سویا تھا اور حورعین نے آج بھی اس کے ہاتھ سے گھڑی نکالی شانزل کو بلینکیٹ اڑایا سائیڈ لیمپ بند کیا اور پردے برابر کیے آج شانزل جوتے اتار چکا تھا۔

اپنے کمرے میں آکر ایک کونے میں بیٹھ گئی وہ ایک خود دار لڑکی تھی اس کا ضمیر گوارا نہیں کر رہا تھا کہ وہ کمرے کا بیڈ بھی استعمال کرے ویسے بھی اسے اس کی حیثیت پتا تھی۔

سوچوں میں گم اسے بھوک لگنے لگی کل سے پانی کے سوا اس کے حلق سے کچھ بھی نہیں اتر تھا صبح کا ناشتہ اور کھانا اسی نے پکایا تھا لیکن بغیر کچھ کھائے ہی نکل گئی تھی۔

وہ جب اس گھر کا بیڈ استعمال نہیں کر رہی تھی تو کھانا بہت دور کی بات ہے صبح وہ پہلے مسجد گئی پھر ہاسٹل اور پھر انٹرویو دینے اور تب ہی پرس چھوٹ گیا۔

پھر آفس تک، پھر آفس سے شانزل وِلا پیدل آنا گھر آئے تک تو اسے چکر آنے لگے تھے۔

لیکن شانزل کی بات سن کر اس نے طے کرلیا تھا کہ کل سے اندھیرا ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے گی انہی سوچوں میں فجر ہوگئی۔

حورعین نماز پڑھ کر باہر آئی کل کی طرح ناشتہ اور کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگی حالانکہ اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کام کر سکے بار بار آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے لیکن اس نے ہمت کی۔

جیسے ہی روشنی ہوئی وہ میڈیکل گی اوردوائی لے آئیں پیروں پر لگائیں اور کھانا ناشتہ پکانے لگی فارغ ہوئی تو اسے حیا کا خیال آیا اور اسنے ایڈریس میسج کیا۔

شانزل نماز پڑھ کر واپس سوتا تھا اسی لیے وہ اسکے سامنے نہیں آئی۔

صبح سات بجے حیا شانزل وِلا کے باہر سامان لے کر کھڑی تھی۔اجمل پھوپھا نے حورین کو آ کر اطلاع دی تو وہ فوراََ باہر آئی سامان لیا حیا پہلے حورعین کے گلے لگی۔

حورین کو لگا کہ وہ بس رو دے لیکن خود پر ضبط کیا اور کہا

"میں تمہیں اندر نہیں بلا سکتی شاید پسند نہ آئے ، لیکن میں تمہارے ساتھ ایسے نہیں چل سکتی پہلے میں کپڑے بدلوں گی کیا تم انتظار کر لو گی؟"

حورین نے تھوڑا جھک کر کہا

"حور میں تمہارا انتظار آخری سانس تک کر سکتی ہوں "

وہ حیا ہی کیا جو سیدھا جواب دے۔

اس کے بات سن کر حورعین نے صرف ایک ہی لفظ کہا

"نوٹنکی"

اور پھر سامان لے کر اندر چلی گئی۔

حورعین نے جلدی سے نہا کر کپڑے بدلے باہر آکر کیچن سمیٹا جلدی جلدی ٹیبل لگائی شانزل ٹھیک آٹھ بجے ناشتہ کرتا تھا یہ بات اسے سعیدہ بوا نے بتائی تھی۔وہ سعیدہ بوا کو کہتے ہوئے باہر آگئی جہاں حیا گیٹ کے باہر کھڑی تھی۔

ساڑھے سات ہو رہے تھے آٹھ بجے کا پہلا لیکچر تھا رکشہ لیا اور دونوں سوار ہو گئے۔

"اف حور اب جلدی جلدی بتاؤ"

حورعین نے اسے بتایا کہ پارٹی میں کچھ تصاویر کی وجہ سے نکاح ہوا تو مانو حیا کی آنکھیں باہر آ گئیں۔

"حور، کہیں یہ شانزل وہی شانزل تو نہیں ہے، شانزل انڈسٹریز والا"

حیا پھر شروع ہو چکی تھی۔

" ہاں وہی ہے"

حورو نے بس اتنا کہا۔

"دیکھو تم فکر مت کرو وقت کے ساتھ تمہیں سمجھیں گے"

حیا کی بات پر حورعین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم ٹھیک تو ہو وہ مجھ سے ایگریمنٹ سائن کروا چکے ہیں تین مہینے کا، پھر یہ سب ختم "

حورعین نے کہا کہ تو حیا کچھ وقت کے لئے چپ ہو گئی۔

اور پھر کہا

"تم اس وقت سب اللہ بھروسے چھوڑ دو انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا"

انہی باتوں میں یونیورسٹی آگئی اور دونوں اندر چلی گئیں۔

---------------------------------------

حورین جب شہر آئیں تھی تب سے وہ اور حیا روم میٹ تھی حیا دوسرے شہر میں رہتی تھی۔حورین کافی خاموش طبیعت اور اپنے آپ میں مگن رہنے والی جبکہ حیا شوخ و چنچل مزاج بقول حورعین کے 'چلتا پھرتا ریڈیو' تھی۔

دونوں کی کافی گہری دوستی تھی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حورعین نے حیا کو اپنی پرسنل لائف کے بارے میں بتایا ہو ورنہ وہ صرف حورین کو اتنا ہی جانتی تھی جتنا باقی لوگ۔حورعین نے اپنے گرد ایک دیوار کھڑی کر رکھی تھی جس میں وہ کسی کو آنے نہیں دیتی تھی لیکن ان سب کے باوجود حیا اس کے ساتھ مخلص تھی حورعین خود جاب کر کے فیس وغیرہ بھرتی تھی کئی مرتبہ حیا نے اس کی مدد کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی خودداری بیچ میں آگئی اور کبھی کبھی حیا اس بات پر چڑ بھی جاتی تھی بقول حیا کے "وہ دوست ہی کیا جو چھین کر نہ کھائے'

حورعین بھی حیا کو اتنا ہی چاہتی تھی بس جتاتی نہیں تھی۔

-------------------------------------

صبح اٹھ کر شانزل نیچے آیا ناشتہ کیا اور حسب معمول باہر نکل گیا تب اجمل پھوپھا نے اسے بتایا کہ صبح شاید بی بی کی دوست آئی تھی وہ اس کے ساتھ چلی گئی شانزل نے ان کی بات سنی ان سنی کرتا گاڑی گیٹ سے باہر نکال لے گیا

-------------------------------------------

حورعین نے یونیورسٹی جاتے ہیں پہلے ناشتہ کیا پھر لیکچر لئے اور ہاف ڈے سے آفس چلی گئی۔

عصر تک وہ گھر آگئی۔گھر آ کر نماز ادا کی اور رات کے کھانے کی تیاری کرنے لگی حورعین نے شانزل کے آنے سے پہلے ہی کھانا پکا کر تیار کرلیا۔

وہ شانزل کی ہر بات پر عمل کر رہی تھی اس نے گھڑی دیکھی تو شانزل کے آنے کا وقت ہو گیا تھا وہ فورا کمرے میں چلی گئی۔

کچھ دیر میں گاڑی روکنے کی آواز آئی فوراً سمجھ گئی کہ وہ آگیا ہے۔پانچ منٹ بعد وہ کمرے سے نکلی شانزل شاور لینے کے بعد ڈنر کرتا تھا۔

وہ پارن ٹیبل لگانے لگی ٹیبل لگاتے ہیں وہ کمرے میں چلی گئی۔

شانزل کھانا کھانے کے بعد سعیدہ بوا کو کافی کمرے میں دے جانے کا کہہ کر اٹھ کر چلا گیا

برتن سمیٹنے کے بعد حورعین نے کافی بنا کر سعیدہ بوا کے ہاتھوں شانزل کے کمرے میں بھجوائی

سارے کام نپٹا کر وہ کمرے میں آئی ایک کونے میں جا نماز بچھا کر نماز ادا کی پھر اپنی بکس لے کر پڑھنے بیٹھ گئی۔

رات تقریبا ایک بجے بکس بند کی اور شانزل کے کمرے کی طرف بڑھ گئی آج بھی وہ ایسے ہی سویا تھا شاید اس کی عادت تھی ایسے سونے کی۔

آج بھی حورین نے گھڑی نکال کر رکھی کمفرٹر اڑھایا پردے برابر کیے سائڈ لیمپ بند کیا اور اپنے کمرے میں آگئی ایک چادر کونے میں بھی بچھائی اور لیٹ گئی۔

زندگی اسی طرح معمول سے گزرنے لگی حورین صبح اٹھ کر ناشتہ کر کے حیا کے ساتھ یونیورسٹی چاہتی، ہاف ڈی سے آفس، آکر ڈنر وغیرہ بناتی حورعین نے پورے گھر کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تھی البتہ شانزل کی نظر کے سامنے نہیں آتی تھی رات گئے کمرے میں جانا اس کا معمول تھا۔

شانزل بھی بے نیا سا اپنی زندگی گزار رہا تھا اسے یہ ضرور پتہ تھا کہ وہ عصر تک گھر آ جاتی ہے اور وہ کسی دوست کے ساتھ یونیورسٹی جاتی ہے۔اس دوران شانزل نے حورین کو صرف ایک مرتبہ دیکھا تھا جب وہ ایک مرتبہ اتفاقاََ دوپہر کو آفس سے گھر آیا تھا تو گیٹ کے باہر ایک لڑکی کھڑی تھی وہ حورعین نہیں تھی۔شانزل کو لگا وہ اسکی دوست ہوگی وہ سر جھٹک کر گاڑی اندر لے گیا وہ فائل لینے گھر پر آیا تھا

جب گھر میں داخل ہوا اور مطلوبہ فائل لے کر زینے اترنے لگا تو سعیدہ بوا کہا

" بیٹا کھانا کھا لو"

اب ان کے احترام میں بیٹھ گیا کھانے سے فارغ ہو کر باہر آیا گاڑی اسٹارٹ کر کے گیٹ پر آیا تو وہاں اجمل پھوپھا نہیں تھے۔ویسے ہی کھانے کی وجہ سے پانچ منٹ کی بجائے آدھا گھنٹہ اور لگا اور اب گیٹ اف وہ باہر نکل کر گیٹ کھولنے لگا۔تب اس نے اسی لڑکی کو دیکھا وہ اب تک کھڑی تھی اتنی دھوپ میں۔

اس نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا

"ایکسکیوز می مس، آپ کب سے یہاں کھڑی کیا کر رہی ہیں؟ کون ہیں آپ؟"

حیا شانزل کی بات سن کر اچھل کر پلٹی

"وہ.......وہ........م....میں"حیا اچانک شانزل کو دیکھ کر سٹپٹا گئی پھر خود کو ڈپٹا وہ کیوں ڈر رہی ہے وہ ڈرپوک نہیں ہے 'حیا ہے'۔

پھر پورے اعتماد سے جواب دیا۔

"بھائی........ سوری، سر میں حیا ہوں حورین کی دوست ہوں اور اس کا انتظار کر رہی ہوں"

وہ سمجھ گئی کہ یہ شانزل ابراہیم ہے اس نے اس کے فوٹو اخبار میں دیکھی تھی۔

اس نے حورعین کے خیال سے اسے بھائی کہا لیکن فوراً حورعین کے غصے کے خیال سے سر کہا ورنہ اس کے ایسے سوال پر کوئی اور ہوتا تو ہی اچھا خاصا جھاڑ دیتی۔

اتنے میں ایک رکشہ رکی جس میں سے حورعین اتری پہلے تو وہ شانزل کو دیکھ کر چونک گئی پھر فوراَ اپنی آنکھیں جھکا لی اور گھر کے اندر چلی گئیں چونکا تو شانزل بھی تھا۔اس کے بھیگے ہوئے گال، سرخ ناک اس کے رونے کی چغلی کر رہے تھے۔

"مجھے کیا"

شانزل نے سر جھٹک کر گیٹ کھولا اور گاڑی کی طرف بڑھا اتنے میں حورین تیز قدم اٹھاتی تقریبا بھاگتے ہوئی آئی اور ایک رول کیا ہوا چارٹ حیا کی طرف بڑھایا حیا نے حورین کو گلے لگایا اور کہا

" میں سب سنبھال لوں گی، بے فکر ہو کر آفس جاؤ"

شانزل بھی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔

اب تک شانزل ، حورعین کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کر پایا تھا اب وہ پھر سے شانزل کو نظر نہیں آ رہی تھی اسی طرح ان کے نکاح کو ایک مہینہ ہو گیا۔

حورین کا معمول وہی تھا اور شانزل کا بھی لیکن یہ معمول بدلا، نکاح کے ایک مہینے بعد۔

شانزل ناشتہ کرنے نیچے آیا۔ناشتے کے بعد سعیدہ بوا نے ایک پیپر شانزل کو دے کر کہا

"یہ صبح بی بی جاتے وقت دے کر گئی ہے"

شانزل نے وہ پیپر کھولا وہ ایک خط تھا جو نہایت نفیس تحریر اردو میں لکھا تھا۔

"اسلام علیکم

میں جانتی ہوں اس نکاح میں آپ کی رضا شامل نہیں تھی لیکن پھر بھی آپ نے ایک مہینہ مجھے اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دی، اس لئے میں آپ کی احسان مند ہوں میں اپنے معاشی حالات کی وجہ سے ہاسٹل میں رہنے سے قاصر تھی لیکن اب میں ہوسٹل میں رہ سکتی ہوں۔اسی لیے میں جا رہی ہوں میں جانتی ہوں میرا وجود آپ کیلئے ناقابل برداشت ہے۔اس لئے جس دن ایگریمنٹ ختم ہوگا میں آکر جہاں آپ کہیں گے دستخط کر دوں گی۔

فی امان اللہ

حورعین "

شانزل نے خط پڑھا مگر اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسا محسوس کر رہا ہے۔

وہ اٹھا اور آفس کے لیے نکل گیا۔

---------------------------------------

آج حورین کو گئے چار دن ہونے والے تھے وہ خوامخواہ جھنجھلایا ہوا گھوم رہا تھا اسے گھر میں کوئی چیز جگہ پر نہیں مل رہی تھی۔

کھانے کافی کا ذائقہ تبدیل ہو گیا تھا چوتھے دن برداشت کے باوجود پوچھ بیٹھا

"سعیدہ بوا آپ کھانا الگ سا کیوں پکا رہی ہیں؟"

"بیٹا کھانے کا ذائقہ تمہیں اسی لئے الگ لگ رہا ہے کیونکہ کھانا اتنے دنوں سے بی بی پکاتی تھیں"

شانزل چونک گیا۔پھر سر جھکا کر کھانا کھانے لگا۔

اسے لگا وہ کھانے کی تبدیلی کی وجہ سے جھنجھلایا ہوا ہے۔عجیب سوچ ہے نہ لیکن یہ شانزل ابراہیم کی سوچ ہے ،غلط نہیں ہو سکتی کم از کم شانزل تو یہی سوچتا تھا۔

اور کیا وجہ ہو سکتی ہے وہ صرف نکاح والے دن، اس کے دوسرے دن اور درمیان میں ایک بار ہی سامنے آئی تھیں تینوں ملاقاتوں میں حورعین نے شانزل سے دو ہی لفظ کہے تھے۔"السلام علیکم" اور "جی ٹی روڈ" اس کے علاوہ ان کی کونسی بات چیت ہوئی تھی جو وہ اسے مس کرے گا ہاں وہ اسے مس نہیں کر رہا۔

یہ سوچ کر شانزل نے خود کو دلیل پیش کی اور اسی رات میٹنگ کے لیے دبئی چلا گیا اور تیسرے دن واپس آیا۔

-------------------------------------------

آج حورین کو گئے ہفتہ ہونے والا تھا رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے وہ ایئرپورٹ سے خود ہی ڈرائیو کرکے گھر آیا۔گھر کے گیٹ کے باہر پھر وہی حیا نظر آئی۔

وہ گاڑی روک کر باہر نکل آیا۔

"کیا بات ہے مس حیا؟ آپ اس وقت یہاں"

شانزل نے کہا تو وہ رو رہی تھی اور وہ بھی نہ جانے کب سے پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

شانزل کو دیکھ کر اجمل پھوپھا بھاگ کر آئے۔

"بیٹا یہ بچی آٹھ بجے سے کھڑی ہے اور روئے جارہی ہے ، بس صرف تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہے اور کچھ بول ہی نہیں رہی ہے"

ان کی بات سن کر پریشانی سے شانزل نے حیا کو دیکھا۔

"چلیں اندر چل کر بات کرتے ہیں" شانزل نے کہا تو حیا نے فوراً نفی میں سر ہلایا حیا ہمت کر کے جلدی جلدی سے بولنے لگی،

"نہیں آپ بس چلیں حورعین کو لینے"

اس کی بات سن کر شانزل کو جھٹکا لگا۔

"کہاں سے لینے؟ وہ ہوسٹل میں نہیں ہیں؟"

شانزل کو لگا اس کے اندر کہیں بہت اندر کچھ ڈوبا۔

"ہاسٹل میں میرے ساتھ ہی رہتی ہے، وہ......وہ.... آفس سے ساڑھے چار بجے تک واپس آجاتی ہے لیکن آج وہ نہیں آئی تو مجھے فکر ہونے لگی، میں فون کرنے لگی تو نہیں لگا چھ بجے کے قریب اس کا فون آیا،وہ آفس میں ہے بہت....بہت پریشان لگ رہی تھی بس یہی کہہ رہی تھی کہ میں اسے وہاں سے لے جاؤں درمیان میں فون کٹ گیا۔میں آفس گئی تو گارڈ نے مجھے اندر جانے نہیں دیا۔میں پولیس اسٹیشن گئی تو انہوں نے بھی مدد سے انکار کر دیا۔آپ پلیز میری مدد کریں بھائی، بس ایک بار مدد کر دیں میں......میں کسی اور سے مدد نہیں مانگ سکتی،،، پلیز"

وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی اور شانزل بے تاثر سا اسے سنے جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ بیٹھیں گاڑی میں چلیں جلدی کریں"

اس کا کہنا تھا کہ ہی حیا بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ گئی گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے شانزل نے نظر گھما کر حیا کو دیکھا دونوں ہی چادر لیتی تھیں۔وہ پریشانی کے عالم میں فون لگا رہی تھی پھر کچھ دیر ورد کرتی پھر فون لگانے لگتی البتہ رونا جاری تھا اور شازل نے ترحم نظروں سے حیا تو دیکھا اور کہا

" آپ پانی پی لیں" کہ کر بوتل آگے بڑھائی۔

" نہیں بھائی ذرا اسپیڈ بڑھائیں پلیز"

شانزل نے اس سے آفس کا ایڈریس پوچھا اس نے ایک سانس میں آفس کا ایڈریس بتا دیا۔

آفس پہنچتے حیا نے گاڑی رکنے سے پہلے ہی دروازہ کھول دیا۔

" حیا کا بس چلتا تو وہ اس کے پاس پہنچ جاتی "

شانزل ابراہیم کا تو یہی خیال تھا اور صحیح بھی تھا۔

شانزل کی پرسنیلٹی ایسی تھی کہ گارڈ خاموش ہو گیا اور اس کی دھمکی تو گارڈ کی سانس روکنے کے لئے کافی تھی۔

ابھی کے ابھی بلڈنگ انلاک کرو" یہ حکم سن کر فورا گارڈ نے عمل کیا

شانزل سے پہلے ہی حیا اندر چلی گئی۔وہ چل نہیں رہی تھی بھاگ رہی تھی۔

شانزل نے کہا

" مس حیا ہم دونوں مختلف سمت میں ڈھونڈتے ہیں" شانزل کو اندازہ نہیں ہوا کہ حیا نے اس کی بات سنی بھی یا نہیں لیکن وہ "اسے" ڈھونڈنے لگا وہ 1st فلور پر ڈھونڈ رہا تھا اور حیا 2nd فلور پر۔

ساری لائٹ بند تھیں وہ فون کی ٹارچ آن کیے ڈھونڈ رہا تھا کچھ منٹ بعد سیڑھیوں کے پاس سے آواز آئی تو وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا اسے دو ہیولے نظر آئے وہ سمجھ گیا کہ یہ کون ہو گے۔

اس نے ٹارچ کی روشنی ایک ہیولے کے چہرے پر کی اور شانزل ابراہیم ایک لمحے کے لئے ساکت ہو گیا۔

چاند سا روشن چہرہ، پسینے کے عرق سے چمکتی پیشانی خم دار پلکوں والی سبز آنکھیں، سبز کٹورے اس وقت آنسوؤں سے بھرے ہوئے اور ان آنکھوں میں حیرت۔شانزل ابراہیم کو سینے میں بائیں طرف ایک طوفان اٹھتا محسوس ہوا لیکن وہ ایک لمحے میں سنبھل گیا اور مڑ کر باہر چلا گیا۔

پیچھے سے حیا کی آواز آئی

" حور غلطی سے اندر لوک ہو گئی تھی" حیا نے حور کو چلنے کا اشارہ کیا تو خاموشی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔

شانزل گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اس نے حیا اور اس کو باہر آتے دیکھا حیا نے حور کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

ایک تبدیلی تھی حیا میں وہ چادر کی بجائے دوپٹے میں تھی اس کی چادر حور نے اوڑھ رکھی تھی شانزل لاتعلق بنا اسٹیئرنگ کو گھورنے لگا۔

حیا حور کو لے کر پیچھے بیٹھ گئی۔پورا راستہ خاموشی سے کٹا فرق صرف اتنا تھا کہ آتے وقت حیا آنسو بہا رہی تھی، اور جاتے وقت یہ رسم حورعین پوری کر رہی تھی۔

شانزل نے بیک ویو میرر دیکھا وہ سرخ ہوتی آنسو بہا رہی تھی۔شانزل نے گاڑی شانزل وِلا کے گیٹ میں داخل کی اور اتر گیا حیا نے گاڑی سے اتر کر حورعین کو نکالا اور اسے لئے اندر بڑھنے لگی

حورعین نے حیا کو بھی اندر کی طرف ساتھ میں چلتے ہوئے دیکھا تو کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگی فورا حیا نے ٹوک دیا

"حور تم اپنا منہ بند رکھو، اپنی غیرت کی دکان کسی اور دن کھولنا، اب اگر تمہارے منہ سے ایک بھی لفظ نکلا تو تمہیں شوٹ کر کے خود کو پھانسی پر چڑھ جاؤں گی "

حیا حقیقتاً تپی ہوئی تھی۔

حور تو خاموش ہوگئی مگر شانزل نے حیرت سے دونوں کو دیکھا اور گھر میں داخل ہوا سامنے اجمل پھوپھا اور سعیدہ بوا نظر آئے۔

دروازے پر ہی حیا کے موبائل کی گھنٹی بجی اس نے چونک کر نمبر دیکھا اور فون اٹھایا

"جی ابو السلام علیکم! سب خیریت؟"

سامنے سے پتہ نہیں کیا کہا گیا ہے کی پیشانی پر بل نمودار ہونے لگے۔

"آپ فکر نہیں کریں میں پہنچ رہی ہوں"

حیا نے عجلت میں فون کاٹا۔حور نے سوالیہ نظروں سے حیا کی طرف دیکھا۔

حیا نے خاموشی سے اسے لے جا کر صوفے پر بٹھایا۔

اور بوا سے کہا کہ

"آپ پانی لا دیں گی؟"

سعیدہ بوا فورا لے آئی اس نے اپنے ہاتھ سے حور کی طرف گلاس بڑھایا تو اس نے نفی میں سر ہلا کر منع کر دیا۔

"حور مجھے جانا ہوگا دادی کی طبیعت خراب ہے وہ ہوسپٹل میں ہیں، میں جلد آنے کی کوشش کروں گی"

حورعین نے اثبات میں سر کو جنبش دی اور اٹھنے لگی۔

شانزے حورعین کی حرکت سمجھ کر حیا کو مخاطب کیا

"حیا آپ کو اجمل پھوپھا چھوڑ دیں گے اور آپ کی فرینڈ اب ہوسٹل میں نہیں رہیں گی، بے فکر ہوکر اجمل پھوپھا کے ساتھ جایئے۔"

"جی شکریہ"

حیا نے شانزل کو کہا پھر حورین کو مخاطب کیا "کھانا کھاؤ اور آرام کرو، مجبوری نہیں ہوتی تو تمھیں چھوڑ کر نہیں جاتی"

کہہ کر باہر نکل گئی۔

سعیدہ بوا نے شانزل سے پوچھا

" تمہارے لیے کھانا لاؤں؟ بیٹا "

"نہیں بوا میں کھا چکا ہوں، بس ایک کپ کافی کمرے میں بھیج دینا"

کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

حورعین خاموشی سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی اور کافی بنانے لگی۔

سعیدہ بوا فورا کچن میں آئی

" بیٹا تم رہنے دو میں بنا دوں گی "

"نہیں بوا کوئی بات نہیں، میں بنا دوں گی آپ لے جانا"

سعیدہ بوا نے ایک اور سوال پوچھا حالانکہ جواب پتا تھا۔

" بیٹا کھانا لگاؤں؟"

ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب تھا.

" نہیں بوا بھوک نہیں ہے بھوک لگے گی تو کھالوں گی۔"

سعیدہ بوا نے ترحم نگاہوں سے اسے دیکھا جو کافی کو کپ میں انڈیل رہی تھی۔

گھر کا پورا کام سنبھالتی تھیں لیکن کبھی یہاں کا کھانا نہیں کھایا تھا وہ تو اس گھر میں کسی بھی چیز پر حق نہیں جاتی تھی کمرے میں ایک کنارے چادر پر سو جاتی تھی۔

پتا نہیں کیا وجہ تھی؟

"بوا یہ دے آئیں" بوا کپ لے کر شانزل کے کمرے کی طرف چلے گئیں اور حورعین اپنے کمرے میں۔

ایک کونے میں زمین پر خود میں سمٹ کر لیٹ گئی اس کا سارا سامان ہاسٹل میں تھا۔ایک جوڑا کپڑا تک نہیں تھا۔اس کے ہاتھ میں صرف موبائل تھا آفس سے نکلتے وقت پرس بھی وہیں رہ گیا تھا اپنی بے بسی پر اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اس کے دل نے شدت سے خواہش کی کہ اس کا موبائل بجے لیکن وہ ہنوز خاموش تھا۔

"آہ.....کہاں ہے آپ؟ اس سے پہلے موت مجھے اپنی آغوش میں لے لے بس ایک بار آجائیں،
یا اللہ یہ آزمائشیں ختم کردیں اب تھکنے لگی ہوں"

بے بسی ہی بے بسی، اذیت ہی اذیت۔

لیکن کون جانے کہ قیامت آنے والی تھی یا خدا اسے دنیا ہی میں جنت دینے والا تھا۔

---------------------------------------

شانزل کمرے میں آنے کے بعد جوتے اتار کر بیڈ پر ڈھے گیا اسے اپنی ہی کیفیت سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں صرف آنسو سے بھرے سبز نین کٹورے گھوم رہے تھے۔ حیرت کی بات تھی وہ ایک مہینے سے اس گھر میں تھی لیکن آج تک اسے اس کی آنکھوں کا رنگ ہی نہیں پتا تھا۔

اتنے میں دروازہ بجا، بوا آئیں

" بیٹا کافی"

"بوا اسے لے جائیں"

اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا وہ خاموشی سے چلی گئی۔ وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ ایسے ہی سو گیا۔

-------------------------------------------

حورعین کی آنکھوں سے تو نیند روٹھ چکی تھی وہ اٹھی اور پھر شانزل کے کمرے کی طرف بڑھ گئی رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔

وہ داخل ہوئی اور ہمیشہ والا کام انجام دیا۔

شانزل ابراہیم ایک شہزادہ تھا جو اپنی سلطنت میں اپنی مرضی کا مالک تھا اور حورعین جہانزیب اس کی زندگی میں مسلط کر دی گئی، یہ احساس بڑا اذیت ناک تھا۔

کام انجام دینے کے بعد باہر آگئی اور کمرے میں آکر سو گئی۔

------------------------------------------

دوسرا دن بھی اسی خاموشی کے ساتھ گزر گیا حورعین آج شانزل کے سامنے نہیں آئی۔

------------------------------------------

اگلے دن بھی صبح ناشتے کے لیے شانزل نیچے آیا تو حورین سامنے نہیں آئی وہ ناشتہ کرنے ہی لگا تھا کہ اجمل پھوپھا اندر آئے۔

وہ حورعین کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے تو شانزل نے ان سے پوچھا

" کیا ہوا پھوپھا"

" بیٹا وہ بی بی کی دوست آئیں ہے باہر "

"تو انہیں اندر بلائیں"

" بیٹا وہ کہہ رہی ہیں کہ میں بی بی کو بلا دوں ویسے بھی وہ اندر نہیں آتیں"

شانزل کو اچھا نہیں لگا تو وہ اٹھ کر باہر حیا کو بلانے چلا گیا۔نجانے وہ حورعین کے معاملے میں اتنا بد اخلاق کیوں تھا۔ہمیشہ کے طرح حیا گیٹ کے پاس کھڑی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔

" اسلام و علیکم بھائی............. مطلب سر "

"وعلیکم سلام حیا آپ اندر آئیں باہر کیوں کھڑی ہیں"

نہیں، میں ٹھیک ہوں بھ.... سر"

اس کا جملہ سن کر شانزل کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

" آپ مجھے بھائی بلا سکتی ہیں، میں بھی تو آپ کے نام سے پہلے 'مس' کا تکلف نہیں کرتا یعنی میں بھی آپ کو بہن مانتا ہوں"

"ٹھیک ہے بھائی آپ نے تو میری مشکل آسان کر دی"

حیا نے مسکرا کر کہا۔

"اب بھائی کہا ہے تو چلیں اندر میرا گھر کاٹتا نہیں ہے"

اتنے میں اجمل پھوپھا آگئے اور کہا کہ

"بیٹا وہ بی بی کہہ رہی ہیں کہ آپ سامان دے کر چلی جائیں وہ آپ سے بعد میں مل لیں گی "

شانزل کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

" آپ چلیے حیا" اب وہ اسے لئے اندر آ گیا۔

وہ اسے لئے ڈائننگ روم آیا اور بیٹھ گیا۔حیا نے اجمل پھوپھا کو کہا

"حور کو یہاں بلا دیں کیونکہ میں ایسے نہیں جانے والی" حیا نے درخواست کی تو سعیدہ بوا حور کو بلانے سے چلی گئیں۔

"لیں، شروع کریں" شانزل نے اسے ناشتے کی دعوت دی۔تو حیا اوپر لٹکے فانوس کو دیکھنے لگی شانزل کو حیرت ہوئی تو اس نے حیا سے پوچھ لیا۔

" کیا ہوا حیا"

" بھائی یہ فانوس کتنا اچھا لگ رہا ہے نہ؟"

حیا کے جواب پر شانزل کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"کیا مطلب؟"

بھلا ناشتے اور فانوس میں کیا تعلق ؟

"مطلب یہ کہ میں اس پر لٹکتی ہوئی اچھی نہیں لگوں گی"

" ہیں؟"

شانزل صرف اتنا ہی کہہ پایا۔

" ابھی آپ مجھے اندر لے آئے ہیں یہی چیز حور کو اچھی نہیں لگے گی اوپر سے ناشتہ! اف وہ تو مجھے فانوس سے الٹا لٹکا دے گی"

حیا باقاعدہ ہاتھ ہلا ہلا شانزل کو بتا رہی تھی جیسے بڑی ہی کوئی پتہ کی بات ہو۔حیا کی بات سن شانزل کا قہقہہ بلند ہوا، حیا بھی بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

دونوں کی ہنسی کو بریک تو تب لگی جب حورعین ڈائننگ ایریا میں داخل ہوئی۔

حورعین دروازے پر نظر جھکائے کھڑی تھی اسے دیکھ کر حیا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی حورعین کے پاس آئی اسے اس کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا، حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔

وجہ اس کا حلیہ تھا وہ پرسوں والے ہی لباس میں تھی۔حیا کی کالی چادر آج بھی اس کے وجود کو چھپائے ہوئے تھی۔

حیا نے اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتے ہوئے سامان اسے دیا اور کہا "میں چلتی ہوں" حورعین تو خاموش ہی رہی ہیں یہ کہہ کر حیا شانزل سے مخاطب ہوئی

خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔

اور شانزے وہ تو مانو پتھر کا ہی ہو گیا اسے ڈھیروں شرمندگی میں آگھیرا اسے خیال ہی نہیں آیا تھا کہ اسکے کے پاس کپڑے اور ضرورت کی چیزیں نہیں ہوگی۔اس نے تو پرسوں کے بعد اسے اب دیکھا تھا شکن آلود لباس میں۔

حورین فوراً سامان کے ساتھ چلی گئی اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

شانزل اٹھ کر حیا کی طرف گیا، پتا نہیں کیا سوچ رہی ہوں گی وہ گیٹ کے باہر نکل رہی تھی اس نے آواز لگائی تو حیا نے مڑ کر دیکھا

"جی؟"

" حیا آپ کا کم از کم چائے پی لیں چلیں"

"بھائی وہ....."

" بھائی کو منع نہیں کرتے چلیں شاباش"

شانزل نے حیا کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا وہ شانزل کے ساتھ پھر اندر چل دی۔

-----------------------------------------

حورعین نے کمرے میں آ کر بیگ کھولا اس میں سے ایک جوڑا نکالا۔

"کیا سوچ رہی ہو گی حیا، اتنے دھڑلے سے روکا تھا اور میرے پاس بدلنے کے لئے کپڑے نہیں ہے"

کچھ بھی ہو وہ شانزل کی بے عزتی نہیں کرواسکتی تھی، اپنا تماشا لگا نا اسے پسند ہی نہیں تھا چاہے سامنے حیا ہی کیوں نہ ہو۔ کتنی کوشش کی تھی کہ حیا سے اس کا سامنا نہ ہو پر وہ ڈھیٹ ابن الڈھیٹ۔

اب جو بھی ہو اسے سامنا کرنا ہے یہ سوچ کر وہ واش روم چلی گئی۔

\-----------------------------------------

حیا نے شانزل کو کچھ نہ کہا، نہ پوچھا جو بھی تھا وہ ان دونوں کا نجی معاملہ تھا۔

سعیدہ بوا حیا کے آگے چائے بڑھائی۔

" لو بیٹا"

"شکریہ بوا"

کہہ کر حیا نے کپ تھام لیا بوا حورعین کو بتانے چلی گئی کہ حیا اس کا انتظار کر رہی ہے

شانزل بریڈ پر بٹر لگا رہا تھا تو حیا نے کہا

"بھائی آپ یہ چیز آملیٹ ٹرائے کریں نا "

شانزل نے اسے حیرت سے دیکھا تو حیا نے کہا

" ہاں! شکل دیکھ کر ہی لگ رہا ہے کہ حور نے بنایا ہے اور اس کے ہاتھ کے چیز آملیٹ کے آگے کوئی بھی ہفتِ اقلیم کی دولت ٹھکرا سکتا ہے"

شانزل نے مسکرا کر بریڈ رکھا اور ایک چیز آملیٹ اپنی پلیٹ میں رکھا۔

اتنے میں حیا کا موبائل بجا تو وہ سننے کے لیے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

شانزل نے بوا کو مخاطب کیا۔

" بوا کم از کم آپ ہی بتا دیتیں کہ کپڑوں کی ضرورت ہے"

شانزل کی بات سمجھ کر بوا نے کہا

جب بی بی نے خود ہی نہیں بتایا تو میں کیا بتاتی، ویسے بھی کپڑے تو بہت بعد کی چیز ہے بی بی تو بنیادی ضرورت تک کو اس گھر سے پورا نہیں کرتی"

شانزل نے چونک کر وہ کو دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

" مطلب یہ بیٹا کہ بی بی تو گھر میں کسی سے کھانا تک تو نہیں مانگتی نہ تم سے نہ ہم سے، کپڑے تو پھر بھی دور کی بات ہے۔یہ الگ بات ہے کہ کھانا وہی بناتی ہیں"

شانزل ابراہیم کو محسوس ہوا کسی نے اسکے مغرور چہرے پر زوردار طمانچہ دے مارا ہو۔وہ پرسوں سے اس گھر میں ہے یعنی وہ تب سے بھوکی ہوگی وہ تو اس حال میں ہی نہیں تھی کہ باہر جا سکے۔زندگی میں پہلی مرتبہ شانزل ابراہیم کو لگا نوالہ اسکے گلے میں اٹک گیا ہو۔

ایک دم سے اس نے سوال کیا

" تو بوا آپ کو ہی کھانے کا پوچھ لینا تھا"

" ایک مہینے سے روز ہی پوچھتی تھی وہ صرف یہی کہتی تھیں کہ بھوک نہیں ہے، لگے گی تو کھا لوں گی"

یہ بات سن کر مانو شانزل تو سکتے میں آ گیا۔

اتنے میں سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس نے گردن موڑ کر دیکھا حورعین و کچے پیلے رنگ کے سوٹ میں مہرون چادر اپنے گرد لپیٹے۔کاندھے پر پرس لٹکائے آئی حیا بھی دوسری طرف سے آ گئی۔

" ارے! ریڈی ہو گئی تم، بس دو منٹ میری تھوڑی سی چائے باقی ہے پھر چلتے ہیں "

یہ کہہ کر حیا ٹیبل کے پاس کرسی پر بیٹھ گئی اور کپ اٹھا لیا

حورعین وہیں نظریں جھکا کر کھڑی رہی حالانکہ کھڑا رہنا محال ہو رہا تھا وہ دروازے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی۔

"آپ نے ناشتہ کر لیا؟"

شانزل کی اواز گونجی حور نے چونک کر سر اٹھایا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا،یعنی اسی سے مخاطب تھا یہ وہ پہلا جملہ تھا جو وہ بغیرت طنز اور تیز لہجے کے حورین سے کہہ رہا تھا

حورین نے جواب دینے کے لیے آواز حلق میں ڈھونڈی لیکن نہیں ملی اس نے سر جھکا کا نفی میں سر ہلایا۔

"تو آئیں بیٹھیں ناشتہ کریں، آپ لوگوں کو جانا بھی ہے" اس نے عام لہجے میں کہا ہو حورعین کا دل سو کی اسپیڈ سے دھڑکنے لگا۔

وہ کہاں اس کی بات ٹال سکتی تھی اسی لیے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ٹیبل کے طرف آنے لگی۔

اتنے میں پھر حیا کا فون بجا وہ فون اٹھاتے ہوئے کہنے لگی

"آف! دادی کو سکون ہی نہیں ہے "کہہ کر فون سننے پھر باہر جانے لگی۔

" تم ناشتہ کروں میں باہر ہی ہوں"

" خدا حافظ بھائی "اور حیا یہ جا وہ جا۔

حور خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی شانزل نے اپنے آگے پڑی چیز آملیٹ اور بریڈ کی ٹرے اس کے آگے سرکائی حور نے ایک آملیٹ اور بریڈ کا نوالہ منہ میں رکھا پہلے نے والے کے ساتھ اسکی آنکھ سے آنسو بھی ٹوٹا۔

بمشکل تین والے کھائے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہوا نے اسے ٹوک دیا

"بی بی پورا ختم تو کرلیں "

"بس بوا بھوک نہیں ہے"

کہہ کر پر سنبھالتی باہر چلی گئی شانزل بس اسے جاتے دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس کے آگے ناشتہ ویسا کا ویسا ہی تھا ایک کپ چائے پی کر وہ بھی نکل گیا۔

پورا راستہ ڈرائیو کرتے وہ "اسے" ہی سوچ رہا تھا۔

وہ جب سے گھر آئی تھی تو اس کے بعد اس نے اس گھر میں کھانا ہی نہیں کھایا تھا۔

وہ ساڑھے چار بجے تک گھر آ جاتی تھی یعنی وہ تب سے بھوکی ہی رہتی، رات وہ بھوکی ہی سوتی تھی یہ ایک دن کی بات نہیں تھی پورے ایک مہینے کا معمول تھا۔اس کے گھر میں تو کوئی ملازم بھی بھوکا نہیں سوتا تھا۔

اف! ذائقے کی تبدیلی سے احساس تھا کہ وہی پکاتی ہے اب تو حد ہو گئی وہ پرسوں سے بھوکی تھی۔

"کیا لڑکی ہے وہ؟"

حیا نے حورعین سے کوئی سوال نہیں کیا وہ معمول کی طرح ہی اس کا سر کھا رہی تھی اب حورعین کے پاس جوب نہیں تھی اس نے ریزائن کر دیا تھا تو وہ پورا دن جوب ڈھونڈنے کی تگ و دو میں تھی وہ معمول کے مطابق گھر پہنچی کھانا پکایا اور کمرے میں چلی گئی۔

آٹھ بجے دروازے پر دستک ہوئی سامنے سعیدہ بوا تھیں

" وہ بیٹا آپ کو کھانے کے لیے بلا رہے ہیں"

مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق وہ ڈرتے ڈرتے کھانے کے لئے چلے گی شانزل شاید اسی کے لئے رکا تھا۔

وہ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں ملبوس ایک ہاتھ میں گھڑی پہنے موبائل میں مصروف تھا۔یہ وہی گھڑی تھی جسے آج تک ہر رات اس کے ہاتھوں سے نکالتی آئی تھی۔وہ خاموشی سے بیٹھ گئی شانزل نے کھانا شروع کیا تو بوا نے اسکے آگے بھی ڈش بڑھائی وہ تھوڑے سے چاول نکال کر کھانے لگی۔

اب دونوں کے معمول میں صرف یہ تبدیلی آئی تھی کہ ناشتے اور رات کے کھانے کے وقت دونوں کا سامنا ہوتا۔

حیا اور شانزل کی ملاقات ہوتی تو ہلکی پھلکی بات چیت ہو جاتی حورعین اب یونی نہیں جا رہی تھی وہ جوب ڈھونڈنے پر فوکس کر رہی تھی۔

تیسرے دن رات کے کھانے پر حورعین نے شانزل کو پہلی مرتبہ مخاطب کیا۔

"ح....حیا کی منگنی ہے ت..ت..... تو مجھے اس میں شرکت کرنے کے لیے اجازت چاہیے" وہ تقریباً ممنائی تھی نظر اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔شانزل بمشکل سن پایا۔

"ہمم، کہاں پر ہے؟"

"دوسرے شہر ،دن کا فنکشن ہے" نظریں اٹھا کر بات کرنا تو جیسے گناہ تھا۔

فورا وقت بتا دیا مبادہ کہیں انکار ہی نہ کر دے

" ٹھیک ہے "

وہ برتن اٹھا کر کچن میں اس طرح گئی جیسے قید سے رہائی ملی ہو۔

--------------------------------------------------

حورعین نے کمرے میں آکر اور فورا حیا کو فون لگایا پہلی ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

" السلام علیکم" ہمیشہ کی طرح حیا کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔

" وعلیکم السلام فون پر بیٹھی تھی کیا؟"

اف، حور کی بچی اس کال کے انتظار میں میرا بس چلتا تو موبائل ٹاور پر بیٹھ جاتی، اب طعنے مارنا بند کرو اور مجھے بتاؤ تم اوگی نا؟ ورنہ میں منگنی کینسل کر دوں"

اس کی بات پر حور نے مسکرا کر کہا

" تم بھی کیا یاد رکھو گی آجاؤں گی"

ہلکی پھلکی گفتگو کے بعد حور نے فون رکھ دیا۔

حیا اپنے گھر چلی گئی تھی منگنی کی تیاریوں کے لیے۔حیا زمان دوسرے شہر میں رہتی تھی لیکن اپنی سوتیلی ماں کے چپقلش کی وجہ سے بہت کم گھر جاتی تھی۔اس کے ابا اور سوتیلا بھائی بھی تھا لیکن مجال

ہے جو حیا زمان کی کسی سے بنتی ہوں سوائے اپنی دادی کے۔اس کا رشتہ طے ہو چکا تھا اور منگنی کی تیاری عروج پر تھی مہینے بھر بعد شادی کی تاریخ تھی۔چونکہ منگنی گھر پر تھی اسی لیے شانزل سے اجازت لینا ضروری تھا صرف حور کی وجہ سے حیا نے اعلان کر دیا تھا کہ فنکشن دن میں ہو گا کیوں کہ اندھیرا ہونے سے پہلے اسے گھر پہنچنا تھا۔

---------------------------------------

دوسرے دن وہ صبح سویرے ہی حیا کے گھر کے لیے نکل گئی حیا کا چہکنا عروج پر تھا اسے دیکھ کر حور نے اس کی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی۔

حیا گلابی رنگ کے فراک میں ہلکے سے میک اپ کے ساتھ خوبصورت لگ رہی تھی سبھی تیار ہو کر حال کے لیے روانہ ہوگئے۔

---------------------------------------

شانزل بھی ہال میں پہنچا تو اس کا استقبال گرم جوشی سے ہوا خالو دوست کے بیٹے کی منگنی تھی شک تو اسے 'اس' کے پوچھنے کے وقت ہی ہوا تھا لیکن یہ سوچا کہ ہو سکتا ہے اندازہ غلط ہو لیکن اس کا شک

یقین میں تب بدلا جب اس نے حیا کو اندر آتے دیکھا لاشعوری طور پر اس نے حیا کے ارد گرد نظر دوڑائی لیکن صرف کچھ لڑکیاں تھیں۔شاید اس کی کزنز تھیں۔

حیا سہج سہج کر قدم اٹھاتی اسٹیج تک گئی شور بلند ہوا کی منگنی کی رسم شروع کی جائے لیکن حیا نے منع کردیا کہ کوئی آنے والا ہے اس کے بعد رسم شروع ہوگی۔

شانزل کو پتا تھا وہ 'کوئی' کون ہے۔تقریبا 20 منٹ بعد حیا بنا وقت کا خیال کیے اسٹیج سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھی حور اندر داخل ہو رہی تھی حیا کو ایسے آتے دیکھ کر سٹپٹا آگئی۔

"اس لڑکی کو کب عقل آئے گی؟" سبھی آنکھیں پھاڑے حیا کو دیکھ رہے تھے۔

لیکن وہ حیا تھی اسے کہاں فرق پڑتا تھا شانزل نے بھی دیکھا مگر حورعین کی طرف دیکھنے پر ٹھٹھک گیا۔

حورعین نفیس سی سادہ کالی ساڑھی میں ملبوس تھی کانوں میں کالے چھوٹے بوندے، دودھیا رنگت پر رخساروں کو چھوٹی شرارتی لٹ اور اس پر تضاد سبز آنکھوں میں گہرا کاجل۔وہ اسے آج الگ ہی لگ رہی تھی۔

حیا اس کے پاس پہنچنے کے بعد شروع ہو چکی تھی۔

"اتنی جلدی کیوں آگئی میرے چہلم پر آنا تھا نا، نیاز کھانے"

حیا نے اس کے لیٹ آنے پر طنز کیا حورعین اسے گھوری سے نوازا اور اسے لیے اسٹیج پر جانے لگی۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی لیکن دل کر رہا تھا کہ ابھی دو تھپڑ لگا دے۔

"تمہاری وجہ سے لیٹ ہوئی ہوں کس نے کہا تھا کہ یہ تھا یہ تھان گفٹ کرو"

اس کا اشارہ ساڑھی کی طرف تھا

"اور قسم دو کہ یہی پہننا ہے"

" اف حور تم اس وقت اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ غصہ بھی نہیں آ رہا ہے دل کر رہا ہے کہ دو چار کِس کر ڈالوں"

حیا کی بات سن کر حورعین نے اسے کرسی پر بٹھانے کے بعد دو قدم دور ہوئی حیا سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ ایسا کر بھی ڈالے حورعین کی حرکت دیکھ کر حیا کو ہنسی آئی۔

حورین نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا

" آج تو اپنا ریڈیو بند کر لو، منگنی ہے تمہاری ،سب سسرال والے یہیں موجود ہیں۔"

کچھ ہی منٹوں میں منگنی کی رسم ادا کی گئی اور حیا طلال مرزا سے منسوب ہو گئی۔حورعین انہیں دیکھ کر بہت خوش تھی۔اسے مسکراتے ہوئے تو شانزل پہلی بار دیکھ رہا تھا۔کچھ دیر بعد حورعین وقت دیکھتے ہوئے گھر کے لئے روانہ ہو گئی۔

حورعین کے جانے کے بعد بشانزل اسٹیج پر مبارکباد دینے آیا تو حیا چونک گئی۔

" بھائی آپ؟"

"جی بھائی کی بہن میں"

شانزل نے جواب دیا

"منگنی مبارک ہو "

"خیر مبارک بھائی"

" تم نے تو بلایا نہیں اسی لئے میں لڑکے والوں کی طرف سے آ گیا "شانزل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی سب کچھ اتنا اچانک ہوا اسلئے، لیکن میں شادی میں آپ کو ابھی سے انوائٹ کر دیتی ہوں" حیا کی بات پر شانزل نے قہقہہ لگایا۔اس طرح یہ تقریب خوشی اختتام پر پہنچی۔

---------------------------------------------

حورعین کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا جوب لیس ہوئے۔وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ جوب مل جائے لیکن کوئی نتیجہ نہیں۔وہ پورا پورا دن خوار ہوتی رہتی۔کچھ ہی دنوں میں فیس بھی بھرنی تھی لیکن وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔کئی مرتبہ حیا نے کہا کہ وہ اسے قرض دے دے گی لیکن ہائے رے! حورعین کی غیرت مندی، اس نے منع کر دیا۔

حیا سے جب برداشت نہ ہوا تو وہ حورعین کے سر ہو گئی

"حد ہے حور، تم نے قسم لے رکھی ہے نہ سمجھنے کی،"

" دیکھو حیا، میں تمہیں کئی مرتبہ منع کر چکی ہوں"

" حور میں صرف تمہیں قرض دو نگی تم وقت پر مجھے لوٹا دینا"

" یہ نہیں ہو سکتا " حورعین کا لہجہ اٹل تھا۔

"کیوں نہیں ہوسکتا؟ تم اپنا سال خراب کر لوں گی؟ حد ہے"

حیا ایک دم تپ گئی۔

"میری غیرت مندی مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی"

حور نے سپاٹ لہجے میں کہا

" ٹھیک ہے میں تمہاری کچھ نہیں لگتی اس لیے تم میری مدد نہیں لے سکتی ، لیکن بھائی تو تمہارے شوہر ہے ان سے لے لو"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"

حیا کی بات سن کر تو حور بھڑک اٹھی

"کیا غلط کہہ رہی ہوں؟ تمہارے نان نفقے سے لے کر ہر چیز کی ذمہ داری ان کی ہے "

حیا بھی دو بدو بولی۔

"بالکل بھی نہیں میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی ، آئی سمجھ؟"

لہجہ اٹل تھا

اس کی بات سن کر حیا کا دل کیا کے ابھی اس کے دماغ سے خناس نکال دے

" تمہیں پتا ہے تمہاری یہ غیرت مندی سے مجھے سخت چڑ ہے ، تم اس غیرت مندی کے آگے سامنے والے کی محبت نہیں دیکھتی تمہارے لئے تو سب کچھ tit-for-tat ہے کیا مجھے سمجھ نہیں آتا تم ہر چیز کا بدلہ اتارتی ہو حد ہوتی ہے کسی چیز کی۔میں سب سمجھتی ہوں بھائی تمہیں اس گھر میں رہنے دے رہے ہیں اس کے بدلے تم گھر کے کام کرتی ہو تا کہ تمہاری سو کالڈ غیرت قائم رہے۔ تمہیں میرا دیا ہوا قرض نظر آ رہا ہے لیکن اس کے پیچھے میری محبت، تمہارے لئے فکر کچھ نظر نہیں آ رہا تو میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کے تم نے مجھے اتنے سال جھیلا"

حیا بول نہیں رہی تھی چیخ رہی تھی حورعین سانس روکے اسے سن رہی تھی یہ کیا کہہ رہی تھی وہ۔

حیا جانے لگی لیکن اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹی

"اوہ میں تو بھول گئی tit-for-tat ,شکریہ سے کام نہیں چلے گا اس لیے"

حیا نے کچھ نوٹ نکال کر حورعین کے قدموں میں پھینکے۔حورعین کا دل شدت سے چاہا کہ وہ یہاں سے غائب ہو جائے۔

تم نے اتنے سال دوستی نبھائی اس لیے یہ tit-for-tat ہے "کہ کر چلی گئی۔

وہ لوگ لان میں کھڑے تھے اور اپنے روم کے بالکنی سے یہ منظر شانزل نے میں پورا دیکھا تھا۔

---------------------------------------

حور نے بھاری قدموں سے چلتے ہوئے خود کو کمرے میں بند کرلیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ جتاتی نہیں تھی لیکن حیا اس کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی۔

کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم بیان نہیں کرسکتے۔

"کاش! آپ ہوتے تو آج یہ نہ ہوتا ۔لیکن آپ ہوتے تب نا،، آہ اب اور انتظار نہیں ہوتا، اور صبر نہیں ہوتا ، نہیں ہوتا، آپ کا انتظار کسی دن میری جان لے لے گا"

---------------------------------------

حیا کو باہر نکلنے کے بعد شدت سے احساس ہوا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ تو حور کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی وہ پھر سے حورعین کی طرف لوٹ گئی۔

---------------------------------------

شانزل سوچ ہی رہا تھا کہ وہ 'اس' کے پاس جائے یا نہ جائے۔

نیچے سے شور سنائی دیا یقیناً حیا کی آواز تھی۔

"حور ، دروازہ کھولو تمہیں پتا ہے میں ایسے نہیں جانے والی"

آخر حورعین نے دروازہ کھولا اور باہر ہال میں آئی۔

" تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ"

حورعین نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"حور مجھے معاف کردو مجھ سے غلطی ہوگئی میں نے غصے میں کہہ دیا"

" لیکن تم کہہ چکی ہوں حیا "

حیا بہتی ہوئی آنکھوں سمیت کہ کہا

" حور میرے ساتھ ایسا مت کرو، تم واحد سچا رشتہ ہو میرا، تم سے تعلق توڑ کر میں کہاں جاؤں، پلیز حور"

"مر گئی حور!"

حورعین دہاڑی تھی۔

" ایسا مت کہو ،،، میری غلطی ہے مجھے سزا دے دو میں تم سے معافی مانگتی ہوں "

حیا روئے جا رہی تھی

حورعین نے حیا کے آگے ہاتھ جوڑ دیے

"حیا میرے پاس اب صرف اس چھت کا آسرا ہے اگر انہوں نے مجھے یہاں سے نکال دیا تو میں دربدر ہو جاؤں گی، شکر ہے وہ گھر پر نہیں ہے اگر وہ تمہاری بات سن لیتے تو مجھے گھر سے باہر نکال دیتے اس لیے پلیز چلی جاؤ"

آنسو ایک تواتر سے بہہ رہے تھے اور اوپر شانزل ابراہیم کو ان الفاظ نے برف کا مجسمہ بنا دیا تھا۔

وہ حیا ہی کیا جو بات مان جائے

" دیکھو حور میں ایسے نہیں جاؤں گی"

"بخدا حیا ایسے بات بڑھے گی میری زندگی کو اور مشکل مت بناؤ پلیز چلی جاؤ، پلیز"

-----------------------------------------

شانزل تو مانو پتھر کا ہو گیا تھا وہ سے کیا سمجھ رہی تھی ویسے غلط بھی نہیں تھی جس طریقے سے اسے ٹریٹ کرتا تھا تو کوئی بھی یہی سمجھتا۔

-----------------------------------------

شانزل نے لاکھ کوشش کی اس سے فیس کے بارے میں بات کرنے کی مگر بات نہیں کر پایا حیا بھی پوری کوشش کر رہی تھی حورعین کو منانے کی مگر حورعین کا غصہ اللہ معاف کرے کسی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

-------------------------------------------

تین دن مزید گزر گئے شام پانچ بجے شانزل گھر میں داخل ہوا اور بوا سے کہا

:بی بی کو بلائے"

کچھ دیر میں حورین کچن سے باہر آئی

" وہ آج مجھے پارٹی میں جانا ہے تو آپ کھانا کھا لیجئے گا میں ڈنر باہر ہی کروں گا "

عام سے لہجے میں کہا حورعین نے نظریں نیچے کیے اثبات میں سر ہلایا۔

شانزل کے دل نے شدت سے خواہش کی کہ وہ نظریں اٹھائے تاکہ سبز آنکھیں نظر آئیں لیکن خود کی سوچ پر سرزنش کرتا کمرے میں چلا گیا۔

----------------------------------------------

رات تقریبا دو بجے شانزل کی آنکھ کھلی سر بھاری ہو رہا تھا۔

اچانک بازو میں کسی کا احساس ہوا تو اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔

بازو میں ایک دوشیزہ لیٹی ہوئی تھی کہ شانزل کرنٹ کھا کر کھڑا ہوا۔

اسے یاد آنے لگا وہ پارٹی میں گیا تھا اس کے آگے پیچھے یہی لڑکی گھوم رہی تھی پھر اس نے جوس پیا تھا آگے اسے کچھ یاد نہیں آیا۔

" اف یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟وہ بھی میرے بیڈروم میں"

شانزل نے بازو سے پکڑ کر لڑکی کو جارحانہ انداز میں کھڑا کیا وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی، پھر شانزل کو دیکھ کر خباثت سے مسکرائی۔

"?What the hell are you doing here"

آگ چھلکاتا لہجہ۔

اس لڑکی نے ایک ادا سے مسکرا کر جواب دیا

"وہی جو کیا جاتا ہے"

شانزل اسے بازو سے پکڑ کر کمرے سے گھسیٹتے ہوئے باہر نکال رہا تھا۔

" Just shut up ایسا کچھ نہیں ہے"

کوئی اور ہوتی تو سہم جاتی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اس نے قہقہہ لگایا اور کہا

" یہ تو صرف تمہیں اور مجھے پتا ہے"

شانزل کا ضبط جواب دے دیا گیا اس نے اس لڑکی کو گھر سے باہر نکال دیا۔

"Get the hell out of here, otherwise I'll kill you"

وہ تن فن کرتی چلی گئی۔

شانزل غصہ ضبط کرتے ہوئے ہال کے صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

قدموں کی آہٹ پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے اجمل پھوپھا کھڑے تھے اس نے چونک کر انہیں پوچھا

"پھوپھا آپ سوئے نہیں؟"

" صاحب جی اب ہم یہاں کام نہیں کر سکتے اس لیے آپ حساب کر دے میں اور سعیدہ ابھی چلے جائیں گے"

"پھوپھا آپ بیٹھے پہلے دیکھیں جو آپ نے دیکھا وہ سچ نہیں ہے"

"صاحب جی ہم اس معاملے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہے ہیں "

"پھر؟"شانزل نے پوچھا تو پھوپھا اسے سب بتانے لگے۔

شانزل پارٹی کے بعد کسی لڑکی کے ساتھ نشے میں دھت گھر آیا تھا۔تب حورعین، اجمل پھوپھا، بوا ہال میں موجود تھے۔شانزل کو دیکھ کر سب چونک گئے اور اسے سنبھالنے کے لئے آگے بڑھے۔

بمشکل شانزل جیسے قدکاٹھ والے آدمی کو صوفے پر بٹھایا، اس لڑکی نے پوچھا شانزل کا روم کہاں ہے تو بوا نے بتا دیا۔وہ محترمہ لہراتی بلکھاتی ہوئی شانزل کے کمرے چلی گئی۔

حورعین نے دیکھا شانزل حواسوں میں نہیں ہے تو جلدی سے بوا سے کہا

" بوا ،جلدی پانی لے کر آئیں "

بوا دوڑ کر پانی لینے گئی

حورعین نے بوا سے پانی لے کر شانزل کو پلانا چاہا تو شانزل نے حورعین کا ہاتھ جھٹک دیا جس سے پانی کا گلاس چھنا کے کے ساتھ ٹوٹا اور فرش پر بکھر گیا۔

"دور رہو مجھ سے بے ہودہ عورت، دوبارہ ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو حلق سے جان نکال لوں گا"

پھر ایک زوردار دھکا حورعین کو دیا۔حورین جیسی نازک لڑکی لچکیلی ڈال کی طرح زمین پر گری خود کو گرنے سے بچانے کے لئے ہاتھ کا سہارا لینا چاہا مگر ہاتھ کانچ کے ٹکڑوں پر پڑا اور سر سینٹر ٹیبل سے جا ٹکرایا۔شانزل حواسوں میں نہیں تھا لیکن اس کے لہجے میں اتنی تپش تھی کہ حورین کانپ اٹھی۔

(حقیقت شانزل کے ارد گرد وہ لڑکی گھوم رہی تھی اور چپکنے کی کوشش کر رہی تھی شانزل کو لگا پھر سے وہ اس کے قریب آنے کی کوشش کر رہی ہے تو یہ اس کا ردعمل تھا۔لیکن وہاں سب کو لگا شانزل نے یہ الفاظ حورعین کو کہے ہیں)

اس کے بعد شانزل پوری طریقے سے بے ہوش ہو گیا۔

حورعین نیچے بیٹھے کراہ رہی تھی بوا اسے اٹھانے کے لئے آگے بڑھتیں اس سے پہلے ہی وہ لڑکی اوپر کھڑی حکم صادر کرنے لگی۔

" ڈرامہ ختم ہو گیا ہو تو دو منٹ میں شانزل کو کمرے میں پہنچاؤ"

"پھوپھا آپ انہیں کمرے میں لے جائیں مجھے یہ ٹھیک نہیں لگ رہے"

حورعین پیشانی پر ہاتھ رکھے کراہتے ہوئے بمشکل بول پائی۔

پھوپھا گارڈز کی مدد سے شانزل کو کمرے میں لے گئے۔

---------------------------------------------

"یا اللہ یہ مجھ سے کیا ہو گیا"

شانزل کا شرم سے زمین میں گڑ جانے کا دل ہوا کچھ خیال آنے پر اس نے پوچھا۔

"ابھی آپ کی بی بی کہاں ہیں؟ بلائیں انہیں"

"بی بی گھر پر نہیں ہے "

" یہ نہیں ہو سکتا وہ مجھ سے اجازت لیے بغیر کہیں نہیں جا سکتی "

شانزل کے لہجے میں یقین بول رہا تھا۔

"لیکن بی بی سچ میں گھر پر نہیں ہے۔"

"وہ آئیں تھی آپ کے پاس اجازت لینے دراصل بارہ بجے کے قریب بیوی کو فون آیا تھا کہ حیا بی بی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تو اسپتال جانے کے لیے اجازت چاہیے تھی، وہ آپ کے پاس آئیں تو دروازہ اسی لڑکی نے کھولا بی بی نے کہا آپ کو بلا دیں تو اس لڑکی تو غصہ آگیا اس نے....اس نے........."

وہ الفاظ ڈھونڈنے لگے

"اس نے کیا پھوپھا؟"

شانزل نے بے قراری سے پوچھا۔

"اس نے بی بی کو تھپڑ مار دیا جس سے بی بی سیڑھیوں سے گر گئیں"

پھوپھا کی بات سن کر شانزل نے مٹھیاں بھینچ لی۔

"وہ بہت بے بس تھی تو میں ہی ان کے ساتھ حیا بی بی کے پاس چلا گیا لیکن بی بی نے کبھی کسی کو تکلیف نہیں دی اس لیے انہوں نے مجھے بھی گھر بھیج دیا"

"دیکھئے پھوپھا میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا لیکن فلحال آپ مجھے اسپتال کا نام بتائیں"

پھوپھا کے نام بتاتے ہی وہ اسپتال کے لیے روانہ ہوا وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا جب وہ پارٹی میں جاتا تھا کچھ نہ کچھ ہو جاتا تھا پندرہ منٹ ہسپتال میں موجود تھا۔

رات کے تین بج رہے تھے اسپتال تقریبا سنسان تھا اسے کاریڈور میں ایک وجود نظر آیا جو ہچکیوں کے ساتھ رونے میں مصروف تھا وہ فورا حورعین کے پاس گیا حورعین نے ڈر کر سر اٹھایا۔

سامنے شانزل ابراہیم کو دیکھ کر اس کا خون خشک ہو گیا وہ ڈر کر کھڑی ہوئی اور قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگی۔

"م...م.....میں جان....جان کر نہیں آ...آ.... آئی....و...وہ.... حیا کا....حیا کا......
س...سو....سوری.....وہ....وہ....اندر..... م...م....ڈر گئی..... تھی..."

وہ خوف کے مارے بے ربط جملے بول رہی تھی شانزل کو حورعین پر رحم اور خود پر بے انتہا غصہ آیا اس نے آگے بڑھ کر حورین کو شانوں سے تھاما اور کرسی پر بٹھایا۔

".Relax hoor, keep calm.... everything will be fine"

وہ ہمیشہ خیالوں میں بھی "اس" "اسے" کہہ کر مخاطب کرتا تھا لیکن بے اختیاری میں شانزل نے اسے حور کہہ کر پکارا کوئی اور صورتحال ہوتی تو حورعین ضرور چونکتی کیونکہ شانزل نے آج پہلی مرتبہ اسکا نام لیا تھا۔شانزل کا لہجہ انتہائی نرم تھا مگر اس کا حورعین پر کوئی اثر نہیں ہوا۔حورعین ہنوز رونے میں مصروف تھی۔

" حیا کہاں ہیں؟" اس نے آرام سے پوچھا،حورعین ابھی بھی آنکھیں پھاڑے آنکھوں میں خوف سمائے اسے دیکھ رہی تھی

" اندر " حورین کے صرف ہونٹ ہلے آواز نہیں آئی۔

حورعین بے طرح کانپ رہی تھی رونے کے باعث سبز آنکھیں سوج گئی تھی پیشانی اور ہاتھ پر زخم لگے تھے ان سے خون نکل کر وہیں سوکھ چکا تھا۔آج بھی وہ چادر میں اپنے وجود کو چھپائے ہوئے تھی بسکٹ کلر کی چادر پر کہیں کہیں خون کے دھبے تھے جو اس کے ہاتھ اور پیشانی سے نکلا تھا شانزل نے دیکھا وہ بنا چپل کے ہی آگئی ہے دونوں سہیلیاں ایک دوسرے کے پیچھے پاگل ہے اس کا یقین شانزل ابراہیم کو ہو گیا۔

"حور سب ٹھیک ہو جائے گا میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں آپ رونا بند کرو۔"

حور نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

ڈاکٹر نے تسلی بخش جواب دیا تو شانزل نے ایک نرس سے کہا کہ ointment لے کر آئے۔

وہ واپس آیا تو حورعین نماز پڑھنے میں مشغول تھی۔ چہرہ وضو کے پانی اور آنسوؤں کے قطرے کے وجہ سے نم تھا۔ سبز آنکھوں کے گرد خمدار پلکیں پانی کی وجہ سے بھیگی ہوئی تھی۔ شانزل کے دل نے ایک بیٹ مِس کی۔ وہ نماز ختم کر کے کرسی پر بیٹھ گئی۔

نرس نے آکر اس کی پیشانی اور ہتھیلی پر مرہم لگایا۔

پھر حورعین ورد کرنے میں مشغول ہوگئی اور شانزل اسے دیکھنے میں۔

بسکٹ کلر کی چادر کے ہالے میں لپٹا ہوا چہرہ، سب سے اہم چہرے پر پاکیزگی۔

آج تک وہ اسے حیات سکندر کی بھتیجی کی طرح ٹریٹ کرتا آیا تھا لیکن آج اس کے دل نے خاموش خواہش کی تھی کہ شانزل ابراہیم کو پتہ لگے کہ حورعین جہانزیب کیسی ہے؟

وہ حیات سکندر اور حویلی والوں کے صفات سے بخوبی واقف تھا کہ وہ لوگ پیسے کے پیچھے کس حد تک پاگل ہے ،لیکن حورعین کیا تھی؟

اس کی سوچوں کا ارتکاز فجر کی اذان نے توڑا، شرمندگی کے باعث وہ حورعین کو مخاطب نہ کرسکا اور فجر پڑھنے چلا گیا۔

-----------------------------------

شانزل واپس آیا تو کاریڈور پورا خالی تھا اس نے آس پاس نظر دوڑائی لیکن حورعین کہیں نظر نہ آئیں پھر اس نے بیقراری سے نرس سے پوچھا اس نے کہا مجھے نہیں پتا۔

شانزل کو خود پر بے تحاشا غصہ آیا اسے حورعین کو اس وقت یہاں اکیلے چھوڑ کر جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔

تبھی حورعین تیز تیز قدم اٹھاتی کاریڈور میں داخل ہوئی اور ڈاکٹر روم میں چلی گئی۔

" اس نے مجھے دیکھا یا نہیں مطلب ہے دونوں سہیلیاں ایک دوسرے کے علاوہ کچھ دیکھنا ہی نہیں چاہتی مجھے کیا ہوگیا ہے میں کیا سوچ رہا ہوں، اف!!! "

حورعین ڈاکٹر روم سے باہر آئی تو وہ اس کی جانب لپکا

" کہاں تھیں آپ؟"

حورعین نے نظر اٹھا کر نظر شانزل کو نہیں دیکھا حلق تر کر کے یک لفظی جواب دیا

" انجیکشن "

"اب کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتایئے گا اور اسے پہن لیں"

شانزل نے ایک شاپر حورعین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

حورعین شاپر تھام کر خاموشی سے کرسی پر ٹک گئی۔شاپر کھول کر دیکھا تو اس میں چپل کا نیا جوڑا تھا۔کسی خیال کے تحت اس نے اپنے پاؤں دیکھے،

اف!!!! میں چپل پہننا ہی بھول گئی۔چپل نکال کر پیروں میں ڈالیں۔شانزل حورعین کی حرکت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر نے آ کر کہا "ہم نے پیشنٹ کو روم میں شفٹ کر دیا ہے انشاء اللہ کچھ گھنٹوں میں ہوش آجائے گا"

حورعین کی جان میں جان آئی۔

دونوں اٹھ کر روم میں آگئے جہاں حیا دنیا جہاں سے بے خبر تھی۔شانزل صوفے پر بیٹھ گیا اور حورعین بیڈ کے قریب کرسی پر۔کچھ گھنٹے گزرے تو حورعین اٹھ کر باہر چلی گئی جب وہ واپس روم میں داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ناشتہ سے بھری ٹرے تھی۔شانزل اسے دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ

اسے ناشتے کا خیال ہی نہیں آیا۔حورعین نے ٹرے صوفے کے آگے ٹیبل پر رکھی اور مڑ کر باہر جانے لگی۔

" آپ......" شانزل کے کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب دیا "ڈاکٹر نے بلایا ہے" اور تیز تیز قدم اٹھاتی چلی گئی۔شانزل کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔شانزل نے ایک نظر اپنے آگے رکھے ناشتے کو دیکھا پھر ایک نظر گھڑی پر ڈالی صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔

" وہ ہر طریقے سے مکمل بیوی تھی"

" بیوی؟"

" لا حول ولا قوۃ میں یہ کیا بول رہا ہوں"

حورعین جب کمرے میں واپس داخل ہوئی تب بھی ناشتہ ویسے کا ویسے ہی رکھا تھا وہ پھر سے بیڈ کے پاس کرسی پر بیٹھ گئی

" کیا ہو جاتا اگر پوچھ لیتی کہ ناشتہ کیوں نہیں کیا؟ یہ سوچ کر شانزل نے اسے خود مخاطب کیا

"حور آپ نے ناشتہ کر لیا ؟"

"بھ... بھوک نہیں ہے" شانزل کچھ کہتا اس سے پہلے ہی حیا کے کراہنے کی آواز آئی حورعین فورا اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

حیا آہستہ آہستہ ہوش میں آ رہی تھی

" حیا"

حورعین اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی

" آنکھیں کھولو حیا، مجھے دیکھو"

حیا نے آنکھیں کھول کر حورعین کو دیکھا۔حورعین مسکرائی۔

شانزل تعجب سے دونوں کی محبت دیکھ رہا تھا۔

" حد ہے مطلب ایسی سیچویشن تو ڈراموں میں ہیرو ہیروئن کے بیچ میں ہوتی ہے۔"

-----------------------------------

نرس نے آکر کہا انہیں کچھ کھلا دیجئے اسپتال سے حیا کے لئے سوپ بھیجوایا گیا۔ حورعین نے اسے سہارا دے کر بٹھایا اور سوپ پلانے کے لئے چمچہ اس کے آگے کیا تو حیا نے منہ پھیر لیا اور منہ پھلا کر کہا "مجھے نہیں پینا میں ناراض ہوں"

حورعین نے باؤل نیچے رکھ دیا شانزل کو لگا اب حورعین حیا کو منائے گی، لیکن حورعین نے ایک تھپڑ حیا کے گال پر لگا دیا وہ الگ بات ہے کہ نازک ہاتھوں کا تھپڑ بھی نازک سا پڑا تھا۔

جہاں شانزل چونک گیا تھا وہیں حیا گال پر ہاتھ رکھے منہ کھول کر دور آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔

"حد ہے! نالائق ہو تو تم جیسا، خود ناراض ہو کر منتیں کرواتی ہو اور میں ناراض ہوں تو تھپڑ رسید دیا"

"کیوں میرے ضبط کو آزما رہی ہوں پلیز کھالو "

لہجہ بھیگا ہوا تھا حورعین کی پشت شانزل کی طرف تھی لیکن اسے پتہ تھا اور وہ رو رہی ہے۔

حورین نے سوپ سے بھرا چمچہ حیا کی طرف بڑھایا تو اس مرتبہ حیا نے بلا چوں چرا کیے سوپ پی لیا۔

سوپ ختم ہونے کے بعد آخر حیا نے ہی کہا

" اچھا نا سوری، جان بوجھ کر تھوڑی ایکسیڈنٹ کروایا تھا"

" تمہیں اندازہ نہیں ہے حیا تم مجھے کتنا پریشان کرتی ہو، کل کی رات مجھ پر کیسی گزری ہے"

حیا فورا اپنے جون میں آئی۔

"وہ دوست ہی کیا جو پریشان نہ کرے ابھی تو تمہیں اور پریشان کرنا ہے، خدمتیں کروانی ہے ،چلو قنیض ہمیں پانی پلاؤ"

ایک ادا سے حکم صادر کیا جسے دیکھ کر شانزل مسکرایا۔

حورین کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ڈاکٹر اندر آئیں حیا نے چھوٹتے ہی ڈاکٹر سے پوچھا

" ڈاکٹر میری لکھنوی کرتی کہاں ہیں؟ جو میں نے پہنی ہوئی تھی"

اس کی بات سن کر ڈاکٹر مسکرائی اور کہا

" وہ کپڑے خون لگنے کی وجہ سے خراب ہوگئے تھے تو ہم نے انہیں dispose کر دیے"

اس دوران حورعین ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کیا کروں میں اس لڑکی کا۔

ڈاکٹر وہ میری فیورٹ کرتی تھی۔ آپ بتائیں مجھے کس کم بخت نے ٹکر ماری تھی؟ میں نے اس کا سر پھاڑ دینا ہے۔"

حیا تو اپنی کرتی کا صدمہ ہی لگ گیا تھا اور ڈاکٹر بیچاری حیران، آج تک اس نے ایسا نمونہ نہیں دیکھا تھا۔

"تھم جاؤ لڑکی، سوری ڈاکٹر"

حورعین نے پہلے ڈاکٹر کو پھر حیا کو مخاطب کیا۔

" آپ بتائیں مس حیا آپ کو کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟"

ڈاکٹر نے پیشہ وارانہ سوال کیا

"میں نہیں بتاؤں گی پہلے حور سے کہیں کہ وہ مجھے معاف کر دے"

ڈاکٹر بیچاری پریشان، اس نے "حور" کی طرف دیکھا

"حیا چیک اپ کراؤ یار "

حورعین نے عاجزی سے کہا

"ٹھیک ہے ہم نے یہ التجا قبول کی قنیض"

شانزل پورا ڈرامہ دیکھ رہا تھا حیا کہ نظر اب تک اس پر نہیں پڑی تھی۔

ڈاکٹر رپورٹ دیکھ رہی تھی تو اچانک حیا کو یاد آیا "ہائے اللہ ! ڈاکٹر یہ زخم نشان تو نہیں چھوڑیں گے نا؟ اسی مہینے میری شادی ہے"

ڈاکٹر نے کوئی جواب نہیں دیا وہ صرف حیا کو دیکھ کر رہ گئی لیکن حیا کو مجال ہے جو کوئی فرق پڑا ہو۔

" میں بتا رہی ہوں حور، اگر ان زخموں کی وجہ سے میری شادی کی تصویریں خراب آئی تو.... تو ......میں پتا نہیں کیا کر ڈالوں گی"

اور شانزل کا ضبط یہیں تک تھا شانزل قہقہہ لگا کر ہنس پڑا قہقہے کی اواز پر تینوں نے مڑ کر دیکھا حیا تو شانزل کو دیکھ کر خوش ہو گئی لیکن ڈاکٹر تو جیسے شانزل کے قہقہے میں کھو گئی ڈاکٹر کو ایسے ٹکٹکی باندھ کر شانزل کو دیکھنا حورعین کو عجیب لگا۔اب بھئی شانزل اگر "اچھے" کی جگہ "الگ" لفظ استعمال کر سکتا ہے، تو اتنا حق تو حورعین کا بھی ہے کہ وہ "برے" کی جگہ "عجیب" لفظ استعمال کرے، خیر۔ شانزل کے لئے یہ عام بات تھی کی لڑکیاں اس کی دیوانی تھی اس لئے اس نے نظر انداز کیا۔

حیا کو تو بڑا مزا آیا

"ارے بھائی! آپ بھی آئے ہیں؟"

"کیوں میں نہیں آسکتا؟"

" ارے واہ! بھائی اب تو بہت مزہ آئے گا"

ڈاکٹر تو حیا کو ایسے دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہ رہی ہو کیا آپ پکنک منانے آئی ہو؟

"دیکھیں آپ لوگ پلیز باہر جائیں میں پیشنٹ کو چیک کر لوں"

ڈاکٹر نے تھک ہار کر کہا

---

"تم اپنے گھر پر فون کرو اور ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتاؤ "

حورعین نے حیا کی طرف فون بڑھاتے ہوئے کہا

"کسی کو کوئی فرق نہیں پڑنے والا ہے الٹا دادی مجھے وہیں روک لیں گی پھر یونی کا حرج ہو گا"

"ویسے بھی تم اس حالت میں یونی جانے سے رہیں تو بہتر ہے گھر پر آرام کرو"

حور نے سمجھانا چاہا

باتوں کے درمیان حور کا فون بجا حورعین نے سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر حیا کے ہاتھ سے فون لیا نمبر دیکھ کر فوراً رسیو کیا

"جی اسلام علیکم"

" جی ٹھیک ہوں"

" شہر میں ہی ہوں "

"جی نہیں صرف امتحان دینے جاؤں گی "

"مجھے فرق نہیں پڑتا "

"نہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے"

" نہیں کوئی رابطہ نہیں کیا ،آپ سے بات ہوئی ہے کیا؟"

آخری جملہ بولتے ہوئے حور کے چہرے پر اشتیاق تھا جو کہ جواب سننے کے بعد ماند پڑ گیا۔

" جی اچھا،خدا حافظ "

فون رکھتے ہی حیا سے مخاطب ہوئی

"میں نمبر ڈائیل کر رہی ہوں لو بات کر لو "

یہ کہہ کر حورعین نے فون حیا کی طرف بڑھایا لیکن اس نے فون نہیں لیا

"بات کر لو حیا "

آخر کار شانزل نے مداخلت کی اس کی بات سن کر حیا نے موبائل کان سے لگایا

"جی ابّو، السلام علیکم"

" یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا"

"خدا حافظ"

پھر گہرا سانس بھر کر کہا "آ رہے ہیں ابو"

---------------------------------------------

ایکسیڈنٹ کیسے ہوا ؟مطلب تم نے کسی کو ٹکر ماری ہے یا کسی نے تمہی ٹکر ماری ہے؟"

"کسی نے مجھے ٹکر ماری ہے"

" شکر ہے پولیس وغیرہ کا چکر نہیں ہے، میں نے ڈاکٹر سے بات کر لی ہے تم گھر چلو میں انتظامات دیکھتا ہوں" کہہ کر وہ باہر چلے گئے

"اسی لئے ،اسی لئے میں کہہ رہی تھی مت بتاؤ کون سا فرق پڑنا ہے "

"تمہارے ابّا ہے وہ حیا"

حورعین نے سمجھانا چاہا

کچھ دیر بعد حیا کو خیال آیا کہ

" میری میڈیکل رپورٹ یونی میں سبمٹ کرنی ہو گی"

"میں کر دوں گی "

"تم یونی جاؤ گی؟"

حیا نے تعجب سے پوچھا

"کیوں میں نہیں جا سکتی کیا؟"

حورعین نے الٹا سوال کیا

" نہیں حور تم نہیں جاؤں گی "

حیا کا لہجہ اٹل تھا۔

"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے ابھی رہنے دو مجھ میں جھگڑنے کی ہمت نہیں ہے "

شانزل کو محسوس ہوا حور اس کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتی کچھ دیر بعد حیا اپنے ہیں اپنے ابا کے ساتھ روانہ ہوگئی۔

-----------------------------------

" میں گاڑی لاتا ہوں آپ باہر آئیں"

پورے راستے حورعین دروازے سے لگ کر بیٹھی رہی وِلا آنے کے بعد دونوں کو ہی رات کا منظر یاد آگیا

شانزل نظریں جھکا گیا سامنے بوا کھڑی تھی۔

بوا اور پھوپھا آپ میرے کمرے میں آئیں"

کہہ کر سیڑھیاں عبور کر گیا۔

حورعین نے کچن کا رخ کیا

" رہنے دو بچے، تم تھک گئی ہو گی میں دوپہر کا کھانا بنا لوں گی"

" میں ٹھیک ہوں بوا "

حورعین نے سادگی سے جواب دیا

"جب تم کہتی ہو نا کہ میں ٹھیک ہوں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے تمہارے اس جملے کے پیچھے بہت درد چھپا ہوتا ہے"

حورعین کے کام کرتے ہوئے ہاتھ رکے

"آپ کو پتہ ہے بوا آپ ایک دم بی اماں کی طرح باتیں کرتی ہیں"

"وہ کون ہے؟ "

بوا نے استفسار کیا۔

"وہ انہوں نے ہی مجھے پالا ہے بالکل آپ کی طرح لگتی ہے بس آپ سے عمر تھوڑی زیادہ ہو گی"

"اچھا چلو میں ذرا اوپر ہو کر آتی ہوں تم نے تو بات ماننی نہیں ہے الٹا مجھے باتوں میں لگا کر کام ہی بھلا دینا ہے"

---------------------------------------

شانزل بوا اور پھوپھا کو مطمئن کرنے کے بعد چادر تان کر سو گیا اس کی آنکھ عصر کے اذان سے کھلی جب شانزل عصر پڑھ کر آیا تو گھر میں ہمیشہ کی طرح حورعین نظر نہ آئی۔

"بوا کھانے میں کیا بنایا ہے؟"

" میں نے تو کچھ نہیں پکایا، البتہ بی بی نے قورمہ بنایا ہے کہو تو کھانا لگاؤں؟"

بوا نے مسکرا کر بتایا

"آپ کی بی ی کہاں ہے؟"

شانزل نے سرسری سا پوچھا

" وہ گھنٹہ بھر پہلے ہی کمرے میں گئی تھی سونے، اٹھاؤں کیا؟"

بوا نے بتاتے ہوئے آخر میں سوال کیا

"نہیں رہنے دیں....."

وہ کہہ ہی رہا تھا حورعین کمرے سے باہر آئی سوئی ہوئی آنکھیں جن میں نیند کا خمار ابھی بھی تھا آنکھوں کو اور دلکش بنا رہا تھا لیکن جیسے ہی سبز آنکھیں اٹھیں تو شانزل کو دیکھ کر خوف کے آثار نظر آئے اس نے فوراً نظریں جھکا لی اور وہیں جم گئی۔قدم تو جیسے آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے

"کھانا لگا دیں بوا"

شانزل نے بوا سے مخاطب ہوا

حورعین فوراً پلٹ کر کمرے میں چلی گئی کل کے واقع کے بعد خوف اس کے دل میں گھر کر گیا تھا لیکن شانزل کے الفاظ تو تیر کے مانند لگے تھے۔

---------------------------------------------

شانزل کل سے لے کر آج تک کے وقفے کو ہی سوچ رہا تھا اس کے حواسوں پر صرف حورعین ہی چھائی ہوئی تھی اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اسپتال میں ہی اس کے رویہ پر اچھی خاصی سنا دیتی لیکن حورعین ایک دم الگ تھی یا اسے ہی لگ رہی تھی اس کی سوچوں کا ارتکاز فون کی بیل نے توڑا اس نے دیکھا خالو کی کال تھی

،"السلام علیکم خالو"

" وعلیکم السلام کیسے ہو؟"

خالو کے لہجے سے محبت صاف ظاہر تھی

" ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟"

" الحمدللہ"

"خالہ کیسی ہیں؟"

"پچھلے کچھ دنوں میں طبیعت خراب تھی مگر اب ایک دم ٹھیک ہے میں نے تمہارے خالہ کی طبیعت دیکھتے ہوئے کچھ نہیں بتایا ، انشاءاللہ وقت دیکھ کر خود ہی بتا دوں گا "

خالو نے تفصیل بتائی

" جیسا آپ کو ٹھیک لگے"

شانزل نے اتنا ہی کہا

شانزل بچے، حورعین کو بعد میں کوئی پریشانی تو نہیں آئی؟"

خالو کا لہجہ تشویش آمیز تھا

" کیا مطلب؟"

شانزل نے نا سمجھی سے پوچھا

"مطلب یہ کہ اس دن پارٹی میں کتنے ہی لوگ تھے کسی نے اس واقعے کے بارے میں کچھ کہا تو نہیں"

"نہیں خالو ایسا تو کچھ نہیں ہوا"

" ہمم ، اچھا ہے ہی ہے ورنہ لوگ ایسے واقعے کے بعد لڑکی کا جینا حرام کر دیتے ہیں "

"اچھا خالو مجھے کال آرہی ہے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں"

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"سر ہم نے انٹرویو لے لیے ہیں ہماری ٹیم نے انھیں select کیا ہے"

شانزل آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف تھا جب رفیق نے ایک resume شانزل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے رفیق، تم یہ Resume اپنے پاس ہی رکھو میں بعد میں دیکھ لوں گا"

سر ہم نے انہیں سِوِل انجینئر کے طور پر منتخب کر کیا ہے، یہ اپنی انسٹیٹیوشن کی bright student ہے مگر ان کی کچھ شرائط ہیں"

"دیکھو رفیق اگر یہ ہمارے لئے بہترین انجینئر ثابت ہوئی تو میں انہیں کسی بھی قیمت پر اپوائنٹ کروں گا"

وہ ہنوز لیپ ٹاپ پر مصروف تھا

"ٹھیک ہے سر میں ان سے کہتا ہوں کہ پریزنٹیشن ready کریں "

"Ok"

-----------------------------------.

شانزل کو ایک سِوِل انجینئر کی ضرورت تھی اس لئے اس نے شہر کے انسٹی ٹیوٹ میں انٹرویو رکھے تھے اور چنے گئے لوگوں کا آج پریزنٹیشن تھا۔

جب وہ انسٹیٹیوٹ میں داخل ہوا تو اس کی نظر حورعین پر پڑی جو ڈین کے آفس میں داخل ہو رہی تھی۔

شانزل نے رفیق کو فون ملایا اور کہا

" تم نے کسے فائنل کیا تھا ؟"

"سر ان کا نام حورعین جہانزیب ہے"

یہ سننے کے بعد شانزل نے فون رکھ دیا

-----------------------------------------

شانزل بیٹھا سامنے اسکرین پر چلتے منظر کو دیکھ رہا تھا جس میں حورعین پریزنٹیشن دے رہی تھی یہ سکرین کیمرے میں قید ہونے والے منظر پیش کر رہی تھی۔

شانزل ابراہیم کی تو پوچھو ہی مت وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا وہ کہیں سے بھی وہ حورعین نہیں لگ رہی تھی جو اتنے دنوں سے اس کے گھر میں رہ رہی تھی۔کہاں وہ دبوسی نظریں جھکا کر بات کرنے والی حورعین کہاں یہ حورعین جو پورے اعتماد کے ساتھ کھڑی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنی بات رکھ رہی تھی۔

شانزل نے رفیق کو فون کیا اور کہا اسے اپائنٹمنٹ لیٹر دے دے سب ہی اس کی پریزنٹیشن کی تعریف کر رہے تھے اور نوکری مل جانے کی وجہ سے مبارکباد دیتے ہوئے باہر نکل گئے۔

حورین اپنا سامان سمیٹ رہی تھی تب اس کے کانوں میں شانزل ابراہیم کی آواز گونجی۔

Congratulations and welcome to"

"THE SHANZIL INDUSTRIES

حورین کو ایک لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ اسے شانزل کے آفس میں نوکری ملی ہے۔اس کی آنکھیں حیرت کے بعد خوف سے پھیلیں۔

اور شانزل ابراہیم کو لگا وہ ان سبز رنگ آنکھوں میں ڈوب جائے گا لیکن اس کے ڈوبنے سے پہلے ہی حورعین نے نظریں جھکا لی۔

فوراً صفائی دینے لگی

" مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ ویکنسی آپ کی کمپنی میں ہے"

" ٹھیک ہے اب پتا لگ گیا ہے، کل سے وقت پر آفس آیئے گا میں کافی سخت گیر باس ہوں، خدا حافظ "

پھر پلٹ کا نفرنس روم سے باہر چلا گیا۔

" مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ آپ کتنے سخت گیر ہیں" یہ صرف سوچ سکی بولنے کی جرأت تو اس میں تھی ہی نہیں۔

-------------------------------------------

حورعین اس رات اس قدر ڈری ہوئی تھی اکیلی تھی اسے ایک سہارے کی ضرورت تھی اسے شانزل کو دیکھ کر اطمینان ہونا چاہیئے تھا مگر شانزل کو دیکھ کر اسکے خوف اور بڑھ گیا شانزل کے تسلی بخش جملے کسی کام نہ آئے۔اسے شانزل کے کسی جملے، یا آمد اسکے لیے راحت کا باعث کیوں نہیں تھے ؟ شانزل ابراہیم جتنا سنجیدہ، سخت مزاج اور ضدی تھا اس سے پوری دنیا واقف تھی لیکن وہ حورعین کے آگے بخود کیوں ہوتا جا رہا تھا؟ میں اتنی سی نازک سی لڑکی کے آگے بے اختیار کیوں ہوتا جا رہا

ہوں؟ وہ میرے اعصاب پر کیوں سوار ہونے لگی ہے؟ کیوں ہر وقت میری سوچوں پر اسی کا قبضہ رہتا ہے؟ نہ جانے کون سی کشش ہے جو مجھے کھینچتی ہے اور میں کھینچا چلا جاتا ہوں،،،،

اف......! بے اختیار؟اعصاب پر سوار؟ قبضہ؟ کشش؟ شانزل ابراہیم ہوش میں آؤ کیا حرکت کر رہے ہو تم؟ یہ صرف شرمندگی ہے اور کچھ نہیں ،انجانے میں ہی سہی تم سے زیادتی ہوئی ہے بس اسی کا guilt ہے .

دراصل اسے خوشی ہوئی تھی حورعین کے بارے میں جان کر کہ وہ سول انجینئرنگ کے لاسٹ ایئر میں ہے حالانکہ وہ بہت کمزور اور نازک سے سراپے کی مالک تھی اسے دیکھ کر کہیں سے بھی گماں نہیں ہوتا تھا کہ وہ سِوِل انجینئرنگ کی اسٹوڈنٹ ہوگی۔جب شانزل کو پتہ لگا وہ پڑھتی تو اس نے سوچا کہ فرسٹ یا سیکنڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہوگی۔

شانزل نے اسے اس کی قابلیت کے بل بوتے پر ہی اپوائنٹ کیا تھا رفیق سے حورعین کی شرط سن کر اس کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

حورعین کی شرط تھی کہ وہ کبھی بھی چار بجے سے زیادہ کام نہیں کرے گی یعنی وہ کبھی بھی اندھیرا ہونے تک آفس میں نہیں رہے گی۔

پتا نہیں کیوں شانزل کو یہ سب الگ رہا تھا جی بالکل شانزل کو یہ سب "الگ" رہا تھا کیونکہ وہ اس الگ کی جگہ "اچھا" لفظ استعمال نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔

---

صبح جب شانزل نیچے آیا تو حورعین آفس جا چکی تھی۔

جب وہ آفس میں داخل ہوا تو سب میں اس نے "اسے" ڈھونڈا لیکن وہ نظر نہیں آئی۔

کچھ دیر بعد رفیق نے اسے یاد دلایا کہ نئ انجینئر کے ساتھ بورڈ ممبر کی میٹنگ ہے تو وہ سر ہلاتا میٹنگ روم میں چلا آیا۔

جب وہ داخل ہوا تو اس نے دیکھا تقریباً آٹھ لوگ پہلے سے موجود ہیں اور لمبی سی میز کے ایک سرے پر "وہ" کھڑی ہے سب شاید شانزل کے ہی منتظر تھے۔

شانزل نے باس کی کرسی یعنی لمبی سی میز کے دوسرے سرے پر رکھی کرسی سنبھالی اب حورعین ایک دم اس کے سامنے تھی۔

میٹنگ اسٹارٹ ہوئی تو سب ہی حورعین سے سوالات کر رہے تھے جس کا جواب وہ بہت اعتماد کے ساتھ دے رہی تھی یہ الگ بات تھی کہ اس نے ایک نظر بھی اپنے باس کی طرف نہیں ڈالی تھی۔پھر سب نے ایک ایک کر کے مسئلے بتائے جو شانزل انڈسٹریز کو پیش آرہے تھے اور اس کے علاوہ اسے کون کون سے پروجیکٹ دیکھنے ہیں اس کے بارے میں بھی اطلاع دی۔میٹنگ خیر و عافیت سے اختتام پذیر ہوئی اس دوران شانزل ابراہیم ایک ہی زاویے پر بیٹھا تھا جیسے سامنے اس کی من پسند مووی ہو اور وہ اسے بڑے انہماک سے دیکھ رہا ہو اسے تو میٹنگ میں کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی رفیق نے ایک آدھ مرتبہ اسے کچھ کہنا چاہا تو شانزل نے اسے جن نظروں سے گھورا جیسے اسے یہ مداخلت سخت ناگوار گزری ہو توفیق نے تو کچھ کہنے سے توبہ کرلی۔

(اف....اف....شانزل ابراہیم کا غصہ)

سبھی اسے سراہتے ہوئے باہر نکلنے لگے آفس کے ایک ورکر نے مصافحہ کرنے کے لیے حورعین کے آگے ہاتھ بڑھایا شانزل کو پتہ تھا وہ کبھی بھی یہ ہاتھ نہیں تھامے گی اور ایسا ہی ہوا۔

شانزل بنا کچھ کہے اپنے کیبین میں آ گیا۔کیبین بہت کشادہ تھا۔کیبین کے دروازے والی دیوار باہر سے دیکھنے پر آئینے کی طرح لگتی تھی لیکن اندر سے خالص کانچ تھی۔جس کی وجہ سے اندر سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا اور باہر سے کچھ نظر نہ آتا۔داخل ہوتے ہی سامنے شانزل کی میز تھی جس کی ایک طرف شانزل کی کرسی جس پر جب وہ بیٹھا تو ریاست کا شہزادہ معلوم ہوتا۔دائیں طرف اٹیچڈ باتھ روم کا دروازہ اور دوسرے کمرے کا دروازہ تھا اس کمرے شانزل تباستعمال کرتا جب اسے آفس میں ہی رکنا پڑتا۔اس کمرے میں ایک وارڈرب ایک بیڈ اور صوفہ تھا

شانزل نے کیبین میں آتے ہی رفیق سے کہا

"میرے بائیں طرف والی کیبین نئے انجینئر کو کل سے دے دو، لیکن اس سے پہلے میرے اور اس کیبین کے درمیان دیوار کی جگہ ایسی دیوار ہونی چاہیے"

اس نے دروازے کی کانچ اور آئینے کی دیوار کی طرف اشارہ کیا۔جس سشانزل حورعین کی کیبین کا منظر دیکھ سکتا تھا اس کی بات سن کر رفیق نے سر ہلایا۔

\---------------------------------------

دوسرے دن آفس میں اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔دیوار پر سے بلائینڈرز ہٹائے تو "وہ" نظر آئی جو پوری طرح سے اپنے کام میں محو تھی ہمیشہ کی طرح چادر سے اپنے وجود کو چھپائے ہوئے وہ سبھی سے لیے دیے انداز میں بات کر رہی تھی۔

رفیق انتہائی عقلمند پی اے تھا اس نے بن کہے بلائینڈرز لگوا لیے تھے جس کی وجہ سے جب بھی کوئی شانزل کے آفس میں آتا تو وہ بلائینڈرز لگا لیتا، جب اکیلا ہوتا تو بلائینڈرز ہٹا دیتا۔

اگلے دن شانزل نے دیکھا وہ دروازے کے باہر کھڑی ہے تقریبا پانچ منٹ حورعین نے اسی کشمکش میں گزار دیے کہ اندر جائے یا نہ جائے آخر کار ہمت کر کے دروازہ کھٹکھٹا دیا اور کہا

"?May I come in sir"

شانزل اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا

"Yes"

اندر آتے ہی حورعین کو اچانک سے وہ اگریمنٹ والا منظر یاد آیا۔اس نے سر جھٹک کر کہا

"ان پیپرس پر آپ کے سائن چاہیے تھے"

شانزل نے دیکھا اس کی نظریں ہنوز نیچے تھی وہ لڑکی جو سب سے پورے اعتماد سے بات کرتی تھی وہ شانزل ابراہیم کے آگے نروس ہو جاتی تھی۔

"اوکے، اسے رکھ دیں"

وہ فائل رکھ کر فوراً مڑ گئی تبھی شانزل نے پوچھا "آپ کو کوئی مشکل تو پیش نہیں آ رہی یہاں"

حورعین کی نظر دروازے کی دیوار پر تھی یعنی وہ سب دیکھ چکا تھا۔

"جی نہیں"

کہہ کر وہ فورا اپنے کیبن میں گئی شانزل نے بلائینڈرز ہٹائے تو اس نے دیکھا "وہ" لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جیسے نہ جانے کتنے میلوں کا سفر کر کے آئی ہو۔

--------------------------------------------

اس کے اگلے دن شانزل کانفرنس روم میں جا رہا تو دیکھا کہ پیون حورعین کے کیبن میں داخل ہو رہا تھا اس نے پوچھا

"کیا بات ہے؟"

پیون نے کہا

" سر وہ اندر گلاس ٹوٹ گیا ہے تو صاف کرنے جارہا ہوں میم تو چلی گئی ہیں"

"اوکے" پھر وہ آگے بڑھ گیا مگر زینے کی طرف دیکھ کر چونک گیا۔چوکنے کی وجہ یہ تھی کہ حورعین زمین پر گری ہوئی تھی اور اس کے پیر سے خون نکل رہا تھا جو زمین پر پھیل رہا تھا۔

شاید وہ دوسرے پیون سے ٹکرا کر گری تھی جو بھاری باکس لے کر اوپر آ رہا تھا پاس کھڑی آفس میں کام کرنے والی لڑکیاں اس پر ہنس رہی تھیں۔شانزل کی شفاف پیشانی پر بل نمودار ہوئشانزل کو دیکھ کر حورعین اپنا درد بھول بھال گئی اور اسے خوف نے آگھیرا۔

حیا کے اکسیڈنٹ والی رات سے وہ اس سے ڈرنے لگی تھی۔

شانزل نے آگے بڑھ کر سیکینڈ کی بھی دیر کیے بغیر حورعین کو باہوں میں بھر لیا، حورعین اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی اسکی اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر رہ گئی۔

لیکن مجال ہے جو شانزل ابراہیم کو کسی چیز سے فرق پڑا ہو۔

شانزل نے اپنے قدم کیبن کی طرف بڑھا دیئے۔کیبن میں آکر حورعین کو کرسی پر بٹھایا فون نکال کر رفیق کو کال ملائی۔اور گھٹنوں کے بل حورعین کے پاس بیٹھ گیا

"رفیق ابھی کے ابھی ڈاکٹر کو میرے پاس بھیجو"

کہہ فون رکھ دیا۔

شانزل نے دیکھا کہ زخم پر کوئی کپڑا بندھا ہوا ہے شاید رومال تھا جو خون کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر پیر چپل سے آزاد کیا اور پھر رومال کھولنے لگا یعنی محترمہ کو پہلے سے چوٹ آئی تھی پھر بھی زینے اتر رہی تھی۔

حورعین کی تو خوف سے جان نکلنے لگی اسی لیے جلدی سے صفائی میں کہنے لگی

" میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا،،،،وہ جلدی جلدی میں گلاس چادر سے الجھ گیا تھا تو گر کر ٹوٹ گیا ،،،، غلطی سے!"

شانزل نے اسے سر اٹھا کر دیکھا وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی رفیق ڈاکٹر کے ساتھ داخل ہوا ڈاکٹر نے اپنا بیگ کھولا اور بینڈیج نکالنے لگا۔جیسے ہی وہ حورعین کی طرف بڑھا اس نے فوراً اپنا پیر پیچھے کیا

" نہیں پلیز!!!!! میں ٹھیک ہوں"

اس کی بات سن کر ڈاکٹر نے شانزل کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

شانزل نے گہرا سانس لے کر رفیق سے کہا

" منٹ ختم ہونے سے پہلے لیڈی ڈاکٹر کا انتظام کرو"

اس کی بات سن کر رفیق فورا غائب ہوا۔

شانزل ابراہیم مغرور تھا، ضدی تھا، منہ پھٹ تھا، بددماغ تھا، حورعین کے معاملے میں کچھ حد تک بداخلاق بھی تھا لیکن سنگدل نہیں تھا۔

شانزل پیر سے نکلتے خون کو تفکر سے دیکھ رہا تھا جو زمین کے کارپٹ کو نذرانہ پیش کر رہا تھا۔

"ڈاکٹر آپ جب تک کوئی pain killer ہی دے دیں"

ڈاکٹر نے فوراً pain killer دی جسے حورعین نے انتہائی مشکل سے حلق سے اتارا۔اتنے میں رفیق لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ حاضر ہوا۔ڈاکٹر نے فوراً ڈریسنگ اسٹارٹ کی بینڈیج کرتے وقت ڈاکٹر حورعین سے باتیں کر رہی تھی

"اتنی چوٹ کیسے آئی آپ کو؟"

"کانچ چبھ گئی تھی"

بینڈیج کرنے کے بعد ڈاکٹر شانزل سے مخاطب ہوئیں۔

"دیکھیں، stitches کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی چوٹ کافی گہری ہے میں نے انجکشن لگا کر پٹی کر دی ہے مگر پاؤں کو لٹکا کر مت رکھیں نہیں تو بلیڈینگ بند نہیں ہو گی، اور پٹی کو بھیگنے مت دیں۔کچھ گھنٹے تو پیروں کو بالکل حرکت نہ دیں"

وہ پیشہ وارانہ انداز میں ہدایت دے رہی تھی۔

حورین کی آنکھیں نیند کے بار سے بند ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی شانزل نے پوچھا

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو اتنی جلدی کس بات کی تھی؟"

"وہ......" حورعین نے تھوک نگلا اور ہمت جمع کر کے کہا

"وہ میں لیٹ ہو گئی تھی بس چھوٹ جاتی اس لئے" وہ کہہ کر خاموش ہوئی تو شانزل اس کی طرف بڑھنے لگا اور حورعین کو لگا اب اس کا دل بند ہو جائے گا، حورعین نے خوف سے آنکھیں میچ لی ہاتھ میں موجود موبائل پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

اسکے دل سے صدا نکلی " بس ایک بار آجائیں "

شانزل نے پھر سے اسے بانہوں میں اٹھا لیا اور کیبن سے ملحق کمرے کی طرف قدم بڑھا دیئے حورعین نے خوف کے مارے اس کے کوٹ کا کالر تھام لیا۔

شانزل نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور قدرے دور بیڈ کے سرے پر خود بیٹھ گیا حورعین جہانزیب کی نگاہوں میں اپنے لیے خوف برداشت کرنا شانزل ابراہیم کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا

"حورعین "

شانزل کی پکار پر اس نے چونک کر دیکھا پھر شانزل نے اپنی بات کا آغاز کیا

"حیا کے ایکسیڈینٹ کی رات میں Drink spiking کا شکار ہوا تھا بیلا نے میرے جوس میں پتہ نہیں کیا ملا دیا تھا جس سے میں حواس کھونے لگا،میں نے کسی قسم کا نشہ نہیں کیا تھا وہ میری غلطی نہیں تھی۔جب آپ میرے پاس آئیں، مطلب پانی پلانے" شانزل نے فورا تصیح کی

"تو مجھے لگا بیلا ہے اس لیے میرا برتاؤ ایسا تھا میں اس کے لیے شرمندہ ہوں "

اگر کوئی شخص شانزل ابراہیم کو ایسے دیکھ لیتا تو یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔حورعین کا بھی یہی حال تھا مگر اس نے کہا

"آپ پلیز ایسے مت کہیں "

کچھ بھی ہو وہ شانزل سے معافی نہیں منگوانا چاہتی تھی۔

"اور ایک بات، میرا کبھی بھی کسی بھی لڑکی سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے جیسا دکھ رہا تھا ویسا کچھ بھی نہیں تھا اور میرے وہ جملے آپ کے لئے نہیں تھے نہ ہی میرے سر پر سینگ لگے ہیں تو مجھ سے ڈرنا بند کریں "

شانزل کے آخری جملے پر حورعین نے سٹپٹا کر نظر جھکا لی۔میں جوس بھجواتا ہوں کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

حورعین تو ساکت تھی اسے کہاں عادت تھی شانزل کے ایسے لہجے کی۔

کچھ دیر بعد شانزل خود ہی جوس کے ساتھ کمرے میں آیا

"آپ کچھ گھنٹے آرام کریں میں باہر ہی ہوں"

وہ عام سے لہجے میں بول کر چلا گیا لیکن حورعین تو خود کو یقین دلا رہی تھی کہ یہ سب سچ ہے۔

مگر زیادہ دیر سوچ نہ سکی کیوں کہ آنکھیں نیند سے بند ہوگئی۔

حورعین کی آنکھ موبائل کی اواز سے کھلی، حیا کی کال تھی اس سے بات کرنے کے بعد شانزل کمرے میں آیا وہ ابھی بھی سوئی جاگی کیفیت میں تھی

"اب درد کیسا ہے؟"

"اب نہیں ہے۔"

حورعین نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے جواب دیا

"چلیں گھر؟"

کہہ کر آگے بڑھا اور اسے پھر سے اٹھا لیا اس کا انداز ایک دم عام سا تھا۔حورعین کا دماغ اب بھی غنودی میں تھا اسے لیے وہ لفٹ میں گیا پھر پارکنگ ایریا میں گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔اب تک حورعین پوری طرح غافل ہو چکی تھی۔ڈاکٹر نے نیند کی انجیکشن لگائی تھی جو اپنا اثر دکھا رہی تھی۔

شانزل وِلا پہنچنے کے بعد شانزل اسے بانہوں میں لیے گھر میں داخل ہوا وہ اجمل پھوپھا سے کچھ کہہ رہا تھا جب حورعین کی آنکھ کھلی۔پہلے تو وہ صورتِ حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن جیسے ہی اپنی پوزیشن کا خیال آیا اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔سارے ملازم اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہے تھے اس نے خفت مارے شانزل کے سینے میں منہ چھپا لیا۔حورعین یہ حرکت کرتے ہوئے اسے بڑی معصوم لگی۔شانزل حورعین کو لیے اسی کے کمرے میں چلا آیا، وہ پہلی مرتبہ حورعین کے کمرے میں آیا تھا۔

اس نے دیکھا کہ ایک کونے میں ایک سوٹ کیس رکھا ہوا ہے اس کے اوپر ایک تکیہ اور دو چادریں رکھی ہوئی ہیں اور بیڈ غرض کمرے کی ہر چیز سفید کپڑے سے ڈھکی ہوئی ہے اس نے بوا کو آواز لگا کر کہا

"یہ سب ہٹائیں "وہ فوراً اس کے کہے پر عمل کرنے لگیں شانزل سمجھ گیا کہ یہ حورعین کی غیرت مندی کا ایک اور نمونہ ہے، اس ساری کارروائی کے دوران وہ شانزل کے سینے میں منہ چھپائے اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی تگ و دو میں تھی۔شانزل کے وجود سے اٹھتی پرفیوم کی مہک نے اسے سحر میں جکڑ رکھا تھا۔اس کی اتنی قربت اس کی حالت خراب کر رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ خوف میں تھی جب آفس سے نکلے تو اس کا دماغ غنودی میں تھا مگر یہاں اتنی لوگوں کی موجودگی میں اف.........

شانزل اس کا دل اپنے سینے پر دھڑکتا ہوا محسوس کر رہا تھا اس کی دھڑکنیں اتنی تیز تھی کہ شانزل کے کانوں تک آسانی سے پہنچ رہی تھی۔

اس کی حالت دیکھ کر شانزل کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

بوا کا کام ختم ہوتے ہی شانزل نے حورعین کو بیڈ پر لٹایا اور کہا

"میں ذرا چینج کر کے آتا ہوں، ہلنا مت"

وہ تو چاہ کر بھی ہل نہیں سکتی تھی وہ جاتے ہوئے سارے اختیارات اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

---------------------------------------

کچھ دیر بعد شانزل بوا کے ساتھ کمرے میں آیا جن کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی وہ ٹرے رکھ کر چلی گئی اور شانزل بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھ گیا اور کہا "شروع کریں "وہ بھی ساتھ کھا رہا تھا۔

کھانے کے بعد اس نے حورعین کو میڈیسن بھی دی پھر کہا

" آج رات بوا آپ کے روم میں سو جائیں گی کسی چیز کی ضرورت ہو تو ان سے کہہ دیجئے گا اگر زیادہ درد ہو تو ان سے کہہ کر مجھے بلوا لینا میں ہسپتال لے جاؤں گا" وہ کہہ کر چلا گیا

حورعین کا سارا درد جیسے لمحے میں غائب ہو گیا تھا لیکن حورعین بے چین تھی کیونکہ وہ آج شانزل کے روم میں جا نہیں سکتی تھی۔

------------------------------------

اگلی صبح حورعین کو کافی روشن سی لگی اس نے پاؤں زمین پر رکھا تو اتنا درد نہیں تھا۔

نماز پڑھ کر وہ کچن میں آکر بیٹھ گئی اور ناشتہ تیار کرنے لگی جب شانزل نے اسے دیکھا تو فوراً اس کی طرف بڑھا

"آپ کام کیوں کر رہی ہیں؟ زخم نہیں بھریں گے"

"زخم بھرنے لگے ہیں، آپ فکر نہیں کریں مجھے درد نہیں ہورہا ویسے بھی میں بیٹھ کر کام کر رہی ہوں"

(اب "زخم" کا مطلب کس کے لیے کیا تھا یہ اب آپ لوگ ہی سوچیں )

وہ دونوں ناشتہ کرنے لگے شانزل چائے ہی پی رہا تھا تب حیا داخل ہوئی

"السلام وعلیکم everyone "

اسے دیکھ کر حورعین اور شانزل خوش ہوگئے

"وعلیکم اسلام آؤ بیٹھو "

شانزل نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا

حیا نے دوڑ کر حور کے رخسار چوم لیے حورعین نے پہلے اپنے رخسار کو رگڑا پھر اس کا دھیان بٹانے کے لیے کہا

" تم اتنی صبح؟ گھر سے کب آئی؟"

حالانکہ چہرہ پورا سرخ ہو رہا تھا

" جی بالکل، کل ہی تو تم سے بات ہوئی تھی میں گھر پر ہی تھی ابھی صبح آئی ہوں اور تمہارے دیدار کو تڑپ اٹھی"

حیا نے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا

"ہاں لیکن تم نے بتایا تھوڑی تھا کہ تم آ رہی ہو"

" ارے تم تکلیف میں تھی تو میں کیسے نہ آتی تمہارے لئے تو میں زمانے کے رسم و رواج بھی توڑ کر آسکتی ہوں "

حیا فل اداکاری کر رہی تھی

" لیکن میں نے تم سے کب کہا کہ میں تکلیف میں ہوں"

حورعین جھنجھلا گئی۔

"تم ہی نے تو کہا تھا کہ تم ٹھیک ہو اسی لیے میں نے فورا آ گئی، ویسے بھی اس جیل میں میرا دم گھٹ رہا تھا"

"تمہارا گھر ہے وہ حیا"

حورعین نے جان کر پہلی بات کو نظر انداز کیا

" تمہارا شکریہ میری ناقص معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے،ویسے تم بڑی کِھلی ہوئی لگ رہی ہو کیا بات ہے؟"

حیا کی بات پر شانزل نے بے اختیار حورعین کو دیکھاحورعین نے سٹپٹا کر چائے کا کپ منہ سے لگایا "تمہارا دماغ بہت زیادہ ہی کام کر رہا ہے"

"ماشاءاللہ سے وہ تو حیا زمان کا دماغ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ حور تمہارے پیر کو کیا ہوا ہے؟"

بات کرتے کرتے اچانک حیا کی نظرحورعین کے پیروں پر پڑی تو چینخ اٹھی۔

"وہ آفس میں چوٹ لگ گئی، کانچ کا گلاس ٹوٹ کر لگ گیا تھا"

اف..... حور تمہارے باس کو عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے ؟کوئی آفس میں کانچ کا گلاس استعمال کرتا ہے اور تم.....تم نے اپنی آنکھیں کہاں بیچی تھی

ان سبز رنگ آنکھوں کو بھائی کو دیکھنے کے علاوہ بھی استعمال کر لیا کرو"

حیا ہمیشہ کی طرح بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی اور حورعین کا دل کیا ابھی کے ابھی حیا کو دھکے دے کر باہر نکال دے۔

حیا کی بات کا جواب شانزل نے دیا

" صحیح کہا تم نے،حورعین کا باس واقعی کم عقل ہے بیچارہ کل بہت شرمندہ تھا، حورعین کو باقاعدہ اپنی گاڑی میں گھر لے کر آیا تھا بلکہ اپنی بانہوں میں اٹھائے کمرے تک چھوڑ کر گیا"

شانزل بہت آرام سے بول رہا تھا اور حیا منہ کھولے سن رہی تھی

"منہ بند کرو' خدا حافظ" کہہ کر چلا گیا

اب حیا حورعین پر برسنے لگی

"تمہیں شرم نہیں آئی حور تمہارا باس تمہیں اٹھا کر گھر چھوڑ کر گیا ہے لاحول ولاقوۃ، وہ بھی بھائی کے سامنے تم تو کبھی ایسا نہیں ہونے دوں گی تم بتاؤ تمہارے باس نے ایسا زبردستی کیا ہے کیا؟ کہاں کام کرتی ہو تم؟ تمہارے باس کا کیا نام ہے؟"

:وہ..... میں.......میں..."

حورعین کو شانزل کا نام لینا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا

"اف...... بولو بھی"

حیا تو جھنجھلا گئی تھی تبھی پیچھے سے شانزل کی آواز آئی

" شانزل انڈسٹریز حور کے باس کا نام شانزل ابراہیم ہے، ویسے میں موبائل بھول گیا تھا"

وہ لے کر پھر چلا گیا اور جاتے جاتے حورعین سے کہا

"آپ آج آفس نہیں آئیں گی"

اف.....حور کی بچی تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تمھارے باس بھائی ہی ہیں .....ایک منٹ......ایک منٹ.....مطلب بھائی تمھیں اٹھا کر، ہائے اللہ! کیا فلمی سین ہو گا، تم اور بھائی، بھائی اور تم آنکھوں میں آنکھیں ڈالے...."اس سے پہلے حیا کچھ اور بولتی حورعین نے ایک دھموکہ اسکی پیٹھ پر جڑ دیا۔

لاحول ولاقوۃ، کیا اول فول بک رہی ہو، ابھی میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی منہ بند کرو اپنا"

وہ شرم اور غصے سے لال ہو رہی تھی۔

"ہائے اللہ ظالم، کتنی زور سے مارا ہے، ویسے تم نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ تم بھائی کی آفس میں کام کر رہی ہو"

"بتانے وہی والی تھی اور بتاؤ تمہارے زخم کیسے ہیں؟"

اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے موضوع تبدیل کر دیا۔

میں تو تمھیں دیکھتے ہی اچھی ہو گئی تھی ویسے بھی میری شاپنگ وہ بھی شادی کی کون کروائے گا تم تو چوٹ لگوا کر بیٹھ گئی ہو"

"مجھے تو تم معاف ہی رکھو، دن میں آفس ہے اور پھر اندھیرا ہونے کے بعد میں تمھارے ساتھ جا نہیں سکتی........."

وہ دونوں باتوں میں مشغول ہو گئیں۔

------------------------------

شانزل اور حورعین میں اب بھی اجنبیت قائم تھی یہ بات الگ ہے کہ پہلے والی سرد مہری نہیں تھی دونوں حیا کی باتوں پر مسکراہٹ دیتے۔

حورعین کوئی بھی خوش فہمی شانزل کے متعلق پالنا نہیں چاہتی تھی۔اس کے لیے یہی بہت تھا کہ شانزل کے لہجے میں حقارت نہیں ہے۔

اسی اثناء میں کئی دن گزر گئے۔

شانزل اب بھی حورعین کو دیوار کے پار سے دیکھتا۔

------------------------------------------

جب شانزل گھر پہنچا تو اس نے دیکھا حورعین لان میں کھڑی ہے

"کیا ہوا آپ باہر کیوں کھڑی ہیں؟"

"وہ....وہ شاید آپ کی خالہ آئی ہوئی ہیں"

حورعین نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے جواب دیا

"تو؟"

"تو میں اندر کیسے جا سکتی ہوں؟"

وہ حیران سی ہو کر پوچھنے لگی۔

"اپنے پیروں سے، چلیے"

(اف...اف.....شانزل ابراہیم کی بے نیازی )

خالہ نے شانزل کو دیکھ کر گرم جوشی سے پیشانی چومی اور اتنی ہی گرم جوشی سے وہ جھجھکتی حورعین سے ملیں۔

تمھارے خالو نے مجھے میرے شہزادے کے بارے میں بتایا تو میں فوراً اپنی شہزادی سی بہو سے ملنے چلی آئی"

"بہو" کہنے پر حورعین نے چور نگاہوں سے شانزل کی طرف دیکھا پر سکون تھا۔

"اچھا ہی کیا خالہ "

"اچھا چلو میں مغرب پڑھ لوں تم لوگ بھی ذرا فریش ہو جاؤ پھر بات کرتے ہیں "

وہ کہہ کر اوپر والے کمرے میں چلی گئ تو حورعین کی کب کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی وہ فورا کپڑے چینج کر آئی اور کچن میں ناشتے اور کھانے کی تیاری کرنے لگی۔باہر سے شانزل اور خالہ کی باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھی کچھ دیر بعد ایک نوکر نے آ کر اطلاع دی کہ اسے بھی باہر بلا رہے ہیں۔

وہ قدرے جھجکتے ہوئے باہر آئی خالہ اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی جس میں 80فیصد شانزل کی تعریفیں تھی۔اس دوران شانزل اپنے موبائل میں مصروف ہوگیا تب ہی خالہ نے اس سے کہا

"بیٹا تمہاری شادی کو دو مہینے بھی نہیں ہوئے ذرا سج سنور کر رہا کرو، شوہر خوش ہوتے ہیں ماشاء اللہ سے تم اتنی خوبصورت ہو اس کا فائدہ اٹھاؤ تمہارا شوہر تو کسی کے قابو میں نہیں آتا کم از کم تم ہی یہ کارنامہ انجام دے دو، ویسے اچھا ہی ہے جو تم ساتھ میں آفس جاتی ہو"

وہ اسے روایتی ساسوں کی طرح بیٹے کو خوش رکھنے کا کہہ رہی تھیں اور حورعین سر جھکائے سرخ ہوتے رخسار کے ساتھ سن رہی تھی شانزل بظاہر تو موبائل میں مصروف تھا مگر اس کے کان وہیں لگے ہوئے تھے حورعین نے آخر میں اثبات میں سر ہلایا شانزل نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔حورعین نے تو کبھی شانزل اور اپنے رشتے کو عام لڑکی کی طرح محسوس ہی نہیں کیا تھا۔

خالہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جڑاؤ کنگن پہنانے لگیں حورعین نے انہیں روکنا چاہا تو انہوں نے ٹوک دیا۔

"شش ، یہ شانزل کے امی کے کنگن ہیں خاموشی سے پہن لو"

حورعین کی شفاف کلائی میں وہ کنگن بچ رہے تھے خالہ رات کے کھانے کے بعد امریکا کیلئے روانہ ہوگئیں۔

-------------------------------------------

حورعین نے خاموشی سے وہ کنگن شانزل کے روم میں رکھ دیے شانزل نے حورعین سے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔

-------------------------------------------

یہ سنڈے کی خوشگوار صبح تھی شانزل لان میں بیٹھا تھا جب حیا اندر آئی

" السلام علیکم بھائی"

" وعلیکم السلام،bride to be "

"کیا bride to be ، میں دلہن کیسے بنوں گی جب میری شاپنگ ہی پوری نہیں ہوئی"
حیا کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی

" تو کیا ہوا اب کر لو، تمہیں تو ویسے بھی شوق ہے" شانزل نے مسئلہ کا حل بتایا

"کیسے کر لوں آپ کی بیوی تو مجھے منہ ہی نہیں لگاتی کب سے کہہ رہی ہوں ایک بار تو چلو شاپنگ پر مجال ہے جو حورعین صاحبہ کسی کی بات مان لیں، بھائی آپ میری سفارش کر دیں، میرے اچھے بھائی نہیں ہے؟"

"ٹھیک ہے' ویسے تم بھائی کر کہ مجھ سے ہر بات منوا لیتی ہو"

شانزل نے حورعین کو باہر بلوا لیا

"کیا آپ میری بہن کو شاپنگ میں help کر دیں گی؟"

حورعین نے ایک خونخوار نظر حیا پر ڈالی پھر کہا "جی"

"ہائے اللہ تم کتنی پیاری ہو "

کہہ کر حیا نے کے گال چوم لیے، حورعین ویسے ہی شاپنگ پر جانے پر تپی ہوئی تھی اوپر سے یہ حرکت، حورعین نے اسے فورا دور کیا۔

"دور ہٹو، بے شرم نہ ہو تو "کہہ کر اندر چلی گئی لیکن اس کا حیا پر کوئی اثر نہ ہوا۔

---

"حورعین "

شانزل ابراہیم کی ایک پکار پر حورعین جہانزیب کے قدم زنجیر کرنے کو کافی تھی حورعین نے فورا پلٹ کر دیکھا

"یہ لیجئے "

شانزل نے ایک کریڈٹ کارڈ اس کی طرف بڑھایا

" آپ کی بھی تو شاپنگ باقی ہو گی "

وہ اسے کارڈ تھما کر چلا گیا اور وہ اس کارڈ کو دیکھ کر رہ گئی۔

---

کہیں چار بجے جا کر دونوں لدی پھندی گھر پہنچیں دونوں آتے ہی صوفے پر ڈھیر ہو گئیں

" کمبخت لڑکی اسی لیے میں تمہارے ساتھ شاپنگ پر نہیں جاتی کتنا خوار کراتی ہو چلو اب پانی پلاؤ"

حورعین نے تھکن سے چور لہجے میں کہا یہ منظر شانزل اوپر سے دیکھ رہا تھا

"شرم کر لو حور، میں تمہارے گھر میں مہمان ہوں، تمہیں پانی پلانا چاہیے "

"تم مہمان کہاں سے ہو گئی؟ یہ تو تمہارے بھائی کا گھر ہے"

"ہاں تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ ایک تو تم اتنی مشکل سے شاپنگ پر چلنے کے لئے راضی ہوئی ہو اوپر سے سنا رہی ہو"

"تو کیا کروں تمہیں بھی تو اتنا چھان پھٹک کر ہر چیز لینے کی عادت ہے"

"یہ تو اچھی بات ہے ورنہ کل کو میرے بچے میری شادی کی تصویریں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ان کی اماں کتنی اولڈ فیشن ہے"

"بچوں کی تو دور کی بات ہے مجھے تو طلال بھائی کی فکر ہو رہی ہے"

دونوں اپنے آپ میں مگن تھی

"فکر تو مجھے بھی ہے حور میری تو کبھی طلال سے بات بھی نہیں ہوئی کیا وہ مجھے پسند کریں گے؟"

حیا بات کرتے ہوئے ایک دم سنجیدہ ہو گئی

"میں نے اپنے دل کو ٹٹولا مگر مجھے طلال کے لئے دل میں کوئی جذبہ نہیں ملا"

حیا کے بات پر حور مسکرائی

" نکاح کے وقت تو ایک دوسرے کے لئے محبت خدا کی طرف سے انعام میں ملتی ہے، نکاح کے دو بول میں بہت طاقت ہوتی ہے تم نکاح ہونے دو سب ٹھیک ہو جائے گا "

"سچ ؟"

حیا نے چہک کر پوچھا وہ اپنے انداز میں پھر لوٹ آئی تھی

"اس کا مطلب بھائی بھی تم سے محبت کرتے ہیں؟"

حیا کی بات سن کر حور عین کو ایسا لگا کسی نے اس کے چہرے پر سے مسکراہٹ نوچ پھینکی ہو۔

" ہر کوئی چاہے جانے لائق نہیں ہوتا، میں پانی لے کر آتی ہوں"

وہ ہمیشہ کی طرح شانزل کو ساکت کر گئی۔

---

"یہ آپ کا کارڈ"

حورعین نے شانزل کے آگے کارڈ رکھا

" آپ دونوں نے شاپنگ نہیں کی مجھے تو بینک سے ایک بھی میسج نہیں آیا"

بھائی میرے ابو مجھے محبت تو دیں نہیں سکے کم ازکم میری شادی پر پیسے ہی خرچ کر دے اس لئے میں ان کے پیسوں سے شاپنگ کی، لیکن آپ فکر نہیں کریں شادی پر اپنی پسند کا گفٹ لوں گی باقی حور سے آپ خود ہی پوچھ لیں"

شانزل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

"وہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی اسی لیے کچھ نہیں لیا"

---------------------------------

"میں اس بارے میں کوئی صفائی نہیں دوں گا مجھے کوئی افسوس نہیں ہے نہ کوئی شرمندگی ہے جو میں نے کیا وہ صحیح تھا"

ایک ورکر نے شانزل سے کہا

شانزل اپنے کیبن میں بیٹھا تھا آفس کے دو ورکر میں لڑائی ہوگئی تھی وہ دونوں شانزل کی عدالت میں کھڑے تھے اور جس کی وجہ سے لڑائی ہوئی تھی وہ نظر جھکائے ضبط کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی ۔

حورعین کا شدت سے دل چاہا وہ غائب ہو جائے اس کے لیے انتہائی شرم کی بات تھی کہ دو مرد اس کے لیے لڑ رہے ہیں وہ بھی اس کے شوہر کے سامنے۔

"میں نے صرف حقیقت بیان کی تھی "

دوسرے ورکر نے اپنی ناک سے نکلتے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا

پہلے نے کہا "سر آپ مس حورعین سے پوچھ لیجئے کہ انہوں نے مس حورعین سے کیا کہا تھا میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو یہی کرتا"

اس کی بات سن کر شانزل نے حورعین کی جانب دیکھا حورعین کا ضبط جواب دے گیا

" مجھے کچھ نہیں کہنا ،نا ہی مجھے کوئی فرق پڑتا ہے کسی کے کچھ بھی کہنے سے، میرا آفس ٹائمنگ ختم ہوگیا ہے"

کہہ کر اپنا پرس سنبھال دی باہر نکل گئی۔

-------------------------------------------

شانزل جب گھر پہنچا تو حورعین نظر نہیں آئی

"بی بی تمہارے ساتھ نہیں آئی کیا؟"

شانزل چونک کر بوا کو دیکھا

ویسے باہر اندھیرا نہیں ہوا تھا وہ بس سے آتی تھی ہو سکتا ہے اسی وجہ سے لیٹ ہو اور شانزل رلیکس ہونے کے لیے سوفے پر بیٹھ گیا

تبھی ایک عمر رسیدہ خاتون گھر میں داخل ہوئی اجمل پھوپھا نے بتایا کہ یہ بی بی سی ملنے آئی ہیں ان خاتون شانزل کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام آئیں بیٹھیں "

انہوں نے چار قدم کا فاصلہ طے کیا ہی تھا کہ پیچھے داخلی دروازے سے حورعین کی آواز آئی

"بی اماں"

انہوں نے فوراً مڑ کر دیکھا حورعین کو آس پاس کا کوئی ہوش نہیں تھا وہ آگے بڑھ کر اور ان کے گلے لگی کیا نہیں تھا اس کی پکار میں۔ اتنے دنوں سے وہ اتنی بے بس تھی جو جو اس پر گزری تھی وہ کسی سے کہہ نہیں سکتی تھی بی اماں کو سامنے پا کر وہ بے اختیار ہوگئی اور بچوں کی طرح آواز کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ روتے روتے وہ زمین پر بیٹھ گئی تھی بی اماں سے وہ سنبھالی نہیں جا رہی تھی اس نے کتنی تکلیف برداشت کی تھی اس کا اندازہ اس کے آنسو سے لگایا جا سکتا تھا۔ شانزل کو لگا اس کے آنسو شانزل کے دل پر گر رہے ہیں اور اس کا دل قطرہ قطرہ موم کی طرح پگھلتا جا رہا ہے۔

کچھ دیر بعد حورعین نے چونک کر سر اٹھایا اور بی اماں کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگی

"میں بھی کم عقل ہوں یہ رونے کا وقت نہیں ہے آپ فکر نہیں کریں میں نے سارے انتظام کر دیے ہیں،"

دونوں کھڑی ہوگئی اس نے اپنا پرس اٹھا کر نوٹوں کو ان کے حوالے کیا

"بی اماں آپ نے بالکل فکر نہیں کرنی ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا وہ لوگ آپ کو ڈھونڈنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں مگر آپ اب میرے پاس نہیں آئیں گی"

یہ کہتے ہوئے اس نے ہاتھوں سے انگوٹھی اور گلے سے چین نکال کر دیں۔

"دیکھیں بی اماں وہ لوگ ہر طرح سے کوشش کریں گے آپ تک پہنچنے کی، کچھ بھی ہو جائے آپ واپس نہیں آئیں گی ،'کچھ.... بھی....' بھلے میرا جنازہ اٹھنے کی خبر کیوں نہ آئے آپ واپس نہیں آئیں گی"

"کیسی باتیں کر رہی ہو میری بچی"

تڑپ شانزل بھی گیا تھا

"میں حقیقت بیان کر رہی ہوں آپ فورا بس پکڑے ہمارے پاس وقت نہیں ہے"

کہتے ہوئے حورعین نے اپنی نوز پن تک ان کو نکال کر دے دی

"ٹھیک ہے بچے اللہ تمہیں صبر دے ،لیکن میں نے ایک بات سنی ہے پتا نہیں یہ سچ ہے یا نہیں لیکن....."

" لیکن کیا بی اماں؟"

حور نے بے قراری سے پوچھا

بیٹا شاید تمہارا انتظار لا حاصل ہے"

حورعین نے دہل کر کہا

"کیسی بات کر رہی ہیں بی اماں اللہ نہ کریں چلے جلدی سے نکلیں فی امان اللہ"

"فی امان اللہ میری بچی"

شانزل نا سمجھی سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بی اماں چلی گئی تو وہ اندر آئی

"سب ٹھیک ہے؟"

شانزل نے تفکر سے پوچھا

"اب سب ٹھیک ہے "

حورعین نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا

آپ کو آج دیر ہو گئی، خیریت ؟"

"بینک گئی تھی"

"یہ کون تھیں؟"

"بی اماں"

شانزل اسے کچھ اور پوچھتا اس سے پہلے ہی حیا آگئی

" اسلام علیکم"

" وعلیکم السلام آؤ بیٹھو جب تک میں ذرا چینج کر آؤ پھر ساتھ میں کافی پیتے ہیں"

کہہ شانزل اوپر چلا گیا

حورعین بے دھیانی سے سب کام کر رہی تھی یہ بات شانزل نے نوٹس کی تھی حیا یہ بتانے آئی تھی کہ وہ شادی کی تیاریوں کے لیے گھر جارہی ہے اس کی شادی کے بعد ہی واپس آئے گی شادی کے فورا بعد امتحان شروع ہونے والے تھے اس لئے حورعین نے اسے پڑھائی پر بھی توجہ دینے کو کہا

شانزل کو کوئی چیز missing لگ رہی تھی اس نے غور کیا تو پتہ چلا کہ حورعین کے چہرے پر نوزپن نہیں ہے یہ خالی پن سے اچھا نہیں لگا۔

حورعین نے اپنی محبت کی جڑیں شانزل ابراہیم کے دل میں مضبوط کر لی تھی اس سے وہ بے خبر تھی لیکن شانزل اب بے بس ہو رہا تھا۔

اسی ماحول میں حیا کھانا کھا کر روانہ ہو گئیشانزل حورعین سے بی اماں کے بارے میں اور آفس والے واقعے کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر حیا کے جاتے ہی وہ کمرے میں چلے گئی۔

-----------------------------------------

رات کو حورعین اپنی بکس لے کر پڑھنے بیٹھی تھی کہ کسی کے چیخنے کی آواز آئی پہلا خیال آتے ہی فورا باہر آئی۔جو اس نے سوچا تھا وہی سچ تھا اس کے بدترین خیال کی تصدیق ہوگئ تھی باہر ہال میں حیات سکندر کھڑا چیخ رہا تھا

شانزل بھی سیڑھیاں پھلانگتے نیچے آیا شانزل کچھ کر بیٹھتا اس سے پہلے حورعین حیات سکندر تک پہنچی

"خبردار!ابھی کے ابھی باہر نکلو"

اس کی دہاڑ سن کر حیات سکندر کے گارڈ نے اپنی بندوقوں کا رخ حورعین کی طرف کیا یہ دیکھ کر شانزل آگے بڑھا لیکن حورعین کو کسی سے کوئی فرق نہیں پڑا اس نے آگے بڑھ کر حیات سکندر کے ہاتھ سے گن لے لی اور ایک زوردار دھکا دیا

" تمھیں سنائی نہیں دیا ؟ باہر نکلو "

دھکا دینے کی وجہ سے حیات سکندر دروازے کے باہر ہوگیا۔

"چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں، واہ! لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے مجھے یہ بتاؤ کہ اس بدذات کو کہاں چھپا رکھا ہے؟"

حیات سکندر نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا

" اپنی زبان سنبھال کر بات کرو بی اماں کے بارے میں "

"تم سیدھی طرح مجھے بتاؤ ورنہ......"

حیات سکندر نے کہتے ہوئے گارڈز کی طرف اشارہ کیا (یعنی یہ تمہیں مار دیں گے)

"کم ازکم ابھی تو تم مجھے نہیں مار سکتے "

اب تو شانزل کا ضبط جواب دے گیا وہ حیات سکندر پر جھپٹا لیکن حورعین نے اسے روک لیا

" نہیں پلیز رک جائیں"حورعین نے شانزل کا بازو تھام کر کہا

گارڈز میں سے ایک گارڈ نے اپنی بندوق کا رخ شانزل کی طرف کیا تو حورعین نے ہاتھ میں پکڑی گن جو اس نے حیات سکندر سے لی تھی اس سے فائر کیا اسے نکلی گولی گارڈ کا بازو زخمی کر گئی

"اپنی اوقات میں رہو تم سب نہیں تو اگلی تم پر چلے گی "

اتنی اکڑ اچھی نہیں سیدھی طرح سے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو"

"ہاں آئی تھی بی اماں میرے پاس میں نے چھپایا ہے انہیں وہ کہاں ہے یہ تو میں تمہیں نہیں بتانے والی کیا کرلو گے اب؟"

"میں کیا کچھ کر چکا ہوں اور کیا کچھ کر سکتا ہوں اس کا تمہیں اندازہ ہے اور تم کچھ نہیں کرسکتی"

حیات سکندر کے لہجے میں تکبر بول رہا تھا

"میں بھی اسی حویلی سے ہوں تمہارے بڑے بھائی کی بیٹی، اس لیے میں تم سے زیادہ سفاک اور ظالم ہوں تم یہ مت سمجھنا میں کچھ نہیں کرسکتی تمہارے کیئے پر تمہیں معاف نہیں کرنے والی، تم سے تو میں روز محشر حساب لوں گی "

" لگتا ہے ابھی تک تمہاری عقل ٹھکانے نہیں لگی کچھ سوچنا ہوگا"

"سوچنا بھی مت حیات سکندر، اس گھر اور گھر کے مکینوں کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر مت دیکھنا نہیں تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گی میرا نشانہ خطا نہیں ہوتا تمہیں تو پتا ہی ہے مجھے گن چلانا کس نے سکھایا ہے ابھی کے ابھی اپنا غلیظ وجود لے کر دفع ہو جاؤ اور دوبارہ یہاں کا رخ مت کرنا ورنہ میں صبر کا دامن چھوڑ دوں گی "

حورعین کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

حیات سکندر دو قدم آگے بڑھا اور حورعین کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے کہا

"تم نے صحیح کہا میں تمہیں فی الحال نہیں مار سکتا لیکن تمہاری روح فنا کر چکا ہوں"

شانزل نے دیکھا حورعین کی آنکھوں میں بے یقینی ہے

"سچ میں نے تو اسے مٹی تک نصیب ہونے نہیں دی"

حیات سکندر نے خباثت سے شیطانی قہقہہ لگایا اور چلا گیا حورعین تو پتھر کی ہو گئی تھی۔اسے اس کی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی

شانزل کو تشویش ہوئی تو وہ اس کی جانب بڑھا لیکن اس کے پاس پہنچنے سے پہلے حورعین پورے قد سے زمین بوس ہو گئی۔

---------------------------------------------

باب ۲:

# لکھ دوں آسماں پر

شانزل اسے لیے اسی کے کمرے میں آیا تھا ڈاکٹر کو بلوایا تو ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد کہا

" شاید ٹینشن کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہیں بہت ویکنیس بھی ہے، آپ ان کی خوراک کا دھیان رکھیں اسٹریس فری رکھیں"

ڈاکٹر کہہ کر چلی گئی مگر شانزل حورعین کو دیکھنے لگا آج ایک دن میں کیا کیا ہو گیا تھا وہ آفس والا واقعہ نہ جانے کیا ہوا تھا، پھر بی اماں کے ساتھ گفتگو، دن بھر کی بے دھیانی تھی حور میں، حیا کے ساتھ بھی وہ فوکسڈ نہیں تھی پھر حیات سکندر.... آہ..... آج تو شانزل نے حورعین کا الگ ہی روپ دیکھا تھا۔وہ گولی چلانا وہ بھی شانزل کی خاطر؟ جو بھی تھا ایک بات واضح ہو گئی تھی کہ حورعین جہانزیب شانزل ابراہیم کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے اسے اس وقت وہ دنیا کا سب سے قیمتی اثاثہ معلوم ہو رہی تھی۔

آج جو بھی ہوا تھا اس کا ذکر وہ اس سے کبھی نہیں کرے گا، کیوں اسکی تکلیف میں اضافے کا باعث بنے ویرانیاں بستی تھی اس کی آنکھوں میں، اس نے کبھی حورعین کو حیا کی طرح کھکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔شانزل کے دل میں پھنسی آخری کیل حیات سکندر تھا لیکن آج حورعین کے رویے نے وہ کیل بھی نکال دی تھی آج وہ اسے حیات سکندر کی بھتیجی نہیں حورعین جہانزیب ہی لگ رہی تھی، اب اس سے حورعین جہانزیب سے حورعین شانزل ابراہیم تک کا سفر طے کرنا تھا انہی خیالات میں شانزل کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا۔

---------------------------------------

" تمہاری قسم میں واپس آؤں گا ،تم بس میرا انتظار کرنا، کرو گی نا؟"

حورعین نے ہڑ بڑا کر آنکھ کھولی اس کے کانوں میں بس ایک ہی جملہ گونج رہا تھا گھبراہٹ اور پسینے میں شرابور، یادوں کا دریچہ کھلا تھا جس سے ماضی کی ہوا کچھ جملے بہا لائی تھی ان جملوں کی گونج حورعین کی آنکھیں نم کر گئی، اس سے پہلے وہ سسکیوں سے روتی اسکی نظر کرسی پر بے آرامی سے محو استراحت شانزل پر پڑی اس نے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔شانزل کے کمرے سے کمفرٹر لا کر اوڑھایا فون لے کر باہر آگئی بے چینی سے نمبر ملایا

"اسلام علیکم "

سامنے والے کا جواب سنے بغیر ہی سوال داغا

" حیات سکندر نے جو کچھ مجھ سے کہا کیا وہ سچ ہے؟"

ایک لمحے کو زبان لڑکھڑائی تھی سامنے سے پتہ نہیں کیا کہا گیا

" بی اماں خیریت سے پہنچ گئیں؟ لہجہ ہر جذبات سے عاری تھا

" خدا حافظ"

حورعین تہجد کی نماز ادا کرنے کی غرض سے کمرے میں چلی گئی

---------------------------------

شانزل کی آنکھ فجر کے اذان سے کھلی اس نے دیکھا بیڈ خالی تھا اندر واشروم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی وہ نماز ادا کرنے چلا گیا۔

آفس کے لئے تیار ہونے کے بعد تقریباً سات بجے نیچے آیا حورعین کو حسب معمول کچن میں پایا وہ دھڑا دھڑ کام کرنے میں مگن تھی

"اسلام وعلیکم "

حورعین نے چونک کر اسے دیکھا وہ عموماً آٹھ بجے نیچے آتا تھا

" وعلیکم السلام"

قدرے جھیجھکتا اور دھیما لہجہ تھا

"وہ آج ناشتے میں کیا ہے؟"

حورعین کے برعکس شانزل کا لہجہ نرم اور دوستانہ تھا

"ابھی تک ناشتہ تو نہیں بنا ، میں تو کھانا بنا رہی تھی"

یہ گھبراہٹ بھی تھی اگر اس نے کل کے کسی بھی واقعہ کے بارے میں پوچھا تو وہ کیا جواب دے گی، جھوٹ تو وہ اس سے کبھی نہیں کہے گی لیکن سچ جاننے کے بعد نہ جانے وہ کیا کر ڈالے

"اچھا کوئی نہیں آپ جوس اور اوٹس کا انتظام کر دیں گی؟"

وہ پہلی مرتبہ کوئی خواہش ظاہر کر رہا تھا اور حورعین؟ وہ منع کیسے کر سکتی تھی۔

"جی بالکل "

وہ باہر جانے کی بجائے کچن میں ہی بیٹھ گیا۔

"ویسے آپ ابھی کھانا پکا لیتی ہیں؟"

"جی صرف دوپہر کا ڈنر تو آ کر بناتی ہوں"

"تو آپ ایسا کریں، لنچ پیک کر لیا کریں مجھے بھی آفس میں سہولت ہو گی"

"جی "

اتنے میں وہ ناشتہ تیار کر کے ٹیبل لگا رہی تھی۔

آج ہمیں سائیٹ پر جانا ہو گا ، وہ نیا پروجیکٹ....."

وہ اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا۔

-------------------------------------------------------------

وہ سائیٹ پر کھڑی میز پر رکھے پیپر پر لکیریں کھینچ رہی تھی وہ کبھی اسکیل سے اسے ناپتی پھر کیلکیولیٹر سے الجھنے کے بعد غلط ہونے پر مٹاتی پھر بناتی اسکی تمام حرکات و سکنات شانزل دور کھڑا محویت سے دیکھ رہا تھا۔

وہ پستا رنگ کے سوٹ میں خاکی رنگ کی چادر میں اپنے وجود کو چھپائے سیدھا شانزل ابراہیم کے دل میں اتر رہی تھی۔

وہ چلتے ہوئے قریب آیا اور پوچھا "ready?"

حورعین نے سر اٹھا کر دیکھا دھوپ کے باعث حورعین کی رنگت سرخ ہو رہی تھی اور دھوپ کی شدت سے آنکھیں نہیں کھل مگر دھوپ کے باوجود شانزل کی بھوری آنکھیں بڑی دلکش لگ رہی تھی جیسے کسی شیر کی چمکتی آنکھوں میں فتح مندی کا تاثر ہو۔لیکن اگلا سوال کرنے سے پہلے حورعین نے اپنے دل کو ڈپٹ دیا۔

"جی سر دیکھ لیں"

"اوکے، چلیے اوپر چل کر کام دیکھ لیتے ہیں"

اب وہ لوگ زینے طے کر رہے تھے یہ ایک زیر تعمیر عمارت تھی۔

شانزل نے گردن گھما کر دیکھا وہ اسکے ہم قدم تھی یہ احساس کتنا سکون بخش تھا۔اسکی نظر حورعین کی ناک پر ٹھہر گئی، نوز پن کی کمی اسے بری طرح کھلی۔

ادھر حورعین کی حالت غیر ہو رہی تھی۔وہ شانزل کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی لیکن اپنے دل کی حالت پہلے بھی کسی پر ظاہر نہیں کی تھی تو اب کیسے کر دیتی۔

---------------------------------------

حورعین اپنے کیبن میں بیٹھے کافی کا دوسرا مگ خالی کر رہی تھی وہ کسی فائل میں آس پاس بلائے پوری طرح سے غرق تھی کوئی مسئلہ تھا شاید فائل کے ساتھ۔ شانزل اس کی حرکات دیوار کے پار سے دیکھ رہا تھا

اس کا ازلی غصہ عود آیا حالانکہ لنچ ٹائم ہے مگر محترمہ کو کافی اور کام سے فرصت ہی نہیں وہ ہمیشہ دوپہر کا کھانا گول کر دیتی تھی۔اگر لنچ کرتی بھی تو احسان عظیم کرتے ہوئے لنچ کے نام پر کافی کے ساتھ چار بسکٹ کھا لیتی، پھر ویکنیس نہیں ہو گی تو کیا ہو گا؟

شانزل نے انٹرکام اٹھا کر حورعین کو ملایا ادھر حورعین اتنی مگن تھی کہ انٹرکام بجنے پر گھبرا گئی کافی اس کے ہاتھ سے چھلکتے چھلکتے بچی۔یہ دیکھ شانزل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور اس کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا

"اف.... یہ سادگی"

" جی؟"

" آپ ابھی میرے کیبین میں آئیں"

اتنا کہہ شانزل نے انٹرکام رکھ دیا

حورعین نے انٹر کام کو دیکھا ہمیشہ اپنی کہہ کر فون رکھ دیتے ہیں مجال ہے جو سامنے والے کی بھی سن لیں۔اس نے برا سا منہ بنا کر کافی کو دیکھا یعنی اسے بھی چھوڑنا پڑے گا،، اٹھ کر شانزل کے کیبن کے دروازے پر دستک دی

شانزل نے فورا بلائینڈرز لگائے

"?May I come in, sir"

"Yes"

وہ اندر آئی تو شانزل نے کہا

"بیٹھیں پلیز"

حورعین نے شانزل کے سامنے والی کرسی سنبھالی اتنے میں ایک پیون آیا ٹیبل پر ٹفن، پلیٹ اور چمچ رکھ کر چلا گیا یہ وہی ٹفن تھی جو صبح حورعین نے پیک کی تھی

"آپ کھانا نکالیں میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا

حورعین یہ کام گھر پر بھی کرتی تھی مگر یہاں عجیب لگ رہا تھا وہ سر جھٹک کر کھانا نکالنے لگی اتنے میں شانزل بھی آ گیا مگر وہ اپنی باس والی کرسی پر نہیں بیٹھا بلکہ گھوم کر میز کے دوسری طرف آیا اور حورعین کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گیا یہ دیکھ کر حورعین کا دل تیز سا دھڑک "اتنا قریب"

یہ شخص ہمیشہ اسے حیرت میں مبتلا کر کے خود نارمل رہتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اس نے جلدی جلدی کھانا نکالا پھر پلیٹ میں چمچہ رکھا اور پلیٹ شانزل کے آگے رکھ دی ہاتھوں میں لرزش واضح تھی شانزل نے پلیٹ تھامی مگر کھانا شروع نہیں کیا

"میں جاؤں؟"

حورعین نے فورا سوال کیا

"یہ کیا اتنا سارا میں اکیلا کھاؤں گا؟ ویسے بھی مجھے اکیلے کھانے کی عادت نہیں، چلیں جلدی اپنے لیئے بھی نکالیے"

"وہ میں نے کافی پی لی تھی "

"حورعین یہ کھانے کا ٹائم ہے آپ کو کافی نہیں پینی چاہیے تھی بے شک تھوڑا سا کھالیں مگر کھالیں کھانا اسکپ نہیں کرتے"

حورعین کو اس کا ٹھہرا ہوا لہجہ اچھا لگ رہا تھا وہ تو اس کی غصے میں کہی ہوئی بات نہیں ٹال سکتی تھی اب تو اتنی نرمی سے کہہ رہا تھا کیسے ٹال دیتی؟

وہ اپنے لیے کھانا نکالنے لگی شانزل نے اپنا کوٹ اتار دیا اور آستین فولڈ کرنے لگا۔حورعین نے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا ایک تو وہ اتنا قریب اوپر سے اس کے پرفیوم کی مہک۔

کھانے کے درمیان کی خاموشی کو شانزل کی آواز نے توڑا

"آپ کو کیا لگتا ہے یہ پروجیکٹ successful رہے گا؟"

"انشاءاللہ، ساری چیزیں تو پلاننگ سے ہو رہی ہیں"

"ویسے آپ کافی  قابل سول انجینئر ثابت ہوئی ہیں اسی لئے میں آپ کو خاص طور پر ایک پروجیکٹ آفر کرنا چاہتا ہوں"

"کس نوعیت کا؟"

" کچھ پرسنل نوعیت کا ہے، ویسے میں یہ پروجیکٹ کسی تجربہ کار انجینئر کو آفر کرنا چاہتا تھا مگر جس طرح آپ نے نیا پروجیکٹ سنبھالا ہے

" I am impressed

حورعین کو شانزل کے منہ سے اپنی تعریف سن کر اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا،، ہوتا بھی کیوں نہ مجال ہے جو شانزل  ابراہیم نے کبھی کسی کی تعریف کی ہو۔

"میں چاہتا ہوں آپ میرے لیے ایک پروجیکٹ پر کام کرے جو کہ ایک گھر ہو سنگِ مرمر سے بنا ہوا"

"پھر تو وہ گھر نہیں محل ہو گا "

"نہیں محل نہیں، گھر چاہیے "

"کیسا گھر ؟"

حور نے الجھ کر پوچھا

" یہی تو بات ہے میں بیان کرنے سے قاصر ہوں، میں اپنے تصورات کو الفاظ نہیں دے پاتا اس لیے یہ گھر اب تک بنا نہیں" وہ سانس لینے کو رکا پھر گویا ہوا "وہ جگہ ایسی ہو جہاں صرف سکون ہو "

وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا اور حورعین دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں پھیلے رنگوں کو پوری شدت سے محسوس کر رہی تھی اور اچانک حور کے منہ سے نکلا

"فردوسِ برّیں"

شانزل نے چونک کر اسے دیکھا اور حورعین سٹپٹا گئی کیا ضرورت تھی کچھ بھی بولنے کی شانزل حیرانی سے مسکرایا

" بالکل، ایک دم صحیح، ویسا ہی، صحیح guess کیا آپ نے، اس بات پر تو آپ کو انعام ملنا چاہیے "

شانزل کا فون بجنے لگا تو اس نے رسیو کرلیا

اور حورعین ٹیبل سمیٹنے لگی کھانا تو باتوں باتوں میں کب ختم ہوا اسے پتا بھی نہ چلا شانزل کا رویہ کافی چونکا دینے والا تھا مگر اچھا تھا۔

شاید خالہ کی کال تھی

"جی ساتھ میں ہی ہیں آپ بات کریں گی اچھا رکے میں کرتا ہوں"

کال کاٹ دی

"خالہ کا فون تھا انہیں آپ کو دیکھنا ہے اسی لئے ویڈیو کال کر رہا ہوں"

"مجھے؟"

" جی بالکل"

وہ یہ کہہ کر ویڈیو کال کر چکا تھا

خالہ بہت اپنائیت سے بات کر رہی تھی انہوں نے حورعین کو تیار ہو کر رہنے پر پھر ٹوکا

" لگنا چاہیے تم باس کی بیوی ہو"

"جی"

حورعین نے ہمیشہ کی طرح یہ لفظی جواب دیا

"کم ازکم بیٹا نوزپن تو پہنو "

(شانزل کی دل کی مراد )

"جی "انہوں نے ہلکی پھلکی گفتگو کر کے فون رکھ دیا

-------------------------------------------

شانزل نے بلائینڈرز ہٹا کر دیکھا تو حورعین اپنا سامان سمیٹ رہی تھی اس کے جاتے ہی شانزل کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔

-------------------------------------------

کل کا دن جتنا برا تھا آج کا دن اتنا ہی اچھا ثابت ہوا تھا حورعین رات کے کھانے کے برتن دھو رہی تھی اور مسکراتے ہوئے پورے دن کو سوچ رہی تھی۔

لگتا ہے بی بی آج بہت خوش ہیں"

حورعین نے چونک کر پیچھے دیکھا تو سعیدہ بوا کھڑی تھی۔

"آپ کو ایسا کیوں لگا؟"

"بس ایسے ہی، ویسے یہ پیالہ آپ تیسری بار دھو رہی ہیں"

حورعین نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پیالے کو دیکھا اور اپنی خفت مٹانے کے لیے کہا تھا

"ہاں یہ صاف نہیں ہو رہا تھا، آپ کو کوئی کام تھا؟"

" جی بی بی وہ کافی بنانے آئی تھی"

" آپ رہنے دیں میں بناتی ہوں آپ لے جانا "

"بی بی لے بھی آپ جائے گا میں تھوڑا تھک گئی ہوں"

سعیدہ بوا نے مسکرا کر اپنی تھکاوٹ کا تذکرہ کیا انہیں خوشگوار حیرت ہوئی تھی شانزل کے اچھے رویے کو دیکھ کر وہ اس معاملے میں اپنا بھی کچھ حصہ ڈال رہی تھی

" جی اچھا آپ کوارٹر میں چلی جائیں باقی میں دیکھ لوں گی"

حورعین نے کافی بنائی اور اب سب سے بڑا مسئلہ کافی دینے کا تھا شانزل کے دروازے پر دستک دینے پر بھی اندر سے کوئی جواب نہ آیا حورعین کافی دیر تک کھڑی رہی مگر پھر ہمت کرکے دروازہ کھولا تو کمرہ خالی تھا "یہ کدھر گئے؟" کچھ سوچ کر اس نے اپنے قدم ٹیرس کی طرف بڑھا دیے توقع کے مطابق وہ وہیں تھا اپنی تمام تر وجاہت سمیت۔

بلیوٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں بلاشبہ وہ ہر لڑکی کا prince charming تھا وہ چاند کو تک رہا تھا حورعین کو بھی وہ چاند جیسا لگا جسے وہ صرف دیکھ ہی سکتی ہے وہ اس کی دسترس میں کبھی نہیں آسکتا۔

اپنی سوچ پر خود کو ڈانٹا اگر وہ اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھے ہوئے ہیں تو اسے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ویسے بھی کچھ دنوں کی بات ہے پھر ایگریمنٹ ختم ہو جائے گا اپنی تمام تر سوچوں کو ذہن سے نکالا اور پھر چلتے ہوئے آگے آئی

"کافی"

شانزل نے پلٹ کر دیکھا وہ اسی پستہ رنگ کے سوٹ اور خاکی چادر میں ملبوس تھی البتہ چاند کی روشنی اس کے چہرے پر چمک رہی تھی ں شانزل نے مگ تھام لیا۔

"تھینک یو، آپ کی کہاں ہیں ؟"

"وہ ابھی نہیں لوں گی پڑھتے وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے"

شانزل نے سوچا وہ یہیں رہے تاکہ او اسے دیکھتا رہے مگر وہ جا چکی تھی،

دوسری طرف حورعین اپنے ہی دل سے پریشان تھی۔

-----------------------------------------

شانزل اسے پہلے اعتماد میں لینا چاہتا تھا شانزل اور حورین کے درمیان سرد مہری نہیں رہی تھی دونوں ساتھ لنچ کرتے تھے آج کل تو صرف دیوار کے پار سے حورین کو دیکھ رہا تھا کچھ دن اسی طرح گزرے۔

-----------------------------------

دستک کی اواز پر حورعین نے سر اٹھایا

" یس؟"

جیسے ہی شانزل کیبن میں داخل ہوا توحورعین کھڑی ہو گئی

"جی سر"

بیٹھیں حورعین مجھے کچھ بات کرنی تھی"

شانزل کی نظریں بے اختیار آئینے کی دیوار کی طرف گئی 'کہیں میں اسے نظر تو نہیں آتا'

"جی سر آیئے نا"

وہ مسکرا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا وہ حسب توقع کافی مگ خالی کر رہی تھی

"دراصل ایک مسئلہ ہے"

"مطلب؟"

"وہ actually ،میں آپ سے پرسنلی ہیلپ مانگنے آیا ہوں "

حورعین نے سوچا یہ شخص سامنے والے کی کبھی سنتا ہی نہیں تھا صرف حکم صادر کرتا تھا۔اور آج تک اس نے شانزل ابراہیم کو کسی سے مدد مانگتے ہوئے دیکھا تو کیا سوچا بھی نہیں تھا۔

"جی سر؟"

حورعین نے الجھ کر پوچھا

"ہمیں ایک ملٹی نیشنل کمپنی کی طرف سے پروجیکٹ آفر ہوا ہے "

"یہ تو اچھی بات ہے سر"

"ہے تو، لیکن اب ذرا دھیان سے سنیں اس ملٹی نیشنل کمپنی نے پاکستان کی top 5 کمپنی کو یہ پروجیکٹ آفر کیا ہے جس میں سے شانزل انڈسٹریز بھی ایک ہے، مگر وہ کمپنی ڈیل کرنے سے پہلے ہر کمپنی کی طرف سے ایک پریزنٹیشن چاہتی ہے جس میں ان کی پچھلے پانچ سال کی کارکردگی ہو........اور مسئلہ یہ ہے کہ پریزنٹیشن کل دینا ہے "

شانزے نے بات کرتے ہوئے آخر میں بم پھوڑا

" کل؟"

" جی بالکل، میں سچ میں یہ پروجیکٹ جانے نہیں دینا چاہتا ہوں،دیکھیں سارے پروجیکٹ کی بلوپرنٹ کا analysis کوئی سول انجینئر ہی کر سکتا ہے اور شانزل انڈسٹریز میں فل الوقت آپ واحد ہے میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کے کانٹریکٹ میں نہیں ہے مگر میں دو گھنٹے سے الجھا ہوا ہوں اور اب میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے "

حورعین نے دیکھا وہ نیوی بلیو کوٹ پینٹ ، وائیٹ شرٹ اور ہلکے نیلے رنگ کی ٹائی میں جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا۔اسے ہر بات پر جلدی غصہ آ جاتا تھا لیکن اس کے چہرے پر ہر تاثر اس کی وجاہت کو اور بڑھا دیتا تھا۔

"ہم کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے آپ مجھے بتا دیں بلیوپرنٹ کہاں رکھے ہیں"

شانزل نے سکون کی سانس خارج کی

" ٹھیک ہے میں آپ کو بھیج دیتا ہوں،وہ آپ کو بلیو پرنٹ بتا دے گا میں finance غیرہ کی رپورٹ تیار کرتا ہوں"

---

شانزل کا دھیان بھٹک بھٹک کر کی طرف جا رہا تھا اگر ایسا ہی رہا تو میں پریزنٹیشن کبھی نہیں پوری کر پاؤں گا اف...خدا

وہ پیپر کے ساتھ خود سے بھی الجھ رہا تھا اس کا دل ہمک ہمک کر حورعین کی طرف جا رہا تھا۔کوئی انجانی کشش تھی جو اسے کھینچ رہی تھی۔

اس نے دیکھا حورعین رفیق کے ساتھ چلی گئی ہے شاید وہ بلوپرنٹ لینے گئی تھی تو وہ بھی اپنے کام میں منہمک ہو گیا حالانکہ یہ مشکل مرحلہ تھا۔حورعین جہانزیب اس کے شعور پر قابض تھی اس کے لاشعور پر بھی قابض تھی کوئی ایسی جگہ نہیں بچی تھی جہاں وہ موجود نہ ہو۔وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی ہر جگہ موجود تھی۔وہ شانزل ابراہیم کی زندگی میں صبح کا پہلا خیال اور رات کی آخری سوچ تھی۔شانزل کو محسوس ہو رہا تھا حورین جہانزیب اس کے وجود میں قطرہ قطرہ اتر رہی ہے۔

شانزل ابراہیم اپنے وجود میں خود کو نہیں پاتا تھا نہ اسکا غرور موجود تھا نہ اسکی انا موجود تھی نہ اس کا غصہ موجود تھا نہ ضد۔شانزل ابراہیم اپنے اندر کہیں بھی نہیں تھا کچھ موجود تھا تو صرف حورعین جہانزیب اور اس کا احساس۔مگر خود میں حورعین جہانزیب کی موجودگی اسے تکلیف نہیں پہنچا رہی تھی اسے زچ نہیں کر رہی تھی بلکہ یہ احساس بہت سکون بخش تھا۔ایسا سکون جو اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

شانزل ابراہیم بعد میں سوچ لینا ابھی پہلے اپنا پریزنٹیشن کمپلیٹ کرو۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے دل کو silent mode پر ڈال دے تاکہ وہ پریزینٹیشن تیار کر سکے۔

تقریبا دو گھنٹے تک وہ نہیں آئی تو شانزل بھی اپنا کام کرنے لگا شاید نیچے ہی analyse کر رہی ہو گی۔

دو گھنٹے تک میز پر رکھی فائلز کے انبار کے ساتھ الجھنے سے اس کی گردن میں درد شروع ہو گیا تھا اس نے اپنا کوٹ اتار کر آستین فولڈ کی پھر اسے وہ نظر آئیں ایک بار پھر شانزل ابراہیم خود پر سے اختیار کھونے لگا۔

ڈھیر سارے رول کیے ہوئے پیپر کو کیبن میں رکھا اور کیبن کے بیچ میں کھڑی شہادت کی انگلی دانتوں میں دبائے کیبین کو دیکھنے لگی۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے اپنی میز اور کرسی کو ایک کونے میں کیا اور لائے ہوئے بلوپرنٹ کو زمین پر رکھا اپنے پرس سے پینسل، ایریسر، اسکیل وغیرہ سارا سامان نکالا

پھر خود بھی زمین پر بیٹھ گئی اور تمام بلوپرنٹ کو ایک ایک کرکے غور سے دیکھنے لگی کچھ کو سائیڈ میں رکھتی پر کچھ کو دیکھنے لگتی اس طرح کبھی کسی پر کچھ لکھتی، کبھی کسی پر لائن کھینچی پھر اسی پینسل کو بالوں میں جوڑے میں لگا لیتی ، پھر کچھ فائل وغیرہ پڑھنے کے بعد پینسل کی ضرورت محسوس ہوتی تو ادھر ادھر ڈھونڈتی پنسل نہیں ملتی تو نئی نکال لیتی اور پھر ایک بار یہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔

اف اللہ........یہ لڑکی!!!

شانزل نے خود کو زبردست سا ڈانٹا اور دل پر پتھر، پہاڑ نجانے کیا کیا رکھ کر بلائینڈرز لگا لیے۔

-------------------------------------------------------------------
--

شانزل تھک گیا تو کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائمنگ دیکھا ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔

اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بلائینڈرز ہٹائے حورعین ابھی بھی تمام پیپر کے درمیان کام میں مگن تھی اور کافی کے چھ کپ خالی کونے میں رکھے ہوئے تھے اور وہ ساتواں کپ خالی کرتے ہوئے کام میں منہمک تھی وہ چلتا ہوا دیوار کی طرف آیا ہے حورعین نے دیواروں پر چارٹ چسپاں کر رکھے تھے

کچھ آئینے والی دیوار پر بھی تھے وہ کھڑی ہو کر آئینے کی دیوار طرف آ رہی تھی اور شانزل کے دل میں ہلچل مچی اس نے بمشکل دل پر ہاتھ رکھ کر اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالا

اور اب وہ اسکے سامنے تھی وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ اگر دیوار نہ ہوتی تو دونوں میں چند کا فاصلہ ہوتا۔

دائیں طرف گردن موڑے چارٹ میں مگن تھی اور شانزل انتہائی قریب سے اس کے من موہنے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی چادر سر پر ہی تھی مگر کھسک کر جوڑے پر اٹک گئی تھی اس نے اچانک سامنے دیکھا تو چونک گئی

آہ.....شانزل کی دھڑکن ایک پل کے لئے رکی

" کہیں مجھے دیکھ تو نہیں لیا"

حورعین چونکنے کے بعد منہ پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگی اور پھر اپنے سر میں لگے پینسل کے گلدستے کو نکالا۔

شانزل نے سکھ کا سانس لیا وہ خود ہی کو دیکھ کر ہنسی تھی۔

اف......میں بھی کیا ٹین ایجرز جیسی حرکتیں کر رہا ہوں

...............

شانزل نے انٹرکام حور کو ملایا حورعین نے پہلے اپنے سر پر چادر ٹھیک کی پھر انٹرکام اٹھایا جیسے شانزل اس کے سامنے ہو

شانزل اس کی حرکت پر مسکرایا

"جی سر"

" آپ کا کام کہاں تک پہنچا؟"

"70٪ ہو گیا ہے"

"میرا بھی تقریبا ہو گیا ہے۔اگر آپ میری حواسوں پر چھائی نہیں ہوتی تو اب تک مکمل ہو گیا ہوتا"
صرف شروع کر جملہ حورعین سے کہا پھر باقی دل میں ادا کیا۔

"ٹھیک ہے آپ سب wrap up کر دیں ،باقی گھر پر دیکھتا ہوں اور دوپہر سے لگے ہوئے ہیں کام میں"

" اوکے"

-------------------------------------------

جب حورعین کیبین سے باہر نکلی تو پورا آفس بھاں بھاں کر رہا تھا ۲۵ منزلوں میں صرف وہی دونوں تھے۔

راستے بھر وہ لوگ پروجیکٹ ہی ڈسکس کرتے ہوئے آئے تھے۔

شاور لینے کے بعد جب وہ لوگ کھانا کھانے لگے تو پہلے نوالے سے ہی شانزل کو اندازہ ہوا کہ کھانا حورعین نے نہیں پکایا ہے۔

"آپ نے نوکروں کے ساتھ سعیدہ بوا کی بھی عادتیں خراب کر رکھی ہیں"

حالانکہ شانزل جانتا تھا عادتیں سعیدہ بوا کی نہیں خراب ہوئی ہیں بلکہ اسے حورعین کی عادت ہو گئی ہے اور یہ عادت اسے مشکل میں ڈال رہی تھی اسے صرف حورعین سے غرض تھا اسے ہر وقت ہر لمحہ حورعین سامنے چاہیئے تھی شانزل ابراہیم کی زندگی حورعین جہانزیب کے گرد گھومنے لگی تھی۔اسکی ذات حورعین جہانزیب کے حصار میں قید تھی مگر یہ قید بڑی حسین تھی اس قید سے نکلنے کے لیے وہ کسی قسم کی کوشش نہیں کر رہا تھا کیونکہ وہ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا، کیوں نہیں کرنا چاہتا تھا؟ ظاہر ہے اسے اس قید سے آزادی چاہیے ہی نہیں تھی۔

(گر تو کھینچ دے میرے گرد چاہت کا حصار

اس حصار میں بکھرنے کو جی چاہتا ہے )

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے"

------------------------------------------------

کھانے کے بعد شانزل ہال میں ہی بیٹھ گیا حورعین سے کہا کے وہ بھی یہاں ہی آ جائے اس طرح دونوں ایک دوسرے کی ہیلپ بھی کردیں گے اصل میں شانزل حورعین کے ساتھ وقت گزارنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا۔

حورعین پورے انہاک سے کام کر رہی تھی شانزل اسے دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا یہ محترمہ کتنے آرام سے میرا سکون حرام کر کے کام کر رہی ہیں۔

رات تقریبا ایک بجے فائل ورک کمپلیٹ ہوا تو شانزل پریزنٹیشن بنانے لگا اور حورعین ابھی بھی اپنے کام میں مصروف تھی۔

کچھ دیر بعد حورعین نے یوں ہی سر اٹھا کر دیکھا تو موصوف سو رہے تھے۔

وہ سفید ٹی شرٹ اور گرے ٹراوزر میں مغرور شہزادہ لگ رہا تھا لیکن اس پر غرور جچتا تھا اس نے دیکھا وہ لیپ ٹاپ گود میں لیے ہی سو گیا ہے

حورعین نے لیپ ٹاپ اٹھا کر ٹیبل پر رکھا شانزل کر کے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں تھے

آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ کا رویہ، آپ کا نرم لہجہ ان سب کو میں کیا سمجھوں؟ ابھی تو آپ کو حقیقت کا علم نہیں ہے، ایک انتظار پہلے ہی، اندر ہی اندر مجھے ختم کر رہا ہے خدا کے لیے میرے ہاتھ میں کسی سنہری شام کی آس نہ تھمائیں، میں کسی بھی قسم کی خوش فہمی پالنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی، آپ کا یہ رویہ میرے وجود کو سکون بخشتا ہے لیکن یہی رویہ میرے لیئے عذاب بن جائے گا جب آپ سب کچھ ختم کردیں گے۔۔۔۔۔۔

اس عذاب کے عتاب میں زخم ہم دونوں کو ملیں گے آپ کے زخم تو بھر جائیں گے مگر میرا لہو لہو ہوتا وجود کیسے برداشت کرپائے گا؟ اس سے ملنے والا زخم ناسور بن جائے گا جو میری جان لے کر ہی چھوڑے گا، اوہ......خدا میری زندگی آسان کر دے، یہ شخص میری زندگی کا مرکز بنتا جا رہا ہے ، کیا ہو گا جب مجھ سے میری زندگی کا مرکز چھین لیا جائے گا"

حورعین نے بھاری قدموں سے کمرے کا رخ کیا اور کمفرٹر لا کر شانزل کو اوڑھایا ساری سوچوں کو ایک طرف رکھ کر خود پریزنٹیشن بنانے لگی۔حالانکہ ڈر تو بہت لگ رہا تھا کہیں وہ لیپ ٹاپ استعمال

کرنے پر ناراض نہ ہو جائے مگر جس طرح پروجیکٹ کے لئے desperate تھا اس کی آنکھوں کی چمک کے لیے وہ یکسوئی سے پریزینٹیشن بنانے لگی۔ پیپر ورک تو سارا ہو ہی چکا تھا ساری detail فائل میں تھی اب صرف اسے پریزنٹیشن کا روپ دینا تھا۔

---------------------------------------

فجر کی اذان سے شانزل کی آنکھ کھلی تو وہ ہڑبڑا گیا

میں سو گیا تھا۔۔۔۔اف۔۔۔۔اب پریزینٹیشن کا کیا ہو گا؟ یا اللہ !

پہلا خیال یہی آیا۔

اس کی نظر مسکراتی ہوئی ہاتھ میں فائل لئے کھڑی حورعین پر پڑی۔

"آپ فریش ہولیں، ناشتہ ابھی کریں گے یا بعد میں؟"

"ابھی نہیں "

وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھ گیا تھا

حد ہے! اگر مجھے جگا دیتی تو کیا ہو جاتا ؟چھوڑو گئی پریزنٹیشن بھاڑ میں

یہ سوچتا ہوا وہ نماز پڑھنے چلا گیا۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

"آپ ناشتے میں کیا لیں گے؟"

جب نماز پڑھ آیا تو حورعین نے پوچھا

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے آپ کر لیں "

" ارے یہ سب میں اکیلے کھاؤگی کیا؟ ویسے بھی مجھے اکیلے کھانے کی عادت نہیں ہے، بے شک تھوڑا سا کھائیں مگر کھالیں، ناشتہ اِسکپ نہیں کرتے "

وہ شرارتی مسکان کے ساتھ شانزل کو اسی کے الفاظ لوٹا رہی تھی۔اصل میں وہ ایک دم روٹھے ہوئے بچّے جتنا معصوم لگ رہا تھا۔لٹکا ہوا منہ، تعجب کی بات یہ تھی کہ اس نے غصہ نہیں کیا تھا کیونکہ غلطی موصوف کی تھی۔

حورعین کی بات سن کر شانزل بے اختیار مسکرایا اور حورعین کو یہ دنیا کا سب سے حسین منظر لگا

" اچھا کیا پکایا ہے آپ نے؟"

"چیز آملیٹ، لیکن آپ کو کچھ اور چاہیے تو بتا دیں"

"نہیں رہنے دیں، وہی لے آئیں ویسے بھی بقول حیا آپ کے ہاتھ کے چیز آملیٹ کے لئے کوئی بھی ہفتِ اقلیم کی دولت ٹھکرا سکتا ہے"

حورعین ٹرے لے آئی

" حیا بھی نا اسے فضول بکنے کے علاوہ کچھ کام نہیں ہیں"

ان دونوں میں اجنبیت بھی اب دم توڑنے لگی تھی کیوں کہ دل کے اندر کسی پودے کی کونپل نے سر اٹھایا تھا۔

شانزل کا فون رنگ کرنے لگا تو اس نے رسیو کرلیا

"ہاں رفیق "

"نہیں رہنے دو "

"پریزنٹیشن نہیں بنیں"

" ہاں جانتا ہوں مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا"

حورعین کا منہ کو جاتا نوالا رک گیا، اب میں کیسے بتاؤں کے پریذنٹیشن بن گئی ہے اب کہیں غصہ ہی نہ کریں آخر ہمت کر کے کہہ دیا

"وہ۔۔۔وہ پریزنٹیشن تیار ہے"

شانزل نے الجھ کر اسے دیکھا پھر جب مطلب سمجھ میں آیا تو سوال کیا

"آپ نے بنائی ہے"

حورعین نے اثبات میں سر ہلایا اور سر جھکا کر ناشتہ کرنے لگی جیسے اس کے آنے والے تاثرات سے بچنا چاہ رہی ہو۔شانزل کے دل کی دنیا ایک لمحے کو تھمی اور اس کے دل نے ایک سوال کیا

تم نے آج تک اس لڑکی کو کیا دیا ہے؟

جواب واضح تھا۔۔۔۔

کچھ بھی نہیں مگر یہ ہر طرح سے مکمل ہے۔

---------------------------------------------

شانزل جب نہا دھو کر آفس کے لئے تیار ہو کر نیچے آیا تو حورعین کچھ نروس لگ رہی تھی

" کیا بات ہے ؟"

"کچھ نہیں آپ ایک بار پریزنٹیشن دیکھ لیں"

"آپ نے بنائی ہے تو ٹھیک ہی ہو گی ابھی تو میں ذرا رفیق کو انفارم کر دوں"

شانزل نے ٹال دیا

حورعین سمجھ گئی کہ پریزینٹیشن دیکھنے کا اس کا کوئی موڈ نہیں ہے اس لیے اس نے کہا

"پھر میں اس کے پرنٹ آؤٹس نکال کر فائلنگ کر دیتی ہوں"

وہ فائل لے کر اسٹڈی روم میں چلی گئی۔

-----------------------------------

"آپ آرام کریں آج آفس نہ جائیں"

آٹھ بجے کے قریب وہ آفس جانے کے لیے نکل رہا تھا تب اس نے حورعین سے کہا

اس کے جاتے ہی حورعین جلدی سے گھر کے کام نمٹانے لگی حالانکہ گھر میں نوکروں کی فوج تھی لیکن اسے یہ گھر اپنا اپنا لگتا تھا وہ اسے اپنا گھر سمجھتی نہیں تھی بس اسے یہ گھر اپنا لگتا تھا۔

تقریباً سوا نو بجے فارغ ہوئی تو تھکن سے چور ہو رہی تھی فوراً اپنے کمرے کا رخ کیا

---

دس بجے کے قریب شانزل پھر گھر میں داخل ہوا اس نے حورعین کو بلا بھیجایا دو منٹ بعد حورعین باہر آئی۔

نم چہرہ، سبز رنگ آنکھوں کے ڈورے لال ہو رہے تھے وہ نیوی بلیو چادر اور خاکی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھیں

شانزل کو شرمندگی نے آگھیرا۔یقیناً رات بھر جاگ کر پریزنٹیشن بنا رہی تھی اور رات بھر جاگنے کے بعد ناشتہ وغیرہ سب تیار کیا پھر اس کے جانے کے بعد ہی سوئی ہوگی۔

"اوہ مجھے دھیان ہی نہیں رہا آپ سو رہی ہو گی آپ سو جائیں میں چلتا ہوں"

پریزنٹیشن کا خبط سر سے اترے تو تم کچھ سوچو نہ شانزل ابراہیم اس نے خود کو زبردست سا لتاڑا۔

"نہیں پلیز ،آپ بتائیں کیا کام تھا "

اس نے مسکرا کر شانزل کی شرمندگی کو کم کرنا چاہا

"نتھنگ امپورٹنٹ ، آپ سو جائیں"

"اگر important نہ ہوتا تو آپ واپس نہ آتے"

آج اسکی نئی صفت پتہ چلی تھی وہ حاضر جواب بھی تھی۔شانزل مسکرایا۔

"وہ دراصل ساری پریزینٹیشن آپ نے بنائی ہے تو میں سوچ رہا تھا اگر آپ present بھی کر دیں تو۔۔۔۔۔؟"

وہ اتنے مان سے پوچھ رہا تھا حورعین کے منہ سے بے ساختہ نکلا

"جی بالکل، میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں"

وہ کہہ کر کمرے میں آ تو گئی مگر اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔ظاہر ہے پاکستان کی 5 سب سے بڑی کمپنیاں ہوں گی، سب بڑی بڑی ہستیاں اور experts ہوں گے وہ کوئی بزنس وومن تو تھی نہیں صرف ایک انجینئر تھی اگر اسکی وجہ سے شانزل کی سبکی ہوئی تو؟ یا اللہ! یہ کیا کر دیا میں نے،،،،، بالکل حیا جیسی حرکتیں کر رہی ہوں،،،،، اب اوکھلی میں سر دے ہی دیا ہے تو ڈرنا کیا؟

--------------------------------------------

جب وہ لوگ منزل پر پہنچے تو گیارہ بج چکے تھے

"آپ کچھ کھائیں گی؟"

"نہیں "

یہاں سانس لینا مشکل تھا اور وہ کھانے کی بات کر رہا تھا

"چلیں اندر ، پریزینٹیشن تو ایک بجے ہو گی"

"نہیں میں کار میں ہی بیٹھتی ہوں تب تک mind make up کر لوں گی"

"ٹھیک ہے میں بھی یہیں بیٹھتا ہوں"

کہہ کر وہ موبائل پر مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر بعد جب حورعین نے فائل سے سر اٹھا کر دیکھا تو موصوف سو گئے تھے

یہ کہیں بھی سو جاتے ہیں یقیناً وہ دن بھر کا تھکا تھا اور پھر رات میں صوفے پر بے آرام سا سویا تھا وہ بھی کچھ گھنٹے۔مگر وہ سوتے ہوئے اس قدر معصوم لگ رہا تھا حورعین کا دل اسکی طرف ہمکنے لگا۔ حورعین نے اپنے دل کو منطق کی زنجیر میں جکڑا اور اپنا دھیان فائل کی طرف کیا۔

---------------------------------------------

جب وہ لوگ ایک بجے داخل ہوئے تو پتا چلا کہ صرف دو اور کمپنیاں آئیں ہے ظاہر ہے ایک دن میں پریزینٹیشن تیار کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

سب ہی کو ملٹی نیشنل کمپنی کے ساتھ پروجیکٹ کرنا تھا سب ہی انھیں امپریس کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔وہاں اور بھی لڑکیاں اور عورتیں تھیں ہائی سوسائیٹی کی عورتوں کا لباس لاحول ولا قوة اس نے ایک نظر چادر میں اپنے وجود کو چھپائے حورعین کو دیکھا وہ جانتا تھا حورعین کس قدر با صلاحیت ہے مگر وہ نمائش نہیں کرتی تھی۔

شانزل انڈسٹریز کا نمبر دوسرا تھا حورعین نے جب پہلی پریزینٹیشن دیکھی تو نروس ہو گئی مگر بظاہر پراعتماد تھی۔

جب حورعین کی باری آئی اس نے سوچا یہ پریزینٹیشن وہ صرف اپنے باس کے لیے دے رہی ہے وہ الگ بات ہے ایک مرتبہ بھی اپنے باس کی طرف نہیں دیکھا۔

اندھیرے میں پروجیکٹر کی روشنی حورعین کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور آنکھیں آہ۔۔۔۔آنکھیں تو شانزل ابراہیم پر قیامت ڈھا رہی تھی۔

شانزل کا رویہ کس قدر برا تھا مگر حورعین پیشانی پر ایک بھی بل لائے بغیر، سر جھکائے ساری زیادتی برداشت کرتی تھی۔اب جب اسکا رویہ اچھا ہو گیا تھا اس نے کسی بھی بات کے حوالے سے طنز نہیں کیا تھا۔

وہ اس قدر مضبوط، پر اعتماد اور ساحرہ شخصیت کی مالک تھی اور اس کے سحر نے شانزل ابراہیم کو بھی اپنے تابع میں کر لیا تھا۔وہ اس سحر سے آزاد نہیں ہونا چاہتا تھا۔آج اسے یہ بات ماننے سے کوئی عار نہیں تھا کہ حورعین جہانزیب نے اسے تسخیر کر لیا ہے

"محبت مبارک ہو شانزل ابراہیم "

یہ جملہ اپنی تمام تر ایما سے کہا

پھر شانزل ابراہیم نے اپنے دل کی دیواروں پر تا ابد، تا قیامت حورعین کا نام نقش کردیا۔

-----------------------------------------------

پریزنٹیشن ساڑھے چھ بجے ختم ہوئی تو وہ دونوں سبھی کے ساتھ میٹنگ روم میں آئے

آخر میں اونر نے اناؤنسمنٹ کی کہ یہ پروجیکٹ شانزل انڈسٹریز کو دیا جاتا حورعین اور شانزل نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔

-----------------------------------------------

جب وہ دونوں باہر نکلے تو سورج غروب ہو رہا تھا

حورعین نے شانزل کو دیکھا اس کی بھوری آنکھیں چمک رہی تھیں دھوپ کے باعث یا خوشی کے باعث وہ اندازہ نہیں لگا سکی مگر اس کی آنکھوں کی چمک حورعین کے دل کو سکون بخش رہی تھی۔

گاڑی اپنی راہ پر گامزن تھی شانزل نے گردن موڑ کر حورعین سے سوال کیا

"ہاں تو آپ مجھے بتائیں حورعین صاحبہ، کیا آپ مجھے اپنے ساتھ ڈنر کرنے کا شرف بخشیں گی؟"

وہ اپنی فطرت سے ہٹ کر بات کر رہا تھا

"روز ہی تو ساتھ کرتے ہیں "

"ہاں مگر یہ ڈنر پروجیکٹ ملنے کی خوشی میں ہے"

حورعین نے مسکرانے پر اکتفا کیا وہ کہاں اس کی بات ٹال سکتی تھی۔

-----------------------------------------

"کیا کھائیں گی آپ ؟"

وہ مینیو کارڈ ہاتھ میں لئے اس سے پوچھ رہا تھا

"جو آپ کو بہتر لگے وہ آرڈر کر دیں"

شانزل نے آرڈر دیا پھر حورعین سے مخاطب ہوا

"تھینک یو حور، آپ نے اتنی محنت کی ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا، دراصل صبح مجھے بالکل دھیان نہیں رہا کہ

آپ سو رہی ہوں گی ،وہ دراصل مجھے نمبر جو بلوپرنٹ کے figures میں تھے وہ یاد ہی نہیں ہوتے پھر اگر پریزنٹیشن میں بناتا تو ضرور دیتا مگر وہ بھی آپ نے بنائی تو مجھے تو کچھ اندازہ ہی نہیں تھا"

حورعین مسکرائی اس کی دلیل سن کر نہیں بلکہ اس سے "حور" لفظ سن کر۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے انجینئر ہونے کی وجہ سے مجھے بلو پرنٹ کی figures یاد رہتے ہیں لیکن finance میں, میں ایک دم نالائق ہوں"

ہوٹل کی لابی میں شانزل کا جاندار قہقہہ گونجا آس پاس کے کئی لوگ متوجہ ہوئے کچھ لڑکیوں نے حورعین کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"ہو ہی نہیں سکتا، ابھی تو آپ نے اتنی زبردست پریزنٹیشن دی ہے "

اتنے میں ویٹر نے آکر کھانا شروع کیا

"ایسا ہی ہے فائنینس کی رپورٹ تو آپ نے تیار کی تھی میں نے تو رٹّا لگایا تھا"

حورعین مزید بتایا اور شانزل کی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی

"مجھے تو حیرت ہورہی ہے لاہور انسٹیٹیوٹ کی ٹاپر، finance میں رٹّا لگاتی ہے؟"

"بالکل، میں finance میں ڈبہ ہوں"

خاموشی سے کھانا کھاتے ہوئے حورعین نے کہا

"وہ آپ سے ایک بات کہوں؟"

"بولیں حور"

اور اس کے منہ سے حور لفظ سن کر اس کی ہمت بندھی تو اس نے کہا

" وہ۔۔۔۔۔ آپ اپنی ٹینڈر کی کوٹیشن کسی سے ڈسکس مت کیجئے گا "

"ٹھیک ہے لیکن کیوں؟"

حورعین اسکے سوال کا جواب دیتی اس سے پہلے شانزل کا موبائل بجا

" یہ حیا مجھے کیوں فون کر رہی ہے"

کہتے ہوئے اس نے فون ریسیو کر لیا۔

"اسلام علیکم کیا بات ہے آج بھائی کی یاد کیسے آ گئی؟

اور حورعین نے اپنا سر جھکا لیا جیسے اس وقت کھانے سے زیادہ کوئی ضروری چیز نہیں۔

"وعلیکم السلام کیا بھائی آپ لوگ ابھی تک آئے نہیں اور وہ بیوفا لڑکی میرا فون تک رسیو نہیں کرتی حد ہوتی ہے میں بتا رہی ہوں وہ نہیں آئی نہ تو میں شادی نہیں کروں گی"

بات کرتے کرتے آخر میں حیا کی آواز رندھ گئی

ارے حیا !کیا بچوں جیسی حرکت ہے اچھا دل چھوٹا نہیں کرو، ہم ابھی تھوڑی دیر میں یہاں سے نکلتے ہیں"

فون رکھنے کے بعد شانزل نے حور سے پوچھا

" آپ حیا کا فون رسیو نہیں کر رہی ہیں ؟"

وہ اسی سوال سے بچنا چاہ رہی تھی اب وہ کیا بتاتی کل سے اس کی آفس کی چھٹی سٹارٹ ہو گئی تھی مگر پریزینٹیشن کی وجہ سے جا نہیں پائی اور حیا کے عتاب سے بچنے کیلئے فون ریسیو نہیں کر رہی ہے۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے جواب دیا

"ہاں ابھی ہم تو وہاں سے نکلے ہیں میں نے دھیان نہیں دیا کیا کہہ رہی تھی ؟

"کہہ رہی تھی کب آرہے ہیں تھوڑی رو ہانسی ہوگئ تو میں نے کہہ دیا ابھی نکلیں گے "

"انتہائی قسم کی نوٹنکی لڑکی ہے"

اس طرح کافی اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا۔

---------------------------------------

کار میں بیٹھتے ہی شانزل نے کہا

" آپ ریلیکس ہو کر سو جائیں سفر کافی لمبا ہے"

"کیا مطلب ؟ ہم ابھی نکل رہے ہیں حیا کی طرف کے لئے"

" جی ہاں "

شانزل کار اسٹارٹ کر چکا تھا

حورعین نے وقت دیکھا نو بج چکے تھے

" آپ کی پیکنگ؟ اور آپ تھک گئے ہیں"

شانزل نے اس کی طرف دیکھا کیا لڑکی ہے یہ؟ کل سے سوئی نہیں ہے، خود تھکن سے چور ہو رہی ہے لیکن اسے شانزل کا خیال تھا۔اس کے کپڑوں کا خیال تھا۔اپنا وجود تو جیسے حورعین کے لیے بے معنی تھا

"نہیں میں ٹھیک ہوں ، کپڑوں کی آپ فکر نہ کریں اور سو جائیں"

"میں ٹھیک ہوں ایسے ہی "

شانزل کو لگا وہ سو جائے گی مگر آدھا گھنٹہ گزرنے کے باوجود بھی وہ نہیں سوئی تو شانزل نے کہا

"حور آپ سو جائیں ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی"

میں atleast ڈرائیونگ کے اصولوں سے واقف ہوں، آپ ڈرائیو کر رہے ہیں اور میں ایسے میں سو نہیں سکتی"

اس کی بات پر شانزل مسکرایا۔

"ویسے مجھے آپ سے ہمارے بارے میں ضروری باتیں کرنی تھی مگر اب ذرا ان سب چیزوں سے فارغ ہو کر سکون سے کرونگا"

شانزل نارمل انداز میں بات کر رہا تھا لیکن اس کی بات سن کر حورعین کا دل اس کے کانوں میں دھڑکنے لگا۔شانزل کا رویہ لہجہ اور نظریں بہت کچھ کہہ رہی تھی لیکن اس نے خود کو کسی بھی خوش فہمی سے دور رکھا۔اس کی بات سن کر حورعین یہاں وہاں دیکھنے لگی شانزل اس کی حرکتوں سے محظوظ ہو رہا تھا

"ویسے ریپورٹ کب submit کرنی ہے؟"۔

حورعین نے بے تکی بات کر کے موضوع تبدیل کر دیا

"ایک تو پتا نہیں ان ملٹی نیشنل کمپنی والوں کو کیا آفت آئی ہے انہیں رپورٹ جلدازجلد چاہیے یعنی کل سے پہلے"

"کوئی مسئلہ نہیں ہے میں ویسے بھی فضول بیٹھی ہوں لائیں میں اسٹارٹ کر دیتی ہوں پھر آپ اپنی مناسبت سے changes کر لیجئے گا"

"کوئی ضرورت نہیں آپ آرام کریں"

" دیکھیں وہ شادی والا گھر ہے آپ کیسے کر پائیں گے اور ابھی آپ اتنا ڈرائیو کریں گے آل ریڈی تھکے ہوئے ہیں میں اسٹارٹ کرتی ہوں تھک جاؤ گی تو رکھ دونگی

حورعین نے کہتے ہوئے فائل نکال رہی تھی یعنی وہ ماننے والی نہیں تھی

"لیپ ٹاپ پیچھے رکھا ہوا ہے "

شانزل نے کہا اچھا ہی ہے اسی بہانے وہ اس سے بات تو کر سکے گا

وہ رپورٹ بنانے لگی

"ایک بات بتائیں گی حور؟"

" جی؟"

" آپ پریزنٹیشن دیتے وقت مجھے کیوں نہیں دیکھتی"

شانزل کی بات پر حورعین کے ہاتھ رکے

"ایسا تو نہیں ہے"

حورعین نے نظریں چرا کر جواب دیا

"اچھا؟ مجھے تو ایسا ہی لگا ویسے مجھے یہ بھی لگا کے میں آپ کو ڈسٹریکٹ کرتا ہوں"

شانزل کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی۔

اور حورعین کی دل کی دھڑکن حد سے زیادہ شور مچانے لگیں

"ایسا۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہے "

شانزل حورعین لہجے میں گھبراہٹ محسوس کر سکتا تھا۔

"یعنی میں اتنا برا دیکھتا ہوں کہ آپ یا کوئی لڑکی مجھے دیکھ کر میسمرائز نہیں ہو سکتی ؟

شانزل کی بات پر حورعین گڑبڑا گئی۔

"ن۔۔۔ن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے"

یعنی کہ میں آپ کو ہینڈسم لگتا ہوں وہ بھی اتنا کہ آپ مجھے دیکھ کر میسمرائز ہو جاتی ہیں "

شانزل ابراہیم کو آج ادراک ہوا تھا کہ اس کے اندر اپنی بیوی سے فلرٹ کرنے کی اچھی خاصی صلاحیت موجود ہے۔دوسری طرف حورعین اتنا صحیح اندازہ لگانے پر گھبرا گئی اور بولی بھی تو کیا

"میں۔۔۔۔میں حیا کو فون کر کے بتا دیتی ہوں کہ ہم نکل گئے ہیں"

باقی کا راستہ خاموشی مگر معنی خیز خاموشی سے طے ہوا۔

( اے میرے محبوب جن راستوں پر تو ہم قدم،

ان راستوں کے صدقے منزلیں ٹھکرانے کو جی چاہتا ہے)

--------------------------------------

# باب: ۲

## لکھ دوں آسماں پر

جب شانزل اور حورعین حیا کے گھر میں داخل ہوئے تو بارہ بج چکے تھے۔حیا لپک کر حورعین کے گلے لگی۔

کم بخت بے وفا کہاں تھی تم ؟اگر تم بھول گئی ہو تو یاد دلا دوں کہ تمہاری دوست کی شادی ہے"

"یاد ہے مجھے، ویسے بھی تم بھولنے کہاں دیتی ہو، تمہارا بس چلے تو گلے میں بورڈ لٹکا کر گھومو 'میری شادی ہونے والی ہے "

"ارے! اسلام علیکم بھائی "

"آئیں اندر"

جب تینوں اندر داخل ہوئے تو سوفے پر ایک لڑکا اور لڑکی بیٹھے ہوئے تھے

"بھائی یہ میرے کزن ہے یہ ہانیہ ہیں اور یہ اشعر ہے دوسرے لفظوں میں سانپ اور نیولا"

"لاحول ولا قوۃ حیا کی بچی یہ تو پھر بھی سانپ ہے میں کہاں سے نیولا نظر آیا تمہیں"

اشعر کو تو صدمہ ہی ہو گیا اور اشعر کی بات سن کر ہانیہ کا منہ کھل گیا۔

"اشعر کے بچے میں تمہیں سانپ نظر آتی ہوں؟"

"ہاں یہ بھی ہے تم سانپ نہیں ہو"

اشعر کی بات سن کر ہانیہ کے تاثرات ٹھیک ہوئے مگر اگلے ہی لمحے اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا کیونکہ اشعر نے کہا

"سانپ تو میل ہوتا ہے، تم ناگن ہو"

اور پھر کیا تھا ہانیہ صاحبہ اشعر کا حشر نشر کرنے اٹھا تھی کہ حیا نے روک دیا۔

چپ کرو تم دونوں، چلو اشعر کمرے میں حور آگئی ہے اب"

"شرم کر لو حیا میں تم سے پورے دو دن بڑا ہوں"

"نکلو یہاں سے، صبح اٹھنے میں تم بہت پریشان کرو گے"

اشعر منہ بناتا چلا گیا۔

جب تک حورعین اور شانزل صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

"گھر کے پیچھے سب ینگ پارٹی ہلّہ کر رہی ہے ان دونوں کو میرا خیال ہے اسی لیے رکے ہوئے تھے، تم کچھ جلدی نہیں آگئی"

"آ تو گئی ہوں نہ ,تم کیسی ہو ہانیہ؟

"ٹھیک ہو حور آپی، آپ کیسی ہیں ویسے شانزل بھائی بڑے ہینڈسم ہیں"

اب وہ اس کی بات کا کیا جواب دیتی پہلے تو وہ خفیف سا مسکرائی پھر کہا

"الحمدللہ " وہ الگ بات ہے چپکے سے دل میں ماشااللہ کہا

"چلو حور میں تمہیں کمرہ لکھا دیتی ہوں تھک گئے ہوں گے تم لوگ"

حیا دونوں کو لے کر اوپر کی طرف چلی گئی

" یہ کمرہ میں نے آپ لوگوں کے لئے رکھا ہے"

حورعین کچھ کہتی اسسے پہلے ہی شانزل بول پڑا "شکریہ "

"کچھ چاہیے آپ دونوں کو؟"

" کافی بھجوا دو یار"

حور نے کہا

" اچھا چلو فریش ہو جاؤ میں بھیجواتی ہوں"

یہ کہہ کر حیا نے ایک آنکھ دبائی اور حورعین نے اسے ایک اچھی خاصی گھوری سے نوازا۔

کمرہ نہ زیادہ بڑا تھا نہ چھوٹا معمولی سا تھا مگر خوبصورت تھا

شانزل نے اپنا لیپ ٹاپ بیگ رکھا اور واش روم میں فریش ہونے چلا گیا۔اور حورعین کمرے کے درمیان میں کھڑی سوچ رہی تھی "ایک ہی کمرہ" دل کیا حیا کا گلا دبا دے اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔

دروازہ کھولنے پر ہانیہ کافی لیے کھڑی تھی حورعین کافی لے کر مڑی تو شانزل باہر آیا کوٹ تو اتار چکا تھا حور نے اس کی طرف کافی بڑھائی اس نے مسکراہٹ کے ساتھ کافی تھام لی

حور نے اپنی کافی ٹیبل پر رکھ دی پھر منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔

شانزل نے نظر گھما کر کمرے کو دیکھا درمیانے سائز کا کمرہ تھا ایک طرف ڈریسنگ ٹیبل تھا دوسری طرف اسٹڈی ٹیبل اور ایک بیڈ نفاست سے رکھا ہوا تھا وہ چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آیا گھر کے پیچھے سبھی ینگ پارٹی مزے کر رہی تھی

حورعین دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

"یہ حیا کی شادی ہے اور اس کے علاوہ سبھی مزے کر رہے ہیں ؟"

"دراصل حیا کی کسی سے بنتی نہیں ہے اس کی سوتیلی امی کی وجہ سے، صرف کچھ لوگ ہیں جن سے وہ بات کرتی ہے حیا کی دادی، اشعر اور ہانیہ سے تو آپ مل ہی چکے ہیں ایک رادیہ بھابھی اور اعظم بھائی بھی ہیں پتا نہیں وہ آئے ہیں کہ نہیں"

"ویسے حیا اتنی سوفٹ سپوکن ہے اس نے مجھ کو بھی بھائی بنا لیا تعجب کی بات ہے اس کی کسی سے بنتی نہیں ہے "

کہہ کر شانزل نے کافی کا گھونٹ بھرا

حورعین چلتے ہوئے اسٹڈی ٹیبل کے پاس آئی اورلیپ ٹاپ کھولا

"آپ پھر رپورٹ لے کر بیٹھ رہی ہیں"

"دیکھیں رپورٹ ہم دونوں کو ہی بنانی ہوگی اس لئے میں اپنے حصے کی بنا لیتی ہوں اور آپ سو جائیں، باقی آپ اٹھ کر بنا لیجئے گا ایک ساتھ جا کر دونوں ہی تھک جائیں گے"

حورعین رخ موڑ کر لیپ ٹاپ پر بزی ہو گئی ایک ہاتھ میں کافی کا کپ تھا وہ اسی کچے پیلے رنگ کے سوٹ اور مرون چادر میں ملبوس تھیں شانزل اس کا گریز سمجھ رہا تھا۔

شانزل کی کافی ختم ہوئی تو وہ کپ ٹیبل پر رکھنے کے بعد اسٹڈی ٹیبل کے پاس آیا جہاں حورعین لیپ ٹاپ میں کچھ الجھی ہوئی تھی

"کیا ہوا فائل اوپن نہیں ہو رہی ہے کیا؟"

شانزل نے حورعین سے پوچھا جو لیپ ٹاپ میں فائل کھول رہی تھی

"جی"

" دکھایئے ذرا "

اس سے پہلے حورعین کرسی سے اٹھتی وہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا اس طرح ایک ہاتھ ٹیبل پر تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ لیپ ٹاپ پر نمبرد آزماں تھا جس سے حورعین شانزل کے حصار میں تھی شانزل حورعین کو ٹچ نہیں کر رہا تھا مگر پھر بھی شانزل کے اس قدر قریب ہونے پر حورعین نظریں جھکا گئی اور اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"دراصل اس فائل پر کوڈ لگایا تھا میں نے"

اس نے حورعین کو دیکھتے ہوئے کہا اتنا خوبصورت منظر وہ پہلی بار اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا اورحورعین جو اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو ہموار کرنے کی کوشش کر رہی تھی شانزل کی گھمبیر آواز نے تو اس کی دھڑکنوں کو اور منتشر کر دیا حورعین سانس روکے بیٹھی تھی شانزل نے اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اس نے پیچھے ہوکر حورعین کی کافی کا مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا۔

"یہ میری جھوٹی کافی ہے، میں آپ کے لیے دوسری بنا لاتی ہوں"

حورعین نے دیکھا وہ کافی کا گھونٹ بھر رہا تھا شانزل اس کی بات سن کر زیرِ لب مسکرایا۔

"اچھا؟ یہ آپ کی کافی ہے؟ اور کافی والی کس کی ہے؟"

شانزل کی بات سن کر حورعین بلش کر گئی شانزل نے یہ رنگ حورعین کے چہرے پر پہلی بار دیکھا تھا حالانکہ شانزل کی بات کا مطلب حورعین بہت اچھے سے سمجھ گئی تھی لیکن جواب دیا

"مجھے کیسے پتا ہوگا"

اور اس کی کی بات سن کر شانزل نے قہقہہ لگایا۔

"آپ۔۔۔۔۔آپ سو جائیں میں رپورٹ بنا لیتی ہوں۔"شانزل نے کوئی جواب نہیں دیا اور بیڈ پر جا کر سونے لیٹ گیا۔

"پوری رپورٹ خود مت منائیے گا مجھے اٹھا دینا، اوکے؟"

" اوکے"

شانزل نے کمفرٹر اوڑھ کر آنکھیں موند لی حورعین نے سکون کا سانس خارج کیا اف توبہ انہیں آج کیا ہو گیا ہے اور رپورٹ بنانے لگی۔

-------------------------------------------

ہمیشہ کی طرح شانزل کی آنکھ کا فجر کی اذان سے کھلی اس نے دیکھا بیڈ کی دوسری سائیڈ خالی ہے یعنی محترمہ سوئی ہی نہیں ہے اور مجھے جگایا بھی نہیں۔

تبھی حورعین واش روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلی نماز اسٹائل میں دوپٹے لپیٹا ہوا تھا وضو کے قطرے چہرے سے ٹپک رہے تھے اٹھ کر چلتا ہوا اس کے پاس آیا

" آپ نے مجھے اٹھایا ہی نہیں"

"ہاں وہ آپ نماز یہیں پڑھیں گے یا مسجد میں؟"

حور نے سوال کر کے موضوع بدلا

" مسجد میں ہی پڑھوں گا"

"آپ اشعر کے ساتھ چلے جایئے گا"

"ہمم"

شانزل چلتا ہوا لیکن آپ کے پاس آیا پھر کہا

" آپ نے پوری رپورٹ بنا لی؟میں نے کہا تھا پوری مت بنایئے گا"

" پوری کہاں بنائی ہے، میں نے اپنے حصے کا کام کیا ہے"

حورعین مجھے لگتا ہے نیند نہ ملنے کی باعث آپ کو باتیں سمجھ نہیں آرہی ہیں، دیکھیں، آپ نے پوری رپورٹ بنائی ہے جب کہ میں نے منع کیا تھا"

شانزل نے رسان سے سمجھایا

"ہاں، میں نے پوری نہیں بنائی ہے نیچے The end لکھنا باقی ہے اور سینڈ کرنا بھی باقی ہے"

حورعین شرارتی مسکان کے ساتھ اپنی عجیب سی لوجک پیش کر رہی تھی۔شانزل سمجھ گیا مستقبل قریب میں وہ ہمیشہ اپنی منوانے والی تھی۔مگر شانزل کو وہ اس کے ساتھ بھی قبول تھی یہ وہی شانزل ابراہیم ہے جو ایک تنکے کا بھی اپنی مرضی بغیر ہلنا پسند نہیں کرتا تھا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے آپ کے آنے کے بعد میں ایک دم نکماں ہو گیا ہوں" اس کے لہجے میں کہیں بھی افسوس نہیں تھا جیسے وہ اپنی ہی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا اسے اپنی یہ کیفیت جھنجھلاہٹ میں مبتلا نہیں کر رہی تھی۔

"آپ نماز پڑھ کر سو جائیے گا اور میرے ناشتہ کی فکر نہیں کرنا میں لیٹ آؤں گا اور بھرپور نیند لیجئے گا اگر آپ نے رپورٹ والی چالاکی کی تو میرے پاس بات منوانے کے بہت سے طریقے ہیں"

شانزل نے بہت کوشش کی کہ اس کے لہجے میں وہی رعب آ جائے جو سامنے والے کو مرعوب کر دیتا تھا لیکن کوشش ناکام رہی اس لڑکی کے لیے چاہ کر بھی وہ اپنا لہجہ سخت نہیں کر پا رہا تھا لیکن اسے یہ بے اختیاری عزیز تھی ہر چیز اپنے اختیار میں رکھنے والا بے اختیار ہو کر بھی پرسکون تھا۔

"جی"

حورعین سمجھ گئی کہ وہ غصہ کرنا چاہتا ہے مگر کر نہیں پا رہا ہے اس کی حالت حورعین کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

------------------------------------

شانزل چلا گیا تو وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گئی کمفرٹر میں سے شانزل کی خوشبو آ رہی تھی جو حورعین کی سانسوں کو مہکا رہی تھی۔

(بہار بن کر تیری چمنِ ذات کو گلزار کر دوں

یوں تیری سانسوں میں مہکنے کو جی چاہتا ہے )

آٹھ بجے اس کی آنکھ کھلی تو پہلا خیال شانزل کے ناشتے کا آیا حیا کو فون لگا کر پوچھا کہ تمہارے بھائی واپس آگئے تو اس نے کہا ابھی تک نہیں آئے۔اس نے پھر سے آنکھیں بند کرلیں

جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو گھڑی نو بجے کا اعلان کر رہی تھی وہ اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کے بعد باہر نکلی پھر چادر درست کر ہی رہی تھی کہ حیا نے کمرے پر دھاوا بول دیا۔وہ اسے گھسیٹ کر نیچے لے گئی جہاں اس کی دادی ہانیہ، اشعر، موجود تھے اس نے دادی کو سلام کیا پھر بیٹھ گئی۔اتنے میں شانزل بھی آگیا حورعین نے دیکھا وہ کپڑے تبدیل کر چکا تھا

"السلام علیکم بھائی "

حیا نے سلام کیا

"وعلیکم السلام"

"بھائی یہ میری دادی ہیں"

"حورعین اللہ تمہارے نصیب اور اچھے کرے"

دادی شانزل کو دیکھتے ہوئے حورعین کو دعا دی حورعین نے کن انکھیوں سے شانزل کو دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔

"بھائی یہ آپ اتنی ساری شاپنگ کر کے آ رہے ہیں "

"دراصل جب تمہارا فون آیا تو ہم باہر ڈنر کر رہے تھے وہاں سے نکلے تو پیکنگ کا موقع ہی نہیں ملا"

"حورعین بچے تم گھر میں چادر اوڑھ کر بیٹھی ہو"

دادی نے حورعین کو ٹوکا لیکن کیا جواب دیتی ہلکا سا مسکرائی

"چلو حور جلدی سے چینج کرو پھر مل کر ناشتہ کریں گے"

-----------------------------------

کمرے میں آکر شانزل نے حورعین کو شاپنگ بیگز پکڑائے اور کہا

اس میں میرے کپڑے ہیں، یہ جوتے ہیں ،اور میری کچھ ضرورت کا سامان، اور یہ والے بیگز میں آپ کے کپڑے ہیں، اس میں سینڈل ہے اور میک اپ کا سامان اس میں ہیں، اور یہ آپ کی جویلری۔"

حورعین شانزل کو منہ کھولے سن رہی تھی

"یہ اتنا سب آپ میرے لیے لائے ہیں ان سب کی ضرورت نہیں تھی"

"یہ تھینکیو بولنے کا طریقہ ہے"

شانزل مسکرایا۔

"مگر میں اس طرز کا ویلکم نہیں بول پاؤں گی"

حورعین نے جواب دیا

"کوئی نہیں، میں دوسرے طرز سے ویلکم وصول کروں گا فی الحال آپ یہ والا ڈریس پہنیں، چلیں شاباش"

حورعین شاپر لے کر واش روم میں چلی گئی۔

کچھ دیر حورعین باہر آئی اس کا خیال تھا کہ شانزل چلا گیا ہو گا لیکن شانزل وہیں تھا جب شانزل نے حورعین کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔یہ منظر نظر کو باندھ لینے والا تھا جس نے شانزل ابراہیم کی نظر کو باندھ لیا تھا۔

حورعین اس کے لائے ہوئے گہرے گلابی رنگ کے انگرکھا میں ملبوس تھی جس پر سفید رنگ کی کڑھائی کی ہوئی تھی اور دوپٹے پر سفید رنگ کے بوٹے لگے ہوئے تھے۔حورعین ہمیشہ پھیکے رنگ ہی پہنتی تھی اور اس کے لیے جان بوجھ کر گہرے اور کھلتے رنگ لے کر آیا تھا۔وہ ہمیشہ اسے چادر میں ہی دیکھتا آیا تھا مگر ابھی نہانے کے بعد وہ دوپٹے میں باہر نکلی تھی۔گیلے کمر تک آتے بال پشت پر آبشار کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔شانزل کے اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے حورین کے گال اس کے کپڑوں کی طرح گلابی ہو گئے۔

(قوسِ قزح بن کے اتروں تیری صفحہ ہستی پر

تیری زندگی یوں رنگنے کو جی چاہتا ہے )

آہ۔۔۔۔یہ منظر شانزل ابراہیم کے دل میں اتر گیا۔وہ اپنے اسی جاندار انداز میں مسکرایا۔حورعین چلتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی پھر بال سلجھائے اور انہیں چوٹی کی شکل دی

شانزل نے اس کے آگے ایک شاپر کیا

" اسے پہن لیں"

حورعین نے خاموشی سے شاپر لے لیا اور شانزل بیڈ پر بیٹھ کر دیکھنے لگا وہ اس کی حرکات و سکنات کو اسی طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ ہمیشہ دیکھتا تھا۔حورعین نے شاپر میں سے ڈبہ نکالا اس میں گہرے گلابی رنگ کا سیٹ تھا۔جس میں چوکور شیپ کے کرسٹل کے بوندے تھے اور چوکور ہی انگوٹھی اور پینڈینٹ بھی۔

حورعین نے اسے پہننے کے بعد اندر سے کڑے نکالے اور اپنے ہاتھوں میں ڈالے۔ایک مخملی ڈبی بھی تھی جسے کھولنے پر اندر سے نوز پن نکلی حورعین نے نوز پن پہنی اور شانزل ابراہیم کی روح اندر تک شاد ہوگئی۔اسکا خالی خالی دل سکون سے بھر گیا۔حورعین نے نظر اٹھا کر آئینے میں سے ہی شانزل کو دیکھا اور فورا نظریں جھکا گئی۔حورعین نے آگے بڑھ کر چادر اٹھانی چاہیے تو شانزل روک دیا

"رہنے دیں حور، مطلب ابھی دادی نے کہا تھا نہ"

اس کی بات سن کر حورعین نے چادر رکھ دی دوپٹہ سر پر جما لیا اس دوران شانزل ابراہیم کی نظریں حورعین کی نوز پن میں اٹکی تھیں بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ شانزل ابراہیم کا دل حورعین کی نوز پن میں اٹک گیا تھا۔

.........

حیا نے حورعین کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا تو کھل اٹھی مگر وہ حیا تھی

" تم کون ہو"

حیا کی بات پر سب نے حورعین کو دیکھا ہو وہ ایک دم گھبرا گئی

" جو بھی ہو بڑی خوبصورت ہو"

دادی نے حیا کے سر پر چپت لگائی

" ماشاءاللہ کہتے ہیں، ایسے منہ پھاڑ کر خوبصورت کہہ رہی ہو "

"کیا ہے دادی اب بس بھی کریں"

"آؤ بچوں بیٹھو میں ناشتہ لگوانے کا کہتی ہوں، ہانیہ ہانیہ ناشتہ لے آؤ"

شانزل نے حور کے بغل والی کرسی سنبھالی۔

"ماشاءاللہ میں تم سے کہنے ہی والی تھی کہ تھوڑا سج سنور کر رہا کرو شادی والا گھر ہے رونق اچھی لگتی ہے"

دادی نے حورعین سے کہا اتنے میں اشعر بھی آگیا

" آگئے تم، میں کب سے آوازیں لگا رہی ہوں"

" کیا ہے داری صبح سے دوڑا رہی ہیں جاکر دیکھیں وہ پھولوں والا آیا ہے"

دادی اٹھ کر چلی گئیں۔

ہانیہ ناشتہ ٹیبل پر لگانے لگی

"ویسے حیا آپی لوگ دو کام کرتے نہیں ہیں کہ رونے لگتے ہیں"

ہانیہ نے اشعر پر طنز کیا۔

"ہاں تو تم سے تو بہتر ہی ہوں چپ کر کے کام کرو" اشعر کون سا خاموش رہنے والا تھا

حیا نے ہی بات کا موضوع تبدیل کیا

"ویسے بھائی آپ کی پسند تو لاجواب ہے، کیا شوپنگ کی ہے حور کتنی پیاری لگ رہی ہے "

کہتے ہوئے حیا نے آخر میں حورعین کے گال چوم لیے حور ایسے ہی شانزل کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی اوپر سے حیا وہ پوری پوری طرح سرخ ہو گئی

"حیا یہ حرکت مت کیا کرو"

"ہاں، ہاں اب تمہیں اب میرا کس کرنا کہاں پسند آئے گا"

حیا نے حورعین سے سرگوشی میں کہا مگر شانزل نے سن لیا تھا۔

"چپ کر جاؤ ورنہ تھپڑ کھاؤ گی"

حورعین نے ناشتہ شانزل کی پلیٹ میں نکالا

ناشتے کے دوران اشعر نے کہا کہ

"حیا تمہاری شادی دیکھ کر مجھے بھی شادی کرنے کا دل چاہ رہا ہے"

"یہ کیا کوئی سموسہ ہے جو دیکھ کر کھانے کا دل چاہ رہا ہے، ویسے بھی حیا آپی ان کا تو وہ حال ہے کہ

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا چاہیے

شادی کے لیے بساماں کا اشارہ چاہیے"

جواب ہانیہ کی طرف سے تھا

"ہاں کرلو لڑکی وغیرہ پسند میں تمہاری رادیہ بھابی سے سفارش کر دوں گی"

"ارے حیا تم نے تو دل ہی جیت لیا لیکن

لڑکی کہاں سے لاؤں شادی کے واسطے

شاید کہ اس میں میرے مقدر کا دوش ہے

عذرا، نسیم، کوثر و تسنیم بھی گئیں

ایک شمع رہ گئی ہے وہ بھی خاموش ہے"

"واہ واہ! "

شانزل نے ں بھرپور داد دی

"کیا بات کر رہے ہو اتنی ساری تھیں کیا ؟"

حورعین نے تعجب سے پوچھا

مگر جواب ہانیہ کی طرف سے آیا

"جہاں دیکھو عشق کے بیمار بیٹھے ہیں

ہزاروں مر گئے لاکھوں تیار بیٹھے ہیں

برباد کر کے اپنی تعلیم لڑکیوں کے پیچھے

کہتے ہیں مولوی صاحب دعا کریں بے روزگار بیٹھے ہیں"

ہانیہ نے ترنگ میں شعر پڑھا

"او ہیلو باقی سب تو ٹھیک ہے، مگر میں بے روزگار نہیں ہوں"

" ہاں بے روزگار نہیں ہے" مگر آپ کو لڑکی کون دے گا"

ہانیہ کی بات پر اشعر نے پھر سے شعر داغا

Jab tjhe dekhu my dil start flying"

Jab tu door jaye I feel like crying

"Tu mjh se baat kre I keep trying

ا

شعر بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور سب ہی وہاں چونک گئے پھر اشعر نے آخری مصرع پڑھا

"Tension mat le pagli I was lying"

اور پھر کیا تھا سب ہی کے قہقہے چھوٹے اور ہانیہ اشعر کے پیچھے دوڑی

" رکو تمہیں ابھی بتاتی ہوں"

"اگر تیسری جنگ عظیم ہوئی تو ان دونوں کے درمیان ہی ہو گئی"

حیا نے ہنستے ہوئے بتایا

"حیا ابھی تک رادیہ بھابھی نہیں آئی ہے کیا؟"

حورعین نے پوچھا

"ارے وہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی آگئی تھیں، ویسے تم جو پوچھنا چاہ رہی ہو وہ پوچھو نہ کہ حدید آیا ہے کہ نہیں "

حیا نے شوخی سے کہا تو حورعین مسکرا گئی۔

مگر شانزل کو حدید کا ذکر ناگوار گزرا حورعین کوئی جواب دیتی اس سے پہلے ہی پیچھے سے آواز آ گئی

"حور!"

شانزل کے ساتھ حیا نے بھی پلٹ کر دیکھا۔

حورعین اٹھ کر فوراً اس کے پاس گئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی شانزل نے دیکھا وہ کوئی چار پانچ سال کا گولو مولو بچہ ہے جو اپنے پھولے پھولے گالوں کے ساتھ مسکرا رہا تھا۔وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں اور موٹی موٹی ابرو کے ساتھ پورا چائنیز لگ رہا تھا

تب حیا نے شانزل سے کہا

" بچ کر رہیے گا بھائی، آپ کی بیوی پر پورے کے پورے لٹّو ہیں یہ صاحب"

اس بچے نے کہا

"حور آپ کب آئیں "

" رات ہی آئی ہوں آؤ ناشتہ کریں "

حورعین اسے لیے کرسی کے پاس آئی حورین کی ایک طرف شانزل اور دوسری طرف حیا تھی اس بچے نے شاید شانزل کو دیکھا ہی نہیں وہ سیدھا حیا کی طرف آیا

" حیا پھپھو اٹھیں مجھے یہاں حور کے بازو میں بیٹھنا ہے "

"اے فٹ بال دماغ مت کھاؤ، میں نہیں اٹھنے والی تم نے تو آتے ساتھ حور پر قبضہ جمانا شروع کر دیا ہے"

"کیا ہے حیا اتنے سے بچے سے جیلس ہو رہی ہو چلو بیٹھنے دو "

حیا چاروناچار اٹھ گئی۔

حورعین نوالا بنا کر اس بچے کے منہ میں ڈالنے لگی وہ شرما شرما کر منہ کھولتا اور نوالہ کھاتا اور حیا کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے 'دیکھا حور مجھے کتنا پیار کرتی ہے'

"زیادہ دانت مت نکالو تم فٹ بال، یہیں بیٹھے ہیں شانزل بھائی "

حیا نے تنک کر کہا حیا کی بات پر اس بچے کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔

"امی بھی بول رہی تھیں آپ نے شادی کر لی ہے میں نے کہا تھا نہ میں آپ سے شادی کروں گا"

پھر اس نے شانزل کو دیکھا اور اتر کے اس کے پاس آیا اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر کہا

"السلام علیکم، آئی ایم حدید اعظم "

شانزل نے مسکرا کر ہاتھ ملایا اور اپنا تعارف بھی کرایا

"وعلیکم السلام، شانزل ابراہیم "

"حور میں بھی تو اچھا دکھتا ہوں مانا کہ میری eyes ان کی طرح نہیں ہے مگر میں کیوٹ ہوں"

کہتے کہتے حدید پھر سے رونے لگا حدید کو تو حورعین کی شادی کا صدمہ ہی ہو گیا

"تم کیوٹ نہیں ہوں فٹ بال ہو"

دیکھیں نہ حور، حیا پھپھو کیسے بول رہی ہیں "

وہ اور زور سے رونے لگا

"ارے نہیں حدید تو حور کے لیے سب سے کیوٹ ہے"

"کیا ہوا کون میرے بیٹے کو رلا رہا ہے"

رادیہ بھابھی بھی داخل ہوئیں

"یہ حیا پھوپھا مجھے تنگ کر رہی ہیں"

"کیوں حیا کیوں میرے بیٹے کو تنگ کر رہی ہو "

"آپ ذرا اپنے بیٹے کو سنبھال کر رکھئے ایویں میری فرینڈ پر لائن مار رہا ہے"

"حیا پھپھو آپ تو مجھ سے جلتی ہیں"

"چپ کر جاؤ حیا ،کیوں حیران کرتی ہوں کتنا کیوٹ ہے حدید"

حورعین نے حدید کی حمایت کی

" حور آپ آج کتنی پیاری لگ رہی ہیں میں آپ کی earings چھوو سکتا ہوں؟:

حدید نے لگے ہاتھ فرمائش کر ڈالی

حیا کہاں چپ رہنے والی تھی

"دیکھا رادیہ بھابھی اس کو "

"تم چپ کرو، لوحدید تم دیکھ لو "

حورعین نے پھر حدید کی حمایت کی

"کوئی ضرورت نہیں ہے یہ میری حور ہے سمجھے"

حیا کو کوئی حال میں ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"دیکھیں آپ ، جب آپ کو کوئی پرابلم نہیں ہے تو حیا پھپھو کیوں منع کر رہی ہیں؟"

حدید نے سیدھا شانزل کو گھسیٹا

"کوئی بات نہیں ہم حدید کو آئس کریم کھلائے گے، کھاؤ گے آپ؟"

شانزل نے بیچ کا راستہ نکالا

" اگر حور کھلائیں گی تو "

اس کی بات پر سن ہی مسکرا دیئے مگر حیا نے منہ بنایا جسے حدید نے دیکھ لیا۔

"اگر میری حور سے شادی ہو جاتی تو میں حور کو آپ سے کبھی ملنے نہیں دیتا "

حدید منہ بناتا چلا گیا

" بھابھی یہ تو ایک دم پٹاخہ ہے"

حیا نے رادیہ بھابھی سے کہا

" میری جھولی میں تو سبھی پٹاخے گرے ہیں ایک حدید، دوسرا میرا دیور اشعر، تیسری میری بہن ہانیہ اور چوتھی تم، "

رادیہ بھابھی نے حساب برابر کیا

" تو کیا آپ اور اعظم بھائی بہت سیدھے ہیں"

" تم تو چپ کر جاؤ لڑکی ، چار دن بعد شادی ہے اور اتنا بولتی ہوں اتنا بولنے سے روپ نہیں آتا"

دادی نے پیچھے سے آتے ہوئے کہا

"میں کب بولتی ہوں یہ تو سراسر الزام ہے"

ہائے ہمارے بیچاری حیا

"او ہانیہ جاؤ ذرا سب کو اٹھا ابھی تک کہ بستر توڑ رہے ہیں "

دادی حیا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے

"دادی دیکھیں نہ حور اور شانزل بھائی آئے ہیں میں سوچ رہی تھی ان کو شہر گھوما لاؤں"

کوئی ضرورت نہیں ہے کل سے تم مایوں میں بیٹھو گی"

" ہاں تو کل سے بیٹھوں گی نہ آج تو نہیں "

"ہونے والی دلہن گھر سے باہر نہیں نکلتی نہیں تو روپ نہیں آتا"

حیا نے تو سر ہی پیٹ لیا

"حد ہے اب آپ یہ بھی کہہ دیں کہ سانس مت لو ورنہ روپ نہیں آئے گا ،جانے دیں میں نہیں جاتی ہوں دن بھر گھر میں رہ کر آپ کے پوتے اور بہو کو برداشت کروں گی"

حیا کے نوٹنکی سے کوئی متاثر ہوا تھا یا نہیں مگر رادیہ بھابھی ضرور ہو گئی تھی انہوں نے دادی سے سفارش کی تو دادی نے اجازت دے دی۔

--------------------------------------

حدید حورعین شانزل اشعر ہانیہ اور حیا شہر گھومنے نکل گئے حدید پورا وقت ہو حورعین کے ساتھ لگا ہوا تھا حیا اس بات سے جل رہی تھی اشعر اور ہانیہ کو لڑنے سے فرصت ہی نہیں تھی

"حور آپ بہت اچھی ہو "

حدید کی بات پر ہنسے وہ لوگ سمندر کے کنارے کھڑے تھے

"ہمیں پتا ہے تم مت بتاؤ فٹ بال"

"میں فٹبال نہیں ہوں حیا پھپھو ، اشعر چاچو دیکھو نا انہیں "

"ارے حیا کی بچی چپ کر کے آئسکریم کھاؤ میرا حدید بہت کیوٹ ہے"

"ہاں، ہاں اتنا کیوٹ ہے"

حیا نے اشعر کی نقل اتاری

"حور دیکھیں نا، میں اتنا اچھا ہوں، میں روز برش کرتا ہوں، اسکول جاتا ہوں، میں ممی کی بات بھی سنتا ہوں، میں tall اور کیوٹ بھی ہوں آپ مجھ سے شادی کر لیں میں آپ کی ہر بات مانوں گا"

حدید کی تقریر پر اشعر اور ہانیہ زور زور سے ہنسنے لگے شانزل تو اتنے چھوٹے سے بچے کی اتنی جرات پر حیران تھا اور حیا کو تو پوچھو ہی مت اسے پتنگے ہی لگ گئے۔

"چپ کر جاؤ حدید، جو منہ میں آیا بولتے ہی جا رہے ہو بڑے آئے tall اور کیوٹ، تم بٹکے حور کے شوہر کے کندھے سے کود کر خودکشی کر سکتے ہو، بڑے آئے میری حور سے شادی کرنے والے

حیا ہمیشہ کی طرح بولتی ہی چلی گئی

" ہیں؟ حیا پھپھو مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا بٹکے کیا ہوتا ہے اور میں ان کے کندھے پر کیوں چڑھوں گا؟"

حدید کی بات پر سب ہی ہنسنے لگے

"اچھا حیا اب جاؤ ذرا وہاں سے حدید کے لئے ایک اور آئسکریم لے آؤ "

حورعین نے معاملے کو ٹھنڈا کرنا چاہاشانزل بھی ساتھ دکان پر چلا گیا اشعر اور ہانیہ بھی آرڈر دینے اٹھ گئے

حورعین حدید کو چمچے سے آئسکریم کھلا رہی تھی تب اشعر اس سے آئسکریم کا فلیور پوچھنے آیا

اتنے میں پیچھے سے آواز آئی

"مس حورعین، اسلام و علیکم"

"وعلیکم السلام،"

حورعین نے جواب دیا

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے "

اس نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا

اشعر تم ذرا حدید کو لے جاؤ میں بات کر کے آتی ہوں" اشعر حدید کو لے کر چلا گیا۔

حورین اسے جانتی تھی وہ اس کا اور حیا کا کلاس میٹ تھا "عادل یزدانی"

" آپ یہاں کیسے ؟"

"حیا کی شادی میں آئی ہوں"

" کیسی ہیں آپ "

"الحمدللہ "

شانزل نے اشعر سے حور کے بارے میں پوچھا اس نے بتایا کہ وہاں ہیں شانزل سے بھی وہی آ گیا۔

"آپ یونی کیوں نہیں آ رہی ہیں؟ میں نے حیا سے بھی پوچھا تھا"

شانزل کو وہ دونوں دیکھ نہیں سکتے تھے

"میرے خیال میں یہ میرا ذاتی معاملہ ہے"

حورعین نے ٹوک دیا

حورعین کے جواب پر شانزل کے چہرے پر مسکراہٹ آئی مگر اگلے ہی لمحے اس کی رگیں تن گئی۔

"حورعین میں اپنے پیرینٹس کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں "

شانزل حورعین کے جواب کا منتظر تھا

"پہلی بات 'مس' حورعین دوسری بات مسٹر عادل یزدانی آپ نے آج یہ فضول بکواس کر دی ہے دوبارہ مت کیجئے گا"

حورعین نے سرد لہجے میں کہا

مس حورعین میں نے صرف اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے آپ سوچ کر دیکھیے میں مانتا ہوں آپ انکار و اقرار کا حق رکھتی ہیں، یقین جانیں میں کبھی بھی آپ سے شانزل ابراہیم اور آپ کی تصاویر کا ذکر نہیں کروں گا کبھی اس بات کا طعنہ نہیں دوں گا میں پوری یونیورسٹی کی طرح نہیں ہوں مجھے کبھی بھی آپ کی پاکیزگی پر یقین کرنے کے لئے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہوگی آپ کے کردار کی پختگی کو میں جانتا ہوں پلیز آپ ایک بار سوچیں تو" وہ ایک جذب کے ساتھ کہہ رہا تھا اور شانزل کا دماغ تو عادل کے جملے آپ کی اور شانزل ابراہیم کی تصویر پر بھک سے اڑ گیا، اس شخص نے وہ تصویر دیکھی ہوئی ہے باقی یونیورسٹی کے لوگوں سے کیا مطلب ہے؟شانزل کی سوچوں کا ارتکاز حورعین کی آواز نے توڑا

" انکار و اقرار کا حق مجھے ہے اور میں انکار کرتی ہوں "

"آپ جانتی ہیں حورعین ان تصاویر کے بعد کوئی بھی آپ کو قبول نہیں کرے گا لیکن میرے جذبات مخلص ہے ،"

"خدا حافظ"

حورعین کا لہجہ ایسا تھا مطلب اب دفع ہو جاؤ

پھروہیں بیٹھ کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگیں اور پھر شانزل وہیں سے واپس پلٹ گیا

---

وہ لوگ رات گئے واپس آئے تھے

حورعین نے سوچا شانزل کا رویہ کتنا اچھا ہوگیا ہے وہ سب کچھ نہیں تو کچھ اس کی باتوں سے اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

وہ خوشی خوشی دونوں ہاتھوں میں کافی کے مگ لئے ٹیرس پر جا رہی تھی اس کے بارے میں سوچ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"آپ کی کافی "

حورعین کی آواز پر شانزل نے پلٹ کر دیکھا اور کافی کا مگ تھام لیا شانزل نے گلا کھنکھار کر بات کا آغاز کیا

"حورعین میں آپ سے کچھ پوچھوں گا تو سچ جواب دیجیے گا"

"پوچھئیے"

" میں نے غیر ارادتاً آپ کی اور عادل یزدانی کی باتیں سن لی تھی اسے تصویر کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

اور حورعین کو لگا اب اس کا دل بند ہوجائے گا اس نے اپنی گرفت کافی کے مگ پر مضبوط کر لی اس کی آنکھیں یکلخت آنسوؤں سے بھری اور آنسوؤں نے یکلخت آنکھوں سے رخسار تک کا سفر طے کیا۔

" یو۔۔۔۔یونیورسٹی کی و۔۔۔ویب سائٹ پر کسی نے تصاویر اپ۔۔۔اپلوڈ۔۔۔۔اپلوڈ کردی تھی "

شانزل تو ساکت ہو گیا

"اور کسے پتا ہے؟"

اور۔۔اور۔۔۔یونیورسٹی کو اور میری پرانی آفس والوں۔۔۔۔والوں کو۔۔۔۔۔"

حورعین نے تھوک نگلا

"او۔۔اور۔۔۔اور آپ کی۔۔۔آپ کی آ۔۔آفس میں بھی"

حورعین سے اب اپنے پیروں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا تھا

"کیا اس دن بھی آفس میں اسی وجہ سے ورکرز میں جھگڑا ہوا تھا؟"

"جی "حورعین نے اس کی لی

"کیا ہوا تھا ؟"

شانزل کا لہجہ پوری گفتگو میں سپاٹ تھا بلکل ہر جذبات سے عاری

"مس۔۔۔۔۔ مسٹر ہ۔۔ہمدان نے۔۔۔۔"

حورعین کو اس وقت لگا خدا اسے موت دے دے۔

"کیا ہوا تھا؟"

شانزل سوال دہرایا

"مسٹر ہمدان۔۔۔۔ مسٹر ہمدان م۔۔۔میری تصایر دیکھنے کے بعد بہت۔۔۔بہت بد تمیزی سے بات کر رہے تھے مجھے آپ کی۔۔۔۔ آپ کی۔۔۔۔ر۔۔۔ر۔۔رکھیل۔۔۔۔رکھیل کہہ رہے تھے"

لفظ رکھیل پر شانزل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حورعین کو دیکھا وہ سر جھکائے آنسو بہاتے ہوئے کہہ رہی تھی یکایک شانزل کی پیشانی پر بل پڑے

"کہہ رہے تھے تو مسٹر یوسف کے منع کرنے کے بعد بھی چپ نہیں ہوئے تو دونوں میں جھگڑا ہو گیا "

کہہ کر حورعین ایک نظر شانزل کے غصے سے خطرناک حد تک سرخ ہوتے چہرے پر ڈالی

وہ ایک نظر حورعین کو دہلا دینے کے لئے کافی تھی۔

حورعین کپ وہیں چھوڑ کر نیچے کی طرف دوڑتی چلی گئی کپ کے ساتھ بہت کچھ ٹوٹا تھا۔

-----------------------------------------

وہ بھاگتے ہوئے حیا کے کمرے کی طرف آئی اور دھڑام سے دروازہ کھولا۔

حیا نے چونک کر حور کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھا اور ہانیہ سے کہا

"تم آج رادیہ بھابھی کے پاس سو جاؤ۔"

ہانیہ لمحے کی بھی دیر کیے بغیر وہاں سے چلی گئی۔

حیا فورا اٹھ کر حورعین کے پاس گئی دروازہ بند کیا اسکے ٹھنڈے پڑتے وجود کو تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

حورعین نے آنسو بھری نگاہیں اٹھائیں اور کہا

"سب ختم ہو گیا حیا، سب ختم ہو گیا، انھوں نے عادل یزدانی کی باتیں سن لی "

پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

لرزتے ہونٹوں سے حیا کو سب بتایا۔

"یا خدا! میں نے سب اپنے منہ سے کہا بہت تکلیف دہ ہے سب ، مجھے کہیں چھپا دو حیا، کہیں چھپا دو، وہ۔۔وہ بہت غصہ کریں گے اور۔۔۔۔پلیز مجھے کہیں چھپا دو"

حیا نے کرب سے حورعین کو دیکھا کیسے کیسے جملے کسے جاتے تھے تنگ آکر حورعین نے یونیورسٹی آنا ہی چھوڑ دیا۔

بہت تکلیف دہ تھا سب، وہ تو حورعین کا ظرف تھا کہ وہ اتنا سب برداشت کر رہی تھی۔

"تم چپ کر کے لیٹو ، کچھ نہیں ہو گا میں ہوں تمہارے ساتھ"

ابھی تو شانزل نے حورعین سے رویہ ٹھیک کیا تھا۔اسے اپنی ذات ، اپنا نام بہت عزیز تھا، اور وہ اسکے نام پر صرف ایک داغ تھی۔اب نجانے وہ کیا کر ڈالے حورعین اتنے دنوں بعد پھر روتے روتے سوئی۔

-----------------------------------------------------

صبح حورعین اٹھی تو حیا پہلے ہی جاگ رہی تھی۔

"تم فریش ہو کر نماز پڑھو، میں ناشتہ لے کر آتی ہوں"

"نہیں ،مجھے بھوک نہیں ہے"

حورعین نماز پڑھ کر اٹھی ہی تھی کہ ہانیہ کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ویسے ہی شاپر تھے جو شاپنگ کرکے شانزل لے کر آیا تھا

" حور آپی یہ بھائی نے دیا ہے اور کہا ہے کہ چھ بجے تک شہر کے لئے نکلنا ہے آپ تیار ہوجائیں"

حورعین نے بھاری دل کے ساتھ شاپر لے لیا کپڑے بدل کر چادر لی اور حیا سے کہا

"فکر نہیں کرو میں ٹھیک ہوں خاموشی سے شادی کر لینا کوئی واویلا مچانے کی ضرورت نہیں ہے"

" ہاں میں سمجھ گئی چلو دیر ہو رہی ہے"

کہتے ہوئے حیا نے چادر اوڑھی۔

"کیا مطلب ہے چلو؟"

" دیکھو حور نہ ہی مجھ میں اور نہ ہی تم میں ہمت ہے کہ بحث کریں اس لیے چپ کر کے چلو"

حورعین کو پتا تھا اگر حیا نے سوچ لیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ جائے گی تو حیا سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے خاموشی سے چلنا شروع کیا۔

-----------------------------------

شانزل گاڑی کے پاس کھڑا انتظار کر رہا تھا حیا پہلے چلتے ہوئے اس کے پاس آئی

" بھائی مجھے تھوڑا کام ہے آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں گے"

" بیٹھو"

حیا پیچھے بیٹھ گئی اور حورعین آگے۔

گاڑی راستے پر رواں دواں تھی اور گاڑی میں گہری خاموشی۔حیا رات بھر جاگنے کے باعث سو گئی تھی اور حورعین کھڑکی کی طرف منہ کیے اپنے آنسوؤں پر بند باندھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

آتے وقت کتنا حسین سفر تھا اور یہ سفر۔۔۔اف۔۔۔

" بھائی کتنا وقت لگے گا ؟"

"بس پندرہ منٹ تک پہنچ رہے ہیں ویسے تمہیں کیا کام ہے؟"

" وہ آج یونیورسٹی میں اینول فنکشن ہیں"

کچھ نہیں سوجھا تو یہی بتا دیا حالانکہ یہ سچ تھا

"ہاں مجھے پتا ہے"

" ابھی آپ مجھے ہوسٹل چھوڑ دیجیے گا "

"ٹھیک ہے"

------------------------------------------

حیا کو ہاسپٹل چھوڑنے کے بعد شانزل نے گاڑی آگے بڑھا دیں تبھی حورعین کو میسج موصول ہوا

'کچھ بھی ہو تو فورا کال کرنا

حورعین نے گہری سانس بھر کر موبائل اندر رکھا

یا اللہ اب کیا ہو گا وہ شانزل کی طرف سے کوئی اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی۔

شانزل نے گاڑی شانزل انڈسٹریز کے سامنے روکی شانزل باقاعدہ آگے چل رہا تھا اور حورعین اس سے دو قدم پیچھے سر جھکائے حورعین نے نظر اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا

وہ آج بھی اسے چاند جتنا دور لگا اسے خود پر غصہ آ رہا تھا وہ کیوں بھول گئی کہ شانزل تو کیا کوئی بھی لڑکا اسے قبول نہیں کرے گا وہ تصاویر اس کے کردار پر سوالیہ نشان تھیں۔

شانزل پوری شان سے چلتا ہوا کیبن میں گیا حورعین کی ہمت ہی نہیں ہوئی بیٹھنے کی۔

شانزل نے انٹر کام اٹھا کر رفیق کو فورا کیبن میں پہنچنے کا حکم صادر کیا رفیق بوتل کی جن کی طرح حاضر ہوا

" ایگریمنٹ نکالو"

رفیق نے فورا عمل کیا اور باہر چلا گیا

شانزل نے وہی ایگریمنٹ نکالا جو حورعین نے سائن کیا تھا

" کتنے دن باقی ہے آپ کو یاد ہے؟"

وقفے کے بھی دیر کیے بغیر حورعین نے جواب دیا

"19 دن"

پھر شانزل نے ڈراور میں سے لائٹر نکالا اور ایگریمنٹ کو لائٹر سے نکلنے والے شعلے کی نذر کیا یعنی یہ 19 دن بھی انتظار نہیں کریں گے یا اللہ۔

اس کے بعد حورعین کی سوچیں اور دماغ ماؤف ہو گیا شانزل باہر نکلا اور گاڑی پھر سے اپنے راستے پر رواں دواں تھی شانزل نے گاڑی یونیورسٹی کے باہر روکی

"اندر جائیں"

یہ وہی جگہ تھی جہاں اسکی عزت، ذات اور کردار کے پرخچے اڑائے جاتے تھے۔

حورین کے آنکھ سے آنسو گرے اس نے آنسو صاف کیے چادر ٹھیک کر کے باہر نکل گئی

سب اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح چہ میگوئیاں کرنے لگے وہ خاموشی سے چل رہی تھی۔جب کسی نے اس کا ہاتھ تھاما حورعین نے خالی خالی نظر اٹھا کر دیکھا سامنے حیا تھی۔

"کیا ہوا؟"

حورین نے نفی میں سر ہلایا یعنی کچھ نہیں

" اچھا چلو یہاں سے "

حورعین نے پھر سے نفی میں سر ہلایا

"کیوں بھائی نے کہا ہے کیا اندر رہنے؟

اس مرتبہ حورعین نے اثبات میں سر ہلایا حیا نے اسے دیکھ کر گہری سانس خارج کی اور اسے لئے آڈیٹوریم میں آ گئی دونوں نے کرسیاں سنبھالی۔

حورین کو پتہ ہی نہیں چلا کب پروگرام سٹارٹ ہوا کب کون کون آیا مگر جب چیف گیسٹ کا نام اناؤنس ہوا حورعین چونک تو گئی مگر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا

چیف گیسٹ اور کوئی نہیں بلکہ شانزل ابراہیم تھا۔

اسے پتہ ہی نہ چلا کتنی دیر گزر گئی ہے وہ ایک ہی زاویہ میں کب سے بیٹھی ہے۔

فنکشن کے بعد ایوارڈ دینے کا سلسلہ شروع ہوا

" اب آخری ایوارڈ ہے جو کہ انجینئر آف د ایئر کا ہے"

اینکر اپنی جون میں کہہ رہا تھا

"جس کو پیش کرنے کے لئے میں شانزل ابراہیم صاحب کو آواز دیتا ہوں "

شانزل ٹرافی لیے اسٹیج پر چڑھا اینکر نے پھر کہا

"اور یہ ایوارڈ کا اعزاز جاتا ہے حورعین جہانزیب کو"

حورین ابھی سر جھکائے بیٹھی تھی

پھر حورعین کے کانوں میں شانزل کی آواز ٹکرائی

"حورعین جہانزیب نہیں حورعین شانزل ابراہیم"

حورعین نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا سبز آنکھیں، بھوری آنکھوں سے ٹکرائی

گر یہ آنکھیں تیرے دل تک رسائی دے

ان آنکھوں میں کھونے کو جی چاہتا ہے

حورین کی آنکھیں ایک بار پھر اشکبار ہوئی مگر یہ آنسو تشکر کے تھے۔شانزل اسے دیکھ کر مسکرایا ہال میں سبھی ساکت ہوگئے۔

"آیئے بیگم صاحبہ"

شانزل نے شرارت سے کہا

اتنے بڑے انسٹیٹیوٹ کا فنکشن تھا جس میں بڑی بڑی ہستیاں تھیں اور اسی وجہ سے پریس بھی موجود تھی۔

حورعین کیا اٹھتی اس کی تو سانس بھی رکھی ہوئی تھی حیا نے اسے ہلا کر شانزل کی طرف متوجہ کیا اس نے آنکھیں جھپک کر نمی کو اندر دھکیلا اور شانزل کی طرف بڑھنے لگی یہ پہلی مرتبہ تھا کہ اس نے حورعین کو اپنی بیوی ہونے کا مان دیا تھا وہ بھی پوری دنیا کے سامنے حورعین کو لگا وہ آسمانوں میں ہے۔

شانزل نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ حورعین کے آگے کیا حورعین نے ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر شانزل کو وہ قاتلانہ مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہائے وہ ایک نظر تیرا مسکرا کر مجھے دیکھنا

اس مسکراہٹ پر خود کو وارنے کو جی چاہتا ہے

حورین نے وہ ہاتھ تھام لیا شانزل نے اسے ٹرافی دی مگر حورعین کے لئے یہ ٹرافی کچھ معنی نہیں رکھتی تھی جس کے لیے اس نے اتنے سال محنت کی تھی بلکہ

حورعین کے لیے ٹرافی تو وہ نام تھا

"حورعین شانزل ابراہیم"

.......

شانزل اور حورعین باہر نکلے تو میڈیا نے انہیں گھیر لیا اور طرح طرح کے سوال کرنے لگے

سر یہ۔۔۔ سر وہ۔۔۔۔۔

"سر آپ کی شادی کب ہوئی اور آپ نے ابھی تک چھپا کر کیوں رکھی؟"

"میری شادی کو ہوئے دو مہینے اوپر ہوئے ہیں اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے جو میں اسے چھپا کر رکھوں، ویسے بھی یہ میری پرسنل لائف ہے اور مجھے قطعی پسند نہیں کہ کوئی بھی میری پرسنل لائف میں interfere کرے، مگر میرے پاس اپنی پروفیشنل لائف کے بارے میں ایک نیوز ہے"

وہ لفظوں کے کھیل میں ماہر تھا۔اس نے اپنی طرف سے بات کلیئر کر دی تھی اور پھر اس بارے میں اور کوئی سوال نہ کرنے کی دھمکی بھی دے ڈالی اور بہت ہی صفائی سے موضوع تبدیل بھی کر دیا۔

"کیا سر؟"

" شانزل انڈسٹریز کو ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا پروجیکٹ ملا ہے جس کا کریڈٹ اس کی ہیڈ یعنی مسز حورعین شانزل ابراہیم کو جاتا ہے"

"تو آپ کی مسز آپ کو بزنس میں جوائن کریں گی؟" حورعین آنکھیں پھاڑے شانزل کو دیکھ رہی تھی

"کریں گی نہیں، یہ آلریڈی مجھے جوائن کر چکی ہیں I am lucky to have Mrs Hoorain in my life اور ایک بات مجھے کچھ ناگوار باتیں سننے کو ملی ہیں اور اگر دوبارہ ایسی کوئی بات میرے کانوں تک آئی تو میں وہی کروں گا جو شانزل ابراہیم کو کرنا چاہیے ، میں حورعین شانزل ابراہیم کی طرف اٹھنے والی آنکھ پھوڑنے اور حورعین شانزل ابراہیم کے لیے بد فعالی کرنے والی زبان گدی سے کھینچنے میں ایک لمحہ بھی نہیں سوچوں گا، خیر۔۔۔۔۔میں کہہ رہا تھا میں جلد ہی اس پروجیکٹ کو celebrate کروں گا"

یہ اعلان (آپ لوگ دھمکی بھی کہہ سکتے ہیں) تھا کہ حورعین شانزل ابراہیم تک پہنچنے سے پہلے شانزل ابراہیم کا سامنا کرنا ہوگا۔اسکے لہجے میں اتنی تپش تھی کے وہاں موجود رپورٹرز کی پیشانی سے پسینا پھوٹ پڑا۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد اس نے حورین کا ہاتھ تھاما اور رپورٹرز کے جھرمٹ کو چیرتا ہوا آگے نکلنے لگا۔حورین اس کے مضبوط ہاتھ میں قید اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔وہ ایک خوبصورت ہاتھوں والا مرد تھا۔

ہر لڑکی اپنے لیے لڑکے نہیں خوبصورت ہاتھ والے مرد کی خواہش کرتی ہے۔لڑکے تو کئی ہوتے ہیں مرد کوئی کوئی بن پاتا ہے۔ایک مرد کے خوبصورت ہاتھ کیسے ہوتے ہیں؟ خوبصورت ہاتھ وہ ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کے گرد تحفظ کا حصار باندھ سکے۔

---------------------

گاڑی میں بیٹھتے حورعین نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور اسے دیکھ کر شانزل گھبرا گیا

"یار آپ کتنا روتی ہو"

شانزل نے اس کی طرف اپنا رومال بڑھایا

" آپ نے مجھے کتنا ڈرا دیا تھا"

"میں نے کب ڈرایا میں تو صاف اشارہ دیا تھا ایگریمنٹ جلا کر"

"مجھے اشارے سمجھ ہی نہیں آتے"

حورعین نے معصومیت سے کہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔

" اچھا یعنی اب مجھے صاف صاف بات کرنی ہوگی"

" بالکل یہ اشارے سمجھ ہی نہیں آتے ہیں"

" ٹھیک ہے پھر حیا کی شادی سے فارغ ہو جائیں پھر اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے"

ہمیشہ کی طرح حورعین نے موضوع تبدیل کر دیا

" یہ حیا کہاں رہ گئی ؟"

"وہ دیکھو آ رہی ہے "

حیا کھڑکی کے پاس آئی۔

"بھائی آپ لوگ جائیں میں اشعر کو بلا لیتی ہوں "

"حیا چپ کر کے بیٹھو شام سے پہلے پہنچنا ہے"

جواب حورعین کی طرف سے تھا

حیا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گئی

"مجھے کیا میں نے سوچا تم لوگوں کو تھوڑی پرائیوسی دے دوں"

"تم نے گھر بتایا تھا "

"مرنا تھا کیا دادی کے ہاتھوں سے ہانیہ کو کہا تھا کہ سمبھال لینا ویسے تو مجھے سوچ سوچ کر مزہ آ رہا ہے کہ ہانیہ نے دادی سے کتنی ڈانٹ سنی ہو گی "

حیا تو حیا ہے مگر جیسے جیسے گھر کے قریب آرہا تھا حیا کو دادی سے خوف آ رہا تھا۔

---------------------------------

لان میں ہانیہ جلے پیر کی بِلی بنی چکر کاٹ رہی تھی اور اشعر لان کی دوسری طرف اسٹیج سجا رہا تھا۔
ہانیہ نے حیا کو دیکھا سکون بھری سانس خارج کی پھر غصے سے پاؤں پٹختی اندر چلی گئی اشعر حیا کے پاس آگیا

"حیا کی بچی جان نکال دی تم نے، بتا کر نہیں جا سکتی تھی فون بھی آف آ رہا تھا"

" ارے تھم جاؤ تم چڑھے ہی جا رہے ہو بھائی اور حور کے ساتھ گئی تھی"

"مگر بھائی نے تو صرف ان دونوں کے جانے کا بتایا تھا اور تم بتا نہیں سکتی تھی تمہارے ابو کی بیوی نے اندر تمہارے بارے میں کیا کیا خبر نشر کی ہے تمہیں پتہ بھی ہے"

"دفع کرو انہیں، مجھے جانے دو میں اپنے روٹھے ہوئے محبوب کو مناوں "

حیا کا اشارہ ہانیہ کی طرف تھا۔

"تمہارے جانے کے بعد جو ڈانٹ سنی ہے اس نے دادی سے اللہ معاف کرے، میں بھی تھوڑا زیادہ ہی بول گیا سارے کام کر رہی ہے مگر منہ پر تالہ لگایا ہے"

---

دادی نے حیا کو کافی ڈانٹ لگائی مگر اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان کو بھی زحمت نہیں دی اسی کان سے نکال دی۔

پھر ہانیہ بھی تھوڑے نخرے دکھانے کے بعد مان گئی اب حیا تیار ہو رہی تھی اور حورعین اپنے کمرے میں گئی شانزل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا

حورعین کو دیکھ کر فون رکھا اور اسکی طرف آیا

حورعین شاپر نکال کر دیکھ رہی تھی کہ آج کیا پہنے

تبھی شانزل بول پڑا۔

ہر ڈریس پر فنکشن کی چِٹ لگی ہوئی ہے"

حورین نے مایوں کا جوڑا نکالا تو شانزل نے آگے بڑھ کر اس کے لیے شاپر بیڈ سے اٹھایا۔

"یہ اس کے اوپر کی جویلری ہے جلدی سے پہن کر تیار ہو جائیں میں ذرا آتا ہوں کہ کر چلا گیا"

---------------------------------------

شانزل واپس آیا تو حورعین اسے کہیں نہیں دکھائی دی وہ تیار ہونے چل دیا جب وہ نیچے آیا تو اسے وہ نظر آئی وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا

وہ ہانیہ کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی وہ اس کے لائے ہوئے پیلے گھیر دار فراک جس پر آئینے کا نفیس کام کیا ہوا تھا اور پھولوں کی جویلری میں کھلتا ہوا پھول لگ رہی تھی۔

حورعین کی نظر شانزل پر پڑی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے نظریں چرا لیں۔

حورین نے چپکے سے شانزل کو دیکھا آج اس نے پہلی بار اسے پٹھانی کرتے میں دیکھا تھا وہ سفید رنگ میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

اسی طرح چپکے سے ماشاءاللہ کہا پھر وہ ہانیہ اور اشعر کی طرف متوجہ ہوگئی جو پھر کسی بات پر لڑ رہے تھے۔

"یہ جو تم روز آرٹس کونسل جاتی ہوں وہاں سے کچھ سیکھ بھی جاتی دو چار رنگ منہ پر بھی لگا لیتی تو ڈھنگ کی نظر آتی"

ہانیہ نے اشعر کو ایک زبردست نھوری سے نوازا منہ سے کچھ کہا نہیں لیکن دل میں یہ خیال آیا تھا کہ کہیں میں سچ میں تو بری نہیں لگ رہی۔

اشعر چپ نہیں ہوا اس نے ہانیہ کو اور اکسایا تاکہ وہ کھری کھوٹی ہی سنائی مگر کچھ کہے تو

"میں بات کروں گا بھابھی کی امی یعنی تمہاری امی سے کہ یہ آرٹس کونسل چھڑوا کر گھر بیٹھائے، چڑیل جیسی لگنے لگی ہو"

ہانیہ کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور وہ چینخ اٹھی "میں تمہاری جان لے لوں گی"

" ہاں میں تو جیسے تمہیں دینے کے لیے بیٹھا ہوں" اشعر نے سکھ کا سانس لیا کم از کم اس کی چپ تو ٹوٹی۔

---------------------------------------------------

حدید اب بھی حور کے پیچھے تھا حیا بظاہر دولہن تھی مگر اس کا منہ ہی بند نہیں ہو رہا تھا سب نے مل کر رسم کی اس طرح یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

شانزل کمرے میں آیا تو پھولوں کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا شانزل نے دیکھا حورعین نماز پڑھ رہی تھی وہ چینج کرنے چلا گیا۔

جب وہ باہر نکلا تو اس کی نماز ختم ہو چکی تھی اب وہ اپنے لئے کپڑے نکال رہی تھی تب دروازے پر دستک ہوئی۔سامنے رادیہ بھابھی حدید کے ساتھ تھیں

" حور یہ بہت ضد کر رہا ہے تمہارے پاس سونے کے لئے میں نے بہت سمجھایا مگر مان ہی نہیں رہا"

"کوئی بات نہیں بھابھی اسے یہیں چھوڑ دیں"

جواب شانزل کی طرف سے آیا تھا حدید تو کھل کر مسکرایا اور حور کا ہاتھ تھام لیا رادیہ بھابھی سر ہلاتی ہوئی چلی گئیں۔

"چلو حدید ہم حیا پھوپھو کے کمرے میں سوئیں گے" اسکی بات سن کر شانزل مسکرایا وہ تو بہانے ڈھونڈ رہی تھی یہاں سے جانے کے

"نہیں حدید یہیں سو جائے گا"

"آپ کو تکلیف ہوگی"

" مجھے تکلیف نہیں ہوگی آپ بے فکر ہو جائیں"

حورعین نے حدید کو کہا

"میں چینج کر کے آتی ہوں"

"حور آپ ایسے ہی رہیں نا یہ فلاور آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں حدید نے تو شانزل کے دل کی بات کی تھی۔

حورعین مسکرائی اور اسے لئے بیڈ کی طرف بڑھ گئی شانزل بھی بیڈ پر نیم دراز تھا

"آپ کو پتہ ہے، حور مجھے آپ سے زیادہ پسند کرتی ہے "

حدید نے شانزل کو دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بتایا اس کی بات پر شانزل نے کہتا قہقہہ لگایا اور اس پر حورعین کی دھڑکن بے قابو ہوئی

حدید نے لیٹ کر حورعین سے کہا تھا

"لیٹ جائیں حور "

"نہیں میں ٹھیک ہوں چلو آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ"

"لیٹ جائیں، اب آپ کا کیا رات بھر جاگنے کا ارادہ ہے اگر ایسا ہے تو میں حدید کو رادیہ بھابھی کے پاس چھوڑ آتا ہوں پھر مل کر جاگیں گے"

"مجھ۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے"

حور فورا لیٹ گئی اور دل کی دھڑکن کم کرنے لگیں اف یہ شخص تو۔۔۔۔۔سوچ ہی سکی پھر حدید کو لے کر بیڈ ایک دم کنارے پر لیٹ گئی شانزل نے دیکھا وہ سو گئی۔

شانزل نے دیکھا وہ سو گئی ہے جب حورعین سب بتا کر گئی کیا کیا ہوا تھا تو شانزل کو بہت شاک لگا اس کے کانوں میں خالو کی آواز گونج رہی تھی۔

"ایسے واقعے کے بعد لوگ لڑکی کا جینا حرام کر دیتے ہیں"

وہ اس کی تکلیف کا اندازہ اس کی آنکھوں سے لگا سکتا تھا نہ جانے اس نے اتنا سب کچھ اکیلے کیسے سہا ہو گا۔

کیا تھی وہ؟ صبر کا پیکر یا کوئی ایسی نعمت جو خدا نے اسے نہ جانے کن نیکیوں کے بدلے ادا کی تھی۔

وہ تو اس کی دھڑکن بن کر دل میں دھڑکتی تھی تو وہ کیسے اس کو اکیلے چھوڑ دیتا اب سب سے ضروری تھا کہ شانزل اسے اپنا نام دے۔

اس لیے اس نے آج پوری دنیا کے سامنے اسے اپنا نام دیا۔ کتنی الگ ہے یہ لڑکی، چاہے تو پہلے ہی بتا سکتی تھی کہ شانزل ابراہیم اس کا شوہر ہے مگر وہ سب کچھ برداشت کر رہی تھی صرف اس لیے کیونکہ شانزل نے اسے قبول نہیں کیا تھا یکلخت شانزل ابراہیم کا دل چاہا وہ اسکے چاندنی لٹاتے چہرے پر محبت کی مہر ثبت کرے اور اسکے وجود کی نرماہٹ کو بانہوں میں بھر کر محسوس کرے اس نے اپنے دل کو بڑی مشکل سے سمجھایا نہیں تو حورعین نے یقیناً بے ہوش ہو جانا تھا اتنا سمجھانے کے باوجود شانزل ابراہیم کا دل بے ایمان ہوا جا رہا تھا

وفاؤں کے بادل سے محبت جھوم کر برسے

یوں تجھ پر ٹوٹ کر برسنے کو جی چاہتا ہے

اس کی آنکھوں کی تپش ہی تھی کہ حور نے کسمسا کر آنکھیں کھول دی۔

اور اٹھ کر چینج کرنے چلی گئی۔

جب باہر نکلی تو شانزل کو خود کو تکتے پایا

"کیا ہوا؟"

"میں دیکھ رہا ہوں آپ یہاں آکر مجھ سے غافل ہو گیئں ہے"

ایسا تو نہیں ہے"

کہہ کر حورعین سونے لیٹ گئی

"، ہم یہاں دو رات رکے مگر نہ آپ نے میری گھڑی نکالی نہ مجھے کمفرٹر اوڑھایا"

کوئی بم تھا جو حورعین کے سر پر پھٹا تھا یعنی وہ جانتا تھا۔

اس نے گھبرا کر چہرا کمفرٹر سے باہر نکالا شانزل نچلا ہونٹ دانتوں دبائے اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہا تھا حورعین نے فوراً سٹپٹا کر کمفرٹر سے چہرا چھپا لیا۔

"میں سو گئی ہوں"

حورعین کی اس قدر معصومیت پر شانزل نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"ارے حدید اٹھ جائے گا"

حورعین نے یاد دلایا

"اچھا نہیں جگاتا مگر آپ اپنا روز والا کام انجام دیں"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا"

حورعین اس قدر خفت سے سرخ ہو رہی تھی جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔

"آپ کا پالا شانزل ابراہیم سے پڑا ہے، چلیں جلدی کریں"

حورعین اٹھ کر بیٹھ گئی شانزل نے گھڑی والا ہاتھ آگے کیا

"آپ آنکھیں تو بند کریں "

شانزل نے آنکھیں بند کر لی۔

حورعین نے کپکپاتے ہاتھوں سے گھڑی نکالی اور کمفرٹر اوڑھانے لگی تبھی شانزل نے آنکھیں کھول دی ان بھوری آنکھوں میں مقابل کو تسخیر کر لینے کا ہنر تھا حورعین کا دل بھی بے اختیار ہونے لگا۔اسے لگا اس نے اگر ایک لمحہ اور ان آنکھوں میں دیکھا تو یہ آنکھیں اسے تسخیر کر لیں گی۔

وہ اپنے بے اختیار ہوتے دل سنبھالتے ہوئے کمفرٹر میں دُبک گئی۔

بے قراری سی بے قراری ہے

وصل ہے اور فراق طاری ہے

.........

دوسرا دن بھی بہت خوشگوار تھا حورعین شانزل کے لائے ہوئے اورنج رنگ کے گرارے میں جچ رہی تھی ہلکی سی جویلری اور ہمیشہ کی طرح میکپ سے عاری چہرہ۔

آج مہندی تھی اور پورے دن شانزل کی نظریں حورعین کا طواف کر رہی تھی

حورین شانزل کے دیکھنے پر کنفیوز ہو رہی تھی۔

مہمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا جب رات حیا کھانے کے لیے بیٹھی تو کدو گوشت دیکھ کر اس کا منہ بن گیا

"کیا دادی آپ کو پتہ ہے میں کدو گوشت نہیں کھاتی"

" ہاں لیکن کھالو بچے"

" میں دلہن ہوں اور آپ ایسا کہہ رہی ہیں مجھے نہیں کھانا کدو گوشت"

حیا کی سوتیلی امی کا ضبط یہیں تک تھا

"جاؤ عاطف لے آؤ کچھ اس کے لیے بھی ورنہ اس کا منہ بند تھوڑی ہو گا اللہ اللہ کر کے کل کا دن بھی نکلے تو جان چھوٹے اس سے "

ان کے لہجے میں اتنی حقارت تھی کہ شانزل کو بہت غصہ آیا سارے مہمان موجود تھے اور حیا کے ابو تو ایسے بیٹھے تھے جیسے انھوں نے کچھ سنا ہی نہ ہو

"ہاں بالکل، مگر میرے فیورٹ ریسٹورنٹ سے لانا اور مرچیں تھوڑی زیادہ ڈلوانا سمجھے "

وہ حیا تھی حیا زمان جس نے چپ رہنا سیکھا ہی نہیں تھا حیا کی بات پر اپنی ہنسی دبانے لگے۔

"اتنا تیکھا تو بولتی ہوں تمہیں مرچوں کی کیا ضرورت ہے"

عاطف نے بھی چڑھ کر جواب دیا

" ارے لیکن تمہاری امی کی برابری بھی تو کرنی ہے نا اس لئے مرچیں زیادہ ڈلوانا تاکہ تمہاری امی جتنا تیکھا بول سکوں اشعر تم کھاؤ گے میرے ساتھ؟"

"بالکل "اشعر نے کندھے اچکا کر جواب دیا

"تھوڑا زیادہ لے آنا "

کیا شانِ بے نیازی تھی حکم دے کر وہاں سے چلی گئی

اشعر نے اب ہانیہ کو گھیرا

تم ٹھوسنا بند کرو موٹی، ہمارے ساتھ کھانا"

موٹی سن کر تو ہانیہ پلیٹ لے کر اشعر کے پیچھے دوڑ پڑی

----------------------------------------

ہانیہ، اشعر، راریہ بھابھی، حدید ، حورعین شانزل سب ہی ٹیرس پر بیٹھے تھے اور حیا کو مہندی لگائی جارہی تھی۔

تب حیا نے کہا

" کچھ شعر و شاعری، بیت بازی ہو جائے"

نہیں حیا آپی میں ان سڑی شکل کے ساتھ نہیں کھیلنے والی '

ہانیہ نے اشعر کی طرف اشارہ کر کے کہا

اب اشعر تھوڑی چپ رہنے والا تھا

"تم نے دیکھا ہے کبھی چاند پر بہتا پانی

میں نے دیکھا ہے یہ منظر منہ دھوتے ہوئے"

" کاش تمہارے چہرے پر چکن پاکس کے داغ ہوتے چاند تو تم ہو ہی ستارے بھی ساتھ ہوتے"

ہانیہ کی بات پر رادیہ بھابھی نے کہا

"پھر تو اشعر چاند نہیں سورج مکھی لگتا ہے چلو اشعر جواب دو"

تو چندر مکھی میں سورج مکھی

تو مجھ سے دکھی میں تجھ سے دکھی

ایسا کر چھت سے کود جا

تو بھی سوکھی میں بھی سکھی

ہانیہ تو جل ہی گئی پھر شعر داغا

کہانی ہیں تو افسانہ بنے

شباب سے ہی میخانے بنے

کچھ تو بات ہے آپ نے بھی

یوں ہی نہیں پاگل خانے بنے

"واہ کیا بات ہے ،کیا بات ہے"

، حیا نے داد دی پھر کہا

"لو اسی بات پر یہ کھاؤ "

"نہیں حیا آپی بہت چیز ہے اس میں"

اور اشعر کو موضوع مل گیا

ڈائٹنگ کھیل نہیں چند دنوں کا لوگو

ایک عمر چاہیے کمرے کو کمر ہونے تک

ہانیہ کو تپ ہی چڑھ گئی

لفظوں میں اتنا زہر کہاں سے لاتے ہو

لگتا ہے ناشتے میں بچھو فرائی کر کے کھاتے ہو

کم بختو، یخ تھو، تو یہ کیا لگا رکھا ہے میں کھا رہی ہو نہ"

حیات کا منہ بن گیا سب ہنسنے لگے

"اگر ایسا ہی حال رہا تو ہو چکی شعر و شاعری"

رادیہ بھابھی نے بھی اپنا حصہ ڈالا

اتنے میں اعظم یعنی حدید کے ابو بھی آ گئے

"ارے اعظم بھی آ گئے "

"کیا ہو رہا ہے "

اعظم نے پوچھا

"وہی یہ لڑکیاں کبھی خوش نہیں ہوتی، ابھی تو بیت بازی ہو رہی تھی "

جواب اشعر نے دیا تھا۔

"چلیں نہ اعظم بھائی آپ ہی کچھ سنا دیں "

ہانیہ نے فرمائش کی

" اشعر کی بات پر ایک شعر عرض ہے

اگر تم تاج بھی رکھ دو سر پر حکمرانی کا
نہیں ہو گا مگر راضی دل کبھی زنانی کا
اگر تم تارے توڑ کر لاؤ گے وہ کہے گی
یہ وہ تارے نہیں جو شوہر لایا تھا فلانے کا

"اعظم آپ مجھے سنا رہے ہیں "

رادیہ نے کہا

" تو غلط نہیں ہے"

اعظم نے شرارت سے کہا۔

" ابھی بھی سوچ لو حیا شوہر ایسے ہی بعد میں طعنے دیتے ہیں"

رادی نے احتجاج کیا۔

"میں نے تو ابو سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ کوئی ایسا ڈھونڈے جو مجھ سے کم خوبصورت ہو اور دن بھر میری باتیں سن سکیں"

" واہ تمہاری تو منطق ہی نرالی ہے"

اشعر نے مذاق اڑایا

" اس معاملے میں تمہاری کیا منطق ہے ہانیہ اور ذرا ترنگ میں بتانا"

یہ جملہ اعظم کی طرف سے تھا

جیسے وہ صورت کا باکمال ہو

ویسے سیرت کا بھی بے مثال ہو

وہ ایک لاجواب سوال ہو

میری مشکلوں کو زوال ہو

وہ ایک انجانا سا دلکش خیال ہو

جسے دیکھتی رہ جائے ساری دنیا

وہ ایسا کچھ کمال ہو

ہانیہ ٹرانس میں بول رہی تھی آگے سے اشعر نے لقمہ لگایا

"اور دھوتی پھاڑ کر رومال ہو"

"اوہ ،،،،،،مرو تم پورا مزہ خراب کر دیا"

حیا چڑ گئی۔

" اچھا اب شانزل بھائی کی باری ہے"

حیا نے شانزل کو بھی گھسیٹا

" ٹھیک ہے لیکن میں شروع ہوا تو کوئی اٹھ کر نہیں جائے گا "

اوکے سنا بھی دیں "

اس کی سادگی اس کی عاجزی اس کی ہر ادا کمال ہے مجھے فخر ہے مجھے ناز ہے میرا یار بے مثال ہے"

حورعین کا دل دھڑک اٹھا

" اب میری باری "

حیا کہاں چپ رہنے والی تھی

تیرے کس کس خیال کو دل سے جدا کروں

میرے ہر خیال میں تیرا خیال رہتا ہے

حیا نے یہ شعر حورعین کی طرف دیکھ کر کہا تھا

"واہ سبحان اللہ،"

اعظم میں داد دی

" چلو حور جواب دو"

خیال انہی کے آتے ہیں جن سے رشتہ قلب ہوتا

ہر شخص اپنا ہو جائے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

"اچھا اب اعظم بھائی کی باری، مگر ذرا کچھ اچھا ہو جائے"

ہانیا نے کہا اعظم نے رادیہ کے پھولے پھولے منہ کو دیکھا۔

اول تو زمانے میں نہیں تم سا کوئی اور

اگر ہو بھی تو ہم کون سا تسلیم کرلیں گے

اور رادیہ بھابھی تو گڑبڑا گئیں۔ تبھی اشعر ،ہانیہ اور حیا نے ہوٹنگ شروع کر دی

" اچھا نہ آپا اب جواب تو بنتا ہے"

ہانیہ نے اسرار کیا

آتے جاتے ہیں کئی رنگ میرے چہرے پر

لوگ لیتے ہیں مزا ذکر تمہارا کر کے

"اچھا اب میری باری" اشعر نے کہا

"کوئی ضرورت نہیں تم دونوں پھر بچھو، سانپ، چوہا بلی کتا کرنے لگا گے اب شانزل بھائی کی باری"

میرے عشق کے پانچوں نقطوں پہ بھاری ہے

تیرے حسن کے نون میں جو ایک نقطہ ہے

"ہائے ہائے"

حیا ہی کیا جو چپ بیٹھے

حورعین حیا کے پاس ہی بیٹھی تھی ایک بار پھر اس کی دھڑکن تیز ہوئی اس نے چور نظروں سے شانزل کو دیکھا وہیں دیکھ رہا تھا حورعین نے فورا ہٹا لیں

" بھائی ایک اور"

سب سے نظر بچا کر وہ مجھ کو ایسے دیکھتا ہے
ایک دفعہ تو رک گئی گردش ماہ و سال

حورین تو گڑبڑا گئی

پھر حیا نے حورعین کو دیکھتے ہوئے شعر پڑھا

دل تو دل ہے اعتبار کیا کیجئے
آگیا ہے جو کسی پہ پیار کیا کیجئے

پھر حورین کے کان میں سرگوشی کی

"

تمہارے لئے مفت مشورہ ہے عمل کرو"

حورعین نے جھکی ہوئی گردن اور بھی جھکالی

"اچھا بھائی اب آپ کی باری ہے"

ایک حقیقت سی جنت میں حوروں کا وجود

حسن انسان سے نمٹ لوں تو وہاں تک دیکھوں

حورعین پوری سرخ ہو رہی تھی

"بھائی ایک اور"

یہ ہانیہ تھی

کاش کہ تیرے دنیا مجھ سے مجھ تک ہو

میں تمہیں تمہارا بھی نہ ہونے دوں

"اتنی شدت؟"

یہ اشعر تھا

" تھوڑا اور واضح کریں نا بھائی "

حیا نے معنی خیزی سے کہا

"دیکھو یاد ہے نا میں نے کہا تھا کوئی اٹھے گا نہیں"

" ہاں بھائی دس بار تو ایک ساتھ ہی بول دیں"

حورعین کا دل کیا حیا کا گلا دبا دے۔اور پھر شانزل شروع ہو چکا تھا۔

یہ آب و تاب حسن، یہ عالم شباب کا

تم ہو کہ ایک پھول کھلا ہے گلاب کا

"واہ! سبحان اللہ "

شانزل کی نظریں حورعین پر ہی ٹکی تھی۔وہ پوری سرخ ہو رہی تھی اور سچ میں گلاب لگ رہی تھی۔ شانزل پورے موڈ میں حورعین کو بغیر پلکیں جھپکائے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

یہ بات یہ تبسم یہ ناز یہ نگاہیں

تم ہی بتاؤ کیونکر نہ تمہیں چاہیں

ہر شعر کے ساتھ حورعین کی دھڑکنیں اس قدر تیز ہوتی جارہی تھی جیسے دل ابھی باہر آ جائے گا۔ ایک تو ایسی شاعری اوپر سے ایسی نظریں۔۔۔۔اف۔۔۔۔

یہ شخص تو میری جان ہی لے لے گا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کسی طرح اپنی دھڑکن کو شانزل سے چھپائے

۔

تب ہی شانزل نے ایک شعر داغا۔

تم لاکھ چھپاؤ سینے میں احساس ہماری چاہت کا

دل جب بھی تمہارا دھڑکا ہے آواز یہاں تک آئی ہے

حورعین تو ایک پل کے لیے سانس ہی نہ لے سکی اسے ڈر تھا کہ کہیں اسکی دھڑکنیں یہ راز عیاں نہ کردیں

مگر شانزل چپ نہیں ہوا۔

تم کو ہزار شرم سہی ہم کو ہزار ضبط

الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائے گا

اب تو حد ہی ہو گئی حورعین اب شعر و شاعری کی ذو معنی گفتگو برداشت نہیں کر پا رہی تھی اسے لگا شانزل وہ راز بھی سب کے سامنے عیاں کر دے گا جو اس نے خود سے بھی چھپا رکھا ہے وہ ساحر تھا جو کم از کم حورعین کے دل پر اپنا سحر پھونک چکا ہے۔اس لیے فرار چاہی اور حیا سے کہا

"تم لوگ بیٹھ میں پانی پی کر آتی ہوں"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ کوئی جائے گا نہیں ایک کام کرو تم لوگ بیٹھو میں چلا"

وہ کہہ کر جانے لگا۔حورعین کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔

حیا نے حورعین کو چپت لگائی

"کم بخت، روکو انھیں "

حورعین ہوش میں آئی مگر مخاطب کیسے کرے یہ آفس تو تھا نہیں کہ سر کہتی اور نام تو وہ کبھی لے ہی نہیں سکتی تھی۔

"سنیں"

شانزل رکا نہیں۔

حورعین نے ہمت کر کے پکارا

"سنیں،،،، ش۔۔شان رک جائیں، پلیز"

حورعین کی پکار پر شانزل کے قدموں کے ساتھ دل کی دھڑکن بھی رکی۔

وہ پلٹا، اس کے طرزِ تخاطب پر مسکرایا۔

"چلیں بھائی ، اسی بات پر ایک شعر ہو جائے"

حیا کا اشارہ اس کے شان کہنے کی طرف تھا۔

شانزل نے حورعین کی آنکھوں میں دیکھا، حورعین نے لاکھ کوشش کی کہ کسی طرح نظریں جھکا لے مگر نجانے شانزل کی آنکھوں میں کیسا سحر تھا کہ وہ ایسا نہ کر سکی حورعین کو لگا شانزل نے آنکھوں کو، روح کو باندھ لیا ہے

ان کے لب پر آیا ذکر بے حجابانہ میرا

منزلِ تکمیل تک پہنچا افسانہ میرا

شانزل نے دلکشی سے شعر پڑھا۔

حورعین تو تھوڑی دیر میں بیہوش ہو جاتی وہ رادیہ بھابھی کو اس پر رحم آگیا

"چلو حور، میری ذرا کچن میں ہیلپ کر دو پھر تم بھی مہندی لگوا لینا"

حورعین نے تو موقعِ غنیمت جانا اور فوراً اٹھ گئی

"بھابھی یہ تو فاؤل ہے"

شانزل نے احتجاج کیا۔

"بس بھی کرو، باقی کا اظہار اپنے روم میں کر لینا"

رادیہ بھابھی کی بات سن کر حورعین تو ان سے بھی پہلے نیچے چلی گئی۔

-------------------------------------

حورعین کی ہمت ہی نہیں ہوئی شانزل کا سامنا کرنے کی اسی لیے وہ آج حیا کے روم ہی سو گئی۔

دوسرے دن نکاح تھا تو ہر طرف شور و غل تھا ہر کوئی بھاگم بھاگ تیاری کر رہا تھا۔

لیکن سب سے پہلے تیار ہونے والی دلہن تھی۔جی ہاں

اور سب کو ڈانٹ ڈانٹ کر تیار کروا رہی تھی۔

ابھی وہ ہانیہ پر برس رہی تھی تب ہی اشعر اندر آیا

"اے موٹی تم یہ دوپٹہ مت پہنو، کوئی لال رنگ کا دوپٹہ پہنو"

"میں موٹی نہیں ہوں سمجھے، تم چھچھندر سے اچھی ہوں، اور میں کیوں پہنوں لال دوپٹہ ؟"

"دیکھو تم نے سبز رنگ کی چوڑی دار پہنی ہے اس پر پیلے رنگ کا فراک اور اگر سبز کی بجائے لال رنگ کا دوپٹہ پہنو گی تو ایک دم سگنل لگو گی"

کچھ لمحے تو ہانیہ اسکی شکل ہی دیکھتی رہی جب بات سمجھ آئی تو اپنے پنجے تیز کر کے اس کے پیچھے دوڑی

-----------------------------------

حورعین کمرے میں داخل ہوئی اور ادھر ادھر دیکھے بغیر ڈریسنگ ٹیبل سے انگوٹھی پہنی۔جونہی حورعین کی نظر آئینے پڑی تو ساکت ہوگئی شانزل ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

آج حیا نے اسے اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا۔

آج حورعین شانزل کے لائے ہوئے کپڑوں میں ملبوس تھی۔

وہ بنارسی سِلک کا گہرے سبز رنگ کا شرارہ لے کر آیا تھا وہ تقریباً 12 میٹر کے گھیر کا تھا۔گہرے سبز رنگ کی کوٹی اور گہرے سبز رنگ کا ہی سِلک کا دوپٹہ جس کے بارڈر پر گولڈن زردوزی اور آئینے کا حسین امتزاج تھا ویسا ہی کام آستین پر بھی تھا۔

آج تک وہ اسے سادے حلیے میں ہی دیکھتا آیا تھا مگر آج وہ من لگا کر تیار ہوئی تھی۔

سبز اور گولڈن بڑے بڑے آویزے پہن کر انھیں زینت بخشی گئی تھی۔

سب سے قاتل تو سبز آنکھیں تھی وہ مسکارا اور لائینر کی وجہ سے واضح ہو رہی تھی۔

شانزل کا دل ڈوب کر ابھرا

"جان لینے کا ارادہ ہے کیا مسز؟"

"اللہ نہ کرے، کیسی باتیں کر رہے ہیں شان"

"اف۔۔۔۔جانِ شان، پھر اس طرح کیل کانٹوں سے لیس ہو کر آؤ گی پھر میری تو خیر نہیں"

حورعین نے نظریں جھکا لی۔

"بس ایک چیز کی کمی ہے"

حورعین نے سوالیہ نظروں سے شانزل کو دیکھا۔

شانزل نے بڑھ کر لیپ ٹاپ بیگ سے کچھ نکالا اور حورعین کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

اسکے ہاتھوں میں جڑاؤ کنگن تھے وہی جو حورعین کو خالہ نے پہنائے تھے۔

"May I ?"

وہ اجازت طلب کر رہا تھا۔

حورعین نے نظریں جھکا کر سر اثبات میں ہلایا شانزل اسکا مہندی سے سجا نرم، نازک اور خوبصورت ہاتھ تھام کر کنگن پہنانے لگا۔اسکا لمس حورعین کی دل کی دنیا میں ایک طوفان مچا رہا تھا۔

"ویسے آپکو ایسے دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے مجھے آپ سے ہمارے بارے میں پہلے ہی بات کر لینی چاہیے تھی خواہ مخواہ ہمارا معاملہ لٹکا ہوا ہے"

اسکی بات پر حورعین کا ہاتھ لرزا جسے شانزل نے بخوبی محسوس کیا۔

تبھی اچانک کا دروازہ کھول کر حدید اندر داخل ہوا "حور میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہا ہوں"

حورعین فورا حدید کے پاس گئی

"کیوں کیا ہوگیا میرے کیوٹ حدید کو؟"

"او۔۔۔۔۔۔حور آپ کتنی اچھی لگ رہی ہیں"

" تھینک یو حدید"

"اور میں کیسا لگ رہا ہوں؟"

حورعین نے اسے دیکھا بلیک جینز پر سفید شرٹ پہنے

وہ سچ میں بہت کیوٹ لگ رہا تھا

'بہت زیادہ والے کیوٹ لگ رہے ہو "

وہ حور کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اور کچھ کہنے والی ہوں شاید وہ کچھ اور سننا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا ؟"

حورعین نے پوچھا

"حور جب آپ پچھلی بار آئی تھی تو تب میری برتھ ڈے تھی، تب بھی آپ نے کہا تھا میں کیوں لگ رہا ہوں "

"ہاں تو؟"

" تو میری تعریف کرنے کے بعد آپ نے مجھے یہاں کس کیا تھا اور کہا تھا جب آپ کو کوئی اچھا لگتا ہے تو آپ ایسے تعریف کرتی ہیں"

حدید نے اپنے گال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معصومیت سے اپنی خواہش کا اظہار کیا حورعین نے اسکی کی بات پر ہنس کر کہا

اچھا ہاں مجھے یاد آیا ،یہاں آؤ کیوٹ بوائے"

پھر جھک کر حدید کے گال چوم لیے۔

"حور آپ مجھے بہت اچھی لگ رہی ہیں تو میں بھی ایسے ہی تعریف کروں؟"

حدید نے پوچھا حورین کھکھلا کر ہنسی پھر کہا

"اچھا ٹھیک ہے"

حد ہے مطلب ،اس قدر فلرٹ تو میں بھی نہیں کرتا

شانزل صرف سوچ ہی سکا۔

حدید نے حور کے گال چومے اور شرما کر ہاتھوں میں منہ چھپا لیا

"اب میں حیا پھپھو کو چڑاؤں گا کہ حور نے مجھے کس کیا، آپ کو ممی بلا رہی ہیں "

کہہ کر وہ باہر بھاگ گیا۔

شانزل نے گلا کھنکار کر حورعین کو متوجہ کیا

"ویسے آپ میری بھی تعریف کر سکتی ہیں"

حورعین کو سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا جواب دے شانزل نے اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھا تو کہا

" ٹھیک ہے میں ہی آپ کی تعریف کر دیتا ہوں"

کہہ کر وہ آگے بڑھا تو حورعین سٹپٹا گئی اور کہا مجھے رادیہ بھابھی بلا رہی ہیں

اور فورا باہر چلی گئی

--------------------------------------------

شانزل تیار ہونے کے بعد لان میں آیا تو نیچے فوٹو سیشن چل رہا تھا دولہن صاحبہ سب سے مختلف مختلف پوز بنوا کر تصویریں کھینچوا رہی تھی۔

حورعین دوسری طرف سے تیز قدموں کے ساتھ پھولوں کی تھال اٹھائے گھیر دار شرارے میں تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی تب اس کے کانوں کے آویزے، ماتھے کی بندیا بھی ہل رہی تھی۔

اس نے مانگ نکال کر کچھ بال آگے لیے ہوئے تھے آگے نیچے کی طرف سے بالوں کو کرل کیا گیا تھا اس کے تیزی سے اترنے پر بال بھی باؤنس کر رہے تھے۔اتنی دور ہونے کے باوجود شانزل اس کے وجود میں ہوتی ایک ایک جنبش کو محسوس کر رہا تھا وہ اس وقت سچ میں حور لگ رہی تھی جو جنت سے اتر رہی ہو وہ بھی صرف اسی کے لئے۔جیسے جیسے وہ اس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی شانزل کو لگ رہا تھا وہ قدم اس کے دل پر پڑ رہے ہو۔

اف۔۔۔خدا یہ تو پوری طرح قابض ہو گئی ہے۔

وہ ہمیشہ کی طرح کسی کو بھی دیکھے بغیر حیا کے پاس گئی

"لو بھائی تمہارے پھول "

"اسے رکھو چلو تم میرے ساتھ تصویر بنواؤ"

" بالکل نہیں بہت ہو گئی تصویر، روم میں چل کر بیٹھو، مہمان آنے شروع ہو گئے ہیں اور اگر دادی نے تمہیں آوارہ گردی کرتے ہوئے دیکھ لیا تو تمہاری خیر نہیں"

" وہ دیکھو بھائی آ رہے ہیں کم از کم ان کے ساتھ ہی تصویریں بنوا لو "

اس کی بات پر حورعین نے پلٹ کر دیکھا تو شانزل فل بلیک تھری پیس سوٹ میں گولڈن ٹائی کے ساتھ سلطنت کا سلطان لگ رہا تھا حورعین نے خود سے سوال کیا کون سی سلطنت؟ کیا میرے دل کی سلطنت؟

" چلیں بھائی آپ جلدی سے آئیں اور تصویریں بنوائیں"

شانزل آگے بڑھ کر حورعین کے پہلو میں کھڑا ہو گیا

حورعین کو آج تک سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کس رنگ یا کس تاثر میں اچھا دکھتا ہے وہ جب بھی اسے دیکھتی وہ اسے پہلے سے زیادہ وجیہہ نظر آتا ہر مرتبہ ایسا لگتا کہ اسکی وجاہت کچھ اور بڑھ گئی ہے۔

حورعین گردن گھمائے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور شانزل کیمرے کی طرف، تبھی مووی میکر نے تصویر کھینچ لی

" مسز آپ اپنا دیکھنے کا شوق روم میں پورا کیجئے گا، فلحال کیمرے کی طرف دھیان دیں"

شانزل نے سامنے دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو حورعین کو احساس ہوا اس نے فورا نظر کیمرے کی طرف کر لی اور اپنی بے اختیاری پر خود ہی مسکرائی۔

---

حورعین اور شانزل حیا کو لے کر، یہ کہنا بہتر ہو گا کہ زبردستی گھسیٹ کر کمرے میں آ گئے تھے ورنہ محترمہ کو تصویریں بنوانے سے فرصت نہیں تھی

اور بنواتی بھی کیوں نہ آخر اپنے بچوں کو بتانا بھی تھا کہ انکی امی دلہن بن کریں خوبصورت لگ رہی تھی

تھوڑی دیر بعد حیا کا فون بجا اس نے فون ریسیو کیا

"وعلیکم اسلام، کون بات کر رہے ہیں ؟"

سامنے سے پتا نہیں کیا کہا جا رہا تھا حیا کے چہرے کے رنگ یک لخت بدلنے لگے اس نے نظر اٹھا کر حورین کو دیکھا حورعین نے اس کی پریشانی بھانپ لی اور اس کے ہاتھ تھامے اور سر اثبات میں ہلا کر اشارہ کیا جیسے کچھ بھی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

تب حیا نے ایک گہری سانس خارج کی اور پھر ایک ہی جملہ کہا

" ٹھیک ہے آپ نہ آئیں"

اور پھر فون رکھ دیا

"کیا ہوا حیا؟"

"طلال کا فون تھا "پھر حیا استہزائیہ ہنسی

" انھوں نے کہا کہ وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں ابھی وہ مجھ سے نکاح کرنے کے لیے راضی ہے مگر زندگی بھر وہ مجھ سے محبت نہیں کر پائیں گے وہ اپنے گھر والوں کے آگے بے بس تھے اسے لئے ہاں کی مگر وہ میرے ساتھ ناانصافی نہیں کرنا چاہتے تھے اسی لیے وہ پہلے ہی مجھے بتا رہے ہیں کہ وہ کسی بھی طرح اپنی محبت حاصل کریں گے انہیں لگا تھا وہ اپنی محبت کے بغیر رہ لیں گے مگر اب نہیں

رہ سکتے، لیکن وہ میری ہائے سے ڈرتے ہیں اسی لیے آخری فیصلہ انہوں نے میرے اوپر چھوڑا ہے تو میں نے کہہ دیا کہ آپ مت آئیں "

شانزل کا ازلی غصہ عود آیا۔

"یہ کون سا وقت ہے یہ سب کہنے کا "

"شان یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے مسئلہ پر ریئکٹ نہیں کریں اس کا حل سوچیں، اب سب کو بتانا ہو گا نیچے سارے مہمان جمع ہے "

حورعین نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا

" صحیح کہا حور تم جا کر رادیہ بھابھی سے کہو آگے وہ سب سنبھال لیں گی"

"تم ٹھیک ہو حیا؟"

حورین فکر مندی سے پوچھا

حیا نے اسے ایسے دیکھا جیسے پتا نہیں حورعین کونسی بات کر رہی ہو

"مجھے کیا ہونا ہے مجھے کون سی طلال سے محبت تھی جو میں ان کی یاد میں دیوانی بن جاؤں گی اور گانا گاتے پھروں گی تیری دیوانی، تیری دیوانی۔۔۔۔۔"

حیا نے ناک سے مکھی اڑائی

"حیا تم زندگی میں سیریز نہیں ہو سکتی"

ڈارلنگ میں حیا زمان ہوں تم مجھے کبھی بھی سریس نہیں دیکھو گی، بس اب تم دیکھنا میرے ابو کی بیوی کیا ڈرامہ لگاتی ہے اس وقت مجھے ضرور بلانا"

حورعین مسکرائی پھر کہا

" تم نے ایک دم صحیح فیصلہ کیا ہے حیا، ورنہ شوہر کی بے رخی جان نکال لیتی ہے"

ہمیشہ کی طرح شانزل کو ساکت چھوڑ کر چلی گئی شانزل کے کانوں میں ایک ہی جملہ گونج رہا تھا

" شوہر کی بے رخی جان نکال لیتی ہے"

"کوئی بات نہیں بھائی میری حور کا دل بہت بڑا ہے"

حیا کی آواز پر شانزل چونک گیا

" میں نے جان بوجھ کر کبھی کچھ نہیں کیا وہ میری زندگی میں آئی ہی عجیب حالات میں تھی پھر اسے سمجھنے میں اس سے واقف ہونے میں وقت لگا پھر مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ اگر شانزل ابراہیم کے دل میں کوئی دھڑک سکتا ہے تو وہ صرف حورعین جہانزیب ہے اور یہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت سچ ہے، مگر انجانے میں ہی سہی میں اس کی اذیت کا سبب ہوں"

"آپ کو پتہ ہے بھائی، میں حورعین کو اتنا ہی جانتی ہوں جتنا باقی سب، اس نے اپنی ذات کے گرد دیوار کھڑی کر رکھی ہیں وہ کس درد سے گزر رہی ہے کسی کو نہیں بتاتی مگر آپ کے معاملے میں وہ بے بس ہے جب بھی وہ دکھی ہوئی اس نے مجھ سے شیئر کیا کیونکہ وہ صابر شہزادی اپنے شہزادے کے معاملے میں بہت حساس ہے"

حیا نے آخری جملہ شرارت سے ادا کیا اس کی بات پر شانزل مسکرایا

تبھی اشعر اور رادیہ بھابھی اندر آئیں وہ رو رہی تھی آتے ساتھ ہی حیا کے گلے لگ گئی

"ارے بھابھی خدا کا خوف کریں ہٹیں جلدی میرا میک اپ خراب ہو جائے گا"

رادیہ بھابھی منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

"بھابھی رونا بند کریں اتنی محنت سے میکپ کروایا ہے خراب کر دیں گی خود کا بھی میک اپ"

اور یہ لگایا تھا اشعر نے قہقہہ پھر کہا

"بھابھی یہ حیا ہے، حیا زمان اس سے ہر الٹے کام کی توقع رکھی جا سکتی ہے"

اللہ کا شکر ہے حیا نے اتنا سیریس نہیں لیا ورنہ میں تو ڈر گئی تھی "

رادیہ بھابھی نے سکون کا سانس لیا

"اشعر کے بچے نیچے سے انار کا جوس لے کر آؤ مجھے بھوک لگی ہے ویسے نیچے کا کیا حال ہے؟"

"ہونا کیا ہے، دادی تو کچھ بولے ہی نہیں ہے تمہارے ابو کی بیوی اور عاطف نے واویلا مچایا ہے اور ہمیشہ کی طرح زمان چچا خاموش ہیں"

اشعر مانو اخبار پڑھ کر سنا رہا تھا

"ایسا کچھ چٹپٹا بتاؤ جو مجھے نہ معلوم ہو"

" چٹپٹی کی کچھ لگتی اندر سیریس میٹنگ چل رہی ہے جس میں اعظم بھائی، بھابی کے امی، دادی اور زمان چچا ہیں"

"ہائے اشعر کیا فلمی سین ہے"

اب حیا تو حیا ہے اس سے کچھ بھی توقع کی جا سکتی ہے

-----------------------------------------

نیچے کی میٹنگ کا نتیجہ باہر آچکا تھا اب حیا اور حور، ہانیہ کو چپ کروانے کی تگ و دو کر رہی تھیں۔ اور ہانیہ صاحبہ گلا پھاڑ کے رونے میں مصروف تھی۔

"اب چپ کر جاؤ ہانیہ کی بچی، پورے میک اپ کا ناس مار لیا ہے تم نے"

"ہاں آپ بھی مجھے ڈانٹ لیں سب مجھ پر حکم چلا رہے ہیں ، میں بتا رہی ہوں میں نہیں کرنے والی اس چھچھندر سے شادی"

ہانیہ روتے روتے بول رہی تھی کیونکہ نیچے سے فیصلہ آیا تھا کہ گھر کی عزت بچانے کے لیے نکاح ہونا لازمی ہے، پہلے تو کہا گیا کہ اشعر کا نکاح حیا سے کروا دیا جائے مگر حیا تو حیا ہے فٹ سے منع کر دیا

"میرا موڈ نہیں ہے نکاح کرنے کا"

کہہ کر سائیڈ ہو گئی اب کس میں اتنی مجال ہے جو حیا کو اپنے فیصلے سے ہلا سکے۔

اب محترمہ ہانیہ پھنس گئی۔

اسی وجہ سے وہ اتنا واویلا مچا رہی تھی۔

"چپ کر جاؤ، اشعر کو تم بچپن سے تو جانتی ہو" حورعین نے سمجھانا چاہا

"آپی وہ مجھے بہت پریشان کرتا۔۔۔۔۔۔"

ہانیہ کی بات پوری ہونے سے پہلے رادیہ بھابھی اندر آئیں

"دیکھو ہانیہ ابو کے جانے کے بعد دادی نے ہمارا کتنا خیال رکھا ہے اب وہ جب ہم سے کچھ کہہ رہے ہیں تو ہم کیسے ٹال سکتے ہیں مجھے پتا ہے ہماری ہانیہ احسان فراموش نہیں ہے دوسری بات تم اپنے بچپنے سے باہر آکر دیکھو اشعر میں کوئی برائی نہیں ہے جسے وجہ بنا کر تم منع کرو نہ شرابی ہے نہ زانی ہے سب سے بڑی بات اعظم ہے میں ہوں اشعر میرا دیور ہے لیکن تم جتنا ہی عزیز ہے اس میں ہر وہ خوبی ہے جو میں تمہارے شوہر میں دیکھنا چاہوں گی ، ایک اور بات بھی لیکن میں چاہوں گی کہ وہ اشعر خود تمہیں بتائے، مجھے یہ بات تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اشعر ایک اچھا لڑکا ہے"

ہانیہ کو چپ سی لگ گئی

"ابھی تھوڑی دیر میں نکاح خواں آئیں گے فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے"

کہہ کر رادیہ بھابھی چلے گئی ہانیہ 5 منٹ تک چپ رہیں مگر پھر رونے لگی

"اب کیا ہوا؟"

حورعین نے پوچھا

" آپی دیکھئے نا رادیہ آپی نے مجھے نکاح کا جو دوپٹہ اوڑھایا ہے وہ لال رنگ کا ہے"

کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں

"تو کیا ہوگیا؟" اب کی بار حیا نے پریشانی سے پوچھا

"وہ چھچھوندر کر کہہ کر گیا تھا میں لال دوپٹہ اوڑھونگی تو سگنل لگونگی "

حیا اور حورعین دونوں کھلا کر ہنسنے لگے

پھر ہانیہ ابرار کے تمام تر جملہ حقوق اشعر احمد کے نام لکھ دیے گئے۔

حیا اسی طرح دلہن بنیں پھر رہی تھی یہ کہنا بہتر ہوگا انجوائے کر رہی تھی حورین ڈھال بنے اس کی ساتھ تھی۔ہانیہ کی حالت اور رویہ دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ رخصتی کر دی جائے مگر کل۔

-----------------------------

ہانیہ اپنے نکاح کے جوڑے میں دوپٹے کے ساتھ حیا اور اپنے مشترکہ کمرے میں اوندھی لیٹی ہوئی تھی تبھی دروازہ کھلا ہانیا کا خیال تھا کہ حیا ہوگی اسی لیے اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

"السلام علیکم"

اشعر کی آواز پر چونکی ضرور مگر پلٹی نہیں

اشعر نے پھر بولنا شروع کیا

"میں تمہیں کسی کے بارے میں بتانے آیا ہوں میری ایک کزن جو بچپن میں مجھ سے بہت اٹیچڈ تھی،

وہ صرف میرے ساتھ کھیلتی تھی پھر ہماری فیملی یہاں سے شفٹ ہوگئی تو ہمارے درمیان دوریاں گئے پھر جب ہم واپس آئے تو وہ تو مجھ سے بات ہی نہیں کرتی تھی وہ مجھ سے کیا کسی بھی میل کزن سے بات نہیں کرتی تھی میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے بات کرے اس کا اٹینشن پانے کے لیے میں اسے تنگ کرنے لگا وہ مجھ سے لڑتی جھگڑتی مگر توجہ دیتی مجھے یہ چیز اچھی لگنے لگیں لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ بات اسے مجھ سے دور کر دے گی تم مجھے اچھی لگتی ہو پتہ نہیں کب سے ، میں یہ ساری

باتیں تمہیں نکاح کے بات بتانا چاہتا تھا تمہاری عزت مجھے ہر چیز سے عزیز ہے اسی لئے اپنے جذبات کو خود تک محدود رکھا۔پھر خدا نے بھی تمہیں میرے نصیب میں لکھ دیا"

ہانیہ نے پلٹ کر اسے دیکھا

"لیکن تم اب بھی مجھے موٹی لگتی ہو آج تو سگنل اور اتنا رو رو کر تو ٹماٹر بھی لگ رہی ہو، آج ایسے منہ بنایا ہوا ہے، اس سڑی شکل کے لیے میں منہ دکھائی نہیں دوں گا، چھپکلی کہیں کی"

یہ کہہ کر اشعر رکا نہیں روم سے بھاگ گیا اور ہانیہ کے چہرے پر اور دل میں سکون اتر آیا۔چاہے جانے کا احساس کس قدر دلفریب ہوتا ہے اسکا ادراک ہانیہ کو آج ہوا تھا۔

---

شانزل اور حورعین واپسی کی تیاری کر رہے تھے شانزل کے کپڑوں پر جوس گر گیا تھا تو وہ شاور لے رہا تھا اور حورعین سارے سامان سمیٹ رہی تھی تبھی شانزل باہر نکلا۔حورعین اپنی جگہ ساکت ہو گئی وجہ اس کے چہرے پر غصہ تھا۔اس نے ایک نظر دیکھنے کے بعد نظر جھکا لی وہ باہر نکلا تو شرٹ کے سارے بٹن کھلے ہوئے تھے بلیک سینڈو میں اس کا کشادہ سینہ واضح نظر آتا تھا وہ جھنجھلایا ہوا تھا اس نے موبائل اٹھا کر کال ملائیں

"رفیق، ابھی کے ابھی اس شوروم کے مالک سے رابطہ کرو اتنی ہزاروں کی شرٹ لی ہے اوپر سے کالر کے پاس stiched نہیں ہے میری دو انگلیاں آرپار ہو رہی ہے اب میں کیا پہنوں؟ اسے کہو مداوا کرے ورنہ میں اس کا شوروم بند کروا دوں گا"

ہمیشہ کی طرح اپنی ہی کہہ کر ٹھک سے فون بند کر دیا حورعین نے سوچا کتنا غصہ آتا ہے معمولی سی تو بات ہے پھر شانزل نے حورعین کی طرف دیکھا وہ اب بھی سجی سمجھے اس کا امتحان لے رہی تھی۔

"آپ کوئی حل نکال سکتی ہیں اس کا؟"

" میں۔۔۔۔میں سوئی دھاگا لے کر آتی ہوں"

وہ چھپاک سے سوئی دھاگہ لے کر آئیں

"میں سِل دیتی ہوں"

دراصل دوسرا مطلب یہ تھا کہ شرٹ دے دیں مگر شانزل مطمئن سا کھڑا رہا مطلب ہاں سِل دو۔

حورعین چاروناچار سِلنے کے لیے آگے آئیں مگر شانزل ابراہیم کا چھ فٹ سے نکلتا قد اور کسرتی جسم اس کے سامنے حورین نازک کمسن سی موم کی گڑیا جتنی لگ رہی تھی اس کی گردن تک دیکھنے کے لیے اسے اچکنا پڑ رہا تھا۔

"آپ۔۔۔آپ بیٹھ جائیں"

حورعین نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا وہ بیٹھا تو حورعین جھک کر کالر دیکھنے لگی وہ جھکی تو احتجاجاً بال اگے کو آگئے کانوں کے جھمکے اور ہاتھوں کی چوڑیاں شور کرنے لگی

اف۔۔۔یہ تو میرا ایمان خراب کر رہی ہے"

" آپ بھی بیٹھیں حور"

وہ بیٹھ کر ٹانکے لگانے لگی اس کے ہاتھوں کی لرزش شانزل محسوس کر سکتا تھا شانزل کے چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ آئی۔حورین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھنے کی غلطی کر دی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ایک بار پھر اس کی دل کی دنیا میں طوفان مچا۔شاور لینے کی وجہ سے گیلے بال ماتھے پر بکھرے تھے اور ان سے پانی ٹپک رہا تھا وہ بہت احتیاط سے ٹانکے لگا رہی تھی کہ کہیں اس کی انگلیاں گردن پر مس نہ ہوجائیں اور شانزل پوری طرح حورعین کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔حورین اس کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی

" شان آپ پلیز کہیں اور دیکھیں"

مگر شانزل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا شانزل با آسانی حورعین کے دل کی دھڑکنیں سن سکتا تھا۔

"ہوگیا ہے لیکن دھاگا کاٹنا ہے اور رادیہ بھابی کے پاس قینچی نہیں ہے تو کیا کروں؟"

حورعین نے مسئلہ بتایا

" میں کونسا درزی ہوں جو مجھے پتا ہو گا آپ ہی کوئی حل نکالیں"

(ہائے ہمارا معصوم شانزل ابراہیم )

حورین تو شش و پنج میں پڑ گئی

"جلدی کریں حور"

حور جھجکتے ہوئے آگے بڑھی اپنے دانتوں کے استعمال کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا حورین تھوڑا آگے کھسک کر بیٹھ گئی۔

دھڑکا تو اس مرتبہ شانزل ابراہیم کا دل بھی تھا حورعین نے آگے بڑھ کر دانتوں سے دھاگہ کاٹا تو اس کے رخسار اور لب شانزل کی گردن کو چھو گئے وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی اور چھپاک سے باہر چلی گئی۔

"اف یہ لڑکی حد ہے!

شانزل ابراہیم شرم کر جاؤ اپنی بیوی کے سامنے ٹین ایجرز والی حرکتیں کرتے ہو"

---------------------------------------

گاڑی واپسی کے راستے پر گامزن تھی حورعین اس واقعے کے بعد شانزل سے نظریں ہی نہیں ملا پا رہی تھی۔رات گہری تھی ہر طرف سناٹا تھا اور گاڑی میں 'مجھ کو برسات بنا لو' گونج رہا تھا

یہ وہ راستہ نہیں تھا جس سے وہ لوگ آئے تھے شانزل نے گاڑی ایک اونچے سے مقام پر روکی باہر نکلنے پر حورعین کو لگا جیسے وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہیں نیچے پورا شہر نظر آرہا تھا شہر میں اس وقت ننھی ننھی لائٹیں جل رہی تھی جیسے کسی نے تارے زمین پر بکھیر دیے ہو۔

"یہ چادر ہٹا دیں یہاں کوئی نہیں آئے گا"

حورعین نے چادر کار میں ہی رکھ دی۔وہ اسے لیے کچھ دور کنارے پر آ کھڑا ہوا

ہوا کے دوش سے حورعین کے بال اڑ رہے تھے شانزل کو وہ دل میں اترتی محسوس ہوئی۔

حورعین تو نیچے نظر آتے منظر میں کھوئی تھی اچانک اس نے شانزل کو دیکھا مگر اسے اس قدر اپنی طرف متوجہ پا کر نظریں جھکا لی۔

"حور میری طرف دیکھیں"

حورعین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"حورعین ہم دونوں بہت ہی عجیب صورت حال میں ملے ، میں وہ سب یاد نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ بات سچ ہے کہ میں آپ کو حویلی والوں جیسا ہی سمجھتا تھا، مگر میں غلط تھا آپ ان جیسی نہیں ہے بلکہ سب سے ہی مختلف ہے یا صرف مجھے ہی لگتی ہیں، پتہ نہیں، میں بہت جذباتی اور غصے والا ہوں شاید اسی لیے میرا رویہ ایسا تھا، مگر وقت کے ساتھ آپ کو جانا تو مجھے احساس ہوا کہ اگر شانزل ابراہیم کسی کو اپنی زوجیت میں لیتا تو وہ صرف حورعین جہانزیب ہو سکتی تھی میں آج آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔"وہ کچھ لمحوں کے لیے رکا پھر مسکرایا اور حورعین کا دل آنے والے لمحوں کے لیے بے تاب ہوا

حورعین کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

"بلکہ میرا بس چلے تو یہ بات میں آسمانوں پر لکھ دوں، ویسے لکھ دینے میں کیا حرج ہے؟" کہہ کر شانزل نے چٹکی بجائی اور پورے شہر کی بجلی غائب ہو گئی ہر طرف اندھیرا چھا گیا زمین پر بکھرے ٹمٹماتے تارے اچانک بجھ گئے شانزل ابراہیم نے اسی ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حورعین نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا تبھی آتش بازی ہونے لگی کالا آسمان اچانک رنگ میں رنگنے لگا جب بھی

کوئی رنگ آسمان میں بکھرتا وہی رنگ حورعین کی آنکھوں میں تیرنے لگتے آسمان میں پورے زور و شور سے آتش بازی ہو رہی تھی کچھ دیر بعد جب پٹاخوں سے رنگ نکلے تو وہ بکھرے نہیں بلکہ لفظوں کی شکل اختیار کرنے لگے

وہ لفظ تھے

I love u

جسے دیکھ کر حورعین کی سانسیں ایک لمحے کو رکی۔ان لفظوں نے حورعین جہانزیب کی زبان گنگ کردی تھی۔"

حور" کہہ کر شانزل نے حورعین کے ہاتھ تھامے حورعین نے شانزل کو دیکھا اپنی وجاہت کی روشنی سے چمکتا چہرا۔

" میں خدا کو حاضر ناظر جان کر آپ سے محبت کا اعتراف کرتا ہوں ہاں شانزل ابراہیم کو حورعین شانزل ابراہیم سے محبت ہو گئی ہے، آپ پورے طمطراق سے شانزل ابراہیم کے دل کی سب سے اونچی صند پر براجمان ہے، آپ شانزل ابراہیم کے دل کی سلطنت پر حکمرانی کرتی ہیں، میں آج آپ

سے سب کچھ کہہ دینا چاہتا ہوں۔آپ میری زندگی کا سب سے خوبصورت پہلو ہیں ،میرے دل میں دھڑکن نہیں آپ دھڑکنے لگیں ہیں"

وہ مانو قطرہ قطرہ آبِ حیات اسکے کانوں میں انڈیل رہا تھا۔

"پاک اور نیک سیرت عورتیں اللہ بہت ہی خوش نصیب مرد کی تقدیر میں لکھتا ہے اور اس کاتبِ تقدیر نے آپ کو میرے نصیب میں لکھ کر مجھے معتبر کر دیا ہے، میں بہت خوش نصیب ہوں کہ اس ربِ کریم نے وقت گزرنے سے پہلے ہی لمحہ آگہی کی تفہیم دی۔آپ میری متاعِ حیات اور میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں۔اور میں شانزل ابراہیم آج آپ کو آپ سے ہی مانگتا ہوں"

شانزل نے ایک بیگ اس کے آگے کیا

"حور یہ آپ کی حق مہر کی رقم ہے اور آج میں آپ کو پورے خلوص سے دے رہا ہوں"

حور دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

"حورعین میں باقی سطحی مردوں جیسا نہیں ہوں کہ جب چاہے دھتکار کر دیا جب چاہا اپنا لیا۔آپ وقت لیں، یہ رشتہ ہم دونوں کے درمیان ہے تو فیصلہ بھی دونوں کا ہی ہوگا۔زندگی کے فیصلے لمحوں میں نہیں لیے جاتے۔آج سے ٹھیک 16 دن بعد یعنی جس دن ایگریمنٹ کی ڈیٹ ختم ہونے والے تھی اس دن آپ اپنا فیصلہ سنایئے گا۔میں خود کو آپ پر مسلط نہیں کرنا چاہتا اور میں منتظر رہوں گا آپ کے فیصلے کا"

شانزل نے مسکرا کر اپنی بات ختم کی

آج حقیقی معنوں میں اسے تسلیم کیا تھا اور مان دیا تھا

"چلیں؟" شانزل نے اجازت چاہی تو حورعین نے نم آنکھوں سے مسکرا کر اثبات میں ہلایا۔

وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھ گئے آسمان سے ہلکی ہلکی بوندیں برسنے لگی ایک دم ٹھنڈی پھوار جیسی۔

شاید حور کے ساتھ آج آسمان بھی شانزل ابراہیم کی طرف سے دیے جانے والے مان پر خوش تھا۔

---------------------

شانزل گاڑی ڈرائیو کر رہا تھاحورعین خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہی تھی

"حور آپ اپنا سامان ہمارے روم میں شفٹ کر لیجیئے گا"

حورعین نے چونک کر شانزل کو دیکھا ابھی تو اسے فیصلے کا اختیار دیا تھا

"ایسے مت دیکھیں مجھے، آپ کے ہینڈسم شوہر کو نظر لگ جائے گی میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کیونکہ آپ کو پتہ تو ہے آج ہانیہ کی رخصتی ہے، اور اشعر کے پاس رہنے کا کوئی انتظام نہیں ہے وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فلیٹ شیئر کر رہا تھا مگر اب ہانیہ کی ذمہ داری اس پر ہے، کل ہی یہ مسئلہ اشعر نے بتایا تو میں نے شانزل وِلا کا نیچے والا حصہ انہیں دیا ہے، سب اپنی جگہ پر ٹھیک مگر میں ہم دونوں کے رشتے کا تماشا نہیں لگوانا چاہتا۔ جس طرح آج تک آپ نے پردہ رکھا ہے ویسے ہی تھوڑے دنوں کی بات ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں دونوں شام تک پہنچ جائیں گے"

شانزل نے رسان سے سمجھایا

"جی"

حورعین شانزل کی وضاحت پر مطمئن ہو گئی

" اور ایک بات آج شام پارٹی ہے ہمارے ملٹی نیشنل کمپنی کے ساتھ پروجیکٹ کرنے کی خوشی میں"

"آج؟"

" جی، اور آپ کے پہننے کے لئے میں نے ڈریس لیا ہے ڈریس اور ایکسیسریز ہمارے وارڈروب میں موجود ہے"

---

پارٹی کی تیاریاں عروج پر تھی اور حورین پھرکی بنی یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی سعیدہ بوا بھی اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی کہ وہ اتنے استحقاق سے سب کو ہدایت دے رہی تھی۔

شانزل اپنے فون پر مصروف تھا تب حورعین اسکے پاس آئی۔

"شان آپ ذرا سرخ گلابوں کا آرڈر دے دیجئے "

شانزل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر پوچھا

"کیوں؟"

"ارے! کمرہ سجوانا ہے نا"

"اب کمرہ کیوں سجوانا ہے؟"

"کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ آج گولڈن نائٹ ہے تو کمرہ سجوانا ہے نا"

شانزل آنکھیں پھاڑے حورعین کو دیکھ رہا تھا

" حور آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

" مجھے کیا ہونا ہے؟"

" آپ۔۔۔۔۔مطلب آپ حورعین کمرہ سجانے کی بات کر رہی ہو، وہ بھی ہماری گولڈن نائٹ کے لیے"

شانزل آنکھوں میں حیرت اور لبوں پر مسکراہٹ لیے پوچھ رہا تھا

لفظ "ہماری گولڈن نائٹ" پر حورعین کا چہرہ پل میں گلِ گلنار ہوا۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔میں نے اشعر اور ہانیہ کے کمرے کی بات کر رہی ہوں، آپ تو کبھی سوچتے ہیں "

کہہ کر وہاں سے چلی گئی

-------------------------------

اشعر، ہانیہ اور حیا آگئے تھے تیاریاں بھی پوری ہو گئی تھی جب حورین تیار ہو کر نیچے آئی تو شانزل کی نظریں پلٹنا بھول گئیں۔

وہ ریڈ ساڑھی، ڈھیلے اسٹائلش جوڑے اور ریڈ ہی جویلری میں شانزل ابراہیم کی دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر گئی پارٹی میں شانزل کی نظر حورین پر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی اور پارٹی پارٹی کا موضوع کل ہونے والا اظہار ہی تھا کیونکہ اس کا اظہار آج کے اخبار ، ٹی وی کی خبروں کی زینت تھا۔سارے شہر کی زبان پر یہی موضوع تھا اور سب جانتے تھے اس قدر شاندار اظہار صرف شانزل ابراہیم ہی کر سکتا ہھ۔

-----------------------------------

حورعین اپنے سارے کام سمیٹ کر اور اشعر ہانیہ کو کمرے میں بھیج کر جب کمرے میں آئی شانزل سو چکا تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی پھر اپنا ہمیشہ والا کام انجام دیا اور ایک کونے میں اپنی بکس لے کر

پڑھنے بیٹھ گئی کیونکہ کل اس کا پہلا پیپر تھا۔وہ شانزل کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے ایسے ہی پڑھنے بیٹھ گئی۔

جب شانزل کے آنکھ کھلی تو اس نے اپنے پہلو میں دیکھا بیڈ خالی تھا۔جب اس کی نظر نیچے پڑی تو محترمہ بکس کے درمیان خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔

شانزل نے ساری بکس بن کیں پھر حورعین کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لایا وہ کسی معصوم بچے کی طرح اس کی آغوش میں سمٹ گئی۔اس کی اس حرکت پر شانزل کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ شانزل کے نظروں کی تپش ہی تھی کہ حورعین کی آنکھ کھل گئی۔اس نے شانزل کو اپنے اوپر جھکے دیکھا تو اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے شانزل اس کے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"کیا ضرورت تھی اتنا سب لاد کر سونے کی؟ آرام سے سوتی آپ"

یہ کہتے ہوئے شانزل نے اس کے کانوں کو جھمکوں کے بوجھ سے آزاد کیا پھر حورعین کے بال کھول دیے حورعین نے تو سانس تک روکی ہوئی تھی شانزل نے مسکرا کر اس کے اوپر کمفرٹر ڈالا اور کہا

"سو جائیں مسز"

اور خود بھی کروٹ لے کر سوتا بنا۔

حورعین تو اس کی قربت کی وجہ سے شور مچاتی دھڑکنوں کو خاموش کروانے لگی جو چینخ چینخ کر شانزل کا نام لے رہی تھی

"رہنے دیں دھڑکنوں کو ایسے ہی، مجھے اچھا لگتا ہے جب یہ میرے نام پر دھڑکتی ہے"

حورعین نے جلدی سے کفرٹر اپنے منہ پر لیا

"جِن ہیں یہ تو"

اس نے سوچا

"اور اس جن کو آپ نے قابو کیا ہوا ہے"

شانزل کی آواز گونجی تو اب کی بار حورعین نے خود کو کچھ بھی سوچنے سے باز رکھا۔

---------------------------------

دن بہت ہی خوشگوار گزر رہے تھے حورعین اپنے پیپر سے فارغ ہو گئی تھی کل اگریمنٹ ختم ہونے کا دن تھا یعنی کل صبح حورعین اپنا فیصلہ سنانے والی تھی۔

شانزل انہی سوچوں کہ بھنور میں الجھا ہوا تھا کہ حورعین کی آواز آئی

"شان آپ کی کافی "

شانزل پلٹ کر مسکرایا اور مگ بھی تھام لیا۔

ٹیرس کی ریلنگ کے سامنے وہ بھی کھڑی ہوگئی اور سر اٹھا کر آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھنے لگی "شان کل فیصلے کا دن ہے"

شانزل کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ پوچھ رہی ہے یا بتا رہی ہے شانزل کا دل وسوسوں کا شکار ہونے لگا

"کیا آپ اب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں"

" حقیقت آنکھوں میں نظر آتی ہے آپ دیکھ لیں"

"ہمم"

پھر حورعین نے ایک پیپر اور پین شانزل کے آگے کیا "اس پر دستخط کردیں "

شانزل نے دیکھا وہ کورا کاغذ تھا کچھ بھی نہیں لکھا تھا شانزل لمحہ بھی سوچے بغیر کاغذ پر دستخط کر کے اسے تھما دیا۔

-------------------------

حورعین محو استراحت تھی اور شانزل بیٹھے اسے دیکھ رہا تھا

"کتنے آرام سے میری نیند اڑا کر سو رہی ہیں محترمہ؟ جب مجھ سے پوچھا تھا کہ کچھ کہنا ہے تو مجھے کچھ تو کہنا چاہیے تھا، ایویں ڈائیلاگ مار دیا اگر حور کو میری آنکھوں میں نظر نہیں آیا تو؟ یا اللہ تو میں ہی مدد فرما تو نے میرے دل میں محبت ڈالی ہے تو اسے میرا نصیب بھی بنا دے"

وہ حورعین کو دیکھتے دیکھتے سو گیا

صبح اٹھا تو حورعین کمرے میں نہیں تھی وہ نیچے آیا تو وہاں بھی نہیں تھی۔اب وہ حقیقت میں پریشان ہو گیا اجمل پھوپھا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بی بی تو صبح روشنی ہوتے ہی سامان لے کر چلی گئیں۔

شانزل کو لگا اب وہ سانس نہیں لے پائے گا تبھی موبائل بجا، اس نے بغیر دیکھے کال رسیو کی سامنے سے چہکتی ہوئی آواز آئی

"السلام علیکم ہینڈسم ہسبنڈ"

شانزل خاموش تھا جیسے کسی نے اس کی آواز چھین لی ہو اس کا دل تھا کے گہرائیوں میں ڈوبا ہی جا رہا تھا۔

"پہلے تو اپنی شکل صحیح کریں پھر اپنے دل سے سارے الٹے سیدھے خیال نکال دیں میں نے آپ کو فیصلہ سنانے کے لیے فون کیا ہے"

"کچھ مت کہو حور"

" نہیں میں تو کہوں گی اور چیخ چیخ کر کہوں گی کہ مجھے آپ کی محبت کو قبول ہے"

اور شانزل کو لگا جیسے کسی نے اس کے اندر روح پھونک دی ہو

" میری محبت نے کچھ نخریلا نہیں کر دیا آپ کو، اتنا ڈرا دیا مجھے"

حورعین کھلکھلا کر ہنسی

"رہنے دیں کتنا ڈرتے ہیں آپ مجھ سے مجھے پتا ہے"

"کہاں ہیں آپ؟ جلدی سے آجائیں"

" نہیں بابا، میں بیس دن سے پہلے نہیں آنے والی"

" کیوں؟ اور میں کیا کروں گا اتنے دن؟"

"ہے کوئی وجہ، اور اتنے دن آپ ولیمے کی تیاری کرنا "

"وہ تو میں کر ہی لوں گا، لیکن میں بیس دن کیسے رہوں گا؟"

"جیسے رہتے ہیں"

" ٹھیک ہے 15 دن لیکن اس سے زیادہ نہیں"

"چلیں ٹھیک ہے، آپ بھی کیا یاد رکھیں گے کہ کس سے پالا پڑا تھا"

حورعین نے اترا کر کہا

" واہ! یاد تو آپ رکھو گی جب آپ واپس آؤں گی تو میں آپ کو اپنے حصار سے باہر جانے ہی نہیں دوں گا"

حورین تو خاموش ہی ہوگئ

"ویسے اس وقت آپ کی شکل دیکھنے والی ہوگی"

" شان ایک بات اور"

حورعین نے فورا موضوع بدل دیا

"ہاں، ہاں، کر لیں موضوع تبدیل، مگر میں اپنے نام کا ایک ہوں آپ بس یہاں آئیں پھر ہم ہر موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے"

شانزل بہت موڈ میں تھا

" شان آپ میری بات سنیں نا "

تو سنائیں نا"

" دیکھیں ان دنوں میں ہم بات بھی نہیں کریں گے"

اور یہ آئے تھے شانزل کی پیشانی پر بل۔

"اب یہ کیا بات ہوئی"

"مان جائیں نا شان، اتنا اچھا فیصلہ سنایا ہے میں نے، اور مجھے پتہ ہے آپ میری بات نہیں ٹالیں گے"

"یہ تمہیں میری محبت نے کچھ مغرور نہیں کر دیا"

"اب اتنا تو بنتا ہے، چلیں فون رکھ رہی ہوں اپنا خیال رکھیے گا"

"ہمم، I love you hoor"

دوسری جانب ہنوز خاموشی تھی۔

"جواب تو دو ظالم بیوی"

"فی امان اللہ "

کہہ کر حورعین نے فون بند کر دیا۔

-----------------------------------------------

شانزل پوری طرح سے اپنے ولیمے کی تیاری میں منہمک تھا۔

خالہ خالو کو بھی فون کر کے اطلاع دے دی تھی۔

شانزل کے ولیمے کی تیاری ویسی ہی تھی جس طرح سے ہونی چاہئے تھی۔

دنیا بھر کے ملکوں سے سامان منگوائے جا رہے تھے۔

آج حورعین کو گئے تین دن ہو گئے تھے اور وہ اسے شدت سے یاد آرہی تھی آج ہانیہ اور اشعر اپنے ذاتی فلیٹ میں شفٹ ہو رہے تھے ان دونوں کو دیکھ کر اسے ایک قصہ یاد آگیا۔

ہانیہ اور اشعر کو آئے آج چوتھا دن تھا۔سب ہی ناشتہ کی میز پر ناشتہ کر رہے تھے

تب حورعین نے کہا

"ہانیہ تمہاری گردن پر کیا ہوا ہے؟"

ہانیہ نے گھبرا کر گردن پر ہاتھ رکھا

"نہیں۔۔۔نہیں آپی کچھ بھی تو نہیں ہے "

اشعر فورا آٹھ گیا اور کہا

"میں آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں، خدا حافظ "

"ہانیہ کوئی آئنٹمنٹ دوں؟ زخم پر لگا لو"

حور پریشانی سے گویا ہوئی۔

"نہ۔۔نہیں۔۔۔۔آپی وہ کچھ نہیں ہے"

"ارے دیکھو ذرا کیسے نہیں ہے یہ نشان۔۔۔۔"

حورعین آگے کچھ کہتی اس سے پہلے ہی شانزل نے کہا

"حور آپ پلیز میرا موبائل کمرے سے لا دیں"

حورعین فورا وہاں سے اٹھ گئی اور ہانیہ نے موقع غنیمت جانا اور کمرے میں چلی گئی

جب حورعین نیچے آئی تو شانزل دروازے کے پاس کھڑا تھا

"یہ لیں آپ کا موبائل "

"حور اتنے پرسنل سوال سب کے سامنے نہیں پوچھتے"

"میں نے کب پرسنل سوال پوچھے "

"اچھا ٹھیک ہے اب اکیلے میں پوچھنا"

رات جب کھانے کے بعد وہ لیپ ٹاپ پر مصروف تھا تب حورعین اسکے پاس آئی

اپنی شفاف ہتھیلی شانزل کے سامنے پھیلائی شانزل کا من کیا وہ اپنا دل نکال کر اسکی ہتھیلی پر رکھ دے

"مجھے love bite دیں"

حورعین کی بات پر شانزل محاورتاً نہیں حقیقتاً اپنی جگہ سے اچھلا

"کیا چاہیے آپ کو؟"

اس نے یقین دہانی چاہی۔

اوہو۔۔۔۔love bite چاہیے، دیں بھی جلدی سے"

شانزل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اور آپ کو love bite کیوں چاہیے؟"

"میں نے ہانیہ سے اس نشان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا میں آپ سے love bite مانگوں"

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بتا رہی تھی۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے love bite دینے میں، مگر آپ نیٹ پر پہلے چیک کر لیں کہ love bite ہوتا کیا ہے"

شانزل نے موبائل اس کی طرف بڑھایا۔

"لیں؟ مجھے پہلے ہی چیک کر لینا چاہیے تھا، صبح سے الجھی ہوئی گھوم رہی ہوں"

جیسے ہی حورعین نے سرچ کیا اسکے چہرے کے رنگ بدلے اور فورا سے پہلے موبائل نیچے رکھا اور اپنا سر پیٹ لیا

"ہائے اللہ! میں نے صبح سب کے سامنے ہانیہ سے پوچھا اس لیے اشعر فورا چلا گیا اور ہانیہ بھی کترا رہی تھی یا خدا۔۔۔"

پھر حورعین نے شانزل کو دیکھا

اللہ اللہ۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے میں آپ سے love.... لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔"

کہہ کر بھاگنے کے لیے اٹھی تو شانزل نے سرعت سے اسے بٹھایا۔

وہ پوری سرخ ہو رہی تھی رخسار، گردن یہاں تک کہ کان کی لو بھی سرخ پڑ رہی تھی۔

"ہاں تو مسز آپ نے پہلی بار مجھ سے کچھ مانگا ہے"

۔"شان مجھے لگا کوئی چاکلیٹ وغیرہ ہو گی مجھے نہیں پتہ تھا میرا مذاق تو مت اڑائیں"

اسکی معصومیت پر شانزل کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"رکیں ذرا ہانیہ کی بچی کو بتا کر آتی ہوں"

شانزل سوچوں سے باہر نکلا تو اسے حورعین کی کمی شدت سے محسوس ہوئی

"اف۔۔۔کب ختم ہو گے یہ دن"

حورعین نے تو حیا سے بھی رابطہ نہیں رکھا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

آخرکار آج وہ دن آ ہی گیا تھا جس کا انتظار تھا

حورعین پور پور سجی شہر کے سب سے بڑے میرج ہال میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ میں شاید دنیا کی پہلی دلہن ہوں جو اپنے دولہے کا انتظار کر رہی ہوں

پھر فون نکال کر حیا کو ملایا۔

"کدھر ہو نالائق"

"آرہی ہوں بابا راستے میں ہوں"

"جلدی پہنچو "

وہ ڈیپ ریڈ شرارے میں جس پر سونے کے دھاگوں کا نفیس کام کیا ہوا تھا جنت کی پری لگ رہی تھی۔

اسکی ہر چیز اپنی قیمت کا منہ بولتا ثبوت تھی ایسا ہوتا بھی کیوں نہ آخر شانزل ابراہیم کی پسند تھی۔

تبھی اسے شانزل نظر آیا وہ گیٹ سے داخل ہو رہا تھا۔

جیسے اس کی نظر شانزل کے چہرے پر پڑی اس کہ دھڑکن تھم گئی۔

اسے لگا کسی نے اسے دھکّا دے کر ساڑھے تین مہینے پیچھے دھکیل دیا ہو۔اس کے چہرے پر وہی تاثرات تھے جو نکاح کی رات تھے۔آنکھیں یکلخت آنسوؤں سے بھری اس نے آسمان کی طرف دیکھا

"نہیں یا خدا۔۔۔اب نہیں "

تب تک شانزل حورعین تک پہنچ چکا تھا اس نے حورعین کا بازو اپنی گرفت میں لیا حورعین کو اسکی انگلیاں بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکہ دینے کی صنم"

شانزل صنم پر زور دیتے ہوئے پھنکارا اور حورعین کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر گرے۔

"تم نے کیا سوچا مجھے بے وقوف بنا لو گی؟ تمہاری اصلیت کھل گئی ہے، تمہیں ذرا خیال نہیں آیا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں، اب تم مجھے صفائی دو اس سے پہلے مجھے بتاؤ تم پندرہ دن کسی کے ساتھ تھیں؟"

شانزل کا آخری جملہ حورعین کو کوڑے کی مانند لگا وہ پتھر کی ہو گئی پھر ایک جھٹکے سے خود کو چھڑایا اور اپنے آنسو اس طرح صاف کیے جیسے اب کبھی نہ رونے کا ارادہ ہو

پھر حورعین نے اسی جارحانہ انداز میں شانزل کی کلائی تھامی اور ساکت کھڑے مہمانوں کے جھرمٹ کو چیرتے ہوئے گاڑی تک آئی۔آج نکاح والی رات پھر دوہرائی جا رہی تھی بس دونوں کی جگہ تبدیل ہوگئی تھی۔حورعین نے دروازہ کھول کر شانزل کو بٹھایا اور خودڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

اب کیا ہونے والا تھا؟ اچانک شانزل کو کیا ہوا؟ اور یہ صنم کون ہے؟

---------------------------------------

# باب: ۳

# انکشافِ یار

گاڑی بھی وہی تھی مسافر بھی وہی تھے بس جگہ تبدیل ہو گئی تھی۔شانزل اگر حواسوں میں ہوتا تو حورعین کے ڈرائیونگ کرنے پر ضرور چونکتا مگر اب تو اسکا ذہن اتنا منتشر تھا کہ اسے اپنی آتی جاتی سانسوں کا خیال نہیں تھا۔

نہ جانے کتنے ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا اسکا دل جب اسے حورعین نہیں صنم کی حقیقت کا پتہ چلا تھا۔

سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

وہ گروم پارلر سے نکلا تھا شیروانی میں وہ کسی شاہی سلطنت کا سلطان لگ رہا تھا۔

اسکی بھوری آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں جو اسکی وجاہت میں چار چاند لگا رہی تھی۔ تبھی اسے آفس سے رفیق کا فون آیا کہ کوئی اس سے ملنے آیا ہے اسے نا چاہتے ہوئے بھی ہامی بھرنی پڑی۔

جب وہ آفس پہنچا تو ایک خوبرو مرد جو عمر میں شانزل سے کچھ بڑا لگتا تھا اسی کے انتظار میں تھا

"السلام علیکم، I m uzair hayat sikandar"

شانزل کا مصافحہ ہے کہ لیے بڑھتا ہوا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا حیات سکندر کے نام پر شانزل کی شفاف پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

"what the hall are you doing here?"

"مسٹر شانزل میں آپ سے تحمل سے بات کرنے آیا ہوں"

" میرے پاس ان فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے"

" جانتا ہوں آج آپ کا ولیمہ ہے میری صنم کے ساتھ"

"ایک اور لفظ منہ سے نکالا تو دوبارہ منہ کھولنے کے لائق نہیں رہو گے"

"میں جانتا ہوں آپ کے لئے میری بات پر یقین کرنا مشکل ہوگا، اسی لئے آپ ایک مرتبہ یہ سن لیں"

عذیر حیات نے موبائل نکالا

"یہ صنم۔۔۔۔مطلب ہے حورعین کا نمبر ہے"

"کیا بکواس ہے مجھے میری ہی بیوی کا نمبر بتا رہے ہو "

"تصیح کر لیں بیوی نہیں منکوحہ "

شانزل تو چونک گیا کہ وہ شخص جسے اس نے آج سے پہلے دیکھا تک نہیں تھا وہ اس کے اور حورعین کے اتنے پرسنل معاملہ سے باخبر تھا۔

پھر عذیر حیات نے کال ملائی دوسری طرف بیل جا رہی تھی ہمیشہ کی طرح دوسری بیل پر کال اٹھا لی گئی اور بے تابی سے کہا گیا

"ہیلو۔۔۔۔ہیلو؟"

آپ کو میری آواز آ رہی ہے؟ ہیلو؟۔۔۔۔۔"

پھر سسکیاں ابھرنے لگی۔یہ آواز اور سسکیاں شانزل لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا یہ اس کی حور کی آواز تھی ہر بناوٹ سے پاک آواز۔عذیر حیات خاموش کھڑا تھا اور حورعین کی بے تابیاں عروج پر تھیں

"پلیز ایسا نہ کریں، دیکھیں۔۔۔۔دیکھیں آپ کی صنم آپ کے انتظار میں مر جائے گی، خدارا کچھ تو بولیں میری جان نکل جائے گی، اپنی صنم کے ساتھ یوں نہ کریں۔۔۔پلیززززززز بات۔۔۔۔"

اس سے زیادہ شانزل ابراہیم برداشت نہیں کر سکا آگے بڑھ کر موبائل چھینا اور پوری قوت سے دیوار پر دے مارا۔

اسکی آنکھوں سے چمک غائب ہو گئی۔وہ لمبے لمبے سانس لیتا خود کو یہ تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس نے کچھ نہیں سنا۔

"دیکھیں مسٹر شانزل ابراہیم میری آپ سے کوئی دشمنی نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ میرے والد کی ہے، میں اور صنم ایک دوسرے کو بچپن سے پسند کرتے ہیں میرے والد اس کے لیے راضی نہیں تھے، میں بھی انھیں کا بیٹا ہوں میری ضد کے آگے وہ ہار گئے، انھوں نے ہمارے آگے شرط رکھی، شرط آپ کی بربادی کی"

شانزل نے نظر گھما کر اسے دیکھا وہ اس کتنی آسانی سے اس کے دل پر ضرب لگا رہا تھا۔

"جی ہاں آپ کی بربادی کی شرط اسی کی وجہ سے انہوں نے وہ پارٹی والا ڈرامہ پلین کیا میں قطعی راضی نہیں تھا میں کیا میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو راضی نہیں ہوتا میں نے بہت واویلا مچایا مگر میں ہار گیا اپنی محبت کے آگے، صنم نے مجھ سے کہا یہ ضروری ہے"

وہ تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا

"صنم نے ہی مجھ سے کہا کہ یہ ضروری ہے میں نے اپنے دل پر پتھر رکھ لیا پھر پلین کو انجام تک پہنچایا گیا، نکاح ہمارے پلان کا حصہ نہیں تھا سب غیر متوقع تھا۔لیکن ابو بھی اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے انہیں کسی بھی طرح آپ کو نقصان پہنچانا تھا انہوں نے نکاح پڑھا دیا میں غصے میں گھر چھوڑ کر چلا گیا، مگر آپ نے دوسرے روز ہی میری ساری پریشانی ختم کر دیں آپ خود اس نکاح کو ڈرامہ سمجھتے تھے پھر تین مہینے کا کانٹریکٹ، پھر ابو نے صنم پر زور ڈالنا شروع کیا کہ وہ کسی بھی طرح آپ کے آفس کو نقصان پہنچائے اور آپ کی جائیداد اپنے نام پر منتقل کر لے "

وہ بول رہا تھا اور شانزل کو لگ رہا تھا کوئی اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا

" پھر آخری قدم ابو کی آمد نے پورا کیا آپ پوری طرح سے صنم پر بھروسہ کرنے لگے تھے"

میں نے صنم سے کسی بھی طریقے کا رابطہ نہیں رکھا تھا وہ اس کے لیے بہت پریشان تھی میں تین مہینے تک کوئی رابطہ نہیں کرنے والا تھا لیکن وہ پریس کانفرنس، وہ اینول فنکشن پھر یہ ولیمہ میں یہ سب سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا اسی لئے صنم میرے پاس آئی تھی مجھے سمجھانے میں لڑ جھگڑ کر وہاں سے چلا آیا میں بہت ناراض تھا اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔اسی لیے وہ ابھی فون پر پریشان تھی سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا صنم اپنے پلان میں کامیاب بھی ہونے والی تھی لیکن یہ ولیمہ میری برداشت سے باہر ہے میں اسی لیے یہاں آیا ہوں میں ایک غیرت مند مرد ہوں اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میری محبت کسی اور کی سیج سجائے"

شانزل شیر کی طرح اس پر جھپٹا

"کس قدر بے غیرت ہو تم لوگ، میں نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا؟ اب تو تم لوگ بھول جاؤ کہ میری ایک پھوٹی کوڑی بھی تمہیں نصیب ہو گی "

وہ جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑ کر صنم سے حساب بے باک کرنے نکل پڑا۔

کتنی آسانی سے اسے بے وقوف بنایا گیا تھا اس کا دل کر رہا تھا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے پوری دنیا کو اپنی بدقسمتی کی داستان سنائے اس نے تو محبت کی تھی، سچی محبت۔ تبھی تو فیصلے کا اختیار اس دشمنِ جان کے ہاتھوں میں دیا تھا کوئی اتنا بے وفا کیسے ہو سکتا ہے

گاڑی جھٹکے سے رکی شانزل بھی سوچوں سے باہر نکلا حورین گھوم کر اس کی طرف آئی اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لے کر آگے بڑھی شانزل کو تو آس پاس کی خبر ہی نہیں تھی اس کا دل تو اپنی محبت کے بے وفا ہونے پر ماتم کناں تھا شانزل کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس لڑکی سمیت ساری دنیا کو آگ لگا دے۔ لیکن کیا فائدہ آگ وہ اسے لگائے مگر جھلسے گا شانزل ابراہیم۔ یہ ایک گھر تھا مگر شانزل وِلا نہیں تھا وہ اسے لئے ایک کمرے میں آئی۔اور جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا پھر اسی روم میں موجود دوسرا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی شانزل ایک بار پھر سوچوں کے گرداب میں پھنسا۔

"کیا میں اس کے بغیر رہ پاؤں گا؟" یہ خیال آتے ہی شانزل کی سانسیں اٹکنے لگی اس سے جدائی کا تصور ہی سوہانِ روح تھا تب وہی دروازہ کھلا اور باہر آئی اس نے کپڑے بدل لیے تھے۔ولیمے کا جوڑا جو اس نے کتنی امنگوں سے پسند کیا تھا وہ اس کی محبت کا کفن ثابت ہوا تھا وہ جوڑا ہاتھ میں لیے اس کی طرف بڑھ رہی تھی شانزل نے غصے میں پاس پڑا واس حورین کے پیچھے والی دیوار پر دے مارا چھناکے کی آواز نے خاموشی کو توڑا شانزل جارحانہ انداز میں حورعین کی طرف بڑھا اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی سخت گرفت میں لیا یہاں تک کہ حورعین دیوار سے جا لگی جھنجھوڑتے ہوئے اس سے شکوہ کر رہا تھا

"کیسے ؟کیسے کر سکتے ہو تم لوگ ایسا ؟بتاؤ کس چیز کی کمی تھی؟ کیا کمی تھی میری محبت میں؟ دل کر رہا ہے آگ لگا دوں تم سب کو، اگر وہ فون کال نہ سنتا تو میں یقین ہی نہیں کرتا، بے خبر رہتا تمہارے دھوکے سے، کیا چاہیے تمہیں؟ بولو کتنے پیسے چاہیے؟ بس ایک بار کہہ دو اب تم میرے ساتھ مخلص رہو گی میں معاف کر دوں گا تمہیں "

غصے سے کہتے کہتے اس کی آواز شکستہ ہوگئی یہ کیسا موڑ آیا تھا کہ اپنے دشمن سے ہی اس کا ساتھ مانگ رہا تھا۔

حورعین نے جھٹکے سے خود کو چھڑوایا واس ٹوٹ کر دیوار فریم پر لگا تھا اور اس کی کانچ حورعین کے بازو میں بھی گھسی تھی جو شانزل کی گرفت کی وجہ سے آرپار ہوگئی تھی خون فوارے کی مانند نکل رہا تھا جس نے حورعین اشانزل کے ہاتھ کو رنگ دیا تھا۔

حورعین نے شانزل کو دھکا دینے کے بعد پورا ہاتھ گھما کر ایک تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے جوڑے اور زیورات کو شانزل کے منہ پر مارا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں شانزل ابراہیم، یہ لاکھوں کے کپڑے اور کچھ کروڑ کے زیورات کی وجہ سے میں ایسا کر رہی ہوں؟"

شانزل کو تکلیف ہوئی تھی تھپڑ سے نہیں پہلی مرتبہ حورعین نے اس کا نام لیا وہ بھی کتنی نفرت سے یہ تو اس کی حور ہے نہیں جو نرم اور میٹھے لہجے میں باتیں کرتی تھی وہ کیسے بھول گیا یہ لہجہ تو اس کی حور کا ہوتا تھا مگر یہ تو حور تھی نہیں یہ صنم تھی۔آہ۔۔۔یہ احساس کتنا اذیت ناک ہے

"کان کھول کر سن لو، میں اس پاک ذات کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتی ہو میں ہی صنم ہو وہ فون کال مجھے ہی آئی تھیں وہ سب باتیں میں نے ہی کہی تھی، کیوں اور کس سے کہی میں اس کی صفائی نہیں دوں گی، تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں یہاں تمہیں صفائی دینے کے لئے لائی ہوں تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے، دو مرتبہ مجھے حق مہر ادا کیا تھا نا کتنے ہوئے بیس کروڑ ہے نا؟"

حورین مڑی اور دراز سے کچھ پیپر نکالے

"میں یہاں تمہیں اس لئے لے کر آئی ہوں"

یہ کہتے ہوئے اس نے وہ پیپر شانزل کے منہ پر مارا

"یہ اس گھر کے پیپر ہیں بیچ دینا تم دوگنی 3 گنی قیمت حاصل کر لو گے، اور یہ وہ پیپر ہے جس پر میں نے تم سے دستخط لیے تھے"

" یہ میرے سوال کا جواب نہیں تھا"

شانزل دہاڑا

"میں یہاں کسی بھی سوال کا جواب دینے نہیں آئے ہوں سمجھے"

حورعین بھی اسی لہجے میں پھنکاری یہ کہہ کر وہ پلٹ کر جانے لگی پھر کچھ یاد آیا تو پلٹی پھر پین سے پیپر پر کچھ تحریر کرنے لگی۔شانزل ساکت کھڑا اس کے اس روپ کو دیکھ رہا تھا

"یہ لو اس میں لکھا ہوا ہے کہ میں تمہیں اپنے پورے ہوش و حواس میں تین اور شادیاں کرنے کی اجازت دیتی ہوں، خوش رہو شانزل ابراہیم، خوش رہو اور خدا کرے تم مجھے بھول جاؤ"

بات کرتے کرتے چیخنے لگی

"ورنہ تم میری یاد میں خاک چھانو گے اور میں تمہیں خاک میں بھی نہیں ملوں گی، لاعلمی نعمت ہے اور خدا کرے تم ہمیشہ لاعلم رہو کہ تمہارے اس عمل کا کیا نتیجہ ہو گا، خدا کرے تم ہمیشہ خوش رہو"

وہ الٹے قدم چلتی پیچھے ہٹنے لگی

"سخت بے وفا ہوں میں مجھ سے اجتناب نہیں نفرت کرنا اور کم از کم نفرت سچی اور مخلص کرنا۔اب تم سونے کے بھی بن کر آؤ گے تب بھی میں تمہیں قبول نہیں کروں گی تمہیں تمہاری زندگی کی خوشیاں مبارک ہو شانزل ابراہیم "

کہہ کر رکی نہیں پلٹ کر چلی گئی۔

کہہ کر رکی نہیں پلٹ کر چلی گئی

شانزل کتنی ہی دیر خالی الذہنی سے بیٹھا رہا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کتنے گھنٹے اور وقت گزر چکا تھا حورعین نے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا اور قصوروار بھی اسے ہی ٹھہرایا۔

حد ہے مطلب اتنا سب کچھ کرنے کے بعد مجرم بھی شانزل ہی ہے۔وہ غصے سے باہر نکلا اسکی گاڑی وہیں کھڑی تھی اور وہ کہیں نہیں تھی۔

وہ سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ گیا اسکی منزل شانزل وِلا تھا۔

-------------------

شانزل نے جیسے ہی شانزل وِلا میں قدم رکھا حیا دوڑ کر اسکے پاس آئی۔

"بھ۔۔بھائی حور کہاں ہے؟"

شانزل نے وقت دیکھا رات کے تین بج رہے تھے

"کیا مطلب وہ تمہارے پاس نہیں آئی ؟"

" نہیں بھائی وہ۔۔۔۔"

حیا کچھ کہتی اس سے پہلے ہی اس کا فون بجا

" ہیلو حور، حور تم کہاں ہو ؟"

"مجھے بتاؤ تم کہاں ہو میں ابھی تمہارے پاس آ رہی ہوں"

وہ بات کرتے ہوئے باہر چلی گئی اور پھر پلٹ کر نہیں آئی

شانزل ابراہیم اس وقت خود کو دنیا کا سب سے ہارا ہوا شخص محسوس کر رہا تھا جیسے ہی اس نے اپنے کمرے میں قدم رکھا گلابوں اور موتیے کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی کتنے ارمانوں سے اپنا کمرہ سجوایا تھا مگر یہ خوشبو شانزل کے دل میں آگ لگا گئی اس نے پورا کمرہ تحس نحس کر دیا سارے پھول نوچ ڈالے ہر چیز بکھرا دی یہ کمرہ شانزل کی اندرونی حالت کا ترجمان تھا ایک دم ٹوٹا بکھرا ہوا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

دو دن شانزل نے نہایت اذیت میں گزارے اس کی آنکھوں کی چمک غائب ہو گئی تھی اس کی جگہ مان ٹوٹنے کا قرب تھا مگر سکون کہیں نہیں تھا درد تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا

کیوں کی میں نے اس سے محبت؟ کیوں؟ وہ خود کو لعن طعن کرنے کا شغل فرما رہا تھا

دل میں ہوک سی اٹھتی وہ خدا کے سامنے سجدے میں گرے دعا کر رہا تھا کہ میرے دل سے اس کی محبت نکال دے میں تو کھرا مرد تھا میں نے کبھی کسی نا محرم سے تعلقات نہیں بنائے کھری زندگی جی، اتنی لڑکیاں میری طرف راغب ہوتی تھی پھر بھی میں اپنی حدود نہیں بھولا میں نے کبھی ان کی طرف قدم نہیں بڑھائے، میں نے محبت کی، میں اعتراف کرتا ہوں میں نے محبت کی، مگر جائز میرے محرم رشتے سے کی، مجھے اس اذیت سے نکال دے یا خدا تو میری مشکل آسان کر"

وہ نماز پڑھ کر اٹھا تو اس کا موبائل بج رہا تھا اس نے کال ریسیو کر لی سامنے حیا تھی اس کی آواز سن کر ایک بار پھر اذیت سے دوچار ہوا

بھائی آپ مجھے حور کے چچا کے گھر کا ایڈریس دیں یا پھر ان کا نام بتا دیں"

" تم یہ سب مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو اپنی دوست سے پوچھو "

"صرف اس کے چچا کا نام ہی بتا دیں میں ایڈریس پتا کروا لوں گی پلیز بھائی"

" تو سنو حیات سکندر۔۔۔سنا تم نے حیات سکندر "

کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا تبھی فون پھر سے بجا اس نے دیکھا ان نون نمبر تھا اس نے رسیو کیا

"عذیر حیات بات کر رہا ہوں جلدی سے وہ تصاویر دیکھیں جو میں نے آپ کو بھیجی ہے آپ کے لئے ایک چھوٹا سا تحفہ "

کہہ کر سامنے سے فون کاٹ دیا گیا

کیوں یہ لوگ میری زندگی جہنم بنانے پر تلے ہے اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی تصویر کھول کر دیکھیں

شانزل کو لگا زمین و آسمان اس کی نظروں میں گھوم گئے ہو موبائل ہاتھ میں لے گھٹنے کے بل زمین پر گرا تھا وہ تصویر ہی ایسی تھی

زمین پر ایک وجود خون میں لت پت پڑا تھا چہرے پر بھی زخموں کے نشان تھے صاف واضح تھا کہ بری طریقے سے مارا پیٹا گیا ہے جانوروں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کیا گیا تھا چہرے پر نیل پڑے ہوئے تھے

خون بہہ کر چہرے پر جم گیا تھا لیکن وہ چہرہ ہزاروں کیا لاکھوں کیا دنیا بھر میں بھی پہچان سکتا تھا وہ حورعین کا چہرہ تھا شانزل کو لگا اب اس کا دل بند ہو جائے گا

تبھی فون بجا وہی نمبر تھا

" حویلی پہنچو"

ایک حکم صادر کیا گیا وہ بھی شانزل ابراہیم کو۔جو صرف اور صرف حکم صادر کیا کرتا تھا مگر اب شانزل ابراہیم بے دام کے غلام کی طرح فورا اپنی کار کی جانب دوڑا

اسے کچھ یاد نہیں تھا کون سا دھوکا، کون سی بےوفائی، کون سا جھوٹ، کون صنم کچھ یاد نہیں تھا

اس کی آنکھوں کے سامنے صرف اور صرف وہ زخمی وجود گھوم رہا تھا سچ ہے انسان ہار جاتا ہے اپنی محبت کے آگے۔

شانزل ابراہیم ان لوگوں میں سے تھا جو ایک بار طے کر لینے پر کچھ بھی کر گزرتے ہیں مگر شانزل ابراہیم لاکھ چاہنے کے باوجود حورعین سے نفرت نہیں کر پایا تھا اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی حورعین کو اس حالت میں دیکھ کر اسکا دل کرلایا تھا

وہ جتنی تیز ڈرائیونگ کر سکتا تھا اس سے کئی گنا تیز ڈرائیونگ کر رہا تھا یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ اس کی گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی

وہ بہت ہی غصے میں حویلی کے اندر داخل ہوا اسکی گاڑی آہنی گیٹ توڑتے ہوئے داخل ہوئی گارڈز نے اس کے انداز دیکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی مگر شانزل ابراہیم تم مرنے مارنے پر تلا ہوا تھا جو بھی سامنے آ رہا تھا شانزل اسے روندتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا

وہ دروازے سے اندر داخل ہوا تو سامنے ہی عذیر حیات پر نظر پڑی چہرے پر خباثت لئے مسکرا رہا تھا شانزل سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر زخمی شیر کی طرح جھپٹ پڑا اور مکّوں اور گھونسوں کی برسات کردی اس کے آنکھوں کے سامنے حورعین کا لہو لہان ہوتا وجود تھا وہ بے دریغ مار رہا تھا 10 گارڈز اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر اس پر تو جیسے جنون سوار تھا وہ کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا

تبھی پیچھے سے حیات سکندر کی آواز گونجی

"یہ مت بھولو کہ تمہاری بیوی اب بھی ہماری تحویل میں ہے اس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا"

شانزل ساکت ہوگیا عذیر حیات منہ سے خون پونچھتے ہوئے مسکرایا دونوں ہی کی سانس پھول رہی تھی عذیر حیات تو شانزل کی مار کھا کر ادھ موا ہوگیا تھا

"میری بیوی ابھی کے ابھی میرے حوالے کرو"

اس نے حیات سکندر کا گریبان جکڑ لیا

"تحمل سے میری بات سنو جتنا تم تردد کرو گے اتنی ہی اسے تکلیف ہو گی اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کر دیں گے :

"کیا چاہیے تمہیں؟"

شانزل کا غصہ ضبط کی حدوں کو چھو رہا تھا

"شانزل انڈسٹریز"

" میں پیپر تیار کرواتا ہوں لیکن اسے ایک خرونچ بھی اور نہیں آنی چاہیے نہیں تو تمہیں عبرت کا نشان بنا دوں گا"

کہہ کر وہ پلٹ گیا

"واہ ڈیڈ آپ کو میں مان گیا ویسے مجھے لگتا نہیں تھا کہ آئے گا میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ بے وفائی کا ڈرامہ کیے بغیر ہی اسے کڈنیپ کر لیتے ہیں مگر آپ کا پلین ،واہ آپ کو تو داد دینی چاہیے"

شانزل کو لگا کسی نے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی ہو اس کی آنکھوں کے سامنے سجی سنوری دلہن بنی ہوئی حور کا چہرہ گھوم گیا

"خدا کرے آپ کو کبھی پتا نا چلے کہ آپ کے اس عمل کا کیا نتیجہ ہو گا"

مگر یہ وقت سوچنے کا نہیں تھا حورعین کو بچانے کا تھا شانزل فورا باہر کی جانب بڑھا اور رفیق کو فون کرکے ہدایت دینے لگا شانزل کے جاتے ہی ہال میں خاموشی چھا گئی۔

" اب وہ کبھی پولیس کو انوالو نہیں کرے گا یہ سب تو ٹھیک ہے ڈیڈ مگر اب بھی ہمارا مقصد پورا نہیں ہوا ہے"

"سب ہو جائے گا آخر کو وہ کب تک ٹکے گی تم ہی نے تو کہا تھا کہ محبت کے آگے انسان ہار جاتا ہے وہ بھی ہار جائے گی میں اپنے گیارہ سال برباد نہیں ہونے دوں گا ویسے بھی شانزل کو حقیقت کا کہاں پتا ہے میں سب سنبھال لوں گا وہ ضرور سائن کرے گی جب میں شانزل ابراہیم کے سر پر بندوق رکھونگا

"ڈیڈ آپ کو اب بھی ہی یہ سب کر دینا چاہیے تھا"

" تمھارا دماغ ٹھیک ہے وہ شانزل ابراہیم ہے تم نے اس کے تیور نہیں دیکھے اب وہ پچھتاوے کی آگ میں جل رہا ہے پچھتاوے کی آگ انسان کو بہت کمزور کر دیتی ہے، اب کی بار وہ آیا تھا تو سب کو روندتے ہوئے گزر رہا تھا لیکن اب جب وہ آئے گا تو اس کا سر جھکا ہو گا، یہ بے وفائی والا ڈرامہ میں نے اسی لیے کروایا تھا تاکہ شانزل ابراہیم کو کمزور کیا جاسکے ورنہ اس سے لڑنا میرے یا تمھارے کسی کے بس کی بات نہیں ہے"

اتنے میں باہر سے فائرنگ کی آواز گونجنے لگی تو دونوں ہی چونک گئے باہر جیسے گولیوں کی بارش ہورہی تھی دونوں نے ہی اپنی بندوق اٹھالیں اور الرٹ ہوگئے جب تک حورعین ان کے پاس ہے شانزل ابراہیم ایسی غلطی تو خواب میں بھی نہیں کر سکتا تھا، یہ کون کر رہا ہے جاننے کے لیے جیسے حیات سکندر نے باہر جھانکا تو انہیں لگا حویلی ان کے اوپر آن گری ہو وہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے اور اڑے ہوئے حواسوں کے ساتھ عذیر کی طرف مڑے۔

"نہیں، نہیں ،یہ ناممکن ہے میں نے خود اسے مروایا تھا، نہیں۔۔۔"

وہ غصے سے چیخ رہے تھے

"عذیر اسے لے کر آؤ ابھی ہمیں نکلنا ہوگا "

عذیر فورا سیڑھیاں عبور کر کے اس کمرے کی طرف جانے لگا جہاں حورین کو رکھا گیا تھا

عذیر حورعین کو بالوں سے گھسیٹ کر نکال رہا تھا تبھی حیات سکندر کو پیچھے بھاری بوٹوں کی آواز آئی مڑتے ہی انہوں نے دیکھا

سامنے شاید ان کی بربادی تھی ان کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا سامنے ایک خوبرو شخص اپنی نیلی آنکھوں کو حیات سکندر کی آنکھوں میں گاڑے غیظ و غضب بنا ہوا تھا اس شخص نے نظر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا عزیر حیات حورعین کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہا تھا سامنے موجود شخص نے ہاتھ میں پکڑی بندوق سے فائر کیا گولی عذیر حیات کے اس ہاتھ پر لگی جس سے اس نے حورعین کے بالوں کو جکڑا ہوا تھا۔

عذیر حیات تو تڑپ کر رہ گیا اور وہ شخص فورا ہی حورین کی طرف بڑھا

"صنم، آنکھیں کھولو" اس شخص نے خون میں لت پت حورعین کے گالوں کو تھپتھپایا حورعین کا سر شخص کی گود میں تھا

حورین کی حالت نقاہت زدہ تھی اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں سامنے موجود نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھ کر اس کے رخسار کو ہاتھ لگایا

جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو وہ حقیقتاً اس کے سامنے ہے پھر حورین کے لبوں سے نکلا

"شاہ"

ایک آنسو حورعین کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا مگر وہ مسکرا رہی تھی یہ مسکراہٹ تو اس کے انتظار کا ثمر تھا۔

صنم کی ایسی حالت دیکھ کر شاہ تڑپ کر رہ گیا اس نے فورا بندوق کا رخ حیات سکندر کی طرف کیا۔

حورعین نے بہت مشکل سے اپنا خون آلود ہاتھ شاہ کے ہاتھ پر رکھ دیا شاہ نے اپنی نیلی آنکھوں سے حورعین کو دیکھا حورعین نے نفی میں سر ہلایا آنکھوں سے آنسو اب بھی جاری تھے اور پھر بے ہوش ہوگئی۔

شاہ نے پل بھر کی بھی دیر کیے بغیر حورعین کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور ایک نظر حیات سکندر کو دیکھ کر کہا

"جو حالت تم نے میری صنم کی کی ہے نا تمہیں تو میں دنیا ہی میں جہنم واصل کروں گا"

وہ کہہ کر حورین کو لیے باہر نکل گیا

.....

باہر ابھی بھی فائرنگ ہو رہی تھی شاہ کے لوگوں اور حیات سکندر کے گارڈز کے درمیان۔

تبھی ایک شخص نے شاہ پر حملہ کیا تو شاہ نے حورعین کو نیچے لٹایا اور اس آدمی سے لڑائی کرنے لگا وہ بہت مہارت سے اپنے کراٹے ٹرک استعمال کر رہا تھا

تبھی شاہ نے ایک نسوانی چیخ سنی

" حور۔۔۔۔۔"

شاہ نے تعجب سے اس لڑکی کو دیکھا وہ فائرنگ کے درمیان ہی اندر کی طرف بھاگی آرہی تھی۔اس کی جگہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو گیٹ پر ہی بے ہوش ہوجاتی ہے وہ بھاگتے ہوئے حورعین کے پاس آئی اور اس کے پاس زمین پر بیٹھ گئی

فورا اپنی چادر اتار کر حورعین کے اوپر ڈالی حورین بغیر دوپٹے اور چادر کی تھی

" حور تمہیں کیا ہوا ہے؟ حور آنکھیں کھولو نہ ، حور حور دیکھو ایسے نہیں کرو ،، میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی ابھی ہم ہاسپٹل جائیں گے پھر تم ٹھیک ہو جاؤ گی"

وہ کہتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی

شاہ فورا سے پہلے ہوئے حورعین کی طرف بڑھا تو حیا نے شاہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دھکا دے دیا

"دور رہو میری حور سے خبردار جو اسے ہاتھ لگایا ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گی تمہارے"

شاہ نے اسے نظر انداز کیا اوحورعین کو اپنی بانہوں میں اٹھا لیا حیا راستے میں حائل ہو گئی

"دیکھو ایسا نہیں کرو تم خود اپنی بربادی دی کو آواز دے رہے ہو تم مجھے جانتے نہیں ہو میں تمہارے ساتھ کیا کر ڈالوں گی"

"دیکھیں آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں صنم کی حالت دیکھیں اسے اس وقت ٹریٹمنٹ دینا بہت ضروری ہے آپ ہٹیں راستے سے"

اس کی بات سن کر حیا نے پاس پڑی بندوق اٹھائی اور اس کا رخ شاہ کی طرف کر دیا یہ الگ بات ہے کہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"تم نے اگر میری حور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تم میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی یہ تمہاری صنم نہیں ہے میری حور ہے سمجھے"

"اپنا دماغ درست کرلیں اور راستے سے ہٹیں، آپ ان کھلونوں سے شاہ زر جہانزیب کو نہیں ڈرا سکتی ہے میں صنم کا بھائی ہوں اور اس کی طرف اٹھنے والی ہر آنکھ میں خود چھوڑ دوں گا سمجھیں"

شاہ زر نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا

"نہیں ہے یہ صنم مجھے تمہاری کسی بھی بات کا یقین نہیں ہے"

"میرے پاس اور صنم کے پاس اس فضول بحث کا وقت نہیں ہے"

"میں تمہیں کسی بھی صورت میں حور کو لے جانے نہیں دوں گی"

اس کی بات سن کر شاہ زر کا دماغ گھوم گیا اس نے سرعت سے حیا کے ہاتھ سے بندوق لے لی۔

"ہٹیں راستے سے"

نہیں ہٹوں گی میری حور کو میرے حوالے کر دیں میرے جیتے جی تو آپ کو حور کو لے جانے نہیں دوں گی"

(ویسے آپس کی بات ہے حورعین صحیح کہتی تھی ڈھیٹ ابن الڈھیٹ کا محاورہ حیا پر فٹ بیٹھتا ہے)

شاہ زر نے صلح جو انداز اپنایا

" دیکھیں اس وقت آپ کی حور کو ٹریٹمنٹ کی بہت ضرورت ہے اس وقت اس کی جان کو بہت خطرہ ہے اگر آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے تو آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔۔۔۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی حیا نے کہا

" جلدی چلیے لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر آپ نے کوئی چالاکی کی تو میں آپ کا حشر نشر کر دوں گی"

شاہ زر بہت ضبط کے ساتھ اس کی دھمکی ہضم کی۔

راستے بھر حیا نے حور کو خود سے لگائے رکھا جب گاڑی ایک عالیشان بنگلے کے آگے رکی تو حیا گھور کر شاہ زر کی جانب دیکھا

"یہ اسپتال آپ کے سُسر نے تعمیر کروایا ہے؟"

یہ سوال ہرگز نہیں تھا

شاہ زر نے گھور کر حیا کو دیکھا

" صنم کو اسپتال میں خطرہ ہو سکتا تھ۔۔۔۔"

" صنم نہیں ہے یہ حور ہے"

" آپ ہیں کون جو میں آپ کو جواب دوں "

کہتے ہوئے شاہ زر نے حورعین کو پھر اپنی بانہوں میں اٹھا لیا۔

"میں حیا ہوں، حیا زمان، اگر تمہارے ارادے یا نیت مین ذرا سی بھی کھوٹ ہوئی تو میں تمہیں۔۔۔۔۔۔۔

تو میں تمہیں۔۔۔۔۔"

حیا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا ساری دھمکیاں تو اس نے ڈالی تھی اب سامنے والے کو ڈرانے کے لئے کوئی مناسب دھمکی سوچ رہی تھی اور ساتھ ساتھ تیز قدموں سے شاہ زر کے ساتھ چل رہی تھی۔

" بعد میں سوچ لیجیئے گا"

شاہ زر نے اسے بیڈ پر لٹایا اس کمرے میں ڈاکٹر پہلے سے ہی موجود تھیں

" آپ باہر نکلیں ڈاکٹر چیک کریں گی حور کو"

شاہ زر نے کچھ نہیں کہا اور روم سے باہر چلا گیا

جب شاہ زر دوبارہ روم میں آیا تو ڈاکٹر نے کہا

"شاہ زر تم میرے دوست ہو صرف تمہارے لیے یہ کام کیا ہے ورنہ یہ پولیس کیس ہے، میں کسی اور کے لئے ایسے پیشنٹ کو ٹریٹ نہیں کرتی، خیر۔۔۔۔۔تم نے ان کا بہت دھیان رکھنا ہے بہت سے زخم ہیں تو بہت احتیاط برتنی ہے دوسری بات میں نے انجیکشن دی ہے تو کل صبح تک ہوش آجائے گا انہیں کسی بھی پریشانی سے دور رکھیں میں کل آؤں گی بینڈ کرنے"

" شکریہ یار تم نے میری مشکل آسان کردی"

ڈاکٹر تو چلی گئی لیکن شاہ زر نے دیکھا حیا بہت غور سے حورعین کو دیکھ رہی ہے اس کی خاموشی شاہ زر کو ٹھٹھکی جب سے وہ ساتھ تھی مجال ہے جو اسکی زبان ایک سیکنڈ کے لیے بھی رکی ہو۔

"کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

شاہ زر کی بات پر حیا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی گہری کالی آنکھوں کے نین کٹورے آنسوؤں سے لبریز تھے اور باہر چھلکنے کے لیے بے تاب تھے

حیا کا چہرے یک لیٹ تن گیا

" کوئی بات؟ ہاہ کوئی بات نہیں ہے ؟ یہ کیا حالت کر دی ہے آپ لوگوں نے حور کی"

وہ چینخ رہی تھی جس کی وجہ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا اور شاہ زر کو محسوس ہوا وہ ایسے تو بالکل اچھی نہیں لگ رہی۔

"دیکھیں، میں قطعی صنم کی اس حالت کا ذمہ دار نہیں ہوں کوئی بھائی اپنی بہن کو کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے میرا یقین کریں"

" نہیں ہے مجھے آپ کی بات پر یقین، آپ نے نہیں دیکھے حور کے زخم، میں نے دیکھے ہیں، کتنی تکلیف ہو رہی ہو گی اسے "

شاہ زر کو لگا جیسے زخم حورعین کو لگے ہیں اور درد کی شدت سے حیا تڑپ رہی ہے وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا اس سے بحث کرنا بیکار تھا۔

---------------------------------

ادھر دوبارہ شانزل حویلی پہنچا تو وہاں کی حالت دیکھ کر دنگ رہ گیا حیات سکندر عذیر کو لے کر اسپتال گئے تھے تب اسے پتہ چلا یہاں سے حورعین کو کوئی لے گیا ہے اس کا تو سر ہی چکرا گیا۔اس نے دیکھا گیٹ کے پاس حیا کی کار کھڑی ہے جو اسے اس کے ابو نے دی تھی اس نے فورا حیا کو فون لگایا۔

"حیا تم، تمھیں پتا ہے حور کہاں ہے؟"

"میں حور کے ساتھ ہی ہوں، لوکیشن بھیجتی ہوں"

کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر دیا

شانزل مانو وہاں اڑ کر پہنچا۔اور ایک بار پھر گارڈز کے ساتھ ہاتھا پائی ہوئی پھر اس نے کمرے کا دروازہ دھاڑ کی آواز کے ساتھ کھولا اور شیر کی طرح اس پر جھپٹا اور شاہ زر کا گریبان جکڑ لیا

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو لے کر آنے کی"

جواباً شاہ زر نے بھی اسکا گریبان جکڑ لیا۔

"بیوی ہے تو تمہاری ذمہ داری تھی وہ کیسے اس حال میں پہنچی تمہارا حساب بھی ہو گا شانزل ابراہیم "

شانزل نے شیر سی بھوری آنکھیں شاہ زر جہانزیب کی سفید شیر سی نیلی آنکھوں میں گاڑھی۔

تم یہ مت سمجھنا کہ شاہ زر جہانزیب تمہیں بخش دے گا تم نے جو میری بہن کے ساتھ کیا ہے اس کا حساب تو تمہیں دینا ہی ہو گا"

حیا نے درمیان سے دونوں کو الگ کیا اور ایک ایک دھکے سے دونوں کو نوازا۔ مگر مجال ہے جو دونوں ایک انچ بھی ہلے ہو

" کیا کر رہے ہیں آپ دونوں وہاں میری حور کی حالت دیکھیں، یہ تماشا کہیں اور جا کر لگائیں آئی سمجھ"

اس نے چادر حور کو اوڑھانے کے بعد نماز اسٹائل میں دوپٹا باندھ رکھا تھا۔ جامنی رنگ کے ہالے میں مقید چہرے پر آنسوؤں کے نشان تھے

"حیا حور نے تو تمہیں فون کیا تھا نا؟ تم اس کے پاس گئیں تھی پھر حور کی یہ حالت کیسے ہوئی؟"

شانزل کے لہجے میں کرب تھا

حیا تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گئی

" حور نے مجھے فون کیا تھا مگر اس نے میری کوئی بات نہیں سنی میں اس سے پوچھ رہی تھی کہ تم کہاں ہو تو اس نے صرف اتنا کہا کہ میں آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہ کروں اور نہ ہی آپ سے اس کے متعلق مدد مانگوں، نہ ہی کوئی باز پرس کروں اس کے بعد اس نے کہا کہ میں اپنی زندگی کے معاملوں میں سنجیدہ ہو کر زندگی کے ساتھ کھلواڑ کرنا چھوڑ دوں، اس کے بعد اس نے لائن کاٹ دی میری ایک بات نہیں سنی میں پاگلوں کی طرح اسے فون کرتی رہی تب سے اب تک پورے دو دن پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتی رہی مگر میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی جب مجھ سے برداشت نہیں ہوا تو میں نے آپ کو فون کیا اور جیسے تیسے حویلی پہنچی تو میں نے حور کو دیکھا لہولہان، یہ اپنے آپ کو حور کا بھائی کہتے ہیں اور آپ پورے استحقاق سے حور کو میری بیوی کہتے ہیں، میں کہتی ہوں ایک شوہر اور بھائی کے ہوتے ہوئے ایک لڑکی کی حالت ایسی ہے تو تف ہے ایسے رشتوں پر اس سے تو میں لاوارث اچھی ہوں"

"حیا پلیز "

شانزل احساس ندامت سے گویا ہوا

" نہیں بھائی پلیز میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں بھائی ہے آپ میرے، میری ایک بات مانیں حور کی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اسے کسی بھی ٹینشن سے دور رکھنا ہے آپ ابھی چلے جائیں پہلے حور کو ہوش میں آنے دیں میں اس سے بات کروں گی پھر آپ حور کے سامنے آنا حور کی فکر آپ نہیں کریں میں اس کے ساتھ ہوں"

آخری جملہ اس نے شاہ زر کی طرف دیکھتے ہوئے چبا چبا کر کہا جیسے دانتوں کے درمیان شاہ زر ہو

------------------------------

شانزل نخاموشی سے پلٹ کر باہر آگیا شانزل گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا حور کی فکر سے آزاد ہوا تو احساس ندامت نے آگھیرا اس نے گاڑی اسی راستے پر ڈال دیں جس پر ولیمے والی رات کا سفر کیا تھا اس نے گاڑی وہی گھر کے آگے روکی جب اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو سنگِ مرمر کا چمکتا ہوا گھر آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا

شانزل نے نظر گھما کر نیم پلیٹ پر ڈالیں اس پر جلی حروف میں کندہ تھا

" فردوس برّیں"

نام دیکھ کر شانزل کے دل پر گھونسا سا پڑا شانزل کو وہ واقعہ یاد آیا جب اس نے ایک رات حور کے پوچھنے پر بتایا تھا کہ فردوسِ بریں کیسا ہونا چاہیے واضح کیا تھا۔

شانزل کے کانوں میں اس وقت کی گفتگو گونجنے لگی

" فردوسِ بریں کا نام ہم سنگ مرمر پر ہی کندہ کروائیں گے"

شانزل آگے بڑھ کر دروازے کی طرف آیا اس نے نظر اٹھا کر سنگ مرمر کے بڑے دروازے کو دیکھا اس پر ایک آیت کندہ تھا

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ *

( تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا ہر چیز اس کے کہے کے مطابق تھی

"ہم فردوسِ برّیں کے دروازے پر میری سب سے فیوریٹ آیت کندہ کروائیں گے وہ گھر بھی ہمارے لئے نعمت ہی تو ہو گا نا"

"ہم فردوسِ برّیں میں سنگ مر مر کے ہی گول سیڑھیاں بنوائیں گے "

"آپ کو یہ آسان لگتا ہے سنگِ مر مر کی گول سیڑھیاں؟ مانا کے میں جلد ہی سے سِوِل انجینئر بن جاؤں گی مگر یہ کام تو بہت مشکل ہے"

حورعین کی اور اس کی آواز کی بازگشت ہر چیز سے سنائی دے رہی تھی۔

شانزل نے بھاری قدموں سے سیڑھیاں عبور کی اور اس کمرے کا دروازہ کھولا سب کچھ ویسا ہی تھا۔

سنگ مرمر کے بنے ہوئے پلنگ پر موٹا سا گدا تھا جس پر سفید چادر بچھی ہوئی تھیں جس پر سرخ گلاب بنے ہوئے تھے

"مجھے ہر چیز سنگ مرمر کی بنی ہوئی چاہیے ٹیبل، کرسی یہاں تک پلنگ اور اسٹڈی ٹیبل بھی"

حورعین نے ایک لمحے کے لئے شانزل کی بات پر حیران ہو کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر پوچھا تھا

" اس کے علاوہ ؟"

شانزل نے کہا تھا

" ہمارے بیڈ کے اوپر چھت پر شیشہ لگا ہونا چاہیے"

"وہ کیوں؟"

اس نے بہت معصومیت سے سوال پوچھا تھا

" تاکہ تمہیں لیٹ کر بھی باآسانی دیکھ سکوں جیسے ہی میری آنکھ کھلے میری نظر کے سامنے چھت نہ ہوں بلکہ میری زندگی ہو تم ہو"

جواب بھی اسی سادگی سے دیا گیا تھا

شانزل نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا چھت پر شیشہ لگا ہوا تھا مگر اس شیشے میں وہ اکیلا تھا شانزل کو لگا اس کی سانسیں اٹکنے لگی ہے۔

"اس کے علاوہ کیا ہونا چاہیے شان "

"اس کے علاوہ دائیں دیوار پر ہم دونوں کی بڑی سی تصویر ہونی چاہیے"

شانزل نے دائیں طرف گردن موڑ کر دیکھا دیوار پر ان دونوں کی تصویر تھی ہانیہ اور اشعر کے نکاح والے دن کی۔وہ گرین شرارے میں تھی اور شانزل بلیک تھری پیس سوٹ میں۔یہ وہی والی تصویر تھی جس میں شانزل سامنے دیکھ رہا تھا اور وہ اس کو دیکھنے میں مگن تھی۔

شانزل کی نظر تصویر میں حورعین کے چہرے کی طرف کی اس کے چہرے پر آنسو تھے وہ خون کا قطرہ تھا جو ڈھلک کر آنسوؤں کی شکل اختیار کر گیا تھا شانزل کو یاد آیا

کیسے اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا اس نے ہاتھ جھٹکا تھا تب یہ قطرہ اڑ کر تصویر پر گیا ہو گا

اس رات وہ ایسے ہی تو روئی تھی خون کے آنسو

---------------------------

حیا خاموشی سے حورعین سے لگ کر بیٹھی تھی اور ورد کرنے کے بعد وقفے وقفے سے اس پر پھونک رہی تھی اور لگاتار سوفے پر بیٹھے شاہ زر کو گھورنے کا فریضہ بھی انجام دے رہی تھی۔

اب حیا کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ اس طرح بیٹھ گئی کہ شاہ زر حور کو نہ دیکھ سکے۔

شاہ زر کو اپنے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی لیکن صنم کو اس حالت میں چھوڑ کر جا نہیں سکتا تھا رات گہری ہو رہی تھی حیا نے غصے میں آ کر اس سے پوچھا

" آپ کا کیا رات یہیں گزارنے کا ارادہ ہے؟"

" جی "

یک لفظی جواب آیا تھا جو حیا کو سلگا گیا

"کیوں؟"

"کیونکہ میں صنم کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا"

حیا کا دماغ گھوم گیا

"دیکھیں مسٹر، آپ کو آخری بار سمجھا رہی ہوں یہ صنم نہیں ہے میری حور ہے اور فوراً یہاں سے چلے جائیں کیونکہ میں آپ پر باکل بھی یقین نہیں کرتی"

شاہ زر کے سر میں پہلے ہی درد ہو رہا تھا پھر حیا کی بحث نے اس کے درد میں اضافہ کر دیا تھا تو اس نے بھی تڑخ کر جواب دیا

دیکھیں آپ مس، یہ میری بہن ہے، سگی بہن، تو میں اس کا محافظ ہو اگر کوئی نامحرم ہے تو وہ آپ ہیں، آپ بتائیں اب تک میں نے آپ کے ساتھ کون سی غلط حرکت کی ہے؟ اور میں چاہوں تو اب بھی کر سکتا ہوں مگر میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہے، دراصل یہ جو آپ بار بار کہہ رہی ہیں کہ 'میں آپ پر یقین نہیں کرتی' 'میں آپ پر یقین نہیں کرتی' یہ آپ مجھے

نہیں بلکہ خود کو کہہ رہی ہیں آپ کا دل چاہ رہا ہے مجھ پر یقین کر لے مگر آپ خود کو روک رہی ہیں برائے مہربانی اتنا تردد نہ کریں میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے تو خاموش رہیں مجھ میں آپ سے بحث کرنے کی سکت نہیں ہے اور اس کمرے میں رکنے کی وجہ آپ کی حور کی سکیورٹی بھی ہے"

حیا منہ کھولے اسے سن رہی تھی اس نے ہر بات صحیح کی تھی پہلی مرتبہ کوئی حیا کی بولتی ہی بند کر چکا تھا کچھ دیر بعد حیا کو اسکا احساس ہوا 'مجھے کوئی کیسے چپ کرا سکتا ہے؟'

"ہونہہ۔۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے سمجھے آپ باگڑ بلّے"

حیا نے اس کی نیلی آنکھوں پر چوٹ کی

"کچھ جلدی خیال آگیا کہ میں غلط کہہ رہا ہوں"

شاہ زر اٹھا اور اپنی گن نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی

"میں یہیں نماز پڑھنے جا رہا ہوں اگر کچھ غلط ہونے کا احساس ہو یا کوئی بلا اجازت کمرے میں آیا تو بلا جھجھک فائر کر دینا "

"اس وقت صرف آپ ہی غلطی نظر آ رہے ہیں"

وہ حیا تھی کیا کیا جاسکتا ہے

وہ بھی شاہ زر تھا

" تو آپ گولی چلا دیں"

وہ آرام سے کہہ کر واش روم میں چلا گیا

اس نے باہر آ کر جانماز بچھائی اور نیت باندھی حیا کے پاس کچھ کام نہیں تھا تو اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ پوری دلجمعی کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔اس کے لب ہل رہے تھے اور نیلی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں

"ہونہہ۔۔۔باگڑ بلّا۔۔۔۔ویسے خوبصورتی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حور کا کوئی بھائی ہوتا تو ایسے ہی دکھتا"

حیا نے محسوس کیا کہ اسے سجدے میں جانے سے تکلیف ہو رہی ہے سجدے کے بعد جب وہ کھڑا ہونے لگا تو لڑکھڑانے لگا۔حیا بھاگ کر اس کی طرف گئی اور کھڑے ہونے میں مدد کی دوسری رکعت میں بھی یہی ہوا تو وہیں کھڑی ہوگئی جب تک جتنی رکعتیں پڑھی تب تک ہر مرتبہ اسے سہارا دے کر کھڑا کرتی رہی۔اسے نہیں یاد کے اس نے کتنی مرتبہ سلام پھیرا کتنی سنتیں اور نفل نمازیں ادا کیں مگر وہ جس طرح مگن اپنے رب سے باتیں کر رہا تھا اسے دیکھ کر حیا کے دل نے سوال کیا کہ "کیا یہ جھوٹ بول سکتا ہے؟" شاہ زر نے دعا مانگنے کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرا پھر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا تب بھی حیا نے اسے سہارا دیا۔شاہ زر نے آگے بڑھ کر حورعین کے چہرے پر پھونکا پھر مڑ کر حیا کے چہرے پر بھی اور حیا وہ تو پتھر کی ہوگئی۔

شاہ زر نے مسکرا کر کہا (وہی million dollar smile)

"شکریہ"

حیا نے منہ بنایا اور کہا

"باگڑ بلّا"

کہہ کر دوبارہ اپنی جگہ یعنی حورعین کے بازو میں براجمان ہو گئی۔

"ویسے کوئی تھینکیو کہے تو ویلکم کہتے ہیں آپ تو مجھے عجیب سے لقب سے نواز رہی ہیں"

حیا بیڈ پر بیٹھی جانماز اس کو دیکھ رہی تھی جو شاہ زر نے تہہ کر کے ٹیبل پر رکھی تھی۔

تب شاہ زر کی آواز آئی

" آپ کو نماز پڑھنی ہے؟"

حیا تو شش و پنج میں مبتلا ہوگئی تھی پھر اثبات میں سر ہلا دیا

"تو پڑھ لیں؟

حیا نے حورعین کی طرف دیکھا شاہ زر سمجھ گیا کہ وہ حورعین کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی۔

"میں کوئی گنڈا نہیں ہو جو آپ اس طرح کی صنم کو مجھ سے بچا رہی ہیں آپ میرا یقین کریں کم از کم میں کسی کی عبادت میں ہونے کا فائدہ تو نہیں اٹھاؤں گا"

"دیکھیں آپ اس طرف مت آیئے گا "

"نہیں آؤں گا "

"آپ حور کو گھور گھور کر بھی نہیں دیکھیں گے"

" نہیں دیکھوں گا"

"ارے واہ! اس وقت تو میں آپ سے کچھ بھی مانگ سکتی ہوں"

حیا نے چہک کر کہا

"اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ جو بھی مانگیں گی میں آپ کو دے دوں گا "

شاہ زر کی بات پر حیا کو اپنی بیوقوفی کا احساس ہوا تو اس کا چہکتا ہوا چہرہ پل میں بجھا اس نے بمشکل چہرے کے تاثرات کو نارمل کیا اور اثبات میں سر ہلایا پھر کہا میں وضو کر کے آتی ہوں۔

شاہ زر نے حیا کا چہرہ شدت سے بجھتا ہوا محسوس کیا کچھ بھی ہو وہ صنم کا اتنا دھیان رکھ رہی تھی کم از کم اس کے عوض میں وہ ڈھنگ سے بات تو کر ہی سکتا تھا۔اسے خود پر غصہ آیا حیا نے خاموشی سے نماز پڑھ کر پھر اپنی جگہ سنبھالی۔

پھر کچھ دیر بعد جیسے کسی خیال سے چونکی اور شاہ زر سے انتہائی غصے میں پوچھا

"یہ۔۔۔یہ جو ڈاکٹر تھی اس نے حور کو کیسی انجیکشن دی ہے"

" مجھے کیسے پتہ ہو گا میں بزنس مین ہوں ڈاکٹر نہیں ہوں"

شاہ زر سمجھ گیا کہ ایک بار پھر وہ پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئی ہے

"دیکھیے حور ابھی تک ہوش میں نہیں آئی ہے میں آپ کو بتا رہی ہوں انجینئرنگ سے پہلے میں نے دو سال میڈیکل پڑھا ہے ایسی کسی بھی قسم کی چالاکی آپ میرے ساتھ نہیں کر سکتے ورنہ اسکا جو انجام ہو گا وہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے"

(آہ۔۔۔ایک اور دھمکی)

"صنم کل صبح ہی ہوش میں آئے گی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انھوں نے اسے نیند کا انجکشن دیا ہے زخم کافی زیادہ ہے وہ ہوش میں آگئی تو اسے درد ہو گا رہی بات چالاکی کی تو کل صبح صنم خود آپ کو کہے گی کہ میں کون ہوں"

اس کی بات پر حیا خاموش تو ہوگئی مگر مطمئن نہیں۔

شاہ زر سے یہ بات چھپ نہیں سکی کہ حیا حور کے معاملے میں بہت حساس ہے۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو ایک درمیانی عمر کی خاتون اندر آئیں وہ یونیفارم میں تھی

"سر آپ کھانے میں کیا لیں گے "

اس نے پوچھا

"کچھ نہیں آپ ان میم سے پوچھ لیں"

پھر حیا سے کہا

"مجھے صنم کی وجہ سے یاد ہی نہیں رہا آپ کے کھانے وغیرہ کا"

حیا نے کہا

"کچھ بھی نہیں کھانا "

حور کی حالت دیکھ کر بھوک تو اس کی پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی تھی۔

"ایک گلاس دودھ لے آئیں"

شاہ زر نے اسی خاتون سے کہا تو وہ خاموشی سے دودھ لے کر آگئی

"یہ آپ ان میم کو دے دیں "

"میں نے تو نہیں کہا تھا"

" آپ خاموشی سے لیں ورنہ میں آپ کو گھر سے باہر پھینکنے میں دیر نہیں لگاؤں گا"

حیا کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ حور کو اکیلا چھوڑنا نہیں چاہتی تھی اسی لئے خاموشی سے ایک ہی گھونٹ میں سارا دودھ ختم کر دیا۔

"یہ مت سمجھئے گا کہ میں ڈر گئی"

" میں بالکل بھی ایسا نہیں سمجھنے والا "

شاہ زر نے بمشکل اپنی ہنسی روکی

"ہونہہ۔۔۔۔۔باگڑ بلّا"

پھر ساری رات خاموشی سے کٹی۔

------------------------------------

شانزل اپنی بیوقوفی پر خود کو کوس رہا تھا اس نے زمین پر پڑا ہوا کاغذ اٹھایا ایک تو اس گھر کے کاغذات تھے

دوسرا وہ کاغذ تھا جس پر حورعین نے تین شادیاں کرنے کی اجازت دی تھی شانزل کے کانوں میں حورعین کا جملہ گونجنے لگا

"خدا کرے تم مجھے بھول جاؤ ورنہ تم میری یاد میں خاک چھانو گے اور میں تمہیں خاک می٥ بھی نہیں ملوں گی"

یا اللہ یہ کیا ہو گیا مجھ سے ہر مرتبہ میں کیوں اس کی اذیت کا سبب بن جاتا ہوں کیا ہو جاتا اگر میں اسی دن اس گھر کو دیکھ لیتا وہ پورے پندرہ دن میرے خواب کو تعبیر دینے میں مگن تھی اور میں نے اس کے کردار پر سوال اٹھایا۔

"اب تم سونے کے بھی بن کر آؤ گے تب بھی میں تمہیں قبول نہیں کروں گی"

یا خدا یہ کیا ہو گیا مجھ سے

شانزل نے تیسرا پیپر دیکھا یہ وہی پیپر تھا جس پر اس نے دستخط کیے تھے لیکن اس پر کچھ تحریر بھی تھا

" میں شانزل ابراہیم اپنی بیوی حورعین شانزل ابراہیم کو کو اپنی زندگی بھر کا ساتھ سونپتا ہوں میں اس کی عزت اور اعتماد کروں گا تا عمر"

اسکے نیچے لکھا ہوا تھا

"میں حورعین شانزل ابراہیم اپنے شوہر شانزل ابراہیم کو تمام اختیارات دیتی ہوں اور تا عمر انکی تحویل میں رہ کر وفا شعار زندگی گزاروں گی"

نیچے حورعین کے دستخط تھے۔

نجانے کن سنہرے لمحوں کی آس میں اس نے لکھا ہو گا۔

وہیں ایک طرف ولیمہ کا جوڑا اور زیورات اپنی بے قدری پر ماتم کناں تھے۔

شانزل کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

یہ رات تو سبھی کے لیے بڑی مشکل تھی۔

---------------

صبح فجر کی آذان پر شاہ زر پھر نماز پڑھنے کھڑا ہوا حیا نے اسے پھر سہارا دیا نماز کچھ دیر بعد حور عین ہوش میں آ رہی تھی اس نے کراہ کے ساتھ آنکھیں کھولیں۔

شاہ زر بے قراری سے اٹھ کر اس کے پاس آیا مگر حیا کی گھوری دیکھ کر رک گیا

" پانی۔۔۔۔آہ۔۔۔۔پانی"

حیا نے پانی کا گلاس فوراً اس کے منہ سے لگایا

حور عین کے تھوڑے حواس بحال ہوئے تو اسے جگہ کا احساس ہوا اس نے گردن گھما کر نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھا تو یک لخت اس کی  آنکھیں آنسو سے بھر گئی۔

اس نے کرب سے پکارا

"شاہ۔۔۔"

شاہ زر تڑپ کر آگے بڑھا حورعین نے اٹھنے کی کوشش کی تو شاہ زر نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور حورعین سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر شاہ کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

شاہ زر اس کی پشت سہلاتے ہوئے تسلی دے رہا تھا وہ بچوں کی طرح رو رو کر شکایت کر رہی تھی۔

"شاہ۔۔۔شاہ سب بہت برے ہیں شاہ۔۔۔۔بہت برے۔۔۔۔آپ کی صنم کو بہت پریشان کیا۔۔ میں نے۔۔۔میں نے آپ کا بہت انتظار کیا شاہ۔۔۔گیارہ سال۔۔۔۔گیارہ سال مجھ پر قیامت بن کر گزرے ہیں۔۔۔شاہ آپکی۔۔۔

آپکی صنم۔۔۔"

وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی شاہ زر کے سینے میں منہ چھپائے اس کی شرٹ کو مٹھی میں دبوچے ہوئے تھی جیسے چھوڑ دے گی تو وہ کہیں کھو جائے گا۔

"بس میری بچی، تمہارا شاہ اب تمہیں کچھ نہیں ہونے دیگا، میری صنم اپنے شاہ کے پاس ہے"

"شاہ اب آپ نہیں جائیں گے نہ پلیز شاہ مجھے چھوڑ کر مت جائے گا نہیں تو آپ کی صنم اب کی بار برداشت نہیں کر پائے گی"

اس نے اس کی شرٹ اور زور سے پکڑ لیں وہ اسے کھو دینے سے خوف زدہ تھی۔

شاہ زر نے اس کا چہرہ تھام کر اوپر کیا

"ادھر دیکھو، میرا بچہ میری طرف دیکھو"

حورین نے سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا

"میں نے گیارہ سال پہلے ایک قسم کھائی تھی کہ میں واپس آؤں گا اور آج پھر میں ایک قسم کھاتا ہوں تمہاری قسم میں تمہیں اب اکیلا نہیں چھوڑوں گا"

اس نے ایک لفظ پر زور دے کر کہا اور صنم کو شاہ کا یقین سونپ دیا

"اب آرام سے لیٹو میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں"

شاہ زر نے احتیاط سے حورعین کو لیٹایا پھر کال کرنے باہر چلا گیا ہے

حورعین آنکھیں بند کرکے لیٹی تھی اور آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے تبھی ایک مہربان ہاتھ نے اس کے آنسو پونچھیں حورعین نے آنکھیں کھول کر دیکھا حیا اس کے قریب بیٹھی تھی

"حیا"

حورعین کو اسے یہاں دیکھ کر بالکل تعجب نہیں ہوا تھا اسے پتہ تھا لاکھ منع کرنے کے باوجود حیا نے اسے ڈھونڈا ہوگا

"حور کی بچی تم نے میری جان نکال دی تم سے برا دنیا میں کوئی نہیں ہے"

حیا کی آواز رندھ گئی تھی مگر وہ غصہ نکالنا نہیں بھولی۔

حور نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا

تبھی شاہ اندر آیا اور کہا میں نے ڈاکٹر کو فون کر دیا ہے پھر بیٹھ پر حورعین کے پاس بیٹھ گیا

"صنم" شاہ نے پکارا

گیارہ سال اس پکار کا انتظار کیا تھا اس نے،،،، جو سکون انتظار کے ثمر میں ہوتا ہے وہی سکون اس پکار میں تھا۔

"جی؟"

"ذرا تم انہیں ہمارے رشتے کے متعلق تفصیل دے دو"

حورعین نے حیا کی طرف دیکھا اور کہا

" یہ میرے بڑے بھائی ہیں شاہ زر جہانزیب میں انہیں شاہ کہتی ہوں"

حیا کی کب کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی

"ویسے شاہ آپ نے ایسا کیوں کہا"

"کیوں کہ انہیں یقین ہی نہیں تھا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور جس طرح یہ تمہیں مجھ سے بچا رہی تھیں۔۔۔اللہ کی پناہ"

شاہ زر کی بات سن کر حور عین کھکھلا کر ہنسی۔بالکل شفاف ہنسی ایک لمحے کو تو حیا اسے دیکھتی رہ گئی وہ کب اس طرح ہنستی تھی۔بے ساختہ دل میں ماشااللہ کہا یا خدا میری حور اسی طرح ہنستی رہے۔

"شکر منائیں شاہ ابھی تک آپ کے بال سلامت ہیں ورنہ ابھی تک اس نے آپ کو گنجا کر دینا تھا حیا میرے معاملے میں بہت پوزیسیو ہے"

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی پھر ڈاکٹر اندر آئیں وہ ایک لمحے شاہ زر کو دیکھ کر چونک گئی۔

"شاہ زر کیا تم کل سے سوئے نہیں ہو؟"

" ڈاکٹر عافیہ تم ذرا جلدی سے صنم کو چیک کرو"

" شاہ زر میرے سوال کا جواب دو میں تمہاری بھی ڈاکٹر ہوں نہیں تو میں دانیال کو بلاتی ہوں"

"کوئی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ھوں تم صنم کو چیک کرو"

صنم اور حیا دونوں کو الجھتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

"وہ تو میں کر دوں گی پہلے یہ بتاؤ کل سے سوئے ہو یا نہیں "

شاہ نے ایک گہری سانس خارج کی اور کہا

" نہیں"

" کچھ کھایا"

اب کی شاہ زر نے ضبط سے کہا

"نہیں"

"شاہ آپ کو کیا ہوا ہے ؟ڈاکٹر آپ بتائیں"

حورعین پریشان ہوگئ

" شاہ زر تم چھوٹے بچے ہو کیا 28 سال کے ہو، کل ہی ۳ مہینے بعد کومہ سے باہر آئے ہو اور نہ کل سے کچھ کھایا ہے نہ میڈیسن لی ہے نہ سوئے ہو تمہاری حالت دیکھو"

حورعین تو دہل گئی

"شاہ۔۔۔۔"

شاہ زر نے فوراً اس کا ہاتھ تھاما

"میں ٹھیک ہوں صنم "

حیا کو اس کی حالت یاد آئی

اف۔۔۔۔میں نے تو اسکی ناک میں دم کر کے رکھا تھا۔

"نہیں مجھے بتائیں، لیکن سب سچ سچ بتائیں "

"میں جس دن تمہیں لینے آرہا تھا اس دن میرا ایکسیڈنٹ کروایا گیا تھا قسمت سے میں بچ گیا مگر کوما میں چلا گیا تھا کل ہی ہوش میں آیا ہوں "

ڈاکٹر عافیہ نے کہا

" یہ بھی بتاؤ کہ ہوش میں آنے کے بعد ہسپتال کو سر پر اٹھا لیا پھر کسی کی بھی سنے بغیر چلے گئے"

"عافیہ تمہارا اور دانیال کا بہت شکریہ کہ تم لوگوں نے میرا علاج خوفیہ طریقے سے کیا لیکن جو تم مجھے ڈانٹ رہی ہو میں سب بھول جاؤں گا، وہ وقت ایسا تھا کہ اگر میں اس وقت وہاں سے نہیں آتا تو سب ختم ہو چکا ہوتا ہمارا گیارہ سال کا صبر ضائع ہو جاتا"

کہتے ہوئے شاہ زر نے حورعین کی پیشانی چوم لی۔

اور حیا نے غیر محسوس انداز میں اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا جیسے کچھ مٹانا چاہ رہی ہو شاہ زر حیا کی اس حرکت پر مسکرایا اور کہا

"عافیہ تم جلدی سے صنم کو چیک کرو میں کھانے کا انتظام کرواتا ہوں"

ڈاکٹر ریسنگ کرنے کے بعد ڈاکٹر چلی گئی اور شاہ زر نے اسی کمرے میں ناشتہ لگوایا۔

شاہ زر نے حورین کو اپنے ہاتھوں سے سوپ پلایا اس دوران حورعین پورے انہماک سے رو رہی تھی کتنے سال بعد اس کے ہاتھ سے کھا رہی تھی پھر حیا کی طرف متوجہ ہوئی

" چلو اب آپ دونوں بھی ناشتہ کرو کل سے کچھ نہیں کھایا ہوگا"

ناشتے کے بعد شاہ زر نے حورعین کو میڈیسن دی حورعین نے کہا

"شاہ اب آپ بھی جا کر سو جائیں میں بھی سؤوں گی"

شاہ زر نے مسکرا کر سر ہلایا اور چلا گیا۔

---

شاہ زر نے دھیرے سے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حورعین اٹھ گئی تھی لیکن حیا اس کے اوپر ہاتھ رکھ کے سو رہی تھی۔

"تم اتنی جلدی اٹھ گئی "

شاہ زر نے سرگوشی میں پوچھا

حورعین نے فورا کہا

"شش۔۔"

مگر حیا چونک کر اٹھی اور حورعین کو تھام کر پوچھا

" حور، تم، تم ٹھیک ہو؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا، تمہیں کچھ چاہیے ؟"

"نہیں مجھے درد نہیں ہو رہا میں ٹھیک ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے تم سو جاؤ ابھی آدھا گھنٹہ پہلے کی سوئی ہو "

"نہیں پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی"

"صنم تم جلدی سے کھچڑی ختم کرو پھر میڈیسن لینی ہے اور دیکھو تمہارے لیے کس نے پکایا ہے"

پیچھے سے بی اماں کھچڑی کے ساتھ وارد ہوئی حورعین تو کھل اٹھی

" بی اماں"

"میری بچی کیسی ہے "

"شاہ کو دیکھ کر تو ایک دم ٹھیک ہوگئی ہوں"

" میری بچی کا صبر رنگ لایا ہے"

"ہاں بی اماں"

حورعین کی آواز بھرا گئی پھر بی اماں نے حیا سے کہا

"اللہ تمہیں اجر دے تم نے ہماری صنم کا بہت خیال رکھا ہے"

حیا تصیح کرنا نہیں بھولی

"میں، 'میری حور' کے لیے اتنا تو کر سکتی ہوں"

پھر بھی اماں کچھ دیر بیٹھ کر چلی گئی

حیا نے حورعین کے سر پر تیل کی مالش کی میڈیسن دی۔تب حیا کا موبائل بجا اس نے ایک نظر حورعین کو دیکھ کر کال ریسیو کی

" اسلام علیکم"

" ٹھیک ہے "

"ہوش آگیا ہے"

" نہیں ابھی نہیں کی"

" جی خدا حافظ"

حورین کے پیشانی پر اچانک بل نمودار ہوئے

" کس کا فون تھا؟"

حورین نے دو ٹوک لہجہ اپنایا

"بھ۔۔۔بھائی کا "

حیا نے دل میں کلمہ پڑھ لیا۔

"کیوں؟"

" تمہاری۔۔۔تمہاری طبیعت پوچھ رہے تھے "

"انہیں کس نے بتایا میری طبیعت کے بارے میں ؟"

حیا نے تھوک نگلا

"میں نے نہیں بتایا ان کا فون آیا تھا وہ پوچھ رہے تھے تو میں نے بتا دیا"

حورعین نے پاس پڑا گلاس اٹھا کر زمین پر دے مارا شاہ زر بھی ایک لمحے کو سٹپٹا گیا

"وہ کیوں پوچھ رہے تھے؟"

"شاید انہوں نے حویلی کے باہر میری گاڑی دیکھی تھی تو اسی لئے مجھ سے پوچھا "

"ایک منٹ ایک منٹ تم حویلی کیسے پہنچی تمہیں تو نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا؟"

"دیکھو حور غصہ مت کرو تم مل نہیں رہی تھی تو میں نے بھائی سے فون کرکے حویلی کے بارے میں پوچھا تھا مجھے تمہاری فکر ہو رہی تھی،

حورعین نے پاس پڑا جگ بھی زمین پر دے مارا۔

"صنم "

شاہ ذرا آگے بڑھا

"ایک منٹ ذرا مجھے بات کرنے دیں، تمہیں میں نے خود کہا تھا نا کہ مجھے مت ڈھونڈناا اور اس شخص سے میرے بارے میں بات مت کرنا پھر کیوں کیا تم نے؟"

حور چیخنے لگی

" مجھے تمہاری فکر تھی حور"

" ہو کون تم میری فکر کرنے والی"

حورین کو بالکل اندازہ نہیں تھا وہ کیا بول رہی ہے

حیا ایک لمحے کو بے یقین سی ہو گئی۔

"حور ایسا تو مت بولو بھلے مجھے ڈانٹ لو میں تمہاری دوست ہوں"

ایک درد امڈ آیا تھا دل میں، آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں

"کیسی دوست تمہیں میں ذرا میرا احساس نہیں ہے، دوست ہوتی تو یہ حرکت نہیں کرتی تم میری کچھ نہیں ہو"

"دیکھو حور مجھے اگر تمہاری بھلائی کے لئے تمہارے خلاف جانا پڑا تو میں جاؤں گی وہ کوئی غیر نہیں ہے شوہر ہے تمہارے"

تو کیوں آئی ہوں تو میرے پاس جاؤ انہیں کے پاس، جاؤ اپنے بھائی کے پاس، جب سے میری زندگی میں آئی ہو صرف مشکل بڑھائی ہے نکل جاؤ ابھی کے ابھی۔۔۔نکلو۔۔۔"

"حور"

حیا نے دہل کر پکارا

"نکلو ابھی یہاں سے ورنہ میں اپنے آپ کو کچھ کر لوں گی"

" ٹھیک ہے جا رہی ہوں اب تم بلاؤ گی تب بھی نہیں آؤں گی تم غلط نہیں ہو میں ہی غلط ہوں دراصل تم نے آج مجھے میری اوقات بتا دی"

"جب اوقات پتا چل ہی گئی ہے تو یہاں کیا کر رہی ہو نکلو یہاں سے"

حیا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا کس دھڑلے سے وہ شاہ زر کے سامنے" میری حور" "میری حور" کہہ رہی تھی اور حور نے اسی کے سامنے حیا کی اوقات بتا دی۔اس نے ایک نظر شاہ زر کو دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا اس سے بے انتہا تذلیل کا احساس ہوا۔

وہ ضبط کرتی رہی مگر پھر بھی آنسو لڑیوں کی مانند رخسار کو بھگو گئے وہ فوراً وہاں سے نکلی

شاہ زر نے ایک تاسف زدہ نظر حورعین پر ڈالی پھر حیا کے پیچھے چلا گیا

حیا نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا

"آئیں اور اڑا لیں میری بے عزتی کا مذاق، کر لیں اپنا شوق پورا "

جس طرح وہ پھنکاری تھی شاہ زر خاموش ہو گیا اس وقت بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

وہ اسی طرح روتے ہوئے گیٹ تک چلی گئی اور وہیں کھڑے روتے روتے میسج کیا تھا پھر انتظار کرنے لگی

وہ اس قدر رو رہی تھی کہ اس کا وجود لرز رہا تھا ہچکیوں کے ساتھ بے تحاشہ آنسو کے ساتھ۔

لوگوں اسے بڑے تعجب سے اور ترس کھاتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے مگر اسے کچھ فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ایک گاڑی آ کر رکی شاہ زر گیٹ کے پاس کھڑے ہی سب دیکھ رہا تھا حیا اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اس گاڑی میں سے ایک شخص باہر نکلا حیا نے آؤ دیکھا نا تاؤ آپنی ایک چپل اتاری اور اس شخص کو دے ماری۔

"حیا کی بچی صرف تین منٹ لیٹ ہوا ہوں"

" اشعر کے بچے تمہیں کیا کہا تھا 10 منٹ میں پہنچو"

پھر دوسری چپل پھینک کر ماری۔

"تم سب بہت برے ہو"

کہتے ہوئے حیا نے آس پاس نظر دوڑائیں جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔

"تمہارے تین پیر تھوڑی ہے، دو ہی ہے ا،سی لئے چپل تو ختم ہوگئی ہے"

اشعر نے جیسے اسے چڑایا۔

"تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے"

وہ رو رہی تھی مگر لڑنے سے باز نہیں آ رہی تھی حیا نے پاس پڑا ہوا پتھر اٹھایا

اور اشعر ارے ارے کرتا رہ گیا لیکن حیا نے پتھر دے مارا وہ تو اشعر نیچے ہو گیا اس لیے بچ گیا مگر اس کی کار ونڈ اسکرین ٹوٹ گئی

عشر نے ایک سانس خارج کی اور اس کی طرف بڑھا

"یار کیا ہو گیا ہے ابھی ہانیہ بیوہ ہو جاتی "

وہ ہنس کر کہہ رہا تھا

پھر حیا نے اپنا کندھے پر لٹکا ہوا پرس اشعر پر بے دریغ برسانا شروع کیا

"کیا ہو گیا ہے یہ ہمارا گھر تھوڑی ہے، سڑک ہے کچھ تو میری عزت کا خیال کرو "

مگر حیا اس کی سن ہی کہاں رہی تھی جب مار مار کر تھک گئی تو پھر رونے لگی اشعر نے اسے کندھے سے لگایا۔

حیا نے اسے کچھ نہیں کہا بس اس کے کندھے سے لگ کر اسی طرح بلک بلک کر روتی رہی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا حیا، چلو میں تمہیں تمہارے اپارٹمنٹ چھوڑ دوں"

اشعر نے اس سے کچھ نہیں پوچھا کیونکہ اسے معلوم تھا وہ کچھ نہیں بتانے والی۔

حیا اس سے الگ ہوئی

" نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میں چلے جاؤ گی"

" تو کیا تم نے مجھے پیٹنے کے لئے یہاں بلایا تھا "

"ہاں"

جواب بڑے ہی اطمینان سے آیا تھا

"اب خاموشی سے اپارٹمنٹ جانا، اوکے؟"

"میرے ابا بننے کی کوشش مت کرو"

اور پھر اشعر چلا گیا حیا نے بھی رکشا روکی اور روانہ ہوگئی۔

--------------------------------

جب شاہ زر کمرے میں آیا تو وہ چھت کو گھور رہی تھی وہ اس کی غلطی پر ٹوکنا چاہتا تھا مگر ایک تو اس کی حالت ایسی تھی اور تو اور گیارہ سال اس کی جدائی کاٹی تھی اس لیے اپنے لب سی لیے مگر حیا۔۔۔کل سے وہ کیسے اپنے آپ کو بھلائے حورعین کی خدمت کر رہی تھی اس کی جگہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو پہلی بات اسے situation میں گھبرا جاتی اور تو اور کسی غیر کے ساتھ تو کبھی نہ آتی حیا نے صرف حورعین کی حفاظت کے لیے اپنی جان و عزت سب داؤ پر لگا دی تھی۔وہ الگ بات ہے کہ وہ خود شعلہ جوالہ تھی مگر جو بھی تھا وحورعین کے ساتھ مخلص تھی یہ بات شاہ زر کو پہلی نظر میں ہی سمجھ میں آ گئی تھی۔

"ابھی دیکھیے گا دس منٹ میں واپس آئے گی بہت ڈھیٹ ہے"

حورعین نے شاہ زر کے چہرے کو دیکھ کر کہا تبھی دھڑام کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا سامنے حیا کھڑی تھی۔

"ایم سوری حور، مجھے خیال کرنا چاہیے تھا تمہاری طبیعت کا، تمہیں تو پتہ ہے میں کتنی بے وقوف ہوں ڈانٹ لو مگر معاف کر دو"

شاہ زر صرف حیا کو دیکھ کر رہ گیا وہ سر جھکائے ننگے پیر بڑے لاڑ سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کر رہی تھی جو اس نے کی ہی نہیں تھی۔

"اتنا ڈھیٹ پن تم لاتی کہاں سے ہو"

حورعین نے جل کر کہا۔

"بڑے بازار کی دکان سے"

حیا نے کھکھلا کر جواب دیا اور حورعین کے پاس دھپ سے بیٹھ گئی۔

-----------------------------------

حیا کچھ دن تک وہیں رہی شاید حیا کی محنت ہی تھی جو حورعین recover کرنے لگی تھی اب وہ اکثر اس سے ملنے آجایا کرتی تھی اب حیا اسے ضد کر کے حورعین کو مزار پر لے آئی۔نہ جانے اسکا دل بھرنے لگا۔

"کتنا ہی کوشش کر لو مگر تم بھائی کے بغیر نہیں رہ سکتی"

حورعین نے اسے نظر انداز کردیا۔

وہ دونوں جالی والی دیوار کے پاس سے گزر رہی تھی۔

حورعین اس دیوار پر بندھے دھاگوں کو دیکھ کر سوچ رہی تھی کتنے لوگ ہیں جو بے مراد ہے وہ ان دھاگوں کو چھوتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی تبھی اسکا ہاتھ دیوار کے دوسری طرف موجود کسی سے مس ہو گیا حورعین کو جھٹکا لگا چار سو چالیس والٹ کا نہیں چالیس ہزار والٹ کا۔

حورعین نے نظر اٹھا کر دیکھا جالی میں سے بھوری آنکھیں نظر آئیں۔

#نزولِ_محبت

#از_قلم_شاہی

باب۳: انکشافِ یار

Epi:5

جالی دار دیوار کے اس پار سے بھوری آنکھوں والے شخص نے بھی سبز آنکھوں کو دیکھا تھا۔

شانزل نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا

"سچ ہے تو میری شہ رگ سے بھی قریب ہے"

ایک لمحہ زندگی میں ضرور ہوتا ہے جب انسان نا امیدی کی انتہاؤں پر ہوتا ہے مگر ہمارا رب ہمارے دامن میں اپنی رحمت کا صرف ایک قطرہ ڈال کر ساری ناامیدی دھو دیتا ہے

شانزل بھی اسی کیفیت سے گزر رہا تھا اسے لگا تھا وہ کبھی حورعین کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پائے گا لیکن۔۔۔۔جہاں ہمارا گمان ختم ہوتا ہو وہاں سے اس ربِ زاالجلال کی حکمت و رحمت شروع ہوتی ہیں۔

پتہ نہیں کیوں اس کے قدم خود بخود اس مزار کی طرف بڑھ گئے تھے حالانکہ اسے ایک میٹنگ کے لیے جانا تھا۔

جب شانزل نے دوبارہ دیوار کے پار دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھی وہ فورا اسے ڈھونڈنے کے لئے دوسری طرف آیا۔

اب حیا حورعین کے سر ہوگئی یہ منظر تو حیا نے بھی دیکھا تھا

" میں ہماری دوستی کی قسم کھا سکتی ہوں میں نے کچھ نہیں کیا یہ اتفاق ہے"

اتنی بڑی بات کہنے پر حورعین خاموش ہوگئی اس نے تو جیسے شانزل کے بارے میں بات کرنا ہی چھوڑ دی تھی۔

"چلو اب ہم یہاں نہیں رکیں گے "

"ابھی تو گیٹ بند ہو گیا ہے قوالی شروع ہونے والی ہے قوالی ختم ہونے کے بعد ہی گیٹ کھلے گا"

حورعین چاروناچار وہاں بیٹھ گئی سامنے قوالی شروع ہونے والی تھی سب ہی نے اپنی جگہ سنبھالی اس کے سامنے والی لائن میں وہ بیٹھا تھا

شانزل ابراہیم

وہ نظر جھکائے ضبط کر کے بیٹھی تھی

تبھی قوالی شروع ہوئی

"دل غلطی کر بیٹھا ہے غلطی کر بیٹھا ہے دل

دل غلطی کر بیٹھا ہے غلطی کر بیٹھا ہے دل

تو بول کفارہ کیا ہو گا"

حورعین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا شانزل کی آنکھوں میں ندامت تھی شانزل کے جذبات کو قوال نے لفظوں کا پیرہن دیا تھا۔

اب حورعین کی باری تھی

"میرے دل کی دل سے توبہ دل سے توبہ میرے دل کی

میرے دل کی دل سے توبہ دل سے توبہ میرے دل کی

اب پیار دوبارہ نہ ہو گا"

اور شانزل کے دل پر گھونسا سا پڑا

"ہم نے جگنو جگنو کر کے تیرے ملن کے دیپ جلائے ہیں

ہم نے جگنو جگنو کر کے تیرے ملن کے دیپ جلائے ہیں"

حورین کو پندرہ دن یاد آئے جب اس نے کتنی محنت سے فردوسِ بریں تعمیر کروایا تھا۔

"اکھیوں میں موتی بھر بھر کے تیرے ہجر میں ہاتھ اٹھائے ہیں"

حورعین کے آنکھوں کے سامنے وہ سارے منظر گھوم گئے جب اس نے شانزل کی بے رخی پر خدا سے گڑگڑا کر دعا میں ہاتھ اٹھائے تھے۔

"تیرے نام کے حرف کی تسبیح کو سانسوں کے گلے کا ہار کیا

دنیا بھولی اور صرف تجھے ہاں صرف تجھے ہی پیار کیا"

شانزل نے بھی تو اسے ٹوٹ کر چاہا تھا اس نے بھی تو دنیا بھول کر حورعین کو چاہا تھا لیکن اگلے ہی بول پر اسے اپنی زیادتی کا شدت سے احساس ہوا۔

"تم جیت گئے ہم ہارے، ہم ہارے اور تم جیتے
تم جیتے ہو لیکن ہم سا کوئی ہارا نہ ہو گا"

شانزل نے حورین کو ایسے دیکھا جیسے میں بھی کہاں جیتا ہوں میں بھی ہار گیا

"ہمیں تھی غرض ہو تم سے اور تمہیں کو بے غرض ہونا تھا
تمہیں ہی لا دوا ہو کر ہمارا مرض ہونا تھا
چلو ہم فرض کرتے ہیں تم سے پیار کرتے ہیں
مگر اس پیار کو بھی ہم ہی پر فرض ہونا تھا"

یہ مصرع دونوں کو ہلا گیا

"ہم نے دھڑکن دھڑکن کر کے دل تیرے دل سے جوڑ لیا

آنکھوں نے آنکھیں پڑھ پڑھ کے تجھے ورد بنا کر یاد کیا

تجھے پیار کیا تو تو ہی بتا ہم نے کیا کوئی جرم کیا

اور جرم کیا ہے تو بھی بتا اس جرم کی کیا ہے سزا"

حورین نے استہزائیہ ہنس کر شانزل کی توجہ قوالی کے آنے والی بولوں پر کروائی جیسے یہ کہنا چاہ رہی ہو جواب سنو

"تمہیں ہم سے بڑھ کر دنیا، دنیا تمہیں ہم سے بڑھ کر

تمہیں ہم سے بڑھ کر دنیا، دنیا تمہیں ہم سے بڑھ کر

ہم کو تم سے بڑھ کر کوئی جان سے پیارا نہ ہو گا "

اور شانزل کو لگا وہ پورے قد سے زمین بوس ہوا ہو کس طرح اس نے دنیاوی پیسے کی خاطر حورین کے اوپر الزام لگایا تھا۔

قوال نے شروع کے دو مصرعے پڑھ کر قوالی ختم کی اور حورین حیا کے ساتھ وہاں سے نکل گئ شانزل کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔

---------------

حورعین اپنے کمرے میں لیٹی لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی اتنے دنوں بعد اسے سامنے دیکھ کر سب کچھ شد و مد سے یاد آیا تھا اسی دوران شاہ زر بھی آفس سے آگیا

ک

حیا ہال میں پریشان بیٹھی تھی

"خیریت؟"

شاہ نے پوچھا

"حورین اور میں آج مزار پر گئے تھے بھائی بھی وہاں تھے "

شاہ زر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا

" حور کا تو سمجھ آتا ہے مگر بھائی کے ذکر پر یہ باگڑ بلّے کی زبان کام کرنا کیوں بند کر دیتی ہے۔۔۔
ہونہہ "

حورین جب کمرے سے باہر نکلی تو ایسے ظاہر کرنے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اس کی حالت سمجھتے ہوئے شاہ زر اور حیا نے بھی کچھ نہیں کہا

تھوڑی دیر میں بی اماں نے کھانا لگنے کی اطلاع دی سبھی کھانے چل دیے کھانے کے دوران شاہ زر کو اطلاع ملی کہ کوئی اس سے ملنے آیا ہے تو وہ جارحانہ انداز میں وہاں سے اٹھ گیا

حورعین نے اسی نوکر سے پوچھا کون ہے تو اس نے جواب دیا" آذر حیات" حورعین سکتے میں آگئ اور حیا سے کہا

" مجھے وہاں لے چلو"

حورین چل سکتی تھی مگر اب بھی اسے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی جیسے ہی دونوں ہال میں پہنچی تو دیکھا شاہ زر اپنا سارا غصہ آذر حیات پر نکالنے میں مصروف ہے

" شاہ پلیز، رک جائیں"

حورعین کی بات پر شاہ زر کے ہاتھ رکے۔

اور شاہ زر تھکے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا آذر حیات نے اپنی بندوق نکالی اور شاہ زر کے سامنے رکھ دی۔

"شاہ بھلے ہی مجھے قتل کر دیں مگر مجھ سے نفرت مت کریں "

یہ کہتے ہی آذر حیات کے آنکھ سے ایک آنسو گرا شاہ زر نے بغیر دیر کے اسے گلے سے لگا لیا

"میں اپنی صنم کو تمہارے بھروسے چھوڑ کر گیا تھا اس کا خیال کیوں نہیں رکھا"

تبھی باہر سے ایک ملازم آیا اور اس نے اطلاع دی کے باہر کوئی شانزل ابراہیم صاحب آئے ہیں

حورعین کوئی جواب دیتی اسے پہلے شاہ نے کہا کہ انہیں اندر بلایئں

حیا نے تو آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا

حورعین دھڑکتے دل کے ساتھ وہیں کھڑی تھی۔

تبھی شانزل اندر داخل ہوا حورعین پلٹ کر جانے لگی تھی کہ شاہ زر نے اس کی کلائی تھام لی اور اسے لیے صوفے پر بیٹھ گیا شانزل کو بھی بیٹھنے کو کہا۔

تبھی وہاں بیٹھے آذر حیات نے کہا

" صنم یہ تمہارے شوہر ہے نا"

حورعین نے پٹ سے جواب دیا

"نہیں، میں انہیں نہیں جانتی"

لہجہ ایکدم سپاٹ

شانزل کو اندازہ تھا کہ وہ ناراض ہو گی مگر وہ تو اس کے وجود کو ماننے سے ہی انکاری تھی وہ کہاں عادی تھا حورعین کے اس لہجے کا

" میں نکاح نامہ ساتھ لے کر آیا ہوں"

شانزل کی بات پر جہاں حورعین نے اسے گھور کر دیکھا وہیں ضبط کے باوجود حیا اپنی ہنسی نہیں روک پائی اس کو دیکھتے ہوئے آذر حیات کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی

"تو کیا کروں اچار ڈالوں نکاح نامہ کا ؟"

حور اس وقت بپھری ہوئی شیرنی بنی ہوئی تھی

اب کی بار حیا کھلکھلا کر ہنس دی اور بی اماں بھی اپنی ہنسی نہیں روک سکیں

شاہ زر نے کہا

" میرے خیال میں پہلے کھانا کھا لینا چاہیے چلو شانزل آذر ڈائننگ روم اس طرف ہے"

حورعین نے تعجب سے شاہ زر کو دیکھا مگر شاہ زر اس کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑا ہوا

" کھانا کیا کھانا تھا حورین کے حلق سے نوالہ ہی نہیں اتر رہا تھا شانزل بھی اتنے دنوں بعد اس کے ساتھ کھا رہا تھا مگر حورعین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا ہی نہیں تھا۔

تبھی آذر نے حیا کو مخاطب کیا

"آپ غالباً صنم کی دوست ہیں نا؟"

" جی "

حیا نے کہا

شاہ زر نے سب کو آذر کے بارے میں بتایا۔

کہ "یہ آذر حیات ہے" شانزل الجھ کر دیکھا مگر خاموش رہا

"شاہ میں پہلے ہی کے آنے کی کوشش کر رہا تھا مگر۔۔۔۔مگر عمیمہ کی طبیعت خراب تھی اسی لیے نہیں آ سکا"

شاہ زر اور حورعین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"عمیمہ کون ہے" شاہ نے سوال کیا

"عمیمہ میری بیوی ہی اس کی طبیعت خراب تھی

" actually she is 5 month pregnant

"مبارک ہو، مگر تمہاری شادی کب ہوئی"

شاہ نے پوچھا

" ایک منٹ آذر جہاں تک مجھے یاد ہے جب میں حویلی میں تھی تب تمہاری کوئی شادی نہیں ہوئی تھی"

" صحیح کہا تم نے صنم، میرا نکاح دو مہینے پہلے ہی ہوا ہے"

آذر نے ایک گہری سانس لی پھر کہنا شروع کیا

دراصل عمیمہ حویلی میں ہی کام کرتی تھی اور آپ مسٹر عذیر حیات کی خصلتوں سے واقف ہی ہیں، ان کی درندگی کے عتاب میں عمیمہ آگئ تھی مجھے اس تصور سے بھی گھن آتی ہے کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں، عذیر حیات نے عمیمہ کو رسوا کرنے کے بعد مرنے کے لیے چھوڑ دیا ان کے دل کو ان کی اولاد کی آمد کی خبر بھی موم نہیں کر پائی، وہ عمیمہ کو کسی طور پر بھی کو اپنانے کے لیے تیار نہیں تھے اسی لیے مجھے عمیمہ سے نکاح کرنا پڑا"

شاہ زر کچھ کہتا اس سے پہلے ہی حورعین جھٹکے سے ٹیبل پر سے اٹھی

" صنم "

نہیں شاہ آپ کچھ مت کہیں ، سنا تم نے شانزل ابراہیم عزیر حیات کی خصلت کیسی ہے اور میں دو دن اس کی تحویل میں رہ کر آئی ہوں، اب میں تمہیں خود پر کوئی الزام لگانے کا حق نہیں دوں گی اس لئے برائے مہربانی مجھے اپنی شکل دوبارہ مت دکھانا"

وہ کہہ کر وہاں سے جانے لگی تو لڑکھڑا گئی مگر حیا نے اسے سہارا دیا اور کمرے میں لے گئی

"مجھے تمہارے منہ سے حقیقت سننی ہے شانزل ابراہیم"

شاہ زر نے کہا

تو شانزل نے الف سے ی تک ساری باتیں بتائیں اس کا نکاح وغیرہ کیسے ہوا سارے واقعات حرف بہ حرف سچ بتائیں۔

"میرے خیال میں اتنی غلط فہمیاں اسی لئے ہوئی کیوں کہ تم حقیقت اور صنم کے ماضی سے نہ واقف تھے"

"بی اماں آپ صنم کو بھجوا دیں"

کچھ دیر بعد حورعین اور حیا نیچے آئی

اور پھر شاہ زر نے بولنا شروع کیا

میرے ابو جہانزیب سکندر اور حیات سکندر دونوں ہی سگے بھائی تھے ہم چونکہ جدی پشتی رئیس تھے اسی لئے ابو اور چچا کو دادا بعد کافی جائداد ملی لیکن میرے دادا دادی جلد ہی انتقال کر گئے تھے اس لئے ساری ذمہ داری چھوٹی عمر میں ہی ابو نے اٹھا لی تھی پھر ابو کی شادی ہوئی اور ابو نے چچا کی بھی شادی کروا دی، حویلی میں میری آمد ہوئی پھر اس کے ایک سال بعد عذیر حیات کی اس کے تین

سال بعد آذر کی لیکن آذر کی پیدائش کے وقت چچی انتقال کر گئیں اس لیے آذر کو امی ابو نے ہی پالا، میں بھی آذر کو چھوٹا بھائی ہی سمجھتا تھا۔ سمجھتا تو میں عزیر کو بھی چھوٹا بھائی ہی تھا مگر اس کی طبیعت میں حاکمیت شامل تھی۔ایک بار پھر حویلی میں چہچہاہٹ پھیلی اور وجہ حورعین جہانزیب تھی میں تب سات سال کا تھا۔اور میں ہی اسے حویلی میں لے کر داخل ہوا تھا ابو نے بہت پیار سے اس کا نام حورعین رکھا تھا مگر میں حورعین کو اپنی بہن نہیں بیٹی مانتا تھا اسی لیے میں نے اسکا نام صنم رکھا۔میں اسے صرف صنم ہی بلاتا تھا۔

زندگی بہت خوشگوار گزر رہی تھی تبھی چچا نے حصے کا مطالبہ کردیا اور ابو نے بھی خوشی خوشی انہیں حصہ دے دیا مگر جب چچا نے اپنا بزنس شروع کیا تو سارا پیسہ ڈوب گیا۔وہ ایک بار پھر واپس آئے اور ابو نے انہیں خوش آمدید کہا زندگی میں ہم خوشی کے رنگ دیکھ رہے تھے میں اور آذر دونوں ہی صنم کو کسی گڑیا کی طرح ٹریٹ کرتے تھے وہ تھی بھی سبز آنکھوں والی گڑیا۔حورعین دس سال کی ہوگئی تھی پھر وہ رات آئی جس نے ہم سے ہماری دنیا ہی چھین لی"

حورین نے مانو خوف کے مارے شاہ زر کے سینے میں منہ چھپا لیا

"ابو امی اور صنم اس رات کراچی جارہے تھے مگر راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا وہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا شانزل مرڈر تھا، جو حیات سکندر نے کروایا تھا اس نے۔۔۔اس نے امی ابو کی گاڑی کو رکواکر انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔یہ منظر صنم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا پھر۔۔۔"

شاہ زر نے گہری سانس لی وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

صنم کے سامنے ہی اپنی درندگی کا ثبوت دیا اور امی ابو کے چہرے پتھر سے بگاڑ دیے، میں حویلی میں ہی تھا مجھے تو خبر ہی نہیں تھی کہ کیا قیامت آئی ہوئی ہے، صنم اس وقت صرف 10 سال کی تھی ہم میں سے کوئی بھی اس درد کو نہیں سمجھ سکتا، جب ایک دس سال کی نازوں سے پلی بچی کے سامنے اس کے ماں باپ کو قتل کرکے ان کی لاش کے ساتھ حیوانیت بھرا سلوک کیا جائے، صنم نے جب واپس آکر مجھے بلکہ بلک کر ساری سچائی بتائی میرے پیروں کے نیچے سے مانو زمین کھینچ لی گئی ہو، لیکن حیات سکندر کو اب بھی چین نہیں تھا۔۔حورعین اور مضبوطی سے شاہ زر کی شرٹ کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا اس کا لرزتا وجود اس بات کا گواہ تھا کہ وہ سسک رہی ہے۔

میں اس وقت صرف 17 سال کا تھا۔حیات سکندر نے مجھ سے کہا اگر میں حورعین کی سلامتی چاہتا ہوں تو خاموشی سے اس حویلی کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور تب تک پلٹ کر نہ دیکھوں جب تک حورعین 21 سال کی نہیں ہو جاتی اگر اس دوران میں نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ صنم کو۔۔۔۔صنم کا بھی حال امی ابو جیسا کر دے گا اور اس وقت میں نے اصل معنوں میں دنیا دیکھی تھی۔حیات سکندر ایک حیوان تھا اس سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ ایسا کر بھی ڈالتا میں حورین کو بی اماں اور آزر کے بھروسے پر چھوڑ کر وہاں سے نکل آیا مجھے اس وقت صنم کی جان سے عزیز کچھ نہیں تھا۔حیات سکندر نے ایک پیپر پر مجھے لکھ کر دیا کہ اگر 21 سال کی عمر سے پہلے حورین کو کچھ

ہوگیا تو اس کا ذمہ دار حیات سکندر ہوگا میں وہاں سے نکل تو آیا مگر حورعین کی فکر نہیں چھوڑ سکا ادھر حیات سکندر نے آذر حیات کو لندن بھیج دیا۔تم اندازہ نہیں لگا سکتے حورعین آٹھ سال تک حویلی میں قید رہی اس کی اذیت ہم میں سے کوئی بھی محسوس نہیں کر سکتا۔اس کی پڑھائی صرف آذر کی وجہ سے جاری تھی پھر اٹھارہ سال کی ہوتے ہی وہ لاہور آگئی میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی میرا انتظار میں اتنا ہی تڑپی ہوگی چھوٹی سی صنم جو شاہ، شاہ کر کے پوری حویلی میں میرے پیچھے گھومتی تھی وہ اسی رات کہیں کھو گئی تھی میں سمجھ چکا تھا کہ دنیا کتنی مطلبی ہے اس لئے مجھے طاقتور بننا تھا اور طاقتور بننے کے لیے پیسہ درکار تھا میں نے اپنے دن رات ایک کیے اور کا ایک مشہور انٹرپرینور بنا۔حورعین 21 سال کی ہونے والی تھی مگر جب میں اسے لینے آ رہا تھا تب حیات سکندر نے میرا ایکسیڈنٹ کروا دیا میں مرا تو نہیں مگر کومہ میں چلا گیا۔اور اسی رات تمہارا اور صنم کا نکاح ہو گیا صنم میرا انتظار کر رہی تھی مگر اس کاتبِ تقدیر نے کچھ اور ہی لکھا تھا۔حیات سکندر ایک انتہائی مکار انسان ہے مجھے اس وقت نہیں پتا تھا کہ اس نے یہ 21 سال تک والا ڈرامہ کیوں کیا اس نے یہ سارا ڈرامہ اسی لیے کیا تھا کیونکہ ابو نے وصیت کر کے ساری جائیداد حورین کے نام کر دی تھی اور حورین کے 21 سال کے ہونے تک جائیداد کسی کے نام منتقل نہیں ہو سکتی تھی اگر اس دوران حورعین یا میں کوئی بھی مر جاتا تو ساری جائیداد ڈِس اون ہو جاتی۔حیات سکندر کو لگا تھا کہ تم سے نکاح کرنے سے بہتر حورعین ساری جائیداد اس کے نام کر دے گی اسی لیے اس نے مجھے مروانے کا پلان بنایا۔مگر حورعین تم سے نکاح کر لیا۔"

حورعین نے سر اٹھا کر شاہ زر کو دیکھا

"آگے میں بتاؤں گی شاہ"

پھر شانزل کی طرف متوجہ ہوئی سبز آنکھوں میں لال ڈورے آنسوؤں کے نشان اسے مزید دو آتشہ بنا رہے تھے

"وہ تصاویر جھوٹی تھی یہ آپ بھی جانتے تھے، ان تصاویر کے ذریعے حیات سکندر آپ سے نہیں مجھ سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔اس نے کہا تھا یا تو میں آپ سے نکاح کر لوں یا پھر جائیداد اس کے نام کردوں، میں ساری جائیداد اس کے منہ پر مار سکتی تھی مگر شاہ کا سوچ کر چپ رہ گئی"

حورعین نے دو تین لمبے لمبے سانس لیے

"میں نے آپ سے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا میں آپ کو سب کچھ بتا دینا چاہتی تھی مگر آپ نے خود ہی ساری جمع تفریق کرلی کہ میں نے یہ نکاح کیوں کیا اتنے سمجھ دار جو تھے آپ"

آخری جملہ حور نے طنزیہ کہا

" اور بھی سننا ہے تو سنیے، جس رات آپ مجھے آفس سے لے کر آئے تھے اس رات میں لاکڈ نہیں ہوئی تھی،

عزیر حیات نے مجھے وہاں زبردستی بند کیا تھا اگر حیا نہ ہوتی تو شاید۔۔۔۔۔۔"

" تم نے مجھے پہلے نہیں بتایا تھا"

"کیسے بتاتی مجھے کوئی حق نہیں تھا آپ سے مدد مانگنے کا"

سبھی ایک ایک کر کے اٹھ کر جانے لگے کیونکہ یہ دونوں کا ذاتی معاملہ تھا مگر حیا نہیں اٹھی شاہ زر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

جیسے" آپ نہیں چلیں گی"

حیا نے آہستہ سے کہا

"میں کانوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھ جاتی ہوں کچھ نہیں سنوں گی پکا، مگر میں ایسے حور کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی"

پھر وہ حقیقتاً کانوں میں انگلی ڈال کر بیٹھ گئی شاہ زر وہاں سے خاموشی سے چلا گیا۔

"آپ کو کیا لگتا تھا میں آپ کی دولت دیکھ کر آپ کی دیوانی ہو گئی تھی تو مائنڈ اٹ مسٹر شانزل ابراہیم میں نے کبھی آپ کی طرف پہل نہیں کی تھی"

وہ بول نہیں رہی تھی برس رہی تھی۔

"آپ نے مجھ پر الزام لگانے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچا آپ کو لگا میں آپ کے آفس میں آپ کو ٹھگنے کے لیے کام کر رہی ہوں، آپ کو یاد ہو تو میں نے ہی آپ سے کہا تھا کہ اپنی کوٹیشن کسی کو بتائیے گا"

وہ آج سارے حساب بے باک کرنے کے موڈ میں تھی۔

" میں کیا کرتا حور، میں کبھی نہیں مانتا مگر اسے ہمارے درمیان ایگریمنٹ تک کے بارے میں پتا تھا اور میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یقین کر لیتا"

"حیات سکندر کو تو یہ بھی پتہ ہے کہ آپ دن میں کتنی مرتبہ سانس لیتے ہیں اور رہی بات' کوئی اور' ہوتا تو آپ "کوئی اور" نہیں تھے بھاڑ میں گیا کوئی اور آپ شان تھے آپ نے یقین کیسے کر لیا آپ کا یقین تو صرف میرا ہونا چاہیے تھا "

"میں نے تمہاری آواز سنی تھی کال پر پھر مجھے غصہ آگیا"

" آپ نے میری آواز سنی تھی لیکن کیا آپ نے کبھی میری دھڑکنیں نہیں سنی تھی جو چیخ چیخ کر آپ کا نام لیتی تھی آپ کے نام پر ہی دھڑکتی تھی "

شانزل کو پہلی بار اندازہ ہو رہا تھا اسے اسکی ٹکر کی بیوی ملی تھی باتوں کو منہ پر مارنے میں، مقابل کا منہ بند کرنے میں اور غصہ کرنے میں ، اور سانس روک لینے کی حد تک سفاکیت میں بھی۔

"میں مانتا ہوں میری غلطی ہے"

"اب غلطی ماننے سے کیا ہوگا اگر اس دن شاہ نہ آتے۔۔۔۔ایک منٹ آپ کو کیا ضرورت تھی حویلی آنے کی میں تو دھوکے باز اور بدکردار تھی، آپ نے اپنی سب سے عزیز چیز اپنی دولت اپنا پیسہ

رتبہ سب میرے لیے داؤ پر کیوں لگا دیا، چھوڑ دیتے مرنے کے لیے، کیوں آئے تھے وہاں؟ اچھا ہاں،،،، سکون ملا ہوگا نا میری تصاویر دیکھ کر لیکن تصاویر دیکھ کر جی کہاں بھرا ہوگا اسی لیے آئیں ہونگے تاکہ مجھے سسک سسک کر مرتا ہوا دیکھ سکیں شانزل ابراہیم کو دھوکا دینے والے کا انجام ایسا ہی ہونا چاہیے ہے نا؟"

"ایسا مت کہو حور"

وہ اپنے لفظوں کی مار سے شانزل کا دل چھلنی کر رہی تھی،،،،،

"کیوں نہ کہوں؟ کیوں نہ کہوں؟ آپ نے ایک مرتبہ پھر بھی میرا اعتبار نہیں کیا ارے میں نے تو اس وقت بھی آپ اعتبار کیا تھا جب آپ نشے میں دھت گھر آئے تھے اور ایک نامحرم کے ساتھ کمرے میں رات گزاری تھی"

"پلیز حور تم بھی جانتی ہو ایسا کچھ نہیں تھا"

"ہاں میں جانتی ہوں آپ کو اس بارے میں صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ نے تو عذیر حیات کی باتوں پر یقین کرلیا، مجھے صفائی دینے کا ایک موقع نہیں دیا سیدھا ملزم قرار دے دیا ایک موقع دیتے مجھے صفائی کا میں آپ کے پاؤں پکڑ کر بھی آپ کو یقین دلاتی کہ میں بے قصور ہوں "

"میں بہت غصے میں تھا حور، مجھ سے اتنی نفرت سے بات مت کرو"

آہ۔۔۔اسکا لہجہ، آج تک اس نے اف تک نہ کیا تھا لیکن آج وہ جب بول رہی تھی شانزل کو محسوس ہو رہا تھا وہ زمین میں دھنستا جا رہا تھا

غصہ تو صرف آپ کو آتا ہے، عزت تو صرف آپ کی ہے۔نہ مجھے غصہ آتا ہے نا میری کوئی عزت ہے اس لیے جیسا دل چاہے آپ سلوک کر سکتے ہے ،پوری دنیا مجھے آپ کی رکھیل سمجھتی رہی لیکن میں خاموش تھی کیونکہ مجھے اس دنیا سے فرق نہیں پڑتا تھا مجھے آپ سے فرق پڑتا تھا۔مجھے ہر وقت خوف رہتا تھا کہ آپ مجھے غلط نہ سمجھ لیں حقیقت تو آپ بھی جانتے تھے کہ وہ تصاویر جھوٹی ہیں لیکن نہیں، آپ کو تو اپنی عزت پیاری تھی لیکن میری عزت کا کیا؟ اتنا سب ہونے کے بعد بھی آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں نے تھام لیا لیکن جب مجھے آپ کے اعتبار کی ضرورت تھی تب آپ نے میرا اعتبار نہیں کیا بھری محفل میں میری اوقات دو کوڑی کی کر کے رکھ دی۔اور کیوں نہ

کرو میں آپ سے نفرت سے بات؟ تکلیف ہو رہی ہے؟ آپ صرف ایک مرتبہ میرا اعتبار کرتے میں آپ کے سامنے زندگی بھر سر کیا آنکھ اٹھا کر بات نہیں کرتی، بے دام کی غلام بن کر آپ کے ساتھ رہتی لیکن ہوا کیا؟ آپ نے میرا اعتبار نہیں کیا "

اس کے لہجے میں ٹوٹے ہوئے مان کی کرچیاں تھیں۔

شانزل کے پاس اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا بڑی مشکل سے شانزل ہے اپنی ضبط سے سرخ ہوتی آنکھیں اٹھائیں حورعین کو دیکھا اور کہا

"میں نے تمہیں ٹوٹ کر چاہا ہے"

کیا نہیں تھا اسکے لہجے میں بے بسی، محبت، التجا، ندامت سب کچھ۔۔۔۔

حورعین استہزائیہ ہنسی

"آپ نے مجھے ٹوٹ کر چاہا ہے لیکن اب میں آپ کو بکھرتا دیکھوں گی"

شانزل کے دل پر یہ جملہ تیر کے مانند لگا یعنی اتنی نفرت کرتی ہے کہ برباد ہوتا دیکھنا چاہتی ہے

"بھکاری سمجھ رہے تھے تم مجھے کاسہ پلٹتی تو تمہاری کائنات لے ڈوبتی"

اس جملے نے شانزل کی زبان گنگ کر دی۔

وہ کہہ کر رکی نہیں اٹھ کر جانے لگی تبھی حیا نے اپنے کانوں سے انگلی نکالی حور میں تمہیں لے چلتی ہوں کہہ کر اسے سہارا دینے لگی شانزل سر جھکائے بیٹھا تھا تبھی شاہ زر اندر آیا

" وہیں رکو صنم"

حورین کے قدم رکے پہلی مرتبہ شاہ زر کے چہرے پر سخت تاثرات تھے۔

" بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے"

حورعین فوراً بیٹھ گئی

"کوئی ایسی بات ہے جو مجھے پتا ہونی چاہیے اور تم نے مجھے نہیں بتائی ہے کیونکہ ابھی حیات سکندر کا فون آیا تھا۔وہ مجھے دھمکی دے رہا تھا کہ تم نے بھلے جائیداد اس کے نام نہ کی ہو مگر تم نے اپنی

زندگی بیچ دی ہے اور کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ایسی کون سی چیز ہے جس کے بدلے تم نے اپنی زندگی بیچ دی "

"حیات سکندر ایک مرتبہ شانزل وِلا آیا تھا اور تب ہی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اس نے آپ کو اس طرح ہمارا کے مٹی تک نصیب نہ ہونے دی مجھے آپ کا انتظار مار رہا تھا لیکن پھر اس نے دھمکی دی کہ اگر میں نے اس کی بات نہیں مانی تو وہ انہیں"

حورعین نے شانزل کی طرف اشارہ کیا۔

"تو وہ انہیں مار دے گا میں نے آذر سے بھی فون کر کے پوچھا کہ کیا وہ سچ کہہ رہا ہے تو اس نے بھی یہی کہا کہ آپ کا کسی کو کچھ نہیں پتا میں نے پہلی مرتبہ خوف محسوس کیا کہ ہماری رنجش کسی کی جان نہ لے لے پھر میں نے۔۔۔۔"

شانزل کے دل نے شدت سے دعا کی کہ جو وہ سوچ رہا ہے ویسا کچھ نہ ہو

"پھر میں نے اپنی زندگی بیچ کر شانزل ابراہیم کی زندگی خریدی"

شانزل کی دل کی دھڑکن ایک پل کے لئے رکی، کیسے کیسے انکشافات ہورہے تھے

"اس نے مجھے ایک پیپر پر لکھ کر دیا اگر شانزل ابراہیم کو کچھ ہوا تو ساری ذمہ داری اسی کی ہو گی اور پھر مجھ سے۔۔۔ مجھ سے لکھوایا کہ اگر میری موت ہو جاتی ہے تو اس کا تعلق حیات سکندر سے نہیں ہو گا"

" تم یہ کیسے کر سکتی ہو صنم ہم نے یہ ہجر اسی لیے کاٹا تھا تاکہ تم صحیح سلامت رہو، میری بچی اب وہ کہہ رہا ہے کہ اگر جائیداد نہ ملی تو۔۔۔۔ تم ایک بار سوچ لیتی یہ سب کرنے سے پہلے"

ہال میں سکوت چھایا تھا سب سے پہلے ہوش حیا کو آیا

" حور کی بچی تم ایسا کیسے کر سکتی ہو تم میں عقل نام کی چیز نہیں ہے؟ کون اپنا موت کا پروانہ لکھ کر قاتل کے ہاتھ میں دیتا ہے یہ تم نے کیا کر دیا"

وہ سر تھام کر بیٹھ گئی

" جو بھی ہو میں بھلے اپنی جائیداد غریبوں میں بانٹ دوں گی مگر حیات سکندر میرے ماں باپ کے قاتل کو نہیں دوں گی"

حور نے اٹل لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے حیات سکندر کا جو انجام ہو گا وہ دنیا دیکھے گی"

تبھی شانزل کی گھمبیر آواز ہال میں گونجی۔

"ہم اس مسئلے کا حل نکال لیں گے فلحال میں سیکیورٹی بڑھا دیتا ہوں"

شاہ زر اٹھ ہوا

"نہیں شاہ میں حیات سکندر کو اتنی آسان سزا نہیں دینا چاہتی اس سے انتقام تو قدرت لے گی میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کیا ہے آپ لوگ کچھ نہیں کریں گے"

حور نے سپاٹ لہجے میں کہا

حور تمہیں رکھ کر ایک تھپڑ لگانا ہے میں نے منہ بند کرو، بھائی آپ کچھ بھی کریں مگر حور کو کچھ نہیں ہونا چاہیے تم ایک بے وقوفی کر چکی ہو لیکن اور نہیں کرنے دوں گی میں تمہارے سر پر موت کی تلوار لٹکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی بھلے ہی سیکورٹی ہو مگر میں یہ رسک نہیں لے سکتی مجھے کچھ نہیں معلوم یہ معاملہ جلد سے جلد حل ہو جائے اتنا اچھا ہے"

حیا کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حور کی نہیں اس کی جان خطرے میں ہو۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے اب بدل نہیں سکتا"

حور کہہ کر بی اماں کے سہارے اٹھ گئی

"مطلب حد ہے کوئی اپنی جان کا دشمن کیسے ہو سکتا ہے "

حیا نے چیخ کر کہا اور وہاں سے غصے میں باہر نکل گئی۔

شانزل تو سکتے میں تھا وہ لڑکی اس نے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی اس کے لیے۔۔۔اف اللہ۔۔۔۔۔

"وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی "

شانزل نے بے یقینی سے خود کلامی کی

"تم اس کی جگہ ہوتے تو کر دیتے معاف؟"

شاہ زر نے پوچھا

"وہ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کرتی جیسا میں نے کیا"

شاہ لاجواب ہوا

"خیر تم نے ہی کہا تھا کہ وہ تمہاری ہے، صرف تمہاری، تو اب بھگتو جیسی بھی ہے تمہیں برداشت کرنا ہے"

شانزل نے شاید سنا ہی نہیں

" میں محبت کے معاملے میں ہمیشہ بد نصیب رہا ہوں"

شانزل اس وقت اندر سے بہت ٹوٹا ہوا تھا

"خیر بدنصیب تو نہیں ہو"

" وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے"

شاہ زر نے گہری سانس لی

" اگر نفرت کر رہی ہوتی تو تمہارے معاملے میں بھی صبر کر لیتی اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیتی مگر وہ تم سے نفرت نہیں کرتی غصہ ہے تم سے، تبھی صبر نہیں کر رہی شکوہ کر رہی ہے شکایت کر رہی ہے اور بے فکر رہو سزا بھی دے گی نفرت کبھی ختم نہیں ہوتی لیکن غصہ ختم ہو جاتا ہے۔جہاں محبت ہوتی ہے وہاں نفرت کبھی نہیں ہوتی غصہ ہوتا ہے پھر صلح ہوتی ہے"

"تم مجھے تسلی دے رہے ہو یا ڈرا رہے ہو"

شانزل نے شاہ زر کی طرف دیکھ کر کہا

"نہ میں ڈرا رہا ہوں اور نہ ہی تسلی دے رہا ہوں صرف حقیقت بتا رہا ہوں"

"لیکن میں خود کو کبھی معاف نہیں کرپاؤں گا "

فی الحال تو تم ان معافیوں کو چھوڑو اور گھر جاؤ ورنہ صنم نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو اس کی طبیعت مزید خراب ہو جائے گی وہ پوری طریقے سے ٹھیک نہیں ہوئی ہے یہ حیات سکندر والا معاملہ نمٹانا ضروری ہے میں دیکھ لوں گا میں ہوں یہاں"

"تم صیحح کہہ رہے ہوں لیکن میں گیٹ پر ہی ہوں گاڑی میں بیٹھا ہوں"

دیکھو شانزل صنم کی حفاظت کے لئے خود بھی تندرست ہونا ضروری ہے اس کے لیے بہتر ہے کہ تم گھر جاؤ اور پھر حیا بھی یہاں سے غصہ ہو کر چلی گئی ہے صنم کی طبیعت خراب ہوگئی تو مشکل ہوگی"

شانزل نے سمجھ پر سر ہلایا اور چلا گیا۔

------------------

حورعین چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی آج اس نے ساری بھڑاس نکال دی تھی دل ہلکا ہونا چاہئے تھا مگر ایک بوجھ سا دل پر بڑھ گیا تھا تب بھی دروازہ کھلا شاہ زر اندر آیا

"صنم گڑیا یہ گن میں یہاں رکھ رہا ہوں یہ لوڈڈ ہے کچھ بھی محسوس ہو بے دھڑک چلا دینا شاہ زر کھڑا اسے دیکھتا رہا وہ خاموشی رہی پھر پوچھا

" تم تنہائی چاہتی ہو"

" فلحال تو یہی چاہتی ہوں"

-----------------------

رات تین بج رہے تھے نیند تو شاہ زر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اس نے جب سے وہ خبر سنی تھی تو بے چینی ہو رہی تھی وہ آہٹ پر چونک رہا تھا وہ بے چینی سے یہاں کمرے میں چکر لگا رہا تھا صنم کی جان خطرے میں یہی بات اس کے دماغ سے چمٹ گئی تھی بے سکونی بڑھی تو شاور لینے چلا گیا شاور لے کر نکلا تو صرف ٹراوزر میں ہی کمرے میں چکر لگانے لگا کسی نے بڑی زور سے دھڑا دھڑ دروازہ بجایا

شاہ زر فوراً اپنی گن کی طرف بڑا گن اٹھائی کوئی مسلسل دروازہ پیٹ رہا تھا وہ دروازے کی طرف لپکا دروازہ کھولنے ہی والا تھا کہ باہر سے آواز آئی

"میں کہتی ہوں دروازہ کھولیں ورنہ مجھے نہیں پتا میں کیا کر گزروں گی "

شاہ زر یہ آواز پہچان گیا یہ حیا تھی پھر شاہ زر کو اپنے حلیے کا خیال آیا تو وارڈروب سے ٹی شرٹ نکال کر پہنی دروازہ کھولا تو سامنے حیا کھڑی تھی کالی چادر میں لپٹی غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا

"نیچے آئیں"

وہ سخت لہجے میں کہتی ہوئی چلی گئی

اور شاہ زر ابھی تک کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ریکویسٹ کی یا حکم دیا یا دھمکی دی

جب نیچے آیا تو حیا بھری بیٹھی تھی

"آپ کو ذرا خیال نہیں ہے بہن کی جان خطرے میں ہے اور آپ سو رہے ہیں آدھے گھنٹے سے دروازہ پیٹ رہی ہوں اور آپ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں اپنے آپ کو حور کا محافظ کہتے ہیں کیسے کریں گے حفاظت اگر میری جگہ کوئی اور آتا تو؟ ایک تو پتہ نہیں کیسے گارڈز ہیں گدھے گھوڑے نہیں پورا اصطبل بیچ کر سو رہے ہیں میں اندر آئی اور کسی کو پتہ نہیں چلا"

حیا ایک بار شروع ہوئی تو بند ہونا بھول گئی۔

"آپ پانی پی لیں پہلے"

شاہ زر اس کی پھولی ہوئی سانس کی وجہ سے کہا کیوں کہ اتنا بغیر رکے بولنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی شاہ زر نے اس کی طرف گلاس بڑھایا جسے حیا نے تھام لیا ساتھ میں مسلسل گھورنے کا فریضہ بھی انجان دیا۔

"پہلی بات میں نے آدھا گھنٹہ نہیں لگایا دوسری بات میں سو نہیں رہا تیسری بات میں دروازہ کھولنے ہی والا تھا میں نے شرٹ نہیں پہنی تھی اسی لیے دروازہ کھولنے میں دیر لگی چوتھی بات ان گارڈز کو میں ابھی فارغ کرتا ہوں پانچویں، آخری اور سب سے اہم بات صنم کی حفاظت کے لیے میں ہی کافی ہوں"

حیا کو چپ ہی لگ گئی یہ شخص ہمیشہ اس کی بولتی بند کر دیتا تھا

"باگڑ بلا"

" آپ کافی پریشان لگ رہی ہیں"

شاہ زر نے حیا کو دیکھتے ہوئے پوچھا

شاہ زر کی بات پر حیا کے چہرے پر بھولی بسری مسکراہٹ لوٹ آئی ویسی ہی شرارتی سی چلبلی مسکراہٹ جو ہمہ وقت اسکے چہرے پر موجود رہتی تھی۔

حیا نے پانی کا گھونٹ لیا اور کہا

" اب تو پریشانی ختم ہو گئی ہے"

"کیا مطلب؟"

" دیکھیں جو میں آپ کو بتانے والی ہوں آپ کو حور کو نہیں بتائیں گے مطلب بتائیں گے مگر میرا نام نہیں آنا چاہیے "

شاہ زر نے الجھ کر اسے دیکھا

" ایسا کیا ہے؟"

تبھی حیا کی آنکھوں میں چمک آئی اس نے اپنا پرس کھولا شاہ زر نے تعجب سے اسے دیکھا کہ ایسا کیا ہے جو حیا رات کے ساڑھے تین بجے یہاں تک آئی ہے

تب حیا نے کہا

"آپ بیٹھیں"

شاہ زر بیٹھ گیا تو حیا نے اس کے سامنے ایک پیپر رکھا۔شاہ زر نے اسے اٹھا کر پڑھا تو اسے جھٹکا لگا نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلی

" یہ۔۔۔تو وہ پیپر ہے جس پر صنم نے حیات سکندر کو لکھ کر دیا ہے کہ اس کی موت کا تعلق حیات سکندر سے نہیں ہو گا"

"اوریجنل ہے"

حیا نے چہک کر کہا

"ہاں لیکن آپ کے پاس کیسے ؟"

"اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں"

حیا نے اپنے ازلی شرارتی انداز میں کہا

"کیا مطلب؟ حیات سکندر نے آپ کو کیسے دے دیا"

اس کی بات سن کر حیا کی شفاف پیشانی پر بل پڑے

" حیات سکندر نے کہا یہ پیپر لے جایئے محترمہ، مسٹر شاہ زر جہانزیب بہت پریشان ہیں لے جا کر ان کی پریشانی کم کریں مطلب حد ہے وہ کیوں دیں گے چرا کر لائی ہوں"

حیا تپ کر بولی مگر شاہ زر کے سامنے پوری دنیا گھوم گئی

"چرا کر۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ خود گئیں تھی حویلی؟

" ہاں اب پیپر کے پیر تو ہے نہیں وہ خود تو چل کر آ نہیں سکتا، تو میں ہی گئی"

"آپ کو اندازہ ہے وہاں کیا خطرہ تھا اور آپ کیا کر کے آرہی ہیں"

"اندازہ ہے مجھے مگر پلیز آپ حور کو مت بتایئے گا ورنہ پکا اس نے مجھے چوک پر کھڑا کر کے پچاس کوڑے مارنے ہیں یہی کہیے گا کہ آپ نے اپنے سورس سے پیپر حاصل کیے ہیں"

"آپ کو اندازہ ہی نہیں کہ آپ کیا کر کے آرہی ہیں وہاں آپ کی جان کو خطرہ تھا اگر آپ پکڑی جاتی تو کیا ہوتا آپ کے ساتھ"

شاہ زر نے اسے احساس دلانا چاہا مگر حیا تو سلگ گئی

"ہاں تو میری جان خطرے میں تھی نہ اگر پکڑی جاتی تو کیا ہوتا میں ان لوگوں کو اتنا حیران کرتی کہ خود مجھے واپس یہاں چھوڑ جاتے کوئی ایسی ویسی چیز تھوڑی ہوں حیا ہوں، حیا زمان سمجھے آپ، اگر آپ کو یہ پیپر نہیں چاہیے تو واپس دے دیں مطلب حد ہے پہلی بار زندگی میں چوری کی میں نے وہ بھی اتنی صفائی سے مگر آپ کو احساس ہی نہیں ہے"

"احساس آپ کو کرنے کی ضرورت ہے جان بہت قیمتی ہوتی ہے چاہے وہ صنم کی ہو یا آپ کی"

" دیکھیں مسٹر حور کی جان قیمتی نہیں انمول ہے اگر خدا نہ کرے میرے منہ میں خاک اسے کچھ ہوگیا تو اس کے پیچھے بھائی کو بہت تکلیف ہو گی آپ کو ہو گی بی اماں ہے آذر ہے میں ہوں سبھی کو تکلیف ہو گی لیکن میری جان چلی گئی تو میرے پیچھے رونے والا کوئی نہیں ویسے بھی بہت ڈھیٹ ہوں میں مجھے کچھ نہیں ہو گا میں بہت تھک گئی ہوں اس لیے میں جارہی ہوں گھر پر جا کر صلوۃ توبہ بھی پڑھنی ہے اور خبردار جو آپ نے حور کو کچھ بتایا" حیا نے انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دی

حیا جیسے آئی تھی ویسے ہی آندھی طوفان کی طرح چلی گئی شاہ زر نے پیپر دیکھے حیا نے سچ میں جنگ جیتنے والا کام کیا تھا جو بھی ہو اب وہ سکون سے سو سکتا تھا۔

-------------------------------

شاہ زر اور آذر صبح لان میں چہل قدمی کر رہے تھے سورج طلوع ہو رہا تھا اس خاموشی کو آذر کی اواز نے توڑا

"شاہ صنم بہت تکلیف میں ہے"

" جانتا ہوں"

" آپ پلیز اس کی تکلیف کو ختم کر دیں ورنہ میری سانسیں ختم ہو جائیں گی اس کی آنکھیں بہت اداس ہے اتنا تکلیف میں تو میں نے اسے آپ کے جانے کے بعد بھی نہیں دیکھا تھا وہ اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہے"

" تم جانتے ہو سب کچھ آذر میں نے تم میں اور صنم میں کبھی فرق نہیں کیا مجھے تم بھی بہت عزیز ہوں لیکن میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں جانتا ہوں تم صنم سے محبت نہیں عشق کرتے ہو لیکن صنم کے معاملے میں میں ہمیشہ بے بس رہا ہوں"

"شاہ مجھے کبھی صنم کو پانے کی تمنا نہیں رہی میں بس اسے خوش دیکھنا چاہتا ہوں آپ میری تکلیف کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مجھے کیسا محسوس ہوتا ہے جب مجھے احساس ہوتا ہے کہ صنم پر ہونے والے ظلم کے ذمہ دار میرے باپ اور بھائی ہیں

مگر میں چاہتا ہوں کم از کم محبت کے معاملے میں وہ خوش رہے شانزل ایک اچھا انسان ہے"

شاہ زر خاموش رہا جیسے اب اور بات نہیں کرنا چاہتا

---

شاہ زر اپنے عالیشان آفس میں بیٹھا مصروف تھا جب اس کا موبائل بجا

" شاہ زر جہانزیب آن د لائن"

"حیا زمان آن د لائن"

جواب بھی اسی لہجے میں موصول ہوا

شاہ زر ایک پل کے لئے حیران ہوا

"میں نے آپ کو اس لیے فون کیا ہے کہ مجھے آپ سے ملنا ہے مگر آپ حور کو نہیں بتائیں گے"

حیا کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں تھی جو کسی لڑکے سے ملنے کے لیے سامنے سے اصرار کرتی

"اس ملاقات کا موضوع یقیناً صنم ہی ہو گی"

" جی"

" ٹھیک ہے ،کب ملنا ہے؟"

"کل"

" آج کیوں نہیں؟"

" یقینا آپ اتنے بڑے بزنس مین ہیں اور آپ مصروف ہوں گے لیکن میری بھی مصروفیت ہے میں اور حور آج شاپنگ پر جا رہے ہیں"

شاہ زر کو یقین ہو گیا کہ حیا کبھی سیدھا جواب نہیں دے گی۔

---------------------------

حورین بہت چپ اور اداس رہتی تھی اس کی اداسی وقتی طور پر ہی سہی مگر حیا کی وجہ سے ختم ہو جاتی تھی حیا بھی حورعین کا دھیان بھٹکانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی تھی اسی لیے آج وہ اسے شاپنگ پر لے آئی تھی

دونوں ہی پچھلے چار گھنٹے سے خوار ہو رہے تھے کبھی یہ شوروم تو کبھی وہ شوروم حیا ہر چیز چھان پھٹک کر لینے کی عادی تھی یہی وجہ تھی حور بہت تنگ آ جاتی تھی ابھی بھی ہمیشہ کی طرح یہی حال تھا

"حیا اگر تم نے یہ تماشا بند نہیں کیا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی"

"یہ تماشہ نہیں ہے شاپنگ۔۔۔۔"

حیا کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ باہر فائرنگ شروع ہو گئی تھی دونوں نے کانچ میں سے دیکھا حورعین کے ساتھ آئے گارڈز جو کہ شاہ زر نے اس کی سکیورٹی کے لیے بھیجے تھے وہ زمین پر گرے تھے یقیناً یہ حملہ حیات سکندر نے کرایا تھا

حیا نے سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر حورعین کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے چینجنگ روم میں گھس گئی۔

حورین نے اپنے پرس سے گن نکالی اس کے پاس صرف چھ گولیاں تھیں یقیناً اس کا نشانہ بھی اچھا تھا مگر وہ چھ گولیوں کے ساتھ پندرہ لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی حورین نے فون نکالا اور شاہ زر کو صورتحال سے آگاہ کیا باہر حیات سکندر کے لوگ کتوں کی طرح حورعین کو ڈھونڈ رہے تھے شاہ زر سے بات کرنے کے بعد حورعین نے کو دیکھا تو وہ کسی سوچ میں گم تھی۔

"حیا کچھ نہیں ہو گا"

حورعین نے تسلی دینی چاہی

حیا نے چونک کر دیکھا اور کہا

"I am sorry hoor"

حورعین نے الجھ کر حیا کو دیکھا

حیا نے اپنے دوپٹے کی مدد سے حورعین کے ہاتھ ہینگ رَوڈ سے باندھ دیے

"حیا تم کیا کر رہی ہو؟"

حورعین نے غصے سے کہا

پھر حیا نے رومال نکال کر حورعین کے منہ میں ڈالا

اپنی چادر اتار کر حورعین کو اڑھائی اور اس کی چادر خود اوڑھی

حورعین کو جب سمجھ آیا کہ حیا کیا کرنے جا رہی ہے تو اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

"حور میری بات کو غور سے سنو ہمارے پاس وقت نہیں ہیں ان لوگوں کا مقابلہ ہم دونوں نہیں کر سکتے اور تمہارے بھائی کو پتہ نہیں یہاں پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا، یہ لوگ تمہارے بغیر یہاں سے نہیں ٹلنے والے میں یہاں سے باہر جا رہی ہوں یہ لوگ مجھے حورعین ہی سمجھیں گے تمہاری جان کی قیمتی نہیں انمول ہے"

یہ کہتے ہوئے حیا نے چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا

"تم بالکل بھی شور مت کرنا، بھائی کو معاف کر دینا حور"

کہہ کر ایک لمبی سانس لی حورین زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی وہ چینخنا چاہتی تھی اسے روکنا چاہتی تھی مگر بندھے ہوئے ہاتھ اور منہ میں ڈالا گیا رومال اس کی اجازت نہیں دے رہے تھے اپنی بے بسی پر حورعین کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے حیا نے حور کی آنکھوں کے آنسو پونچھے اور باہر نکل گئی

حور اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی

تبھی اس نے فائر کی آواز سنی پھر کسی نے زور سے کہا دیکھو اس طرح بھاگی ہے گاڑی نکالو اس کی گاڑی کا پیچھا کرو حورعین نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔

بہت کوشش کے بعد بھی وہ صرف رومال نکالنے میں کامیاب ہوئی تبھی باہر سے آواز آئی

"صنم" یہ پکار شاہ زر کی تھی

حورعین نے پورا زور لگا کر آواز دی

"شاااااہ"

شاہ زر بھاگتا ہوا آیا جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے حور نظر آئی

اس نے فورا آگے بڑھ کر حورین کے ہاتھ کھولنے شروع کیے

"شاہ۔۔۔شاہ۔۔۔وہ لوگ حیا کے پیچھے گئے ہیں اسے بچا لیں "

شاہ زر چونک گیا

"شاہ وہ میری چادر اوڑھ کر باہر نکلی ہے شاید گاڑی لے کر گئی ہے وہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہیں اسے بچا لیں شاہ"

شاہ زر نے حورعین کا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما

" میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا ابھی تھوڑی دیر میں شانزل پہنچ رہا ہے جب تک تم یہاں سے نہیں ہلو گی"

شاہ زر بھاگتا ہوا وہاں سے نکلا جی پی ایس آن کیا اور گاڑی فل اسپیڈ میں چھوڑ دی اسے حیا کی لوکیشن پتہ چل رہی تھی گاڑی موو کر رہی تھی یعنی ابھی تک حیا پکڑی نہیں گئی ہے اس نے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کر دی۔

---------------------------------

ادھر شانزل جیسے ہی شوروم پہنچا حورعین لپک کر اس کی طرف آئی اور پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا "گاڑی کی چابی دیجئے"

شانزل نے خاموشی سے چابی دے دی حورعین نے دوڑ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالیں شانزل بھی گاڑی میں بیٹھ گیا حور نے گاڑی فل سپیڈ میں چھوڑ دی

"کیا ہوا ہے حور "

"حیا کی جان خطرے میں ہے"

حورعین نے یہ جملہ ضبط سے ادا کیا مگر اس کی آواز بھرا گئی

حورین نے موبائل شانزل کو تھمایا

" آپ جلدی سے جی پی ایس سے حیا کی لوکیشن ٹریس کریں"

________________________________________

ادھر حیا ہر ممکن کوشش کر رہی تھی مگر وہ لوگ مسلسل فائر کر رہے تھے گاڑی کی پچھلی کانچ ٹوٹ چکی تھی مگر ہار ماننا حیا زمان نے سیکھا ہی کہاں تھا ایک تو اس نے کچھ مہینے پہلے ہی ڈرائیونگ سیکھی تھی مگر وہ پھر بھی کوشش کر رہی تھی تبھی ان لوگوں نے ایک فائر کیا گولی سیدھا گاڑی کے ٹائر پر لگی گاڑی کا بیلنس خراب ہوگیا اور گاڑی پیڑ سے جا ٹکرائی ہیں حیا کا سر اسٹیئرنگ سے زوردار طریقے سے ٹکرایا حیا کے سر میں درد کی شدید لہر اٹھی

پیچھے حیا نے ٹائر چرانے کی آواز سنی یعنی ان لوگوں کی گاڑیاں بھی رکی حیا کچھ سمجھتی اس سے پہلے ایک آدمی حیا کی گاڑی تک پہنچا اور دروازہ کھول کر اسے باہر نکالا

حیا کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو اس نے اپنے گھٹنے کا استعمال کرتے ہوئے زوردار لات اس آدمی کے پیٹ پر ماری وہ بلبلاتے ہوئے زمین پر گرا

تبھی دوسرا آدمی آگے بڑھا اس نے ایک زور دار تھپڑ حیا کے منہ پر لگایا اور گردن سے پکڑ کر اسے گاڑی سے لگایا اور گن اس کے سر پر رکھی حیا کی آنکھیں خوف سے پھیلیں

پھر اس آدمی نے ٹریگر دبا دیا

اس آدمی نے ٹریگر دبایا مگر گولی نہیں چلی اس کی گولیاں ختم ہو گئی تھی باقی سب نے بھی اپنی بندوق چلائی تو گولی ختم تھی یہ شاید معجزہ تھا

جو حیا کے لیے ہوا تھا پھر اس آدمی نے چاقو نکالا حیا نے آنکھیں مینچ لی اس آدمی نے وار کرنے کے لئے ہاتھ چلایا یہ منظر شاہ زر نے دور سے دیکھا گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے گن نکالی نشانہ لگایا اور گولی چلا دی گولی سیدھا چاقو چلانے والے کے ہاتھ پر لگی اور چاقو کے ساتھ وہ بھی نیچے گر پڑا گاڑی ایک جھٹکے سے حیا کے پاس رکی سبھی شاہ زر کو دیکھ رہے تھے وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آیا اور چلتا

ہوا حیا اور ان آدمیوں کے درمیان کھڑا ہو گیا حیا تو پوری شاہ زر کے پیچھے چھپ گئی شاہ زر نے ان پر نشانہ لگایا لیکن سبھی ڈر گئے شاہ زر کو یہ بات سمجھ آگئی کہ ان کی گولیاں ختم ہے شاہ زر ایک انداز سے مسکرایا

گن پینٹ میں پھنسائی اس کے بعد ایک کو اشارے سے بلایا اور کہا

"میں نے نہتّوں پر ہتھیار کے ساتھ وار نہیں کرتا، میں مرد ہوں"

حیا نے تعجب سے اسے ڈائیلاگ مارتے دیکھا تبھی ایک آدمی دوڑتا ہوا شاہ زر کی طرف آیا اور شاہ زر کے ایک گھونسے سے ہی زمین پر ڈھیر ہو گیا دوسرا ابھی آ رہا تھا تو حیا نے چیخ کر کہا

"رکو تم"

پھر شاہ زر سے مخاطب ہوئی

" آپ مرد ہیں یا بیوقوف؟ گن ہونے کے باوجود ہاتھوں سے لڑائی کیوں کر رہے ہیں؟"

شاہ زر نے اس کی بات ان سنی کر دی پھر لڑائی کرنے لگا

حیا کی آواز آئی

" آپ یہ کیا کر رہے ہیں ؟گن نکالیں اور گولی چلائیں ڈھشکیاؤں، ڈھشکیاؤں۔۔۔اف کیا فلمی سین ہو گا"

وہ ہاتھوں کی انگلیوں کی مدد سے گن بنائے باقاعدہ لہک لہک کر اشاروں میں بتا رہی تھی شاہ زر کے ساتھ باقی آدمیوں نے بھی حیا کو تعجب سے دیکھا پھر اپنا کام شروع کر دیا۔

حیا کو تو تپ ہی چڑھ گئی وہ شاہ زر کے آگے آئی اور کہا

" مجھے نہیں پتا آپ گولی چلائیں، بس گولی چلائیں"

شاہ زر اب کوفت کا شکار ہونے لگا تھا اس نے حیا کو کمر سے پکڑا ، اٹھا کر گاڑی کی چھت پر بٹھایا اور یہ کارروائی اتنی جلدی ہوئی کہ حیا تو بھونچکی رہ گئی۔

"آواز بند ایک دم"

شاہ زر نے انگلی دکھا کر کہا اس وقت وہ گاڑی کی چھت پر تھی اور شاہ زر نیچے

شاہ زر نے اپنا کوٹ اتار کر اسے تھمایا پھر گھڑی نکال کر اسے دی، پھر گن نکال کر دی اور پھر کف کے بٹن کھول کر آستین فولڈ کرنے لگا

"کم از کم ایسی صورت حال میں انسان سنجیدہ ہو جاتا ہے"

"میں سنجیدہ نہیں ہوں، میں حیا ہوں، حیا زمان"

" خاموش اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو ان لوگوں کو پتہ نہیں مگر میں آپ کو ضرور شوٹ کر دوں گا"

حیا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ شاہ زر نے کہا

" put the finger on your lips"

اور حیا نے اچھے بچوں کی طرح منہ پر انگلی رکھ دی

شازل مسکرایا

"Good girl"

حیا نے منہ بنا کر کہا

"باگڑ بلّا "

شاہ زر کی مسکراہٹ گہری ہوئی

(The million dollar smile )

پیچھے کھڑے آدمی یہ سین ہونقوں کی طرح دیکھ رہے تھے پھر شاہ زر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا پھر ایک ایک کر کے سب کو ڈھیر کر دیا۔

شاہ زر پسینے میں شرابور تھا وہ چلتا ہوا حیا کے پاس آیا اور بڑے اطمینان سے حیا کی چادر سے منہ پونچھا حیا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

" یہ کیا حرکت ہے؟ منہ پوچھنے کے لئے میری ہی چادر میلی تھی؟"

"یہ میری صنم کی چادر ہے "

"نہیں، یہ میری حور کی چادر ہے"

حیا نے میری پر زور دیا

"اتریں نیچے"

کہتے ہوئے شاہ زر نے ہاتھ بڑھایا مگر حیا نے روک دیا

"خبردار جو ہاتھ لگایا منہ توڑ دوں گی، میں خود اتر جاؤں گی"

کہتے ہوئے حیا نے چھلانگ لگائی ہلکا سا لڑکھڑائی مگر اتر گئی

تبھی حورعین اور شانزل وہاں پہنچے حورعین دوڑتی ہوئی حیا کے پاس آئی

"تم ٹھیک ہو؟ کیسی ہو تم؟"

حورعین فکرمندی سے پوچھ رہی تھی

" مجھے کیا ہونا ہے اور رہی بات میں کیسی ہوں تو میں بہت خوبصورت ہوں"

وہ حیا تھی اس نے سیدھا جواب دینا سیکھا ہی نہیں تھا

حورعین نے پورا ہاتھ گھما کر ایک زوردار تھپڑ حیا کے اسی گال پر لگایا

شاہ زر چونک گیا لیکن شانزل کے لیے یہ نئ بات نہیں تھی

" تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟ مطلب حد ہے، یہ کیا حرکت تھی مجھے وہاں باندھ کر خود ان لوگوں کی نظر میں آنا تم سدھر نہیں سکتی؟"

"کبھی بھی نہیں سدھروں گی "

حیا نے بہت اطمینان سے جواب دیا

" دوسرا تھپڑ کھاؤ گی تم مجھ سے "

"تمہیں کوئی روک پایا ہے، لو مارلو، کر لو اپنی خواہش پوری، ہوجاؤ خوش، مگر مجھے یہ بتاؤ سارے شاپنگ بیگ کہاں ہے؟"

"تم۔۔۔تم۔۔۔ کبھی سدھرنا مت"

" بالکل،، میں تمہاری بات پر عمل کروں گی مگر پہلے یہ بتاؤ میرے شاپنگ بیگ کہاں ہے"

شانزل بہت مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا

" پتا نہیں چھوٹ گئے شوروم میں "

پہلی مرتبہ حیا کے چہرے پر سے اطمینان رخصت ہوا

"کیوں چھوڑا تم نے میں نے کتنی محنت سے شاپنگ کی تھی ہٹا میں لینے جا رہی ہوں "

"تم دوبارہ وہاں نہیں جاؤں گی "

"حور میں جاؤں گی جو کپڑے میں نے خریدے تھے وہ میرے ہیں میں اپنی چیزوں سے دستبردار نہیں ہو سکتی"

ماحول میں بحث کو طول پکڑتا دیکھ شانزل بیچ میں کودا

"حیا تم دوسرے خرید لینا "

"بھائی وہ کپڑے پریمیم ڈیزائنرز کے تھے وہ صرف ایک ہی بنتے ہیں مجھے وہی چاہیے ویسے بھی وہ میرے ہیں دوسرے بھی ملتے تب بھی مجھے وہی چاہیے "

"تم انتہائی ڈھیٹ لڑکی ہو، نہیں ملیں گے وہ کپڑے"

حورعین تو ایسے ہی تپی بیٹھی تھی اسکی ضد مزید غصہ دلا رہی تھی۔

حیا تن فن کرتی ہوئی سڑک کے بیچوں بیچ پلاٹی مار کر بیٹھ گئی اس کی اس حرکت پر تینوں گھبرا گئے اور اس کی طرف بڑھے

شانزل نے اسے پیار سے سمجھایا

"حیا، ایسے نہیں کرتے چلو شاباش اٹھو، گاڑیاں آرہی ہے"

" آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں "

" اپنے نخرے بند کرو، اٹھو یہاں سے کتنی ضدی ہو تم، ورنہ ایک کس کر تھپڑ لگاؤں گی"

"تم اپنے گھر چلی جاؤ حور تم تھک گئی ہو گی"

حیا اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی

" میں کپڑے چل کر دلوا دیتا ہوں مگر یہاں سے اٹھیے "

شاہ زر نے حل نکالا

حیا فوراً اٹھ گئی۔

" چلیے"

" بھائی آپ حور کو گھر چھوڑ دیجیۓ گا "

وہ کہتی ہوئی شاہ زر کی گاڑی میں جا بیٹھی

" میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی شاہ آپ گاڑی بلوا دیں"

"دیکھو صنم کم از کم اس وقت میں تم سے عقلمندی کی امید رکھتا ہوں تو تم شانزل کے ساتھ چلی جاؤ"

حورعین خاموش ہو گئی اثبات میں سر ہلا کر گاڑی میں جا بیٹھی

حیا پھودک کر گاڑی سے نکلی

" بھائی ایسا موقع دوبارہ نہیں ملے گا اسے منا لیجیۓ گا میں بار بار اسے خود سے ناراض نہیں کر سکتی "

"تم سدھر جاؤ"

وہ مسکرا کر کہتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔

حیا بھی گاڑی میں بیٹھ گئی شاہ زر من میں حیا کی عقلمندی پر داد دینا نہیں بھولا شاہ زر نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی کچھ دیر میں حیا نے پیچھے مڑ کر دیکھا پھر کہا

"گاڑی روکیں"

شاہ زر نے گردن گھما کر حیا کو دیکھا پھر گاڑی روک دی

حیا نے جب دروازہ کھولا تو شاہ زر بول پڑا

" آپ کہاں جا رہی ہیں؟"

" آپ سے مطلب؟"

اس کے جواب پر شاہ زر کے ماتھے پر بل پڑے

" آپ ہی نے ابھی کپڑوں کے لیے واویلا مچایا تھا نا؟"

"ہاں اور میں انہیں لے لوں گی"

"تو میں کون سا آپ کو جہنم لے کر جا رہا ہوں میں بھی تو شوروم ہی لے کر جا رہا ہوں"

"بیشک میں کپڑے ایسے نہیں چھوڑنے والی لیکن میں نے آپ کے ساتھ آنے کا ڈرامہ اسی لیے کیا تھا تا کہ حور بھائی کے ساتھ جا سکے اور پلیز آپ یہ حور کو مت بتائے گا دوسری بات کچھ دیر رک کر گھر جائے گا

اور حور سے کہئے گا آپ نے مجھے میرے اپارٹمنٹ ہی چھوڑا ہے "

وہ کہہ کر گاڑی سے اتر گئی شاہ زر بھی اترا

"یعنی آپ کو مجھ سے زیادہ ایک رکشے والے پر بھروسہ ہے"

اوہ پلیز۔۔۔میری رکشے سے نہیں جا رہی دس منٹ چلنے پر ہی میرا اپارٹمنٹ ہے آپ اپنا اور میرا ٹائم ویسٹ مت کریں خداحافظ"

شاہ زر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں ہے؟۔

---

گاڑی میں موجود خاموشی کو شانزل کی آواز نے توڑا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے"

" لیکن میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے"

" حور پلیز مجھے ایک موقع تو دو"

"آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں چلتی گاڑی سے کود جاؤں تو بے شک بولتے رہیں"

شانزل چپ ہو گیا گاڑی جب شاہ زر کے بنگلے کے آگے رکی تو حورعین باہر نکلی اور اندر جانے لگی لان میں شانزل نے حورعین کی کلائی تھام لی

حورعین نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا

"خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا" حورعین نے انگلی اٹھا کر وارن کیا

"حور مجھے احساس ہے میری غلطی کا، میں تم پر اعتبار کرتا ہوں مجھے ایک موقع تو دو"

" اعتبار؟ اعتبار کا مطلب بھی جانتے ہیں آپ؟ غلطی؟ آپ ایک خود غرض انسان ہیں جسے صرف اپنی فیلینگز سے مطلب ہے آپ ایک مطلبی انسان ہے۔ارے آپ نے تو اپنی خالہ کی بھی پرواہ نہیں کی جنھوں نے آپ کو آپ کے ماں باپ کے بعد پالا آپ پلٹ کر ان کی خبر تک نہیں لیتے میرے رشتے داروں نے بھی مجھے پالا شکر کریں آپ کے رشتے دار ان جیسے نہیں ہے وہ عظیم بھی ہیں انھوں نے صرف آپ کی خاطر خود کو بے اولاد رکھا کہ کہیں آپ کے حق میں کوتاہی نہ ہو جائے مگر آپ کو احساس ہی نہیں ہے کیونکہ آپ بے حس ہیں "

یہ انکشاف شانزل کے لیے ساکت کر دینے والا تھا۔

"حور مجھے نہیں پتہ تھا "

" پتہ ہو یا نہ ہو اصل بات یہ ہے کہ آپ مخلص ہو ہی نہیں سکتے، نہ آپ محبت مخلص کر سکتے ہیں نہ نفرت، اور کہاں تھا یہ اعتبار جب آپ میری محبت کا دم بھرتے تھے"

شانزل اسکی ہر بات خاموشی سے سن رہا تھا صرف اس لیے کہ وہ اس کی محبت تھی ورنہ آج تک شانزل ابراہیم نے کسی کو اپنے سامنے آنکھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دی تھی۔

لیکن حورعین کو اس پر رحم نہیں آرہا تھا وہ لفظوں کے ذریعے قطرہ قطرہ زہر اسکے کانوں میں انڈیل رہی تھی۔

شانزل بھی خاموش ہو گیا آج وہ حورعین جہانزیب کی نفرت کی انتہا دیکھنا چاہتا تھا۔حالانکہ یہ کام اسکی برداشت سے باہر تھا مگر وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حورعین کس حد تک اسے اذیت دے سکتی ہے۔

" آپ کو تو کسی بھی جذبے کی قدر نہیں، اور آپ کیوں آتے ہیں میرے پاس کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑ دیتے"

اب حورعین بے قابو ہو کر چیخنے لگی تھی

"اب یہ مت کہیے گا کہ محبت کرتے ہیں، آپ کے دل میں میرے لئے کبھی محبت تھی ہی نہیں آپ اپنے نفس کے آگے مجبور ہو کر میرے پاس آتے ہیں"

شانزل کو لگا اب اسکا دل بند ہو جائے گا

"آپ کو تو میں نے تین اور شادیاں کرنے کی اجازت دے دی ہے تو آپ چاہے کسی سے بھی شادی کریں اور اپنی نفسانی جذبات کو تسکین دیں یا پھر بغیر شادی کے ہی اپنی ضروریات پوری کریں میری بلا سے مجھے فرق نہیں پڑتا، لیکن آپ اپنی ہوس کہیں اور جا کر پوری کریں "

شانزل کے تمام تر جذبات اپنی حدود کو چھو رہے تھے یہ وہ بات تھی جس کی توقع اس نے حورعین سے نہیں رکھی تھی وہ اسکی محبت کو گالی دے رہی تھی شانزل نے اپنے لب بھینچ لیے اس نے سوچا تھا وہ حورعین جہانزیب کی نفرت کی انتہا دیکھے گا مگر اسے لگا وہ اسکا دل نوچ لینے سے بھی گریز نہیں کرے گی۔شانزل نے بھوری آنکھیں اٹھا کر ایک شکوہ کناں نظر ڈالی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہیں تھی اور اسکی دل دنیا میں بھی حشر اٹھا تھا وہ ایک نظر حورعین جہانزیب کو پتھر کر گئی ایک نظر ڈالنے کے بعد شانزل پلٹ کر گاڑی میں بیٹھا اور جارحانہ انداز میں گاڑی گیٹ سے نکال کر لے گیا۔

---------

ناشتے کے وقت بھی اور بعد میں بھی حورعین ہمیشہ کی طرح خاموشی تھی وہ صرف انہیں باتوں کا جواب دیتی جو پوچھ لیا جائے شاہ زر اوپر کاریڈور میں کھڑا حورعین کو دیکھ رہا تھا جو ایک جگہ پر خاموشی سے بیٹھی تھی آج اس کا رزلٹ آیا تھا مگر رزلٹ دیکھ کر وہ خاموش ہی رہی تھی اس نے پوری یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن لی تھی اس کے متعلق ہر اخبار میں خبر تھی مگر وہ ہمیشہ کی طرح دنیا جہاں سے بیگانی بیٹھی تھی

تبھی گیٹ کھلا اور حیا اندر داخل ہوئی وہ چہچہاتے اور کھکھلاتے ہوئے پھودک کر حورعین کی طرف بڑھ رہی تھی ساتھ ساتھ میں گا بھی رہی تھی

آج نہ چھوڑوں گی تجھے دَن دَنا دَن

آج نہ چھوڑوں گی تجھے دَن دَنا دَن

حورعین نے اسے دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور انگلی اٹھا کر اس سے کہا کہ

" خبردار جو پاس آئی"

وہ حتی المقدور اپنے لہجے کو سنجیدہ بنانے کی کوشش کر رہی تھی مگر حیا کی حرکتوں پر ہنسی ضبط نہ کر سکی

اب حال یہ تھا کہ دونوں صوفے کے گرد چکر لگا رہی تھی حیا مسلسل حورین کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ گا بھی رہی تھی اب تک جہاں اس گھر میں خاموشی کا راج تھا وہاں اس وقت حورعین کی ہنسی گونج رہی تھی یہ منظر دیکھ کر شاہ زر مسکرایا

آخرکار حیا نے حورین کو پکڑ لیا اور دو چار مرتبہ کس کر حورعین کے رخساروں کو چوم لیا حورعین نے جھٹکے سے خود کو چھڑوایا اور اپنے گالوں کو رگڑتے ہوئے کہا

"تم کتنی بے شرم ہو"

حیا کھکھلائی اور کہا

وہ تو میں ہوں ہی جانِ من مگر کیا کروں تم فرسٹ آئی ہو اور میں اپنے آپ کو روک ہی نہیں پائی"

حورعین بھی مسکراتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ گئی

"ہائے حور تم اندازہ نہیں لگا سکتی میرا بس چلے تو میں پوری دنیا تمہارے سر سے وار دوں"

"بس بھی کرو مبالغہ آرائی"

" ہاں ٹھیک ہے نہیں کرتی لیکن اب مجھے جانا ہے"

" کہاں جانا ہے؟اتنی جلدی میری جان چھوڑ دو گی؟"

" وہ یونیورسٹی میں کچھ کام ہے میں شام کو آؤں گی ملنے"

اچانک شاہ زر کو یاد آیا کہ آج اسے حیا سے ملنا تھا۔

----------

شاہ زر اور حیا اس وقت ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے

حیا پلیٹ میں موجود کچی سبزیوں کو دیکھ کر منہ بنا رہی تھی

"کوئی مسئلہ ہے کیا کھانے کے ساتھ "

شاہ زر نے آخرکار پوچھ لیا

" یہ اتنے بڑے ہوٹل والے ذرا جو تمیز ہو کھانا پکانے کی دیکھیں ذرا سبزیاں تھوڑی کچی نہیں لگ رہی ہے آپ کو؟"

"تو مت کھائیں میں کچھ اور آرڈر کر دیتا ہوں "

"رہنے دیں ویسے بھی مجھے آپ سے امپورٹنٹ بات کرنی تھی"

" جی فرمایئے"

"میں آپ سے حور کے بارے میں۔۔۔۔"

حیا کی بات مکمل ہوتی اس سے پہلے ہی عاطف نے آکر حیا کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا

" تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟"

حیا نے بغیر لمحے کی بھی دیر کیے ایک تھپڑ عاطف زمان کے گال پر رسید کیا

"اگلی مرتبہ ہاتھ لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی تمہارا، اپنی حدیں مت بھولو عاطف زمان"

"میرے ہاتھ لگانے پر تکلیف ہو رہی ہے اور یہاں غیر مرد کے ساتھ پتا نہیں کیا کیا کر رہی ہو "

اس کی بات سن کر شاہ زر کا دماغ بھک سے اڑا

وہ اٹھا ہی تھا کہ حیا نے اسے روک دیا اور پھر عاطف زمان کی طرف متوجہ ہوئی

"تم ہو کون؟ میں کیوں تمہیں جواب دوں"

" میں تمہارا بھائی ہوں سمجھی "

اس کی بات سن کر حیا استہزائیہ ہنسی اور کمال اطمینان سے کرسی سنبھالی ایک نوالہ منہ میں ڈالا پھر اس کی طرف دیکھا مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی اور کہا

"ہاں اب مجھے یاد آیا تم وہی سوتیلے بھائی ہو نا جس نے اپنی سوتیلی بہن کی عزت لوٹنے کی کوشش کی تھی"

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی

"میں یہاں تم سے فضول بحث کرنے نہیں آیا ہوں "

"تو کیا پھر سے سر پھوڑوانے آئے ہو"

" دادی تمہارے لئے پریشان ہیں بیچاری تمہارے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہے لیکن کوئی بھی تم جیسی کو اپنانے کے لیے تیار نہیں تم فون نہیں اٹھا رہی تھی تو انھوں نے مجھے بھیجا مگر تم تو یہاں عیاشی کر رہی ہو میں نے سوچا مر کھپ گئی ہو گی لیکن تم سچ میں ڈھیٹ ہو میں تو یہاں یہ سوچ کر آیا تھا کہ کم از کم تمہارے کفن دفن کا انتظام کر دوں گا"

شاہ زر کا دل کیا عاطف ز

مان کی زبان گدی سے کھینچ لے یہ کیسا بھائی تھا؟ کوئی بھائی ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ وہ تو اپنی بہن پر ایک خروانچ بھی نہ آنے دے

"کوئی ضرورت نہیں میرے کفن دفن کا انتظام میں کر کے جاؤں گی"

حیا کمال اطمینان سے چھوٹے چھوٹے نیوالے لیتے ہوئے کھانا ختم کر رہی تھی

"خدا کرے جلد ہی وہ دن آئے "

"آمین مگر میری قبر پر آنے کی ضرورت نہیں ہے"

اب شاہ زر کی برداشت سے باہر ہوگیا

"اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے خاموشی سے چلے جاؤ"

شاہ زر نے سخت لہجے میں کہا

"ارے یہ بے غیرت ایسے نہیں جائے گا"

کہہ کر حیا عاطف کی طرف متوجہ ہوئی

"Get out"

عاطف نے اسے گھورا اور کہا

" تم بھی اپنی ماں کی طرح خود کو بیچ دینا "

شاہ زر نے لب بھینچ لیے مگر عاطف کہہ کر جاچکا تھا

تو حیا کا فون بجا

"اسلام علیکم دادی"

" جی ٹھیک ہوں"

" آپ کیوں مجھے ذلیل کروا رہی ہیں"

" نہیں کرنی شادی مجھے"

" پہلی بات کسی کو پرواہ نہیں ہے لیکن اگر پھر بھی کوئی پوچھے کہ میں شادی کیوں نہیں کر رہی تو کہہ دیجیۓ گا میں مر گئی"

حیا نے تپ کر جواب دیا

" ارے ہاں آپ جھوٹ کیسے بولیں گی بس تھوڑا سا صبر کر لیں حورعین کا معاملہ سنبھل جائے تو خود قبر کھود کر لیٹ جاؤں گی"

غصے سے فون بند کر دیا پھر شاہ زر کی جانب متوجہ ہوئی

" ہاں تو میں آپ سے حور کے بارے میں بات کر رہی تھی "

شاہ زر کو حیرت ہوئی وہ اتنی نارمل ہے جیسے کوئی بات ہی نہیں ہوئی

"جی"

شاہ زر صرف اتنا ہی کہہ سکا

" دیکھیں آپ حور کے بھائی ہیں آپ اس کا برا نہیں چاہیں گے لیکن میں چاہونگی آپ حور کی خوشی ملحوظ رکھیں جو بھی ہوا صحیح غلط مجھے نہیں پتا مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ یہ بات آسمانوں پر لکھی ہے کہ وہ بھائی کے بغیر نہیں رہ سکتی وہ آپ کی کوئی بات نہیں ٹالے گی وہ آپ کی سنے گی پلیز اگر آپ چاہتے ہیں کہ خوش رہیں تو اس سے کہیں کہ وہ بھائی کو معاف کر دیں کیوں کہ جہاں محبت ہوتی ہے

وہاں صحیح غلط نہیں دیکھا جاتا وہاں محبوب کی خوشی دیکھی جاتی ہے اور حور کی خوشی بھائی کے ساتھ ہے "

وہ کہہ کر اٹھی اور بنا پلٹے باہر چلی گئی

شاہ زر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ غصہ میں گئی یا بات ختم ہوگئی اسی لیے چلے گئی یا اپنے آنسو چھپا رہی ہے

_________________

شام میں حیا اور حورعین لان میں بیٹھے تھے

"حور پلیز میری بات مان لو "

"حیا پلیز پھر سے وہی مت شروع کرو"

" میں تمہیں ایسے نہیں دیکھ سکتی حور تم خوش نہیں ہو"

"تم اور تمہارے بھائی کو صرف اپنی پڑی رہتی ہے"

" تم ایک بار سوچ کر تو دیکھو کہیں نہ کہیں بھائی کے لیے گنجائش ہوگی تمہارا دل تو بہت بڑا ہے"

"میں کچھ نہیں سوچنے والی"

" ہاں مجھے پتا ہے تم نہیں سوچو گی کیوں کہ تمہارا دل ہمیشہ فیصلہ بھائی کے حق میں ہی دے گا "

"مجھے اس بات کا جواب نہیں دینا اور مجھے کیا ملے گا اس بارے میں سوچ کر اور میں کیوں مانوں تمہاری بات؟ تم نے کبھی میری بات مانی ہے ؟"

وہ دونوں اس وقت لان میں چیئر پر بیٹھی تھی

اندر جاتے ہوئے شاہ زر کے قدم حورین کی اواز پر رکے

"تم چاند بھی مانگو تو میں لاکر دینے کو تیار ہوں اب میں تمہاری ہر بات مانوں گی بس بھائی کے لیے سوچ کر دیکھو "

حیا کا انداز التجائیہ تھا

"مجھے ایسا لگ رہا ہے اس وقت میرے پاس میری دوست نہیں کسی کی بہن بن کر آئی ہو"

" حور تم یہ بات مت ٹالو سیدھی طریقے سے بتاؤ کیا چاہیے"

" میں جو مانگوں گی مجھے دو گی؟"

حیا نے فورا جواب دیا

" شادی کرلو حیا "

حورعین نے ایک ہاتھ حیا کہ ہاتھ پر رکھا

" ٹھیک ہے مگر تم سوچو گی بھائی کے معاملے میں"

حیا نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر جواب دیا تھا ایک مرتبہ بھی نہیں سوچا فٹ سے جواب دیا تھا

شاہ زر نے غور سے دیکھا وہ اس بات کی یقین دہانی چاہ رہی تھی کہ وہ شانزل کی طرف سوچیں نا کہ شادی کی بات پر۔

کچھ گھنٹوں پہلے ہی شادی کے بارے میں اس کے نادر خیالات جان چکا تھا

" لڑکا تمہارے لئے میں پسند کروں گی"

"ہاں ٹھیک ہے لیکن تم بھائی کے بارے میں سوچو گی"

شاہ زر کو حورعین کی قسمت پر رشک آیا ایسے دوست نعمت ہوتے ہیں

" اور میں دو دن بعد رشتہ لے کر تمہاری دادی سے ملوں گی"

"ڈن لیکن تم بھائی کے بارے میں سوچو گی"

اسے صرف اس بات سے مطلب تھا کہ حورعین خوش رہے حورعین نے گھور کر اسے دیکھا اور کہا

"تسبیح پڑھنا بند کرو اور صحیح طرح سے جواب دو"

"ارے بابا میں اس پول میں کود کر خودکشی کرنے کو بھی تیار ہوں بس تم بھائی کے بارے میں سوچو"

" فضول بکواس مت کرو سیدھی طرح جواب دو "

"میں تو لکھ کر دینے کو بھی تیار ہوں تم چاہے تو میری شادی اس کھمبے سے بھی کر دو مگر بھائی کے بارے میں سوچو"

اس کی بات سن کر شاہ زر مسکرایا

(The million dollar smile )

پاگل ہے پوری مجال ہے جو منہ کھولنے سے پہلے ایک بار بھی سوچ لے

"حیا تم نکلو یہاں سے اب دو دن بعد تمہارے گھر پر ملاقات ہو گی"

" تم بھائی کے بارے میں سوچو گی نا؟"

اس کی بات سن کر حورعین نے ایک زور دار دھموکا حیا کی پیٹھ پر جڑا

"حد ہے ،میں تمہیں یوں ہی چلتا پھرتا ریڈیو نہیں کہتی اس وقت ایسا لگ رہا ہے تمہاری سی ڈی ایک جگہ پر اٹک گئی ہے"
حورعین جھنجھلا گئی

"بتاؤ نا حور۔۔۔"

اس سے پہلے حیا وہی تسبیح دہراتی حورعین نے کہا

"سوچوں گی، مگر تمہاری شادی کے بعد ویسے بھی اصولاً تم تین سال مجھ سے بڑی ہوں اسے لئے پہلے تمہیں ٹھکانے لگانا ضروری ہے "

"اوہ حور تم کتنی پیاری ہو یار"

کہتے ہی حیا نے حورعین کے گالوں کو چٹا چٹ چوم لیا

حورعین نے دھکا دیا

" دفع ہو جاؤ حیا مجھے زہر لگتی ہے تمہاری یہ عادت"

"جا رہی ہوں یار ذرا جو تم اپنی خوبصورت شکل سے مجھے مسکرا کر دیکھو" شاہ زر کو لگا وہ پاگل ہے حور کے لیے پاگل، اللہ دونوں کی دوستی کو ایسے ہی رکھے

-----------------------------------

رات کے گیارہ بج رہے تھے حورعین لان میں چہل قدمی کر رہی تھی

"صنم"

شاہ زر کی پکار پر حورعین مڑی اور مسکرائی۔

"تم یہ مارچ کیوں کر رہی ہو"

" بس ایسے ہی شاہ آپ آئیں ہم ساتھ ساتھ چلیں گے"

ایسا کہتے ہوئے وہ بالکل سات سال کی بچی لگ رہی تھی وہ مسکراتا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا چلتے چلتے اچانک اس کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے

شاہ زر نے اسے بینچ کر بٹھایا اور اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور کہا

"تمہارا ظرف تو بہت وسیع ہے صنم"

یقیناً وہ شانزل کے بارے میں کہہ رہا تھا یہ جملہ کا مفہوم سمجھتے ہوئے حورعین نے کہا

" یہ بات میرے ظرف سے باہر تھی شاہ"

"میں تمہیں کسی بھی چیز پر مجبور نہیں کروں گا لیکن میں چاہوں گا کہ یا تو اس پلِ صراط پر سے پلٹ جاؤ یا گزر جاؤ میں تمہیں یہیں کھڑے رہنے نہیں دوں گا،،، جب تک میں نہیں تھا تب تک بات الگ تھی مگر اب تمہیں فیصلہ کرنا ہو گا چاہے جو فیصلہ کرو تم اس میں مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی، تم نے صرف ایک وعدے پر میرا گیارہ سال انتظار کیا ہے میں تمہیں اب اکیلا نہیں چھوڑوں گا میں منتظر ہوں تمہارے فیصلے کا میں سونے جا رہا ہوں "

کچھ دیر بعد حورعین کا فون بجا تو اس نے دیکھا رفیق کی کال تھی شانزل ابراہیم کے پی اے کی۔

حورعین نے نا چاہتے ہوئے بھی کال رسیو کر لی

"السلام علیکم "

"وعلیکم السلام میم وہ۔۔۔میم مجھے نہیں پتا یہ صحیح ہے یا غلط مگر میرا فرض ہے کہ میں آپ کو انفارم کر دوں"

"کیا بات ہے رفیق؟"

حورعین کی پریشانی اور بڑھ گئی

"میم کل شانزل انڈسٹریز نیلام ہو جائے گی"

"کیا بکواس ہے یہ"

میم وہ ملٹی نیشنل کمپنی والا پروجیکٹ سر جان بوجھ کر پورا نہیں کر رہے ہیں اگر پروجیکٹ کمپلیٹ نہ ہوا تو شانزل انڈسیریز نیلام ہو جائے گی "

"اور یہ تمہارے سر پروجیکٹ کیوں پورا نہیں کر رہے ہیں"

نہیں پتا میم کل رات سے سر اندر ہی ہے کیبن میں سے توڑ پھوڑ کی آوازیں آ رہی تھی سر کل سے باہر نہیں نکلے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی کسی کو اندر آنے کی اجازت ہے"

حورین کو یک لخت کل رات کی تلخ کلامی یاد آئی

"میم مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو کچھ کیجیے"

" میں آ رہی ہوں"

فون رکھنے کے بعد حورعین نے حیا کو فون ملایا

"تم ابھی یہاں پہنچو "

کہہ کر پٹ سے فون بند کر دیا پھر دوڑ کر کچن میں گئی جلدی جلدی ہلکا پھلکا کھانا اور دودھ وغیرہ پیک کر کے ٹفن بنایا۔ پھر دوڑ کے شاہ زر کے روم میں گئی

"شاہ اٹھیں"

اس نے کمبل کھینچ کر اٹھایا شاہ زر بھی ہڑبڑا کر اٹھا

"کیا ہوا صنم "

"میں جا رہی ہوں آپ شانزل انڈسٹریز کو ملنے والا پروجیکٹ کل 12 بجے تک پورا کروائیں میں نے حیا کو کال کی ہے وہ آ رہی ہو گی آپ کی ہیلپ کے لیے اور رفیق کو بھی بھیج دوں گی کچھ دیر بعد میں بھی آ جاؤں گی۔۔۔"

"بریک لگاؤ، تم بالکل اپنی دوست کی طرح بی ہیو کر رہی ہو"

" اٹھیں نا"

تبھی حیا دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی

"کیا ہوا حور تم ٹھیک ہو؟"

شاہ زر نے دیکھا وہ ڈھیلے ڈھیلے سوٹ میں جو یقیناً سونے کے لئے پہنا تھا سوئی سوئی آنکھیں کالی چادر میں حواس باختہ سے حورعین سے مخاطب تھی

"میں ٹھیک ہوں مگر تمہارے بھائی کی عقل ٹھکانے لگانے کی ضرورت ہے اور ان کے پاس جا رہی ہوں"

اس کی بات سن کر حیا تپ گئی

"دل کر رہا ہے ایک تھپڑ لگاؤں ایسے کوئی فون پر کہتا ہے فوراً پہنچو اور کھٹاک سے فون بند کر دیا میرا دل ہولا دیا تم نے،میں سمجھی پتا نہیں کیا ہو گیا میں منہ دھوئے بغیر بھاگی آئی ہوں"

"چپ کر جاؤ یار میں جا رہی ہوں کل 12 بجے تک اف۔۔۔باقی سب سے شاہ سے پوچھنا"

"اکیلے کیوں جا رہی ہو"

"حیا خاموش ہو جاؤ، جانا ضروری ہے"

" اچھا سنو حور"

حیا نے ڈرتے ڈرتے کہا

حورعین پلٹی

"تم نے سوچا بھائی کے بارے میں"

" چپ کر جاؤ ورنہ چپل اتار کر تواضع کرنے میں دیر نہیں لگاؤں گی "

--------------

حورعین نے جیسے ہی آفس میں قدم رکھا بہت سے واقعات اس کے ذہن میں آئے

"رفیق تم شاہ کے پاس جاؤ میں ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں"

کہہ کر وہ شانزل کی کیبین کی طرف آئی جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا سرد ہوا کا جھونکا اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔کمرہ برف کی وادی کی طرح سرد تھا اس نے دیکھا پورا کمرہ جو اپنے مالک کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا ٹوٹا بکھرا پڑا تھا

جگہ جگہ فائل، کاغذ، واس، ٹوٹے فریم کی کرچیاں، ٹرافی یہاں تک کہ لیمپ پین ہولڈر سب بکھرا پڑا تھا

وہ سامنے کرسی پر بیٹھا تھاشانزل نے اپنی سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں اٹھا کر حورعین کو دیکھا

ایک نظر دیکھنے کے بعد شانزل نے اپنی نظریں جھکا لیں حورین کو لگا اس کے پاؤں سن ہو گئے ہیں اس نے ہمت کی اور آگے بڑھ کر کیبین سے ملحق روم کا دروازہ کھولا

اور وارڈراب میں سے ایک بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر لا کر شانزل کو دی وہ ابھی تک کل والے کپڑوں میں ہی تھا

بنا کچھ کہے وہ کپڑے شانزل کی طرف بڑھائے شانزل نے خاموشی سے کپڑے لیے اور اٹھ کر چینج کرنے چلا گیا

حورین کے دل میں ٹھیس سی اٹھی یہ وہی شخص ہے جو دن میں تین مرتبہ نہا کر کپڑے بدلتا تھا اس نے جلدی سے اے سی آف کیا کمرہ اتنا سرد تھا کے حورعین کو لگا کچھ دیر اگر اور رکی تو کانپنے لگے گی

حورین نے بھی روم کا رخ کیا وہاں جاکر کھانا نکالا اور کیبن سے جاکر فرسٹ ایڈ باکس لے کر آئی۔ شانزل باتھ روم سے نکل کر بیڈ پر جا بیٹھا حورعین

نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کی زخمی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لی تو اسے ایسا لگا کہ اس نے انگارے کو چھو لیا ہو شانزل کو شدید بخار تھا حورعین نے ٹھٹھک کر شانزل کو دیکھا مگر اس کی نظریں نیچے کارپٹ پر تھیں

اس نے جلدی سے مرہم لگا کر پٹی کی پھر کھانے کی ٹرے اٹھائی اور اس میں سے روٹی کا نیوالا توڑ کر قیمے کے ساتھ شانزل کے منہ کی طرف لے گئی

شانزل نے خاموشی سے منہ کھولا اور کھانے لگا دو تین نوالوں کے بعد حورعین نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا پھر نوالے بنا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگیں ان دونوں کے درمیان خاموشی تھی ہمیشہ کی طرح۔

حورین نے کھانے کے بعد میڈیسن نکال کر شانزل کے منہ میں ڈالیں پھر دودھ کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا دودھ کا گلاس رکھنے کے بعد حورعین نے شانزل کو دیکھا وہ ابھی بھی نظر جھکائے بیٹھا تھا حورعین کو ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے دل پر ضربیں لگا رہا ہے وہ کل سے بھوکا تھا اور وہ خود کل سے سیر ہو کر کھا رہی تھی یہ خیال اسکا دل چیر دینے کو کافی تھا۔

حورین نے شانزل کا ہاتھ تھاما اور ہمیشہ کی طرح گھڑی نکالی اس وقت حورعین کے دل میں ہلچل مچی تھی مگر شانزل ابھی بھی ویسے ہی بیٹھا تھا ساکت۔حورعین نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر

دباؤ ڈالا تو وہ بنا کسی مزاحمت کے لیٹ گیا۔ پھر حورین نے اسے کمفرٹر اڑھایا شانزل نے کروٹ لی اوندھا ہو کر اپنا چہرہ تکیے میں چھپا لیا حورعین کو لگا کہ اس کا دل اب بند ہو جائے گا۔

وہ اسے بکھرتا ہوا دیکھنا چاہتی تھی؟ نہیں انہیں ایسے دیکھ کر تو میں مر جاؤں گی۔اس کا مغرور شہزادہ ایسا تو نہیں تھا جب وہ چلتا تو ایسا لگتا کہ کسی سلطنت کا سلطان پوری شان سے گزرا ہو ایک دنیا کی نظریں اٹھتی تو حسرت سے ٹھہر جاتی۔۔جب وہ چلتا تو صرف اسکے قدموں کی دھمک سے کتنے ہی دل دھڑک اٹھتے، اسکی اٹھی ہوئی مغرور ناک ، روشن پیشانی سب سے بڑھ کر تو وہ شیر سی چمکتی بھوری آنکھیں جن میں ایک دنیا کو فتح کر لینے کا حوصلہ۔۔۔۔۔آہ

دل کے کسی کونے میں محبت کرلائی تھی اور حورعین کے لبوں سے پہلی سسکی آزاد ہوئی اس کے بعد کیا تھا ایک طوفان اٹھا تھا اور ضبط سارے بندھن توڑ گیا تھا حورین کا ضبط ٹوٹا وہ بلک کر شانزل کے بازو پر پیشانی ٹکا کر ہچکیو کے ساتھ رونے لگی

" شان۔۔پلیز ایسا نہیں۔۔۔۔نہیں کریں۔۔م۔۔م۔۔میں۔۔۔میں آپ کو ایسے ن۔۔نہیں دیکھ سکتی۔۔۔پلیز پہلے جیسے ہو جائیں آپ مجھے معاف کر دیں۔۔س۔۔سوری"

شانزل پہلے تو چونک گیا پھر حورعین کے آنسو پر تڑپ کر پلٹا اب حورعین شانزل کے سینے پر سر ٹکائے ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

"حور کیا ہو گیا ہے"

دراصل اس کے منہ سے شان سن کر شانزل پھر سے جی اٹھا تھا

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا ایم سوری مجھے معاف کر دیں مگر ہیں ایسا نہیں کریں"

" غلطی تو ساری میری ہے حور میں جان گیا ہوں میری غلطی معافی لائق نہیں ہے "

حورعین نے جھٹ سے اپنا سر اٹھایا

" آپ نے مجھ سے معافی کب مانگی ؟"

وہ شکوہ کر رہی تھی شانزل نے دونوں آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا

"تو کیا نہیں مانگی؟"

یہ بات حورین کو پتنگے لگا گئی

" آپ کو اپنی غلطی کا احساس تھا، آپ شرمندہ تھے، آپ مانتے تھے کہ آپ کی غلطی ہے، آپ ایک موقع چاہتے تھے مگر جہاں تک میری ناقص معلومات ہے آپ نے مجھ سے معافی نہیں مانگی"

وہ باقاعدہ انگلیوں پر گنا رہی تھی

شانزل فورا اٹھ کر بیٹھ گیا دونوں آمنے سامنے تھے

"میرے معافی مانگنے پر مجھے معاف کر دو گی"

شان صرف اپنے مطلب کی بات پر آیا

اور ہمیشہ کی طرح حورعین نے بات پلٹ دی

"پہلے آپ مجھے یہ بتائیں آپ پروجیکٹ کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ آپ کو پتہ ہے کیا ہو گا؟

"ہاں پتہ ہے"

لہجہ دھیما تھا

" کیوں کر رہے ہیں ایسا؟"

" تمہیں نہیں پتا؟"

الٹا سوال کیا

"نہیں پتہ "

شانزل  خاموش ہی رہا

"بتائیں نا کیوں کر رہے ہیں آپ ؟

شانزل نے گہری سانس لیں پھر کہا

"کیونکہ تمہیں لگتا ہے یہ دولت مجھے تم سے زیادہ عزیز ہے اس لیے، لیکن خدا گواہ ہے کہ میری زندگی کی پہلی ترجیح تم ہو، اور تم ہی نے کہا تھا کہ مجھے بکھرتا دیکھنا چاہتی ہو بکھر تو میں اسی دن ہی

گیا تھا، اور تو اور بھری محفل میں میں نے تمہاری عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی کل تم پوری دنیا کے سامنے میری عزت نیلام ہوتے دیکھنا، میں تمہیں طنز نہیں کر رہا ہوں میں بس یہ چاہتا ہوں کہ کم از کم کچھ خواہشیں تو تمہاری پوری کر سکوں"

وہ حقیقتاً طنز نہیں کر رہا تھا لہجہ درد سے چوڑ ایسا تھا کہ حورعین کی جان حلق میں آ گئی۔

" آپ کو ایسا لگتا ہے کہ میں یہ چاہتی ہوں"

" دراصل حور تمہیں خود ہی نہیں پتا کہ تم کیا چاہتی ہو "

"میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے آپ تو وہی کریں گے جو آپ کو ٹھیک لگے گا"

" نہیں اب وہی ہو گا جو تم چاہو گی"

" آج سے پہلے تو ہمیشہ اپنے من کی ہی کی ہے "

"پر اب نہیں کروں گا "

"مطلب آپ مجھے منائیں گے نہیں "

شانزل نے چونک کر سر اٹھایا

" مت منائیں مجھے جارہی ہوں میں"

کہتے ہوئے اٹھنے لگی تبھی شانزل نے اپنے پر حدت ہاتھ سے اس کی کلائی تھام کر اسے بٹھایا۔

"حور آج سے پہلے کبھی بھی تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ تمہارے ذہن میں کیا چل رہا ہے"

اس کی بات سن کر حورعین نے نظر جھکا لی

" بالکل اسی طرح مجھ سے نظریں چرا لیتی ہو کہیں تمہاری آنکھیں نہ پڑھ لوں، نہ ہی مجھے کچھ بتاتی ہو اور جب میں کسی چیز کے متعلق پوچھوں تو بات بدل دیتی ہو، میں اپنی غلطیوں کا خندہ پیشانی کے

ساتھ اعتراف کرتا ہوں مگر کیا میں اس قابل نہیں تھا کہ تم مجھ سے اپنی تکلیف بانٹتی؟ میں نے تمہیں as a life partner قبول کیا تھا life partner صرف وہ نہیں ہوتا جس سے ہم اپنی پراپرٹی، گھر، نام، دل، جذبے، جسم شیئر کرتے ہیں life partner وہ ہوتا ہے جس سے ہم بِلا جھجھک اپنے dark secrets شیئر کر سکیں، وہ dark secrets جو ہم خود سے بھی کہنے سے ڈرتے ہیں، میں نے تمہیں دیر سے قبول کیا مگر اپنے دل کی تمام تر ایما سے قبول کیا مگر تم آج بھی وہی کر رہی ہو میں تمہارا محرم ہوں محرم کا مطلب ہی ہمراز ہوتا ہے، کیا تم نے مجھے قبول نہیں کیا؟"

حورین شانزل کی آخری بات پر تو تڑپ اٹھی

" قبول؟ آپ جانتے ہیں شان میں نے جب تین مرتبہ کہا تھا کہ قبول ہے تب ہی میں نے آپ کو قبول کرلیا تھا حالانکہ میں آپ کو جانتی نہیں تھی میں نے بہت مشکل زندگی گزاری تھی، جب نکاح کے بعد آپ مجھے لینے آئے آپ کی آنکھوں میں مجھے غصہ نظر آیا نفرت نہیں یہ میرے لئے شکر کا باعث تھا میں نے اتنے سال ہر ایک آنکھوں میں نفرت دیکھی تھی آپ جب میرا ہاتھ پکڑ کر حویلی سے لائے تھے میرا دل شدت سے چاہا کہ آپ میرا ہاتھ کبھی نہ چھوڑیں، جب آپ نے مجھے حق مہر دیا تب میری جیسی خود دار لڑکی وہ پیسے آپ کے منہ پر نہ مار سکی کیونکہ میں آپ کو حق پر سمجھتی

تھی آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی، اس رات میں شاہ کے واپس نہ آنے سے زیادہ آپ کی بدگمانی پر روئی تھی شان"

ایک بار پھر قطرہ قطرہ آنسو اس کے چہرے کو بھیگو گئے

"لیکن میں خود سمجھ نہیں پائی کہ ایسا کیوں ہوا دوسرے دن جب وہ ایگریمنٹ پر سائن کر رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کوئی میرے جسم سے روح کھینچ رہا ہے،مجھے نہیں پتا میں نے ایسا کیوں محسوس کیا، میں نے کبھی آپ کو لبھانے کی کوشش نہیں کی جب عذیر حیات نے مجھے لاکڈ کیا اس نے مجھ سے کہا وہ مجھے آپ کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا وہ مجھے لاکڈ کر کے چلا گیا لیکن جب آپ مجھے لینے آئے میں ڈر گئی کہ کہیں آپ مجھے غلط نہ سمجھ لیں جب میں نے پہلی مرتبہ آپ کے ساتھ ناشتہ کیا تو میرا دل بھر آیا شاید اتنے دنوں بعد آپ کی رحم دلی پر۔۔۔"

"وہ رحم دلی نہیں تھی حور"

"میرا دل کہہ رہا تھا کہ رحم دلی نہیں ہے مگر میرا دماغ ماننے سے انکاری تھا۔آپ کا رویہ ٹھیک ہو رہا تھا مگر۔۔۔۔میں بزدل ہوگئی تھی میں ڈر گئی تھی کیسے آپ کے ساتھ dark secrets شیئر کرتی خوف آتا تھا مجھے آپ کو کھو دینے سے، میں ڈرتی تھی کہ آپ کا رویہ پھر ویسے ہی ہو گیا تو؟ اس تو آگے میری سوچ مفلوج ہو جاتی تھی۔اس رات حیات سکندر آیا تو مجھے لگا آپ مجھ سے بد گمان ہوجائیں گے مگر آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ جب آپ نے میری طرف سے حیات سکندر کا مقابلہ کیا تو میرے اندر سکون سرائیت کر گیا۔شاہ کی موت کی خبر نے میرے حواس چھین لیے مجھے دھچکا لگا جب حیات سکندر نے فون پر مجھ سے کہا کہ وہ آپ کو۔۔۔۔۔مجھے لگا میرا دل بند ہو جائے گا آپ کے رویے نے مجھے ٹوٹنے نہیں دیا، اتنا سب ہونے کے بعد میں نے آپ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو قبول نہیں کیا"

"تو تمہیں مجھ سے پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی"

شانزل نے ساری باتوں کا مطلب یہی اخذ کیا تھا۔

"میں نے ایسا کب کہا؟"

"اتنی دیر سے یہی تو کہہ رہی تھی تم"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا"

حورعین نے اپنا ہاتھ شانزل کے ہاتھ سے کھینچ لیا۔

"لیکن میں نے تو صرف یہی سنا"

شانزل نے حورعین کا ہاتھ پھر تھام لیا۔

"تو آپ کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے"

"ڈاکٹر کی نہیں معافی کی ضرورت ہے "

"معاف تو کب کا کر چکی ہوں بس آپ سے روٹھی ہوئی ہوں مگر آپ نے مجھے منایا ہی نہیں بلکہ اپنی ایسی حالت کر کے مجھے مزید غصہ دلا رہے ہیں"

حور کی بات سن کر شانزل کی آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لوٹ آئی۔

" تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی نا حور"

" کیا آپ کبھی کر پائے تھے نفرت مجھ سے"

" نہیں"

" تو پھر میں کیسے کر سکتی ہوں"

اچانک شانزل کے مسکراتے لب سے سکڑے

" کیا ہوا شان ؟"

"تم نے میری محبت کو گالی دی کیا تمہیں سچ میں لگتا ہے کہ میں تمہارے پاس۔۔۔۔"

" آپ ایک بات بتائیں کون اپنی بیوی کو ایسے مناتا ہے مجھے ایک موقع دو، مجھے موقع دو، حد ہے میں غصے میں آگئی اور ہمیشہ کی طرح اول فول بک دیا"

" تم بہت ظالم ہو کم از کم میرے معاملے میں تو ایسا ہی ہے"

" اب بول تو رہی ہوں سوری مگر آپ نے مجھ سے معافی نہیں مانگی نہ ٹھیک طرح سے منایا"

" تم نے مجھے موقع ہی کب دیا تمہیں تو یہی ڈر تھا کہ اگر میری طرف دیکھ بھی لو گی تو تمہارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گا اسی لئے تو مجھے باتیں سناتی رہی جیسے اب تم میرے پاس ہو تو تمہارا غصہ غائب ہو گیا ہے"

" سو جائیں غلط فہمی ہے آپ کی، میں نے آپ کو معاف کیا ہے بنا معافی مانگے لیکن بنا منائے میں ماننے والی نہیں"

" میں تمہیں کیسے مناؤں؟"

سو جائیں شان آپ کی طبیعت خراب ہے میں جا رہی ہوں پروجیکٹ کمپلیٹ کرنا ہے "

"حور آج میرے پاس رک جاؤ "

حورعین نے گھور کر دیکھا

"صرف کچھ دیر"

کہہ کر لیٹ گئی

شانزل نے حورین کی طرف کروٹ لی اور اس کا ایک ہاتھ تھام لیا

"آپ زیادہ پھیلیں مت، میں روٹھی ہوئی ہوں آپ سے"

"سو جاؤ حور، کئی دنوں سے سویا نہیں ہوں میں" اس کی حالت اس بات کی گواہی دے رہی تھی حورعین نے اپنا ہاتھ نہیں چھڑایا شانزل نے آنکھیں بند کر لیں اور اسے دیکھتے دیکھتے حورعین کی بھی آنکھ لگ گئی۔

-------------------------------

صبح حورعین کی آنکھ کھلی تو نظر سامنے لیٹے شانزل پر پڑی دونوں ابھی بھی رات والی ہی پوزیشن میں تھے حورعین نے دوسرے ہاتھ سے بخار چیک کیا تو نہیں تھا حورعین نے ہاتھ چھڑانا چاہا تو شانزل کی آنکھ کھل گئی

" ہائے اللہ سوا گیارہ بج گئے"

حورعین نے ہڑبڑا کر کہا

چونکا تو شانزل بھی تھا

"اتنی دیر کیسے سوگئی میں، مجھے تو جانا تھا شاہ کے پاس یا اللہ"

حورعین سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

شانزل تو صبح صبح اتنے دنوں بعد حورعین کے چہرے کے دلکش نقوش میں ہی کھویا تھا۔

" سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے"

حورعین نے انگلی دکھا کر کہا شانزل مسکرایا اس کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا

"مسکرائیں آپ، ابھی تھوڑی دیر میں پتہ ہے کیا ہو گا"

"پتا ہے"

اطمینان دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا

" پھر کیا کریں گے آپ؟"

حورعین حقیقت میں پریشان تھی

" کیا کروں گا؟ پھر سے محنت کر کے نئ انڈسٹری بناؤں گا"

" بھاڑ میں جائیں آپ "

کہتے ہوئے حورعین نے فون اٹھا کر شاہ زر کو کال ملائی

" السلام علیکم"

" جی شاہ"

" نہیں اب ٹھیک ہے "

"ٹھیک ہے ہم آرہے ہیں "

کہہ کر فون رکھا

"برائے مہربانی تیار ہو جائیں فیکٹری جانا ہے"

کہہ کر واش روم چلی گئی

-------------

شانزل جب فریش ہو کر باہر نکلا تو حورعین روم میں نہیں تھی شانزل کیبن میں داخل ہوا حورعین غصہ سے لال چہرہ لیے کھڑی تھی۔

" یہ کیا ہے؟"

حورعین کا اشارہ شیشے کی دیوار کی طرف تھا

شانزل نے مسکراہٹ دبائی اور کہا

" یہ شیشے کی دیوار ہے"

" آپ کو شرم نہیں آئی مجھے ایسے دیکھتے ہوئے "

"خدا کا خوف کرو میں تمہیں کام کرتے دیکھتا تھا کونسا نہاتے ہوئے۔۔۔"

شانزل کو اپنی بات کا اندازہ ہوا تو چپ ہو گیا۔

حورین کا چہرہ شرم سے لال ہوا پھر وہ پیر پٹختی جانے لگی پلٹ کر کہا

"میں اپنی گاڑی میں جا رہی ہوں دس منٹ میں فیکٹری آئیں"

شانزل مسکرایا پھر باہر نکل گیا

------------------------------

حورین فیکٹری پہنچی تو شاہ زر فیکٹری کے باہر کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا اسے دیکھ کر مسکرایا پھر سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا

"بارہ بجنے میں دس منٹ باقی ہے سب کمپلیٹ ہے بس کچھ جگہ تمہارے شوہر نامدار کی سائن کی ضرورت ہے"

شوہر نامدار کہنے پر حورین جھینپی وہ کچھ جواب دیتی اس سے پہلے فیکٹری میں شانزل کی مرسڈیز داخل ہوئی شانزل باہر نکلا اور شاہ زر سے مصافحہ کیا

"کیسی طبیعت ہے اب؟"

"50٪ ٹھیک ہوگئی ہے"

" انشاءاللہ 100٪ بھی ٹھیک ہو جائے گی"

حورعین ان کی بے معنی گفتگو سن رہی تھی

" شاہ آپ کو سائن کروانی تھی "

"ہاں شانزل ان فائلز پر سائن کر دو"

شانزل سائن ہی کر رہا تھا کہ حیا بھی فیکٹری سے باہر آتی دکھائی دی۔

" السلام علیکم بھائی "

ہمیشہ کی طرح حیا چہکی

"وعلیکم سلام کیسی ہو"

" آپ کو تو پتہ ہے میں خوبصورت ہوں "

سبھی مسکرائے حیا حور کو پکڑ کر تقریبا گھسیٹتے ہوئے کونے میں لے گئی۔

" کہاں تھی تم؟ میرا فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی"

" ہاں فون سائیلینٹ پر تھا اور میں آفس میں تھی"

" کون سے پروجیکٹ پر کام ہو رہا تھا ؟"

حیا سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی مگر آنکھوں میں شرارت تھی

" تم نے صبح صبح تھپڑ کھانا ہے "

"صبح نہیں ہے دوپہر ہے اور مجھے تھپڑ نہیں تمہارے ہاتھ کا چیز آملیٹ کھانا ہے"

"صنم"

تبھی شاہ نے آواز دی دونوں ان کی طرف چلے گئے

"دیکھ لو ہو گیا ہے سب، ابھی بھی پانچ منٹ باقی ہے "

"چلیں شاہ"

حورعین نے مسکرا کر پوچھا شانزل کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

" ہاں میں ایک کال کر رہا ہوں پھر تم بھی آ جانا اپنی گاڑی ڈرائیور کے ساتھ بھیج دو میری گاڑی میں چلنا"

شاہ زر کہہ چلا گیا شانزل حورعین کی طرف متوجہ ہوا

" تم واپس کیوں جا رہی ہو؟"

"کیا مطلب ہے ؟ تو کیا فیکٹری میں ہی بس جاؤں"

شانزل کچھ کہنے کے لیے منہ کھول رہا تھا کہ حورعین بول اٹھی

" چپ کریں آپ میرا غصہ ختم نہیں ہوا ہے اور آپ کی سزا ابھی باقی ہے"

کہہ کر حورعین کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگی تب ہی حیا کی رگِ ظرافت پھڑکی

"پوچھ کیا رہے ہیں بھائی آپ کا مال ہے، اٹھا کر لے جائیں"

حیا کی بات سن کر حورعین نے ایک زور دار دھموکہ حیا کی پیٹھ پر جڑا

شانزل اپنا قہقہہ روک نہیں پایا

"ویسے اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے"

"سوچنا بھی مت"

حورعین نے انگلی اٹھا کر شانزل کو وارن کیا۔

پھر حیا کی طرف متوجہ ہوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لے جانے لگی

"تمہارا تو میں جلد از جلد انتظام کرتی ہوں بلکہ کل ہی تمہارے گھر آتی ہوں"

" یہ تم مجھے دادی کی طرح مت ڈانٹو "

دونوں گاڑی تک پہنچی تو حیا نے کہا

"تم جاؤ حور میں دادی کے پاس جا رہی ہوں"

" کیوں؟"

"عاطف نے آگ لگائی ہے اس لئے دادی کی عدالت میں پیش ہونا ہے"

"تم تو رہنے دو مجال ہے جو تم کسی کے قابو میں آؤ ویسے پہنچ کر فون کرنا میں کل آتی ہوں تمھاری دادی سے ملنے"

"ہاں ٹھیک ہے، خدا حافظ "

"خدا حافظ "

-------------------------

گھر پہنچ کر شاہ زر سو گیا اور اتنے دنوں بعد حورین خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی رات کا کھانا حورعین نے خود بنایا پھر بی اماں سے کہا

" آپ کو حیا کیسی لگتی ہے ؟"

"خوبصورت لگتی ہے "

بی اماں نے حیا والا جواب دیا اتنے میں شاہ زر آگیا سب کھانے سے فارغ ہو گئے تو حورعین نے کہا

"چلیں نا شاہ، لان میں ٹہلتے ہیں"

"شاہ آپ بہت اچھے بھائی ہیں"

"اور میری صنم سب سے اچھی بہن"

"شاہ میں آپ کی ساری باتیں مانتی ہوں نا؟"

وہ بالکل ویسے ہی کہہ رہی تھی جیسے دس سال کی صنم کہتی تھی شاہ سمجھ گیا صنم کو جب بھی کوئی بات منوانی ہوتی وہ اسی طرح منواتی۔

یہ شاہ کی صنم کا بات منوانے کا طریقہ تھا۔

"میری صنم بہت فرمانبردار ہے"

"تو آپ کو بھی میری بات مانی چاہیے "

شاہ زر مسکرایا ساتھ اسکی نیلی آنکھیں بھی مسکرائیں (The million dollar smile)

"بالکل، بتاؤ میں تمہاری کونسی بات مانوں؟"

"شادی کر لیں شاہ۔۔۔۔حیا سے"

شاہ زر نے غور سے حورعین کے امید سے جھلملاتے چہرے کو دیکھا

"میں تمہاری بات ٹال سکتا ہوں کیا؟"

" اوہ۔۔شاہ آپ بہت اچھے ہیں"

حورعین نے چہک کر کہا

" کوئی نئی بات بولو، مجھے پتا ہے میں بہت اچھا ہوں"

"حیا بہت اچھی ہے وہ صرف محبت بانٹنا جانتی ہے"

"کچھ زیادہ تعریف نہیں ہو رہی"

" تھوڑی پاگل ہے مگر صاف دل کی ہے "

"سو جاؤ بہت باتیں ہوگئ"

"شاہ ہم کل جائیں گے حیا کے گھر "

"ٹھیک ہے سو جاؤ "

میں ابھی بی اماں کو بتاتی ہوں "

کہہ کر فوراً گھر میں چلی گئی شاہ زر کچھ سوچ کر مسکرایا۔

---------------------------

صبح حورعین تیار ہوئی اور شاہ زر کو بھی اپنی پسند سے کپڑے پہننے کو کہا جب وہ باہر نکلے تو شانزل کی مرسیڈیز گیٹ سے داخل ہوئی وہ گاڑی سے نکل کر شاہ زر کے بغل گیر ہوا حورعین نے اسے دیکھ کر منہ بنایا

"شاہ انھیں کس نے بلایا ہے؟"

" میں نے ہی بلایا ہے ظاہر ہے اپنے بہنوئی کے بہن کے لیے رشتہ لے کر جا رہے ہیں تو ان کا ہونا ضروری ہے نہ صنم "

حورعین منہ بنا کر پیچھے سیٹ پر بیٹھ گئی

گاڑی اپنے راستے پر رواں دواں تھی شانزل حورعین پر نظر جمائے بیک ویو مرر سے دیکھ رہا تھا تب حورعین نے بھی اسے دیکھا تھا اس نے ایک آنکھ ماری حورعین آنکھیں پھاڑے اور منہ کھولے اسے دیکھنے لگی اور پھر جلدی سے آنکھ بند کر کے سوتی بن گئی

---------------------------

حورین شانزل اور شاہ زر گھر پہنچنے کے بعد چار مرتبہ بیل بجانے اور دس منٹ کے انتظار کے بعد کہیں جا کر حیا نے دروازہ کھولا اسے دیکھ کر حورعین کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے

محترمہ تیل چپڑ بالوں کی دو چوٹی بنائے منہ میں لالی پاپ لئے کوئی حقیقتاً پانچ سال کی بچی لگ رہی تھی۔

" اوہ۔۔۔حور۔۔۔۔"

کہتے ہوئے حیا اس کے گلے لگ گئی

حورعین جبراً مسکرائی سب اندر داخل ہوئے

" میں نے تم سے کہا تھا میں آؤں گی"

" تو پتا تھا "

"تو پھر اپنی یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے"

" ارے دادی کو لگا میں اپنے بالوں کا دھیان نہیں رکھ رہی اس لیے پکڑ کر تیل لگا ڈالا اور کس کر چوٹی ڈال دی"

حیا چلتے ہوئے اپنے اوپر ڈھائے گئے ستم کی داستان سنا رہی تھی شانزل زیر لب مسکرایا

جیسے ہی لیوینگ روم میں داخل ہوئے اندر بیٹھے دونوں بچوں پر نظر پڑی

" ارسلان، حمنہ ابھی جاؤ ہم بعد میں کھیلیں گے"

"کیا کھیلیں گے"

حور کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک دو تو حیا کو جڑ دے۔

" لوڈو کھیل رہے تھے نہ کوئی نہیں میں بعد میں کھیلوں گی اتنی قربانی تمہارے لئے دے ہی سکتی ہوں" اسی اثنا میں وہ بچے چلے گئے

" آپ لوگ بیٹھے میں آتی ہوں"

حیا کچن میں چلی گئی

حورین کو جتنا غصہ آتا کم تھا

کچھ دیر بعد حیا ٹرالی گھسیٹتی ہوئی آئی اور میز پر لوازمات رکھنے لگی

" تم ڈھنگ سے تیار نہیں ہو سکتی تھی"

حور کو تو اس کے منہ میں لالی پاپ دیکھ دیکھ کر غصہ آ رہا تھا

"ارے یار ہم صبح سے لوڈو کھیل رہے تھے پھر مجھے کچھ یاد ہی نہیں رہا"

حور نے غصے سے اس کے منہ سے لالی پاپ نکال لیا

" حور یہ میری جھوٹی ہے تمہیں چاہیے تو میں دوسری دے دیتی ہوں "

"دفع ہو جاؤ حیا، جاکر دادی کو بلا کر لاؤ"

حیا دھپ سے سوفے پر بیٹھ گئی

"میری لالی پاپ دو تو ہی کوئی بات مانوں گی"

اس وقت حقیقتاً حورین کے دل میں سوال اٹھا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ نا انصافی تو نہیں کر رہی

تبھی پیچھے روم سے دادی باہر نکلیں

" تم ابھی تک افلاطون بن کر گھوم رہی ہوں چلو کمرے میں جاؤ حلیہ درست کرو "

دادی اپنے آپ کو کچھ سخت کہنے سے روکا

حیا حورعین سے لالی پاپ جھپٹتی ہوئی کمرے میں بھاگی۔

شانزل نے شاہ زر کے کان میں سرگوشی کی

" تم سچ میں تیار ہو اس دو چوٹی والی لالی پاپ کی دیوانی افلاطون سے شادی کرنے کے لئے؟"

لہجہ سنجیدہ تھا مگر آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی شاہ زر نظر انداز کیا اور اٹھ کر دادی کو سلام کیا

حورین نے دادی کو بتایا کہ وہ کسی اور کے لئے نہیں بلکہ اپنے بھائی کے رشتے کے لئے آئی ہے حیا کی دادی تو نیلی آنکھوں والے خوبرو شہزادے پر واری صدقے جا رہی تھیں انہوں نے یہ کہہ دیا کہ

" حور تمہاری عادت و صفات سے سبھی واقف ہے یقیناً تمہارا بھائی بھی ایسا ہی ہو گا مجھے تو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں"

حورین کے چہرے پر الوہی چمک سے مزین رنگ بکھرے

"شکریہ دادی آپ یقین رکھیں حیا کو ہمارے گھر میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی"

شاہ زر نے حورین کو دیکھا وہ کسی دادی اماں کی طرح اپنے بھائی کی گارنٹی دے رہی تھی۔

"مجھے تم پر اور تمہارے بھائی پر پورا یقین ہے بچے، مگر کیا کروں میری عمر ہو گئی ہے نہ جانے کس وقت بلاوا آ جائے اور پھر تم حیا کے مزاج سے واقف ہو نہ جانے کب اس کا دماغ گھوم جائے اسی لئے بیٹا میری خواہش ہے کہ نکاح جلد از جلد ہو جائے"

"دادی یقین مانیں میری بھی یہی خواہش ہے"

شاہ زر اور شانزل دونوں حورعین کو دیکھ رہے تھے پھولے نہ سمانا محاورہ اس وقت حورعین پر فٹ تھا وہ بیک وقت دادی اماں اور چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی وہ بہت اعتماد اپنے بھائی کے لیے کھڑی تھی اور اپنے بھائی کی شادی کے لئے بے حد ایکسائیٹیڈ تھی۔

" دیکھو بیٹھا مجھے غلط مت سمجھنا میں مگر میری عمر اب پتا نہیں کتنا وقت دے اسی لیے کہہ رہی ہوں"

" جی دادی ہم سمجھ رہے ہیں"

تبھی حورعین کو میسج موصول ہوا

"تم جس کے بھی متّھے مجھے مارنے لگی ہو اس طلال کے بارے میں بتا دینا دادی نے مجھے سختی سے بتانے سے منع کیا ہے اسی لئے ان کے سامنے مت بتانا "

حورعین نے میسج پڑھا پھر موبائل بند کیا

" زمان اور نائلہ عاطف کے ساتھ عاطف کے ماموں کے یہاں گئے ہیں میں تو چاہ رہی تھی نکاح آج ہی ہوجائے"

دادی نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بات مکمل کی۔

" وہ تو ٹھیک ہے دادی لیکن والد کی غیر حاضری میں نکاح ؟"

شاہ زر نے کہا

"میں ذرا زمان سے فون پر بات کرلوں جب تک تم لوگ بسم اللہ کرو"

دادی کے جاتے ہی حورعین شاہ زر کی طرف متوجہ ہوئی

"ہائے اللہ شاہ کتنا اچھا ہو آپ کا نکاح آج ہی ہو جائے"

"تمہیں نہیں لگتا اس بارے میں پہلے تمہیں تمہاری دوست سے بات کر لینی چاہیے"
شاہ نے پتے کی بات کی تھی

اووووہ ابھی سے اس کی رائے معنی رکھتی ہے"

شاہ زر نے اسکے سر پر چپت لگائی

" میں سیریس ہوں، صنم"

"کوئی نہیں اس سے تو میں ابھی کہوں گی تو ابھی نکاح پڑھوا لے میری بہت چلتی ہے"

حورعین نے فرضی کالر اکڑائے حورعین کے نقش نقش سے خوشی پھوٹ رہی تھیں شانزل کوتو آس پاس کی خبر ہی نہیں تھی وہ اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا نہ اسے آواز آرہی تھی نہ حورعین کے سوا کچھ دیکھائی دے رہا تھا پوری دنیا جیسے پس منظر چلی گئ تھی۔

اسی لیے پوری گفتگو میں وہ خاموش تھا وہ بہت ہی انہماک سے حورعین کے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھ رہا تھا اسے ہمیشہ وہ ادھوری سی لگتی تھی کوئی ویرانی سی اس کی سبز آنکھوں سے چھلکتی تھی مگر آج وہ مکمل تھی اور بلاشبہ حسین بھی۔

دادی واپس آئیں

"بیٹا میری زمان سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہا ہے مطلب میری خواہش کی وجہ سے کہہ رہا ہے کہ آج نکاح کرلیں وہ راضی ہے رخصتی ان لوگوں کے آنے کے بعد کریں گے کوئی اعتراض تو نہیں بیٹا"

حورعین نے شاہ زر کی طرف دیکھا جیسے رضامندی چاہیے شاہ زر نے مسکرا کر رضامندی دی

حورین نے دادی سے کہا

" میں حیا کو بتاتی ہوں آج مغرب بعد اس کا نکاح ہے"

دادی نے اسے گلے لگا لیا اور شاہ زر کے سر پر ہاتھ پھیرا حورعین کی نظر شانزل پر پڑی تو منہ بنا کر حیا کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

شاہ زر نے شانزل کے کان میں سرگوشی کی

"شرم کر جاؤ، میں اس کا بھائی ہوں میرے ہی سامنے گھورے جا رہے ہو تمہاری بہن کے رشتے کے بات چل رہی ہے"

شاہ زر نے شانزل کو شرم دلائی جسکا شانزل پر رتی برابر بھی اثر نہ ہوا

" شرم تم کرو، لڑکی دیکھنے آئے تھے نکاح کر کے جاؤ گے تم زیادہ فاسٹ فارورڈ نہیں ہو "

"اپنی اپنی صلاحیتیں ہیں"

" فکر نہیں کرو صلاحیتیں تو حیا ہی ابھارے گی تمہاری"

دونوں مگن تھے تبھی دادی نے کہا

"تم لوگوں نے تو کچھ کھایا ہی نہیں لو نہ بیٹا"

-------------------------

حورعین حیا کے کمرے میں آئی تو حیا نے پوچھا

" تم نے ان لوگوں کو طلال والے قصے کے بارے میں بتایا؟"

" پہلے تو مجھے یہ بتاؤ تم یہ نمونہ بن کر کیوں گھوم رہی ہو"

" ارے یار بتایا تو تھا تمہیں"

ویسے میں یہ بتانے آئی ہوں کہ شام میں مغرب بعد تمہارا نکاح ہے اور رخصتی تمہارے ابو کے آنے کے بعد ہے"

" ایسا ابو نے کہا"

" ہاں دادی نے فون پر بات کی تھی"

" ایسا نہیں ہے میں بتاتی ہوں کیا ہوا ہو گا ابو نے کہا ہو گا کہ میں ایک مرتبہ خرچہ اٹھا چکا ہوں دوبارہ خرچہ نہیں کروں گا اسی لئے جلد از جلد مجھے دفع کریں"

"تم۔۔۔۔"

حورعین آگے کچھ کہتی اس سے پہلے دروازے پر دستک ہوئی اور شانزل داخل ہوا

" ہو گئے سہیلیوں کے راز و نیاز ؟"

"آپ کو اس سے کیا"

حورعین نے اکھڑ کر جواب دیا

" ارے بابا میں تو اس لئے آیا تھا کہ شاپنگ نہیں کرنی حیا کے لیے؟ میں بھائی ہوں تو میرا فرض ہے""

ھیا کھکھلا کر ہنسی

"آپ تو حور سے ڈرنے لگے ہیں"

" سب کے دن آتے ہیں"

شانزل نے ایک ادا سے جواب دیا

" چلیں نہ شاپنگ کرنی ہے وہ میں اپنی پسند سے کروں گی"

حورعین نے اشتیاق سے کہا

"چلو "

حیا بھی تیار ہوگئی جہاں شاپنگ ہو وہاں حیا نہ ہو یہ تو نا ممکن ہے۔

" ذرا نہا دھو لو ویسے بھی گھر میں بیٹھو ورنہ روپ نہیں آئے گا "

" ٹھیک ہے دادی اماں "

حیا نے تپ کر حورعین کو جواب دیا

"ارے یار میرے بچوں کو تو آنے دو پھر ان کے بچوں کی باری آئے گی تب حور دادی اماں کہلائے گی پہلے اماں تو کہلانے دو"

شانزل کی بات پر حورین کا چہرہ سرخ ہوا اور حیا کی ہنسی چھوٹ گئی حورعین نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی اور باہر نکل گئی۔

-----------------------------

حورین نے ساری شاپنگ اپنی پسند سے کی

"شاہ اپ پر یہ اچھا لگے گا "

"جو میری صنم کو پسند ہے وہی پہنوں گا"

" آپ کو پتہ ہے میں آسمانوں پر اڑ رہی ہوں"

" زمین پر آجاؤ عصر ہونے والی ہے میں یہ پیک کرواتا ہوں تم اپنے لیے ڈریس دیکھو"

کہہ کر شاہ زر ا چلا گیا

"آہمم آہمم میرے لئے کیا پسند کیا ہے"

شانزل نے دلکشی سے کہ

"میں چھچھورے لوگوں کے لئے شاپنگ نہیں کرتی"

" لاحول پڑھو ، تم مجھے چھچھورا کہہ رہی ہو؟ میں نے کونسی چھچھوروں والی حرکت کی ہے؟"

"آپ۔۔۔آپ مجھے دیوار کے پار سے دیکھتے تھے، آپ نے مجھے آنکھ ماری ،مجھے گھور گھور کر دیکھتے ہیں اور اوپر سے اول فول بولتے ہیں"

حورعین نے سب کچھ گنوا یا شانزل چہرے پر دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

" گھور کا نہیں دیکھتا ہوں محبت سے دیکھتا ہوں"

"ہونہہ، ہٹیں کپڑے دیکھنے دیں"

" نہیں میں پسند کروں گا تو وہی روکھے پھیکے رنگ پسند کروں گی "

" زیادہ پھیلیں مت روٹھی ہوئی ہوں آپ سے"

شانزل کو ایک بات سمجھ آگئی کہ اب اسے کسی بھی طرح اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو منانا پڑے گا وہ ہر بات پر ایک ہی جملہ اس کے منہ پر دے مارتی تھی

"روٹھی ہوئی ہوں آپ سے"

در پردہ وہ چاہتی تھی شانزل اسے منائے ایک مان تھا اسکے لہجے میں جیسے اسکی غلطی کے باوجود شانزل ابراہیم اسے منائے گا۔

شانزل اسکی بات پر مسکرایا اور پھر اس کے لیے کپڑے پسند کرنے لگا اسے پتہ تھا حورعین جہانزیب شانزل ابراہیم کی بات ٹال ہی نہیں سکتی۔

------------------------------

شاہ زر حورعین اور شانزل نے ایک کمرہ بک کیا اور وہاں تیار ہو کر مغرب بعد حیا کے گھر پہنچے وہاں پر اعظم بھائی آچکے تھے اور کچھ جاننے والے بھی

حورعین جلدی سے حیا کے کمرے میں گئی اسے تیار کیا۔

حورعین کالے رنگ کے گرارے میں جس پر گولڈن رنگ کی زردوزی اور موتیوں کو کام تھا نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہیں شانزل ابراہیم کالے پٹھانی میں اپنی تمام تر وجاہت سمیت چھایا ہوا تھا دونوں بلیک لو برڈز کے کیا ہی کہنے تھے

سفید کرتا شلوار پر گولڈن واسکٹ پہننے نیلی آنکھوں والے شاہ زر جہانزیب کی چھب ہی نرالی تھی۔

تبھی حورین گھونگھٹ میں چھپی حیا کو لے کر آئی حیا سرخ رنگ کے جوڑے جس پر آئینوں اور زردوزی کا نفیس کام تھا سہج سہج کر قدم اٹھاتی آئی

حورعین نے اسے شاہ زر کے پاس میں بٹھایا تھا

شانزل نے حیا کے سر پر ہاتھ رکھا جیسے اپنے ہونے کا یقین دلا رہا ہو

پھر قاضی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا

" حیا زمان ولد زمان عبیر آپ کا نکاح شاہ زر جہانزیب ولد جہانزیب سکندر کے ساتھ بعوض ایک کروڑ روپے مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟"

حیا نے جھٹکے سے سر اٹھایا

کیا اس کا نکاح شاہ زر سے ہو رہا تھا یک لخت اس کے منہ سے نکلا

" باگڑ بلّا؟"

یہ سرگوشی اس نے خود سے کی تھی مگر شاہ زر کے کانوں تک پہنچ گئی شانزل نے حیا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو حیا نے کہا

" قبول ہے"

حیا کا دل بہت زور سے دھڑکا۔

"قبول ہے"

" قبول ہے "

ہر مرتبہ دل نے دھڑک کر اپنے ہونے کا ثبوت دیا دل تو پہلے بھی دھڑکتا تھا مگر اب کی بار ان دھڑکنوں کی لے ہی نرالی تھی حیا کو خود پر تعجب ہو رہا تھا

پھر قاضی صاحب شاہ زر کی طرف متوجہ ہوئے

"شاہ زر جہانزیب ولد جہانزیب سکندر آپ کا نکاح حیا زمان ولد زمان عبیر سے بعوض ایک کروڑ روپے مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے"

"قبول ہے"

فضا میں شاہ زر کی گھمبیر آواز گونجی اور حیا کی دل کی دنیا میں ایک طوفان اٹھا تھا۔

"قبول ہے"

حیا کا دل دوسری مرتبہ شاہ زر کی آواز پر اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے لگا اب اس کا دل باہر آجائے گا

"قبول ہے"

حیا کو لگا اس کا روم روم عضوِ سماعت بنا ہوا ہے حیا کو خود کی کیفیت پر حیرانی ہوئی تھی وہ آج سے پہلے کبھی اس صورتحال سے نہیں گزری تھی

بس اسی وقت وحی کی صورت میں حیا زمان کے دل میں شاہ زر جہانزیب کی محبت نازل ہوئی تھی یہی لمحہ تھا نزولِ محبت کا۔

ایجاب و قبول کے بعد مبارک باد کا سلسلہ شروع ہوا۔

-------------------------

" رخصتی مہینے بھر بعد طے پائی ہے"

حورعین نے حیا کو بتایا جو کمرے میں بیٹھی اپنے ہتھیلی پر غور و خوض کر رہی تھی۔

"تم نے سوچا بھائی کے بارے میں ؟"

مرغے کی وہی ایک ٹانگ۔حورین تو جھنجھلا گئی

"نکاح ہوا ہے تمہارا شادی نہیں، شادی کے بعد سوچوں گی"

" تمہیں پتا ہے اشعر ہانیہ تک خبر پہنچ گئی ہے دونوں ہی بپھرے ہوئے ہیں میں نے کہہ دیا کہ پرسوں گھر آجائیں میں ڈنر بناؤں گی ،ویسے میرے ابو کی بیوی کی شکل تو دیکھنے لائق ہو گی"

"تم سدھرنا مت، ہمیں کچھ کام آگیا ہے اسی لیے ابھی نکلنا ہو گا تم کب چلوں گی؟"

" میں تو کل جاؤں گی تم لوگ بھی پرسوں آ جانا ڈنر پر تم بھی کیا یاد رکھو گی"

شانزل بھی حیا سے مل کر چلا گیا

______________

حیا بیڈ پر لیٹی خود کی کیفیّت پر حیران ہو رہی تھی اسے خود پر شاہ زر جہانزیب حاوی ہوتا محسوس ہوا۔

اسے وہ آج تک ملتی آئی تھی بے شک وہ خوبصورت تھا اس سے بھی زیادہ مگر اس نے شاہ زر کی طرف کبھی دھیان نہیں دیا لیکن نکاح کے بعد اس کے دل میں کن؛ من؛ سے جذبات کھلبلی مچا رہے تھے۔

وہ نیلی آنکھوں والا شخص اسے اپنے حواسوں پر چھاتا ہوا محسوس ہوا

حیا نے زیر لب کہا

"حیا اور شاہ زر "

"حیا شاہ زر"

"حیاشاہ زر جہانزیب "

ایک مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو چھو گئی

رات بھر حیا نے اپنا نام دہرایا۔

اسے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ اسکا نکاح کس سے ہو رہا ہے۔نہ حیا نے پوچھا نہ حورعین نے بتایا۔اسے تو یہ تجسس ہی نہیں تھا کہ اسکا نکاح کس سے ہو رہا ہے وہ تو بس حورعین کو خوش دیکھنا چاہتی تھی۔

مگر حیا کو لگا اس کے احساسات بدل رہے ہیں۔

-----------------------

گھر پہنچنے کے بعد شانزل اور شاہ زر کسی کام سے چلے گئے شاہ زر دیر رات گھر لوٹا تھا اسکے انتظار میں حورعین دیر سے سوئی اسی لئے دوسرے

دن جب تک وہ اٹھی شاہ زر آفس جا چکا تھا۔

لنچ تک وہ اچھی خاصی بور ہو چکی تھی وہ ابھی ابھی نہا کر نکلی تھی گیلے بال پشت پر ایسے ہی بکھرے ہوئے تھے۔

لان میں چیئر پر بیٹھے اس کا دھیان بھٹک کر شانزل کی طرف چلا گیا۔

بھاری بوٹوں کی آہٹ پر وہ چونک کر خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی اس سے پہلے پلٹ کر دیکھتی کسی نے اس کے اوپر بڑا سا کالا کپڑا ڈالا وہ چھٹپٹا کر باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگی مگر مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ اتنی حواس باختہ ہوئی کہ منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی

اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرنے لگی مگر مقابل نے اسے اٹھا کر کار میں ڈال دیا حورین نے ایک گہری سانس لی اور اپنے حواس بحال کرنے لگیں لیکن وہ چونک گئی

جب ہوش ٹھکانے لگے تو عقل سے سارے پردے ہٹتے چلے گئے پہلے وہ حواس باختہ تھی پھر ہوش میں آئی پھر حیران ہوئی اور اب حیرانگی کی جگہ غصے نے لے لی

" میں کہتی ہوں ہٹائیں اسے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"

گاڑی میں ایک جاندار قہقہہ گونجا حورعین نے محسوس کیا گاڑی رکی

پھر کسی نے حورعین پر سے کالا کپڑا ہٹایا حورین جھپٹنے کے انداز میں مڑی

" آپ کو شرم نہیں آئی ایسی حرکت کرتے ہوئے"

" اب اس میں شرم کیسی "

حورعین سامنے بیٹھے مطمئن سے شانزل کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگئی

" کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ نے یہ حرکت کیوں کی؟"

شانزل نے بڑے آرام سے کار سٹارٹ کر کے راستے پر ڈالی

" کرنی پڑی، میں مجبور تھا"

شانزل کا اطمینان قابلِ دید تھا

"تو مسٹر مجبور انسان، مجھے اپنی مجبوری بتانے کا تکلف کریں گے ؟"

"میری مجبوری یہ ہے کہ میری بیوی بالکل میری طرح ضدی ہے"

حورین ک امنہ ہی کھل گیا

"میں ضدی ہوں؟"

یہ سوال ہر گز نہیں تھا

" میری بیوی نخریلی بھی بہت ہے "

حورعین تو تپ گئی شانزل نچلا لب دبائے مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ا۔۔۔۔ابھی کے ابھی گاڑی روکیں"

"کیوں ؟"

"کیونکہ میں کہہ رہی ہوں ابھی کے ابھی گاڑی روکیں مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ "

"دیکھ لو میری بیوی کس قدر مغرور ہے"

حورین بھنّا گئی اور پھر منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔اس کے پھولے پھولے منہ کو دیکھ کر جو خواہش شانزل ابراہیم کے دل میں جاگی اگر وہ اس پر عمل کرتا تو حور نے یقیناً اسے گاڑی سے باہر پھینک دینا تھا۔

" ویسے تم نے مجھے پہچانا کیسے"

" آپ کی بیوی منہ پھٹ بھی ہے اسی لئے میں نہیں بتاؤں گی"

شانزل نے ایک اور جاندار قہقہہ لگایا اور گاڑی روک دی حور باہر نکلی اور پوری قوت سے دروازہ بند کیا

شانزل بھی باہر نکلا حورعین بغیر آس پاس دیکھے آگے بڑھنے لگی

"حور "

آج بھی شانزل ابراہیم کی ایک پکار حورعین شانزل ابراہیم کے قدم زنجیر کرلینے کو کافی تھی

حورین رکی

" چاہے دے یار خوشیاں....."

شانزل کی انتہائی دلفریب آواز فضا میں گونج اٹھی

حورعین نے مڑ کر دیکھا

"ہو جائیں اب میں سے ہم......"

وہ headworn mic پہنے پوری شان سے قدم اٹھاتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا وہ اس قدر دلفریب آواز میں گنگنایا تھا کہ لوگ آس پاس جمع ہونے لگے mic کی وجہ سے دور دور تک اس کی آواز گونج رہی تھی۔

" دل میں تو جگہ دے۔۔۔"

" یہ فاصلوں کو کردے تو کم۔۔۔"

یہ التجا کرتے ہوئے شانزل نے اپنی ہتھیلی حورعین کے سامنے پھیلائی۔

شانزل ابراہیم اپنی آواز کی صورت میں حورین پر طلسم پھونک رہا تھا۔حورعین نے میکانکی انداز میں اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا

"مانگی مانگی دعا مانگی ہے۔۔۔"

شانزل وہی ہاتھ پکڑ کر حورعین کے ساتھ ڈانس اسٹیپ کرنے لگا اوپر سے گلاب کی پنکھڑیوں کی برسات ہونے لگی۔

حورعین نے سر اٹھا کر دیکھا تو اوپر ہیلی کاپٹر منڈلاتے ہوئے پھولوں کی برسات کر رہا تھا وہ مسکرائی پھر شانزل کو دیکھا اور پوری طرح اس کا ساتھ دینے لگی۔

" بس یہی دعا مانگی ہے "

"میں دن بدن تجھ میں رہوں۔۔۔"

"اووو۔۔۔"

"اف تک نا یارا کروں۔۔۔۔"

وہ دونوں آس پاس بھلائے پوری طرح بڑی مہارت سے اسٹیپس لے رہے تھے شانزل پورے سر و ساز کے ساتھ اپنی آواز کا سحر فضا میں پھیلا رہا تھا پھولوں کی برسات ہنوز ہو رہی تھی شانزنے حورعین کی انگلی پکڑ کر اوپر کی اور گول گول گھمانے لگا

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔ہاں رہوں۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔اووو۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔ہاں رہوں۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔"

شانزل نے اسے گول گول گھماتے ہوئے اپنے ایک بازو پر گرایا حورعین شانزل کی آنکھوں میں کھوئی تھی اوپر سے ایک ( rope) رسّی آئی شانزل نے دوسرے ہاتھ سے rope میں لگے loop کو اپنی جیکٹ میں لگایا نظریں ہنوز حورعین کی سبز آنکھوں کو باندھے ہوئے تھی۔

اور وہ اسی طرح گنگنایا

" برسوں سے چاہا ہے جو

وہ چاہت ہے تو۔۔۔چاہت ہے تو

آنکھوں میں خواب ہے جو

وہ خواب ہے تو۔۔۔خواب ہے تو"

آخری مصرعے پر حورعین کو لگا وہ ہواؤں میں ہے

حورین نے نیچے دیکھا وہ حقیقتاً ہواؤں میں تھی۔وہ روپ (rope) ہیلی کاپٹر سے لٹکی تھی وہ دونوں اوپر اٹھتے جارہے تھے

حورعین کسی روپ سے نہیں بندھی تھی اس کے گرد شانزل ابراہیم کے مضبوط بازو کا حصار تھا۔

میری روح کا جو سکون

مجھ پہ ہے تیرا جنون

پھول ابھی برس رہے تھے ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ گول گول چکر لگانے لگا

"مانگی مانگی دعا مانگی ہے۔۔۔"

" بس یہی دعا مانگی ہے "

"میں دن بدن تجھ میں رہوں۔۔۔"

"اووو۔۔۔"

"اف تک نا یارا کروں۔۔۔۔۔"

ہیلی کاپٹر مزید تیزی سے چکر لگانے لگا حورعین ایک لمحے کو بھی خوف کا شکار نہ ہوئی۔وہ دونوں بغیر پر کے ہواؤں میں اڑ رہے تھے۔

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔ہاں رہوں۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔اووو۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔ہاں رہوں۔۔۔"

" تیرا ہو کے رہوں۔۔۔"

پوری کائنات میں صرف شانزل ابراہیم ہی تھا جو اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو اس انداز سے منا سکتا تھا وہ اس کا ہونا چاہتا تھا حورعین کو اور کیا چاہیے تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ساکت تھے وہ خاموش ہوا تو نیچے سے شور اٹھا

"KISS HER....

"KISS HER....."

آدھا شہر نیچے جمع تھا وہ دونوں تو کب سے کھوئے ہوئے تھے انہوں نے نیچے دیکھا تو اس وقت وہ لوگ شہر کی سب سے مشہور شاہراہ پر آسمان پر تھے

لوگ اپنی اپنی گاڑیاں روک کر اس شہزادے کو بہت فیاضی سے محبت لوٹاتے اور پھولوں کی شکل میں وفائیں برساتے اشتیاق سے دیکھ رہے تھے۔

حورین نے پھر شانزل کی آنکھوں میں دیکھا وہ آنکھوں میں محبت کا ایک جہان آباد کیے شوخ نظروں سے حورین کو دیکھ رہا تھا جو مسکراہٹ اس کے لبوں پر ناچ رہی تھی اسے دیکھ کر حورین گھبرا گئی پلکیں لرز کر جھک گئیں

" پلیز شان۔۔۔سب دیکھ رہے ہیں"

شانزل ابراہیم کے پھونکے ہوئے طلسم میں تو دنیا سے بیگانی ہوگئی تھی مگر اب اسے ٹوٹ کر شرم آرہی تھی اس نے شرما کر اپنا سر شانزل کے کندھے پر رکھ کر چہرہ چھپا لیا۔

اگر شانزل کوئی پیش رفت کرتا تو وہ پھر سے روٹھ جاتی بہت مشکل سے شانزل نے خود کو روکا مگر اس کی معصومیت پر شانزل کا دل پہلو میں لوٹ کر رہ گیا۔

شانزل نے بہت مشکل سے اپنے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالا اور اور ایک ہاتھ سے اشارہ کیا۔

ہیلی کاپٹر آگے بڑھنے لگا پھر شانزل نیچے کھڑی عوام کو کہا

"we need some privacy, guys"

جس شوخ انداز سے اس نے یہ جملہ ادا کیا تھا نیچے کھڑے لوگوں نے ہوٹنگ شروع کر دی حورعین نے کچھ اور اپنا چہرہ چھپا لیا۔

شانزل ابراہیم کو پتہ تھا بلکہ پوری دنیا جانتی تھی اس کے اظہار کی طرح یہ واقعہ بھی کل کے اخبار اور نیوز چینل کی زینت بننے والا تھا۔

-------------------------------------

وہ دونوں اس وقت سمندر کے کنارے کھڑے تھے اور سورج غروب ہو رہا تھا حورین کا ہاتھ اب بھی شانزل کے ہاتھ میں تھا

" اب تو بتا دو تم نے مجھے کیسے پہچانا ؟"

" مسٹر مجبور انسان، آپ کا جب اگلی مرتبہ مجھے کڈنیپ کرنے کا ارادہ ہو تو میں بتا دوں کہ میں آپ کو آپ کے لمس سے پہچانتی ہوں" شانزل مسکرایا۔

" میں آپ کو پہلے ہی پہچان لیتی مگر میں اچانک حواس باختہ ہو گئی تھی، مجھے احساس ہوا کہ یہ کوئی اور نہیں میرے شوہر نامدار ہیں مگر میں نے اپنے خیال کی نفی کی کیونکہ اس وقت میں آپ کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی مجھے لگا ہو سکتا ہے میرا یہ خیال غلط ہو۔۔جب میں نے خود کو ریلیکس کرنے کے لئے گہری سانس لیں تب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کوئی اور نہیں میرے شوہر نامدار ہیں میں تو آپ کو آپ کی خوشبو سے بھی پہچانتی ہوں"

شانزل کو لگا اسکی روح اندر تک شاد ہو گئی ہو

"یعنی اگلی مرتبہ مجھے ان چیزوں کا دھیان رکھنا ہو گا"

حورعین اس طرح ہنسی جس طرح کوئی بڑا کسی بچے کی نادانی پر ہنستا ہے

"خام خیالی ہے آپ کی،،،، میں تب بھی آپ کو پہچان لوں گی، دراصل میں نے ابھی بھی آپ کو پہچان لیا تھا میرے لاشعور میں یہ بات تھی کہ یہ آپ ہی ہے مگر حواس باختگی کی وجہ سے میں نے اس پر دھیان نہیں دیا میں ایک بات بتا دوں لمس اور خوشبو تو بہت بعد کی بات ہے میں تو آپ کو آپکی آہٹ سے پہچانتی ہوں "

حورعین بڑے مزے سے اپنی صلاحیتوں کا تذکرہ کر رہی تھی اسکی محبت پر شانزل کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔

"اب تو روٹھی ہوئی نہیں ہو نا ؟"

"روٹھنے لائق چھوڑا کہاں ہیں آپ نے"

" تو چلیں گھر ؟"

"آپ مجھے میرے گھر چھوڑ دیں؟"

"کیوں؟"

شانزل تقریباً چیخا تھا

"ایویں، آپ کے ساتھ چلی جاؤں۔ آپ پورے طریقے سے میرے گھر آئیں گے اور میرے بھائی سے مجھے مانگ کر لے جائیں گے "

" حور؟"

شان کی آواز صدمے سے چوُر تھی۔

" آپ میری بات نہیں ٹالیں گے "

لہجے میں نہ دھمکی تھی، نہ استحقاق، نہ ہی التجا، اور نہ ہی یہ سوال تھا، اس کا لہجہ مان سے لبریز تھا شانزل ابراہیم کس طرح اسکا مان توڑ دیتا۔

ٹھیک ہے،،، مگر ایک بات مجھے سمجھ آگئی ہے مستقبل قریب میں تم نے میری ایک نہیں سننی، ہونا وہی ہے جو تم چاہتی ہو،،، اف خدا میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کوئی مجھے اپنے تابع کر سکتا ہے"

حورعین کھکھلا کر ہنس پڑی

"واہ کافی سمجھدار ہو گئے ہیں آپ؟ بالکل ٹھیک پیشین گوئی کی ہے مستقبل کی"

سورج غروب ہو چکا تھا، اپنے ساتھ تمام کدورتیں، شکوے، غم، ناراضگی، غصہ سب لے ڈوبا تھا۔

-------------------------------------

آج حیا کے گھر پر ڈینر تھا شاہ زر اور حورعین، حیا کے اپارٹمنٹ پہنچے تو شانزل کی گاڑی بھی ان کے پیچھے آکر رکی حورعین نے شانزل کو دیکھ کر منہ بنایا۔

شانزل نے شاہ زر سے مصافحہ کیا پھر وہ لوگ اندر کی طرف بڑھنے لگے شانزل نے ھورین کے کان میں سرگوشی کی

"منہ بگاڑنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتا ہے مجھے دیکھ کر تم خوش ہو رہی ہو"

جیسے ہی وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو ایک بال اڑتی ہوئی آ کر شاہ زر کے کندھے پر لگی

"یا ہوووو۔۔۔ہم جیت گئے "

جی بالکل یہ آواز حیا کی تھی محترمہ اپارٹمنٹ کے بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنے میں مصروف تھی۔

وہ کود کود کر اپنی جیت کا جشن منا رہی تھی اور بچے اس کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ نکاح والے جوڑے میں تھی۔حیا کی نظر ان تینوں پر پڑی تو بچوں کو دفع کر کے ان کے پاس آئی اس نے مشترکہ سلام کیا۔

اور حورعین کا میٹر گھوم گیا

"تم انسان نہیں بن سکتی کیا؟"

" تمہارے لیے تو میں کچھ بھی بن سکتی ہوں"

وہی لاپرواہ اندازہ حیا کا خاصہ تھا۔

حیا کی نظر شاہ زر پر پڑی ڈارک بلو ٹوپیس میں ہم رنگ آنکھوں کے ساتھ وہ حیا کی دل کی دنیا

تہہ و بالا کر گیا۔

" اس قدر ہینڈسم لگیں گے تو میری جان ہی نکل جائے گی"

حیا نے دل میں سوچا تبھی پیچھے سے ہانیہ کی آواز آئی

"آپی۔۔۔اشعر کے بچے کو سمجھا دیں مجھے تنگ کر رہا ہے"

" آ رہی ہوں،،، چلیں اندر"

" یہ دونوں پہنچ گئے؟"

حورعین نے سوال کیا

"صبح صبح ہی دھمک پڑے تھے جان کھائی ہوئی ہے میری "

"یہ دونوں ابھی تک ایسے ہی ہیں؟"

شانزل نے پوچھا

" بالکل ویسے ہی سانپ اور نیولا"

دروازہ کھلتے ہی ہانیہ کی رونی شکل نظر آئی سبھی صوفے پر براجمان ہوئے

" تمہارے منہ پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں ؟"

حورعین کو ترس آیا اس پر۔

" ابھی اس میں شکایت کا پٹارا کھول لینا ہے "

حیا نے تپ کر کہا

" ہاں تو کیا کروں آپ کا وہ دو دن بڑا کزن مجھے بھینس کہہ رہا ہے، بتائیں ان کپڑوں میں بھی لگ رہی ہوں ؟"

جواب حیا کی طرف سے نہیں اشعر کی طرف سے آیا تھا جو کچن سے ایپرن پہنے ہاتھ میں کفگیر لیے وارد ہوا تھا۔

" غلطی ہوگئی تم بھینس نہیں کی گینڈے کی بہن لگ رہی ہو"

" یار کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

شانزل نے ٹوکا۔

" تو کیا کروں بھائی، دیکھں ذرا مجھ پر کتنا ظلم ہو رہا ہے، دو دو لڑکیاں گھر میں موجود ہے اور میں پوریاں تل رہا ہوں"

شاہ زر کو یہ سب عجیب لگا مگر یہ حیا کے کزن ہے تو ایسے ہی ہونے ہے یہ کہہ کر خود کو سمجھا لیا۔

اشعر کے وجہ بتانے پوری حورعین نے اپنا سر پیٹ لیا

"حیا، یہ کیا حرکت ہے"

" جتنا اس نے ہمیں تنگ کیا ہے اتنا تو بنتا ہے، ویسے بھی چار پوریاں تلنے سے یہ گھس تھوڑی جائے گا"

اشعر کی نظر اجنبی چہرے یعنی شاہ زر پر پڑی

" آپ غالباً شاہ زر جہانزیب ہیں؟"

اشعر نے پوچھا

"اسلام و علیکم "اشعر نے ہاتھ ملایا

پھر حورین کی طرف متوجہ ہوا

" حور تمہیں ذرا ترس نہیں آیا اپنے بھائی پر،،،، اس آفت کی پرکالہ کو اپنے بھائی کے مٹھے مارتے ہوئے"

وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا حیا نے پاس پڑا کشن اٹھا کر دے مارا

" نکلو تم یہاں سے پوریاں تلو"

اشعر چلا گیا

"السلام علیکم ،میں ہانیہ ہوں حیا آپی کی کزن"

" وعلیکم السلام "

شاہ زر نے جواب دیا۔

"ہائے آپی یہ تو بہت ہینڈسم ہے "

ہانیہ نے دل کی بات زبان پر لانے میں دیر نہیں کی

شانزل نے کہا

"یہی جملہ تم نے مجھے دیکھ کر بھی کہا تھا"

"تو کیا کروں آپ لوگ اتنے خوبصورت ہو کیا کھاتے ہو"

"فی الحال تو کھانا کھا لو،بد تمیز لڑکی"

اشعر نے کچن سے ہانک لگائی

" تم چپ کر جاؤ بد تمیز لڑکے"

ہانیہ نے دوبدو جواب دیا

"چلو اٹھو ہم ٹیبل سیٹ کرتے ہیں ورنہ اس ابلا ناری نے طعنے مار مار کر کان کھا جانا ہے"

حیا کے کہنے پر وہ دونوں بھی ٹیبل سیٹ کرنے اٹھ گیئں۔

--------------

سبھی کھانے کے دوران ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے مگر اشعر اور ہانیہ وزن دار بحث میں مشغول تھے حیا کی نظر بھٹک بھٹک کر شاہ زر پر جا رہی تھی۔

"توبہ میں کیا کر رہی ہوں؟

پھر حیا نے اپنی توجہ بڑی مشکل سے حورعین کے بنائے ہوئے چیز آملیٹ پر مبذول کی ابھی پہلا نوالہ اٹھایا ہی تھا کہ بیل بجی اوہ کون آ گیا کہہ کر حیا دروازے پر چلی گئی اشعر نے موقع غنیمت جانا اور چیز آملیٹ کی پلیٹ اٹھالی

"اشعر حیا آپی تمہیں چھوڑیں گی نہیں "

"تم چپ کرو یہ بدلہ ہے"

" دیکھو اشعر یہ میں نے بنایا ہے حیا بہت غصہ کرے گی"

حورین نے بھی نتیجہ سے باخبر کیا

"اسے تو میں دیکھ لوں گا اتنا تو میرا تنگ کرنا بنتا ہے'

اشعر نے جلدی جلدی آملیٹ ختم کیا پھر آس پاس پڑے گلدان وغیرہ ہٹا دیے

"یہ کیوں کر رہے ہو؟"

شاہ زر نے سوال کیا

" آپ کی منکوحہ نہایت ہی ظالم ہے جو ہاتھ میں آیا اٹھا کر دے مارنا ہے آپ بھی اپنے گھر سے ایسی بھاری چیزیں نکال دیجیئے گا"

اشعر نے مفت مشورہ دیا

تبھی حیا واپس آئی

اور اپنی پلیٹ خالی دیکھ کر اس کا چہرہ اس کے کپڑوں کی طرح سرخ ہوا شرم سے نہیں غصے سے۔

"تم۔۔۔تم کلمہ پڑھ لو اشعر احمد اب جو تمہارا حال ہو گا تیار رہنا اس کے لیے"

پھر ہانیہ کی طرف مڑی

" قسم لے لیں آپی میں نے سونگھا تک نہیں آملیٹ"

حیا خاموشی سے وہاں سے چلی گئی

"غصہ دلادیا اسے اب وہ کھانا نہیں کھائے گی تو؟" شانزل کو افسوس ہوا

" بھائی یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی ہے"

اشعر نے بتایا

"مجھے تو متوقع حالات سوچ سوچ کر بڑا مزہ آ رہا ہے، تمہارا جو حشر حیا آپی کریں گی واہ"

ہانیہ نے چٹخارہ لیا

" ڈراؤ تو مت یار"

اشعر تھوڑا تھوڑا ڈر گیا

پھر حیا خاموشی سے واپس آئی اور ڈنر کرنے لگی سب کو تعجب تو ہوا لیکن خاموش رہے

ڈنر کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا۔

کھانے کی تعریف پر حیا نے گردن اکڑا کر بتایا کہ اس نے پکایا ہے

"شاہ زر آج آپ حور کو یہیں چھوڑ دیں"

اس کے براہ راست مخاطب کرنے پر اشعر نے ہوٹنگ کی اس ہوٹنگ کا جواب حیا نے ایک زور دار دھموکے سے دیا

" آپ خیر منائیں شاہ زر بھائی آپ کا مستقبل خطرے میں ہے"

" آپ چھوڑ دیں حور کو، کل صبح لے جایئے گا اتنے دنوں سے ہم دور ہیں"

' اتنے دنوں سے ہم دور ہے' کہنے پر شاہ زر حیا کو عجیب نظروں سے دیکھا

"رہنے دو بھائی ایسے مت دیکھو میں نے تو اس سے زیادہ رومانٹک سین دیکھے ہیں ان دونوں میں"

جواب شانزل کی طرف سے تھا

"ٹھیک ہے میں صبح لے جاؤں گا"

تبھی حیا کا فون بجا

"جی رادیہ بھابھی یہ لوگ یہیں ہے کل جائیں گے"

"پوچھیئے مت یہ اشعر کا بچہ آیا ہے-----"

"اشعر کا بچہ آیا نہیں ہے ، آنے والا ہے سات مہینے بعد"

حیا کی بات اشعر نے کاٹی

حیا نے فون چھوڑ کر اسے غور سے دیکھا یہ بات تو اسکے سر پر سے گزر گئی۔ہانیہ نے یک لخت اپنا سر پیٹ لیا

"مطلب"

حیا نے مطلب پوچھا

"مطلب یہ کہ تم پھپھو کے عہدے پر فائز ہونے والی ہو اور ما بدولت اشعر احمد ابّا کے عہدے پر"

ایک زور دار دھموکہ ہانیہ نے اشعر کی پیٹھ پر جڑا۔

"ایسے بتانے والے تھے تم"

حیا کو کچھ دیر بعد ہوش آیا

"آ آ آ آ۔۔۔۔۔"

اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی وہ دھپ سے اشعر کے پاس بیٹھ گئی

" ارے واہ اشعر میں۔۔۔میں پھوپھو ارے واہ "

"مبارک ہو بھئی "

شانزل نے مبارکباد دی

حور نے بھی دی اور شاہ زر نے بھی پھر سوال کیا "تمہاری وائف؟"

سب نے تعجب سے شاہ زر کو دیکھا پھر حیا نے بتایا "اس نمونے کے لئے یہ نمونی ہی سہی تھی "

"اوہ تو آپ ہے مسز اشعر"

شاہ زر کو حیرت ہوئی

حیا کی ایکسائیٹمنٹ ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھی

"ارے واہ اشعر تمہارے بچے میرے آس پاس گھومیں گے، میں نے تو نام بھی سوچ لیے ہیں چیاؤں، میاؤں، پیاؤں، باقی کے بعد میں سوچو گی "

اشعر نے شاید اسکی پوری بات نہ سنی اسے تو بچوں کی تعداد نے ہولا دیا

" ہیں؟ تم کتنے بچے ایکسپیکٹ کر رہی ہو؟"

اشعر کے ساتھ سبھی کو جھٹکا لگا

"ارے جتنے بھی ہو میرے لیے تو کم ہوں گے"

" تم نے کیا ہمیں جانور سمجھ رکھا ہے بس ایک پر اکتفا کرو"

سبھی کے قہقہے چھوٹے اور ہانیہ کا چہرا سرخ ہوا ہانیہ نے اس کی پوری بات سنی تھی اسی لیے ہانی کی سوئی ابھی تک نام پر اٹکی تھی

" آپی آپ سچ میں چیاؤں، میاؤں، پیاؤں نام رکھیں گی؟"

"ہاں تو میں خالہ بھی ہوں اور پھو پھو بھی تو نام میں ہی رکھو گی"

ہانیہ دل تھام کر بیٹھ گئی

" تنگ مت کرو حیا، نہیں ہانیہ ہم کوئی اچھا سا نام رکھیں گے"

حورعین نے ہانیہ کو تسلی دی

حیا کی شرارتوں نے شام کو یادگار بنادیا تھا حورین کو جاتے وقت شاہ زر نے ڈھیر ساری نصیحتیں کی تھی۔

----------------------------------

صبح شانزل اور شاہ زر ساتھ میں آئے تھے۔حیا دروازے پر ہی کھڑی تھی ان دونوں کو دیکھ کر دوڑ کر ان کے پاس آئی

"بھائی آپ کے پاس کوئی بلیڈ یا ٹریمر ہے؟"

اس نے رازدارانہ انداز میں پوچھا

"ہاں، شاید گاڑی میں شیونگ کٹ ہے، تم نے کیا کرنا ہے ؟"

"مجھے دے دیں"

" کیوں؟"

" دے دیجئے نا"

شانزل نے دے دیا پھر وہ شاہ زر کی طرف متوجہ ہوئی

"آپ کے پاس ہے؟"

" بالکل نہیں"

" اچھا چلیں آپ دونوں موبائل دیں"

دونوں نے عجیب نظروں سے حیا کو دیکھا

"ارے دیجیے سب واپس کر دوں گی "

دونوں نے موبائل نکال کر دیا

"کوٹ دیجیے"

شاہ زر نے بنا سوال کے نکال کر دیا

"گاڑی کی چابی ؟"

دونوں نے دے دی

حیا تیر کی تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

دونوں اس کے پیچھے اندر آئے تو گھر کا نقشہ بدلا ہوا تھا سارے پردے کوشن کور کوئی بھی کپڑا باہر نہیں تھا۔ہانیہ صوفے پر بیٹھی ناخن چبا رہی تھی

"ہائے آپی بڑا مزا آنے والا ہے "

حیا نے جلدی جلدی سارا سامان چھپایا

"حورین اٹھ گئی ہے باتھ روم میں ہے آتی ہو گی"

حورین باہر نکلی

" یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے گھر کی ؟"

"حالت تو اب بنے گی اشعر کی"

جواب ہانیہ نے دیا تھا

"کیا کرنے والی ہو تم؟"

حورعین حیا کو بہت اچھی طریقے سے جانتی تھی یہ ساری کاروائی کسی نہ کسی شرارت کا پس منظر تھی

" صرف 20 سیکینڈ بعد دیکھ لینا"

حیا نے جواب دی

"لاؤ ہانیہ موبائل پکڑاؤ"

اور پھر ہانیہ سے موبائل لے کر حیا جلدی سے سیڑھی کی مدد سے شوکیس پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

تبھی اشعر نے روم کا دروازہ کھولا ہو تن فن کرتا باہر نکلا اور سبھی پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگے

حیا نے ٹریمر سے باقاعدہ تین انچ پگڈنڈی بنائی ہوئی تھی یوں سمجھ لیں اشعر کے سر پر تین انچ کی چوڑی مانگ تھی یعنی سر کا درمیانی حصہ بالکل سپاٹ اور چکنا تھا بغیر بال کے،،،،اس حصے پر حیا نے کاجل اور لپسٹک سے فنکاریاں دکھائی تھی

اسی طرح کاجل اور لپسٹک سے چہرے پر بھی نقش و نگار بنائے گئے تھے۔

حیا شوکیس پر بیٹھی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی

شاہ زر شانزل یہاں تک کہ حورعین کا بھی یہی حال تھا حیا مزے سے بیٹھی ویڈیو بنا رہی تھی۔

" میں تو تمہیں آ کر بتاؤں گا "

"ایسے جاؤ گے ؟"

"ٹریمر دو حیا"

"میں تو نہیں دوں گی"

پھر اشعر نے آس پاس نظر دوڑائیں کہ کوئی کپڑے سے خود کو ڈھانک کر سلون چلا جائے مگر ندارد پھر سوچا کہ کسی باربر کو فون کر کے گھر پر بلائے موبائل ڈھونڈا مگر وہ بھی ندارد

" تمہارے سارے راستے بند ہے، موبائل میرے پاس جمع ہے سب کے، دروازے بھی بند ہے، تمہارے دوست آئیں گے تب ہی کھلے گا"

" مجھے تمہارے ہاتھ والا موبائل دو حیا"

اشعر نے چڑ کر کہا

"اس میں سِم نہیں ہے، حیا کوئی بھی پلان فلاپ ہونے والا نہیں بناتی، تمھاری ساری کوششیں بیکار ہیں"

" مجھے کیا کرنا ہو گا "

"تمہیں اپنے کان پکڑ کر سِٹ اپس (sit ups) کرنے ہیں اور ہر مرتبہ کہنا ہے 'میں بے وقوف ہوں، حیا بہت عقل مند ہے اور میں کبھی حور اور حیا کے درمیان نہیں آؤں گا"

سب کی دوبارہ ہنسی چھوٹی

" حور تم ہی کچھ بولو"

اشعر نے حورین کو بیچ میں گھسیٹا

"حیا نیچے اترو، کیا بچپنا ہے"

" تم اپنی اینرجی ویسٹ مت کرو میں بدلہ لئے بغیر نیچے نہیں اترنے والی، چلو اشعر شروع کرو"

"اشعر نے نا چاہتے ہوئے بھی شرط پوری کی۔

"اب یہ ویڈیو میرے پاس ہے اگر تم نے میرے ساتھ کوئی بدلہ لیا تو میں اسے اپ لوڈ کر دوں گی"

باقاعدہ طور پر دھمکی دی

اشعر بے چارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

"یہ لو چابی بھاگو حلیہ درست کر کے آؤ"

اشعر جاتے جاتے شوکیس سے لگی سیڑھی گرا گیا جس سے وہ ٹوٹ گئی۔

سبھی اب تک ہنس رہے تھے۔

حور نے کہا میں ناشتہ لگاتی ہوں ہانیہ بھی اسکے ساتھ چلی گئی شانزل بھی اشعر کے پیچھے گیا کیونکہ وہ بہت غصے میں تھا حیا ابھی تک شوکیس پر بیٹھی لطف اندوز ہو رہی تھی جیسے ہی اس نے نیچے اترنے کے لئے پیر نیچے کیا تو پتہ چلا سیڑھی غائب ہے

" ہائے اللہ۔۔۔۔"

شاہ زر اس کی جانب متوجہ ہوا شوکیس بہت اونچا تھا

" کمبخت سے سیڑھی توڑ گیا ہے"

شاہ زر نے مسکرا کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور اشارہ کیا جیسے کسی بچے کو بلاتے ہیں" آجاؤ"

" گرایئے گا مت"

حیا نے ڈر کر کہا

"تم آؤ تو نہیں گراؤں گا"

" پکا؟"

" پکا "

شاہ زر نے یقین دہانی کروائی

حیا کی ساری شوخی رفو چکر ہو گئی تھی

"مجھے ڈر لگ رہا ہے شاہ زر"

حیا حقیقتاً ڈر گئی تھی

"میں خود نہیں اتر پاؤں گی آپ اتار لیں"

شاہ زر کو حیا کا جملہ یاد آیا خبردار جو ہاتھ لگایا میں خود اتر جاؤں گی

" پھر تم کہو گی خبردار جو ہاتھ لگایا منہ توڑ دوں گی"

"طعنے مت ماریں، نہیں اتارنا تو مت اتاریں، آپ میرے شوہر ہیں اس لئے کہہ رہی ہوں آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اسے بھی یہی جملہ کہتی "

وہ حیا تھی اس نے چھپ رہنا سیکھا ہی نہیں تھا اس کی بات پر شاہ زر مسکرایا

حیا نے سوچا پہلے کیا کم ہینڈسم ہے جو اور مسکرا مسکرا کر دل میں ہلچل مچا رہے ہیں

شاہ زر نے پاس پڑا صوفہ شوکیس سے لگایا پھر اس پر چڑھا مگر حیا اب بھی اوپر تھی شوکیس کافی اونچا تھا پھر شاہ زر صوفے کی بیک پر چڑھا اور حیا کو کمر سے تھام لیا حیا کے دل نے ایک بیٹ مس کی وہ اسے کسی بچی کی طرح اتار رہا تھا تبھی حیا اسکے لمس سے لرزی جس وجہ سے شاہ زر کا بیلنس آؤٹ ہوا اور دونوں سیدھے صوفے پر گرے

شاہ زر حیا کے نیچے تھا

حیا ہڑ بڑا کر اٹھی تو پھر سے شاہ زر پر گری جس کی وجہ سے اس کے ہونٹ شاہ زر کی گردن کو چھو گئے حیا کو کرنٹ لگا اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا شاہ زر غور سے اسے دیکھ رہا تھا

شاہ زر نے بہت احتیاط سے اسے بٹھایا اور باہر چلا گیا

حیا بیٹھ کر اپنی سانس بحال کرنے لگی

"ہائے۔۔۔کیا فلمی رومینٹک سین تھا"

اب حیا تو حیا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج حیا اور شانزل ساتھ میں شاہ زر کے گھر آئے تھے وہ کہیں جانے کی تیاری میں تھا بہت امپورٹنٹ میٹینگ تھی نک سک سے تیار اس نے بی اماں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا صنم سو رہی ہے وہ دروازے کی طرف جا رہا تھا مگر صنم کی آواز پر رک گیا

"شاہ "

شاہ زر مسکرا کر مڑا

"مجھے ہمارا والا ناشتہ کرنا ہے"

وہ نیند بھری آنکھوں کو مسلتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھی

شاہ زر مسکرایا پھر کال کر کے میٹنگ کینسل کی پھر کچن میں گیا کف فولڈ کیئے

"صنم منہ دھو لو"

کہتے ہوئے کیبینیٹ کھول کر سامان دیکھنے لگا۔

"بی اماں برش اور ٹوتھ پیسٹ لا کر دیں "

حورعین نے کچن میں ہی برش کیا اور چڑھ کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

وہ لوگ اس وقت گیارہ سال پیچھے چلے گئے تھے اس لیے انہیں حیا اور شانزل دکھائی ہی نہیں دیے شاہ زر نے بڑی مہارت سے pan cake بنایا۔

شانزل بہت غور سے کالے سِلک کے نائٹ سوٹ میں ملبوس حورین کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا حیا کی حالت کچھ مختلف نہ تھی۔

اب شاہ زر نیوالے توڑ توڑ کر حورعین کے منہ میں ڈال رہا تھا تب حورعین نے بی اماں کو آواز دی پلیز بی اماں تیل لائیں

بی اماں تیل لے کر آئیں تو شاہ زر نے پلیٹ حورعین کو پکڑائی اور ہاتھ دھو کر حورعین کے ساتھ لیونگ روم میں آگیا حورین پلیٹ تھامے زمین پر بیٹھ گئی اور شاہ زر صوفے پر۔

پھر شاہ زر نے مزے سے حورعین کے سر تیل لگانا شروع کیا حورعین وقفے وقفے سے نیوالے شاہ زر کے منہ میں ڈال رہی تھی۔جب pan cake ختم ہوا تو حورعین نے پلیٹ بی اماں کو دی اور پیچھے مڑ کر کہا

" شاہ اب میری باری"

دونوں نے اپنی جگہیں بدل لیں۔

انتہائی بے نیازی سے حورعین نے اپنے ہاتھ دھونے کے بجائے شاہ زر کے قیمتی اور برانڈڈ شرٹ میں پونچھے۔

جب بی اماں نے ٹوکا تو بڑے لاڈ سے شاہ زر کو پکارا

"شاہ "

شاہ نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر کہا

"بی اماں آپ میری چھوٹی سی چڑیا کو نا ڈانٹا کریں"

اسکے بعد حورعین نے بی اماں کو اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "دیکھا؟ اب ڈانٹ کر دکھائیں"

"پوری طرح اس چڑیا کو بگاڑو مجھے کیا "

بی اماں نے کہا۔

تب تک حورعین شاہ زر کے سر میں تیل لگانا شروع کر چکی تھی۔

"کرنے دیں جو کرتی ہے ابھی میں موجود ہوں اس کے بیگاڑے ہوئے کاموں کو سنوارنے کے لیے"

وہ آنکھیں بند کیے بڑی شان سے حورعین کو من مانیاں کرنے کا free hand دے رہا تھا۔

جو بھی تھا بی اماں دونوں کی محبت دیکھ کر نہال ہو جاتیں تھی اور آج بھی ہو گئی تھیں۔

"آج بھی آپ کے بال بہت ملائم ہیں، شاہ"

حورعین کی بات پر حیا کے دل نے پر زور خواہش کی کے وہ شاہ زر کے بال چھو کر دیکھے۔

شاہ زر ریلیکس انداز میں آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا وہ دونوں بہن بھائی دنیا سے بیگانے اپنی دنیا میں مگن تھے۔اتنے مگن کے دونوں کو احساس ہی نہیں ہوا کہ حیا اور شانزل دروازے پر کھڑے ہیں۔

بی اماں ہی کی نظر ان پر پڑی۔

"ارے بچوں وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آؤ نا"

دونوں داخل ہوئے حورعین اپنی جگہ سٹپٹا گئی۔اسے شدت سے اپنے حلیے کا احساس ہوا وہ بغیر دوپٹے کے حتیٰ کہ شب خوابی کے لباس میں کھلے بالوں میں بیٹھی تھی۔حورعین پر گھڑوں پانی پڑ گیا

وہ تو ہمیشہ ڈھکی چھپی ہی شانزل کے سامنے جاتی تھی وہ سرپٹ کمرے میں دوڑی۔

"میں فی الحال مصافحہ کرنے کی حالت میں نہیں ہوں"

شاہ زر نے خود اپنی حالت کا تذکرہ کیا۔

پھر دونوں ہی ہنس پڑے اسکی پیشانی پر بکھرے بالوں کو سنوارنے کی خواہش حیا کے دل میں شدت سے جاگی۔بے اختیاری میں اسکا ہاتھ اس کا ہاتھ شاہ زر کی پیشانی کی طرف بڑھنے بھی لگا۔

"تم چینج کر آؤ کچھ باتیں کرنی ہے"

شانزل کی بات پر وہ کمرے میں جانے کے لیے مڑ گیا

حیا کو اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا اس نے گھبرا کر اپنی چادر صحیح کی یہ تو اچھا تھا کہ شانزل اور شاہ زر اسکی طرف متوجہ نہیں تھے۔

-------------------------

شاہ زر نوک کرنے کے بعد حورعین کے کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا کر رہی ہو؟"

"کچھ نہیں بس یہ کپڑے رکھ رہی تھی"

"ادھر بیٹھو میرے پاس"

"شانزل کیوں آیا تھا پتا ہے؟"

حورعین نے نفی میں سر ہلایا۔

(ہماری معصوم حورعین، اسے کہاں پتہ تھا )

"رخصتی کی تاریخ لینے"

"تو؟"

"میں نے میرے ولیمہ والے دن کی تاریخ کو تمہاری رخصتی رکھی ہے"

"کیا شاہ کچھ دن تو حیا پر نند والا رعب دکھانے کا موقع دینا تھا" کہہ کر وہ شاہ کے کندھے سر رکھ کر ہنس پڑی۔

-------------------------------

شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں۔شانزل کے خالہ خالو، آذر، عمیمہ، ہانیہ، اشعر، بی اماں سبھی شاپنگ سے لے کر ہر ہنگامے میں شریک تھے۔گزرتے وقت کے ساتھ شاہ زر کی محبت حیا کے دل میں جڑ پکڑتی جا رہی تھی۔حورعین کی تو چھب ہی نرالی تھی اسکا بس چلتا تو اپنے بھائی کے لیے وہ سارا شہر خرید لاتی، حیا اور شاہ زر کے لیے اس نے ایک سے ایک دیدہ زیب چیزیں خریدی تھی۔ان ہنگاموں میں ایک مہینہ کیسے گزرا پتہ ہی نہ چلا۔

-------------------------------

آج حیا کی رخصتی تھی کل شاہ زر کا ولیمہ اور حورعین کی رخصتی تھی۔

حورعین اسٹول پر چڑھی بڑے جوش کے ساتھ شاہ زر کا کمرہ سجا رہی تھی۔ تبھی شانزل بنا دستک کے داخل ہوا۔

آپ میں دن بہ دن مینرز ختم ہوتے جا رہے ہیں"

حورعین نے شانزل کو گھوری سے نوازا۔

"میں کس حد تک بد اخلاق ہوں، اس کا ثبوت میں تمہیں ضرور دونگا"

شانزل نے شوخی سے کہا

"آپ حیا کی طرح باتیں کرنے لگے ہیں"

" ویسے تم کب ہمارے لئے کمرہ سجاؤ گی؟ کبھی اشعر اور ہانیہ کے لیے، کبھی حیا اور شاہ زر کے لئے، دیکھا جائے تو ہماری شادی ان سے پہلے ہوئی ہے مگر گولڈن نائٹ کے امکان ابھی بھی کل رات تک نظر نہیں آ رہے"

اتنی بے باک گفتگو پر حورعین لمحے میں سرخ ہوئی کچھ دنوں سے شانزل ایسے ہی بے باک جملوں کے تیر پھینکا کرتا جس سے حورعین گھبرا جاتی۔

" ویسے تو زبان بہت چلتی ہے مگر جہاں میں تھوڑا سا رومانٹک ہوا تو منہ میں دہی جما لیتی ہو یہ نہیں کہ پیار بھرے دو جملے بول کر شوہر کو خوش کر دوں"

شانزل حورعین کی گھبراہٹ سے محظوظ ہو رہا تھا

"مجھے۔۔۔۔مجھے حیا کے پاس جانا ہے"

ہمیشہ کی طرح حورعین نے موضوع بدلا۔

شانزل نے قہقہہ لگایا

"کوئی نہیں میں سجا لوں گا کمرہ "

"آپ کیوں بار بار یہاں آ جاتے ہیں اپنے گھر میں ٹک کر بیٹھیئے"

" بیگم صاحبہ ہم تو آپ کی محبت میں آجاتے ہیں "

اسکے جملے کو اک ادا سے کہنے پر نہ چاہتے ہوئے بھی حورعین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اور وہ سر جھٹک کر باہر چلی گئی

------------------

حیا نے خود کو شیشے میں دیکھا کاپر گولڈن اور سرخ رنگ کے شرارے میں دلہن بن کر اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے شازر کا چہرہ گھوم گیا تو پلکوں کی جھالر خود بخود جھک گئی کندن کے جڑاؤ سیٹ، آویزے، چوڑیوں، ماتھا پٹی نیز ہر طرح کے سنگھار میں سرخ لپسٹک کے ساتھ وہ خود کو نیا محسوس کر رہی تھی۔

حورین اسے لئے ہال میں پہنچی تو شاہ زر پہلے ہی مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود تھا مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی تھی حیا نے ایک نظر اٹھا کر شاہ زر کو دیکھا وہ بلیک اور کاپر گولڈن شیروانی میں حیا کو نئے سرے سے تسخیر کر گیا وہ ایک نظر میں کسی کو بھی اسیر کر لینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔حیا نے اپنی نظروں سے اس کا صدقہ اتارا اور چپکے سے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کی۔

یہ کارروائی اس نے سب سے چھپ کر کی تھی۔

خواہ مخواہ میرے اتنے ہینڈسم شوہر کو نظر لگا دیں گے یا خدا میرے شوہر کو نظر بد سے بچانا۔۔۔ آمیییییین"

حورین نے حیا کو شاہ زر کے ساتھ بٹھایا پھر نظر گھما کر آس پاس دیکھا تب ہی حیا کی آواز اس کے کانوں میں لگی

"بھائی سے فون کر کے پوچھ لو نا ابھی تک کیوں نہیں آئے "

"ہاں میں بھی یہی سوچ۔۔۔۔"

حورین کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا مگر درمیان میں ہی اسے احساس ہوا تو اس نے حیا کو گھورا

" باز آجاؤ حیا اب تو، کم از کم میں تمہاری نند ہوں"

حورین نے مصنوعی غصے سے کہا

حورین پستا رنگ کے انگرکھا میں ہلکی پھلکی جیولری کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی

" میں صدقے ایسی نند پر، وہ دیکھو بھائی آ گئے ہیں"

حیا نے حورعین کی توجہ شانزل کی طرف کروائی جو وائن کلر کے تھری پیس سوٹ وائٹ شرٹ میں اپنی تمام تر وجاہت سمیٹے شاہانہ چال چلتا ہوا اسٹیج پر آیا۔

" السلام وعلیکم "

اس نے مشترکہ سلام کیا

" وعلیکم السلام "

سبھی نے جواب دیا

"بہت بہت مبارک ہو"

کہتے ہوئے شانزل شاہ زر کے گلے لگا

" تم نے آتے ہوئے دیر کردی؟"

شاہ زر نے وجہ دریافت کی

"شاپنگ کر رہا تھا"

شاہ زر کے ساتھ سبھی کو حیرت ہوئی

" ہیں؟ بھائی کیا کیا خریدا آپ نے"

حیا کی زبان میں کھجلی ہوئی

" ابھی پتا چل جائے گا"

کہتے ہوئے شانزل نے پوری گفتگو میں لا تعلق بنی حورین کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے اترنے لگا۔

" تم لوگ ہمیں کچھ وقت دو ہم ابھی آتے ہیں"

کہتے ہوئے شانزل حورین کے ساتھ برائیڈل روم کی طرف قدم بڑھانے لگا اس نئ افتاد پر حورعین ہڑ بڑا گئی بی اماں خالہ خالو سب مسکرا کر دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ مہمانوں کی نظریں بھی معنی خیزی کا تاثر دے رہی تھی شانزل جب برائیڈل روم کا ڈور لاک کر کے پلٹا تو حورعین کو ہوش آیا۔

" آپ۔۔۔آپ۔۔۔۔یہ کیا حرکت ہے"

حورین جھنجھلا کر پوچھا

"تم کیا ہر وقت کاٹ کھانے کو دوڑتی ہو کبھی پیار سے بھی بات کر لیا کرو وہ"

چلتا ہوا دو قدم کے فاصلے پر رکا

" آپ حرکت ہی ایسی کرتے ہیں سب کیا سوچ رہے ہوں گے؟'

"کیا سوچ رہے ہوں گے اور کیا نہیں سوچ رہے ہوں گے اس سے مجھے کیا فرق پڑتا ہے "

"آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں ؟مجھے غصہ مت دلائیں "

"غصہ تو تم مجھے دلاتی ہوں یہ روکھے پھیکے رنگ پہن کر"

شانزل نے اس کے ڈریس کی طرف اشارہ کیا

"یہ پھیکا رنگ نہیں ہے، ویسے بھی مجھے ایسے ہی رنگ پسند ہے"

حورعین نے منہ بنا کر کہا

" اچھا چلو جانے دو، اب ڈریس چینج کرلو دیکھو میں کتنا خوبصورت ڈریس لایا ہوں"

" نہیں میں چینج نہیں کروں گی "

حورعین نے ایک مرتبہ پھر منہ بنایا اور شانزل مسکرایا

" چینج کر لو نا یار اتنے پیار سے لایا ہوں"

شانزل ایک قدم آگے بڑھا حورعین ایک قدم پیچھے ہٹی

" میں نہیں کروں گی"

" چینج کر لو حور "

شانزل ایک مرتبہ پھر ایک قدم آگے بڑھا

" نہیں کروں گی"

حورین پھر ایک قدم پیچھے ہٹی اور یہ سلسلہ چل نکلا

"کرلو"

" نہیں"

" کرلو"

" نہیں"

پیچھے ہوتے ہوتے حورعین دیوار سے جا لگی

" میں آخری بار پوچھ رہا ہوں چینج کرو گی؟"

" نہیں "

حور نے پٹ سے جواب دیا

"اوکے"

حورعین نے تعجب سے شانزل کو دیکھا شانزل ابراہیم کی ضد سے ایک دنیا واقف تھی وہ اتنی آسانی سے کیسے مان گیا

" ایسے مت دیکھو یار میں پہلے ہی ان نظروں سے گھائل ہوں"

کہتے ہوئے شانزل نے حورعین کی کمر کے گرد حصار باندھا اور خود سے قریب کیا۔حورعین تو سٹپٹا گئی شادی کو اتنے مہینے ہو گئے تھے لیکن شانزل کی طرف سے یہ پہلی جسارت تھی ورنہ اب تک تو وہ صرف ذو معنی جموں پر ہی اکتفا کرتا تھا

"آپ۔۔۔آپ کیا کر رہے ہیں"

حورعین کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا

"رومینس تو کل کے لئے رکھا ہوا ہے، فکر نہیں کرو"

شانزل آنکھوں میں شرارت لیے مخاطب ہوا

"تو۔۔؟"

حورین کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ شانزل نے اس کی ڈوری کھول دی تھی اور حورعین کا دل رک کر دھڑکا

شا۔۔۔شان۔۔۔آ۔۔پ۔۔پ۔۔آپ کیا۔۔ک۔۔کر رہے ہیں ؟"

حورعین کے منہ سے جملہ ٹوٹ کر ادا ہوا

" چینج کر رہا ہوں، اب تم نے تو منع کیا ہے اسی لئے میں کہہ رہا ہوں "

حورعین کی آنکھیں پھیلیں

" اچھا اچھا میں کرتی ہوں پلیز چھوڑین نہ "

حورعین اسکی بانہوں کی حدت سے کسمسائی شانزل جان دار انداز میں مسکرایا

" تم سے پوچھا تھا میں نے لیکن تم نے تو منع کر دیا" اب شانزل اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا

" سوری نہ پکا چینج کرونگی"

"?sure"

"جی"

" اچھا ٹھیک ہے"

شانزل پیچھے ہٹا تو حورعین کپڑے لے کر فورا واش روم میں بند ہوگئی

حورین چینج کر کے باہر نکلی تو نظر اٹھا کر دیکھنے کی غلطی نہیں کی مگر شانزل ابراہیم آج پھر حورین کو دیکھ کر مبہوت ہوا تھا۔

"جویلری؟"

حورعین نے نظر جھکائے ہوئے ہی سوال پوچھا

شانزل چونکا

"ہاں۔۔۔وہ یہاں ہے"

حورعین جلدی جلدی تیار ہونے لگی

-------------------------

دونوں برائیڈل روم سے باہر نکلے تو کئی لوگوں کی نظر بے ساختہ ان کی طرف اٹھی اور ماشااللہ کہا

حورین ڈاک پرپل کلر کے گاؤن میں ڈارک پرپل کرسٹل کی سیٹ کے ساتھ، لپسٹک سے آراستہ ہونٹ اور سبز آنکھوں میں لائنر لگائے بالوں کے ڈھیلے جوڑے اور چہرے پر جھولتی کرلی لٹ کے ساتھ شانزل کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

اسٹیج پر پہنچنے کے بعد حیا نے ہمیشہ کی طرح حورین کے گال چوم لیے

" ہائے حور سچ میں تم کتنی پیاری لگ رہی ہو، لیکن تمہارا منہ کیوں پھولا ہوا ہے '

"کچھ نہیں"

اب وہ کیا بتاتی اسکا منہ کیوں پھولا ہوا ہے

اشعر اور ہانیہ کی آمد ہوئی انھوں نے حیا کی خوب کھینچائی کی ماحول بہت خوشگوار تھا

حورین شانزل کی کسی بات پر منہ بنا کر جواب دے رہی تھی اور اسٹیج پر بیٹھی حیا نے شاہ زر سے کہا

"ہماری حور کتنی خوش ہے نہ "

شاہ زر اس کی بات کا جواب دیتا اس سے پہلے عزیر حیات کی آمد ہوئی

وہ چلتا ہوا شانزل ابراہیم سے کچھ قدم دور رکا اور وہیں سے چیخ کر شاہی زر سے کہا

" مبارک ہو شاہ زر جہانزیب "

پھر وہ شانزل کی طرف متوجہ ہوا

"ویسے داد دیتا ہوں میں تمھارے حوصلے کی کہ تم اس جیسی لڑکی کو اپنا رہے ہو"

اس کا اشارہ حورعین کی طرف تھا

حیا کا دماغ بھک سے اڑا وہ فورا اس شخص کا سر پھاڑ دینا چاہتی تھی اس کا ارادہ بھانپ کر شاہ زر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

" چھوڑیں مجھے، اس شخص کی تو میں جان لے لوں گی"

وہ غرائی تھی

" رک جاؤ حیا، ایک بار میری بات مان لو"

شاہ زر کی بات پر حیا نے چہرہ گھما کر آنکھیں مینچ لیں جیسے اس منظر سے غائب ہونا چاہتی ہو

" مجھے لگا تھا تم غیرت مند مرد ہو مگر تم کیسے ایک ایسی لڑکی کو اپنا سکتے ہو جو دو دن کسی اور کی تحویل میں رہ کر آئی ہو"

حورین کی تو سانس ہی اٹک گئی آنسو لڑیوں کے مانند چہرے پر بہہ گئے

اسے لگا اب کیا؟ آج بھی محفل سجی ہے، آج بھی وہ شانزل کے لیے سنوری ہے، آج بھی وہ بہت خوش ہے، اور اگر آج بھی۔۔۔۔۔شانزل نے اسکا بھروسہ نہیں کیا تو ؟۔۔۔۔

اس تو کے آگے اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا اس نے ہمت کر کے شانزل کی طرف دیکھا شانزل کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات تھے ایک بات تو طے تھی اب وہ اسے صفائی نہیں دے گی۔

حورین کا جی چاہا ایک بار پھر بے عزت ہونے سے پہلے اسے موت آجائے شانزل کے ہاتھ میں حورین کی زندگی اور موت تھی

شانزل نے اپنے اور عذیر حیات کے درمیان کا فاصلہ کم کیا پھر پورا ہاتھ گھما کر ایک زور دار مکّا عذیر حیات کو مارا

جس سے وہ زمین پر منہ کے بل گرا

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے بارے میں ایسی باتیں کرنے کی وہ شانزل براہیم کی بیوی ہے، اور شانزل ابراہیم کو اس کی پاکدامنی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے"

کہتے ہوئے شانزل نے اسکا سر بال سے پکڑ کر زمین پر دے مارا

"میری بیوی نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں اس کی مرضی پر ہی زندہ ہو تم ورنہ تمہیں کب کا ہم جہنم واصل کر چکے ہوتے، اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو دفع ہو جاؤ ورنہ یہیں دفن کر دوں گا "

کہتے ہوئے شانزل نے اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا اور ایک دھکا لگایا

حورین کے آنکھوں سے تشکر کے آنسو نکلے

"یا اللہ، کیا یہی لمحہ میری ریاضتوں کا ثمر ہے"

اس کے دل میں ایک سکون سرائیت کر گیا حورعین کو لگا اسکے پیروں میں جان ختم ہو گئی ہے اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرتی شانزل نے اسے تھام لیا۔

عذیر حیات نے ایک کڑی نگاہ حورعین پر ڈالی اور جانے لگا تبھی حیا نے شاہ زر سے کہا

"اب تو ہاتھ چھوڑ دیں اب بھائی کا کام ختم، اب حور کے دل سے بھائی کی بے اعتباری کی پھانسی نکل گئی ہے"

شاہ زر نے حیا کا ہاتھ چھوڑ دیا

اور پھر کیا تھا حیا اپنا سارا دلہناپہ بھلائے نیچے اتری

"ایک منٹ عذیر حیات "

اس نے عذیر حیات کو روکا سبھی نے چونک کر دلہن کو دیکھا شاہ زر یا کوئی کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی حیا عذیر حیات تک پہنچی اور آس پاس دیکھا پھر پاس کھڑے ویٹر سے پلیٹ لی اور دھاڑ سے عذیر کے سر پر پھوڑی سبھی بوکھلا گئے

عزیر حیات کے سر سے خون بہنے لگا وہ سر تھام گیا حیا نے انگلی اٹھا کر وارن کیا

"دوبارہ میری حور کے بارے میں کچھ کہنا تو دور کی بات، سوچا بھی تو جان لے لوں گی "

حیا بہت غصے میں تھی جملے کے آخر میں اس نے دوسری پلیٹ بھی عزیر حیات کے سر پر دے ماری

"شاہ روکیں اسے، وہ سچ میں اس کی جان لے لے گی"

بیچارا عذیر تو شانزل کی مار اور حیا کے تشدد سے ادھ مواہ ہو گیا تھا شاہ زر نے سرعت سے حیا کو پکڑا ورنہ محترمہ تیسری پلیٹ بھی دے مارنے کے موڈ میں تھی

"guards throw this basturd out"

کہتے ہوئے شاہ نے دونوں ہاتھوں سے حیا کو تھاما ہوا تھا مگر مجال ہے جو وہ قابو میں آئے وہ تو عذیر حیات کا قلع قمع کرنے کو بے قرار تھی

"اس کا انجام تم بھی بھگتو گی"

عذیر نے حیا بمشکل کہا

"چھوڑیں مجھے، اس کا حشر کر دوں گی اس کی ہمت کیسے ہوئی میری حور کے بارے میں ایسی باتیں کرنے کی اسکی گردن تو میں اپنے ہاتھ سے مروڑوں گی"

گارڈز عذیر کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔

"حیا میں ٹھیک ہوں تم ادھر آؤ"

حورعین نے ہی اسے شانت کیا وہ فورا اس کے پاس آئی

"تم۔۔۔تم۔۔۔۔تم اس فضول انسان کو مت سوچو اس کی سوچ ہی ایسی ہے اور روز آخرت تم اپنے نیت اور اعمال پر پرکھی جاؤ گی کسی کی سوچ پر نہیں، تم کیسی ہو اس کے لیے ہمیں کسی کی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے سمجھا رہی تھی

اور جسے تمہارے کردار کی پاک باز ہونے کی سرٹیفکیٹ چاہیے وہ بصدقِ شوق مجھ سے لے سکتا ہے"

وہ مہمانوں کو دیکھتے ہوئے غرائی تھی اسکی غراہٹ سے ہال میں ہونے والی دبی دبی سرگوشیاں بند ہو گئیں۔

"شانزل تم صنم کو اندر لے جاؤ"

شاہ زر نے کہا تو محترمہ حیا صاحبہ بھی ساتھ جانے لگی

"تم دولہنوں ہو، خاموشی سے جا کر اسٹیج پر بیٹھو" حورعین نے اسے ٹوکا

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اس حالت میں تمہیں اکیلا چھوڑ دوں گی؟ بھاڑ میں جائے دلہن"

الٹا حیا نے اسے جھڑک دیا شاہ زر نے ایک مرتبہ پھر حیا کا ہاتھ تھاما اور اسٹیج پر لے گیا

"میرے خیال میں اس وقت دونوں کو تنہائی کی ضرورت ہے "

شاہ زر نے اسے رسان سے سمجھایا

"اکیلے؟"

حیا تو حیا ہے۔

" ہاں اکیلے میں ہی تنہائی ہوتی ہے، صنم کل سے اپنی نئی زندگی شروع کر رہی ہے، کیا میں عذیر کی زبان نہیں کاٹ سکتا تھا؟ میں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ اس وقت اسے میرے یا تمہارے اعتماد کی ضرورت نہیں ہے اسے بس شانزل کے تسلی بھرے ایک جملے کی ضرورت ہے اسکے زخم بھرے نہیں ہے ان پر مرہم صرف شانزل رکھ سکتا ہے"

آہ یہ شخص ہمیشہ میری بولتی بند کر دیتا ہے

\-----------------

دونوں برائیڈل روم میں اکیلے بیٹھے تھے دونوں کے درمیان جامد خاموشی تھی پھر شانزل نے اٹھ کر حورعین کو پانی دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔حورعین نے پانی شانزل کی طرف بڑھایا تو اس نے رخ موڑ لیا

"شان "

حور نے تعجب سے اسے دیکھا

" بات مت کرو مجھ سے تم "

"ہیں؟ میں نے کیا کیا ہے ؟"

حور ان کو اس کی ناراضگی کی وجہ سمجھ نہیں آئی

"تم نے کچھ نہیں کیا ہے ؟"

"مجھے سیدھے سیدھے بتائیں یہ منہ کیوں پھلایا ہوا ہے آپ نے"

" ایک بات تم یاد رکھ لو بلکہ ذہن میں بٹھا لو اور اگر بھولنے کی بیماری ہے تو لکھ کر رکھ لو تمہارا معاملہ اپنی جگہ، تمہاری دشمنی، تمہارا انتقام، تمہارا صبر، سب اپنی جگہ لیکن اگر بات میری بیوی کی ہے تو شانزل ابراہیم خاموش نہیں بیٹھے گا۔میں کسی کی جان حلق سے کھینچ نکالنے کے لیے ایک لمحہ بھی نہیں سوچوں گا، اس کے لیے مجھ سے صبر کی امید مت رکھو۔تم میری ہو، میری بیوی ہو اور میری بیوی پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا اور جس نے ایسا کچھ سوچا بھی تو اسے میں عبرت کا نشان بنا دوں گا۔

اس لیے تم اپنا معاملہ الگ رکھو یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے لیکن میری بیوی کے معاملے میں کوئی رعایت نہیں دوں گا"

وہ انگلی اٹھا کر وارن کر رہا تھا اتنے غصے میں بھی جو مان اس نے حورعین کو بخشا تھا اسے دیکھ کر حورعین کی آنکھوں میں آنسو آگئے لیکن مسکرا کر پوچھا

"تو کیا میں اور آپ کی بیوی الگ الگ شخصیات ہے ؟"

"تم مسکرا کر بات مت ٹالو میں کہہ چکا ہوں اب میں صبر نہیں کروں گا"

"تو کیا اب آپ نے صبر کیا تھا؟"

" ہاں"

بہت اطمینان سے جواب دیا گیا تھا

"آپ نے عذیر حیات کا منہ توڑ دیا اور باقی کسر ان محترمہ نے سر پھاڑ کر پوری کر دی اور اب آپ اسے صبر کہتے ہیں"

" میں نے کہا نا یہ فضول موضوع بند کرو ورنہ ابھی جا کر اسے قتل کر آؤں گا"

حورعین مسکراتی ہوئی اسکے پاس آئی

"پتہ ہے آپ غصہ میں کتنے کیوٹ لگتے ہیں"

"خدا کو مانو حور، کوئی ایسے اپنے شوہر کو مناتا ہے؟

ڈھنگ سے تعریف ہی کر دو، تم کیوٹ کی جگہ ہینڈسم نہیں کہہ سکتی تھی؟"

حورعین کھکھلا کر ہنس دی

" میں نے تو جو محسوس کیا وہ کہہ دیا۔اور کس نے کہا میں منا رہی تھی آپ کو؟ منایا تو اسے جاتا ہے جو روٹھا ہوا ہو، آپ روٹھ سکتے ہیں مجھ سے؟"

وہ گردن اٹھائے مان سے پوچھ رہی تھی۔

"تم سے روٹھ گیا تو میرا کیا ہو گا"

"چلیں باہر حیا کی جان اٹکی ہو گی"

-------------------------------

حیا کی نظر بار بار برائیڈل روم کے دروازے پر جا رہی تھی پھر دروازہ کھلا اور دونوں باہر نکلے حیا کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی اب ہال کافی مہمانوں سے بھر چکا تھا۔

اعظم بھائی اور حدید کی بھی آمد ہوئی

"ارے فٹ بال بھی آیا ہے ہی "

حیا نے حدید کو چھیڑا

حدید نے کہا

"حیا پھوپھو آپ مجھے فٹ بال نہ بلایا کریں، میں سوچ رہا تھا آپ دلہن بن کر چپ رہیں گی جیسے ہانیہ خالہ تھیں مگر آپ اب بھی مجھے ایسے بلا رہی ہیں آپ کے ہسبنڈ کیا سوچیں گے؟"

حدید نے پتے کی بات کی تھی

"میں تو تمہیں فٹ بال ہی بلاؤں گی "

حدید کو بہت غصہ آیا اس نے شاہ زر کو دیکھا پھر اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھایا

"اسلام علیکم، آئی ایم حدید اعظم "

شاہ زر نے مسکرا کر ہاتھ ملایا

"وعلیکم السلام کیوٹ بوائے "

حدید کی تو باچھیں ہی کھل گئیں

"آپ کتنے اچھے ہیں اور حیا پھوپھو تو مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی ہے، آپ حور کے بھائی ہے نہ؟"

حدید نے تصدیق چاہی تو شاہ زر نے اثبات میں سر ہلایا

"میں حور سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر حیا پھوپھو نے ان کی شادی کسی اور سے کروا دیں کیونکہ انکی eyes براؤن ہے شاہ زر پہلے حیران ہوا مگر حیا کے بھتیجے سے ایسی ہی امید کی جاسکتی ہے

" حیا پھوپھو آپ سے شادی بھی اسی لئے کر رہی ہیں کیونکہ آپ کی eyes بلیو ہے حیا پھوپھو کو colorful eyes بہت پسند ہے"

حیا تو چونک گئی کچھ حد تک تو وہ صحیح کہہ رہا تھا

"چپ کر جاؤ تم فٹبال کہیں کے"

"آپ نے پھر فوٹبال کہا رکیں میں ابھی بتاتا ہوں"

وہ پھر سے شاہ زر کی جانب متوجہ ہوا

"آپ کو پتہ ہے جب میں حور کی شادی ہونے پر رویا تھا تو حیا پھوپھو نے کہا تھا میں ان سے شادی کر لو یہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی تو میں نے منع کر دیا"

حیا نے سٹپٹا کر جھٹ سے حدید کے منہ پر ہاتھ رکھا سبھی زور دار قہقہہ لگایا

"بھابھی اسے لے کر جائے یہاں سے "

حیا کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا

"نہیں مجھے بولنے دیں"

حدید نے ایک بار پھر احتجاج کیا

"حدید"

اعظم نے تنبیہہ کی تو وہ خاموش ہو گیا حدید کی وجہ سے ماحول بہت خوشگوار ہو گیا

تبھی گیٹ سے زمان عبیر، نائلہ زمان اور عاطف زمان آئے سبھی کے مسکراتے ہوئے لب سکڑے اگر کسی کو فرق نہیں پڑا تو وہ حیا تھی تینوں اسٹیج پر آئے اعظم نے پہل کی اور تعارف کروایا زمان عبیر نے سلام کیا اور خاموش ہو گئے

"واہ بھائی، تم بھی اپنی ماں پر گئی ہو کافی موٹی اسامی پھانسی ہے"

یہ جملہ نائلہ نے کہا تھا شاہ زر کو دیکھتے ہوئے

"مامی پلیز "

اعظم نے ٹوکا لیکن نائلہ کو کوئی فرق نہیں پڑا

"رہنے دیں اعظم بھائی یہ کہاں باز آنے والی ہیں"

حیا کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا

"جتنا غرور کرنا ہے کر لو مگر یاد رکھنا تمہاری ماں کا کیا تمہارے آگے آئے گا تم بھی تڑپ تڑپ کر مرو گی"

ان کے لہجے پر سبھی نے اپنے لب بھینچ لئے

"آمین لیکن اس طرح تو آپ کو عاطف کی فکر ہونی چاہیے "

حیا نے بھی مسکرا کر نہلے پر دہلا مارا وہ حیا تھی جس نے خاموش رہنا سیکھا ہی نہیں تھا۔

حیرت تو شاہ زر کو ہوئی مگر حیا کے ابو پر جو لاتعلق بنے کھڑے تھے، بولے بھی تو کیا

" میں ڈنر کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں فارغ ہو کر آؤ میں ایک کال کرلوں جب تک"

وہ کہہ کر رکے نہیں چلے گئے نائلہ استہزائیہ ہنسی

" دیکھا صرف میرے کہنے پر آئے تھے ورنہ تو وہ راضی ہی نہیں تھے تمہیں دیکھ کر انہیں صرف غلطی یاد آتی ہے"

اب شاہ زر کے لئے برداشت سے باہر ہو گیا

" دیکھیں آپ ہم سے بڑی ہیں اور میں یہاں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا ہوں اسی لئے برائے مہربانی۔۔۔۔۔۔"

شاہ زر کی بات ہے حیا نے کاٹی

" ارے اتنی عزت انہیں راس نہیں آئے گی "

"تم کتنی ذلیل ہو یہ تو پوری دنیا جانتی ہے "

عاطف نے کہا تھا

"عاطف آج حیا کی رخصتی ہے کم از کم آج کے دن تو لحاظ کر جاؤ "

اعظم نے ایک بار پھر تاکید کی

" اس میں لحاظ نام کی کوئی چیز نہیں ہے آخر کو اپنی ماں پر گئی ہے نہ "

نائلہ زہر اگلنا نہیں بھولیں

"چلو عاطف "

دونوں جانے لگے پھر عاطف مڑا اور شاہ زر سے مخاطب ہوا

"ویسے آپ کو پتہ ہے نہ حیا کی منگنی ہو چکی تھی پھر شادی بھی all most ہونے والی تھی لیکن عین شادی والے دن دولہے نے شادی سے انکار کر دیا محض نکاح سے دو گھنٹے پہلے "

شاہ زر کے لئے یہ بات نئ تھی اس نے چونک کر حیا کو دیکھا اور پہلی مرتبہ حیا کے چہرے سے اطمینان رخصت ہوا

تو کیا حورعین نے شاہ زر کو نہیں بتایا تھا

حیا کو پہلا خیال یہی آیا یہ بات اوپر چڑھتے شاہنزل نے سنی

"اگر تم اپنا غلیظ منہ لے کر نہیں گئےتو مجبوراً مجھے گارڈ کو بلانا پڑے گا "

شانزل نے اپنے ازلی سنجیدہ لہجے میں کہا عاطف نے ایک استہزائیہ مسکراہٹ حیا کے اڑی رنگت والے چہرے پر ڈالی اور چلا گیا

پھر جان کر رادیہ بھابی اور اشعر نے موضوع تبدیل کر دیا شاہ زر کا چونکنا انہوں نے بھی دیکھا تھا یعنی وہ نا واقف تھا بعد میں اعظم بھائی نے ڈھکے چھپے لفظوں میں شاہ زر کو سمجھایا مگر وہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ وہ مطمئن ہوا ہے یا نہیں

شاہ زر جہانزیب ایک گہرا سمندر تھا جس کی گہرائی کتنی تھی ،، اور کتنی طغیانی تھی اسکا اندازہ لگانا نا ممکن تھا

حیا کا دل تو ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی اسے خود ہی شاہ زر کو طلال کے بارے میں بتا دینا چاہیے تھا مگر اسے دھیان ہی نہیں رہا اس کا نکاح ہی اتنی آناً فاناً ہوا اوپر سے وہ شاہ زر کے سحر میں ایسا کھوئی کہ اسے اپنے وجود کا بھی خیال نہیں رہا لیکن اب کیا؟ یہ سوچ سوچ کر ہی اسکے سر میں درد شروع ہو گیا

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا لیکن حیا کو رخصت کرنے کے لئے کوئی حقیقی رشتہ نہیں تھا دادی تو بیماری کی وجہ سے نہیں آئی تھی اعظم رادیہ، ہانیہ اشعر ہی تھے مگر شانزل نے حقیقی بھائی ہونے کا ثبوت دیا اعظم کی طرح اس کے سر پر دست شفقت پھیرا

--------

حیا اپنے ہاتھ پیروں میں سنسنی سی محسوس کر رہی تھی

"حور میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے"۔

یہ سننے کے بعد حور نے فورا اسے اپنے کمرے میں لے جا کر بٹھایا تا کہ تھوڑی دیر آرام کر لے اسی لیے اس نے کوئی فضول رسم نہیں کی تھی ورنہ اپنے بھائی کے شادی کے بہت سے ارمان تھے اس کے دل میں۔وہ مہمانوں کو کمرے دکھانے لگی اعظم وغیرہ وغیرہ رک رہے تھے باقی اور بھی مہمان تھے

پھر اس نے واپس اپنے کمرے کا رخ کیا کمرے میں آتے ہی وہ دھک سے رہ گئی

حیا آنسو بہا رہی تھی حورین ایک لمحے کو گھبرا گئی حیا آسانی سے رونے والوں میں سے نہیں تھی وہ پریشانی سے آگے بڑھی

حیا فورا اس کے گلے لگ گئی

"حور تم نے۔۔۔تم نے شاہ زر کو طلال کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا"

حورعین کو ساری بات سمجھ میں آگئی

" اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، میں شاہ کو جانتی ہوں"

" انہیں لگے گا۔۔۔۔۔وہ غلط سمجھیں گے"

"نہیں سمجھیں گے غلط "

حورعین نے تسلی دی

"انہیں اس طرح سے پتا نہیں چلنا۔۔۔چلنا چاہیے تھا، اب کیا ہو گا "

حورین اس کی بات کا جواب دیتی اس سے پہلے ہی حیا حورعین کی بانہوں میں جھول گئی پیچھے سے آتے شاہ زر نے اسے سرعت سے تھام لیا ورنہ دونوں ہی زمین بوس ہو جاتیں

حورین اب حقیقتاً پریشان ہوگئی تھی

"شاہ وہ۔۔۔۔پتا نہیں کیسے۔۔۔۔وہ۔۔۔یہ۔۔۔۔"

" صنم دیکھو باہر کوئی ہے کیا ؟"

حورعین نے باہر جھانکا

"نہیں کوئی نہیں ہے"

شاہ زر نے حیا کو بانہوں میں سمیٹا

تم عافیہ کو لے کر میرے روم میں آؤ ، دھیان رکھنا کسی مہمان کو خبر نہ ہو"

" ہاں ٹھیک ہے"

ڈاکٹر عافیہ جو شادی کی وجہ سے وہیں تھی انھوں نے کمرے میں حیا کو چیک کر کے پھر شاہ زر سے کہا

"ٹینشن مت لو، ایک دلہن ہے بہت تھکن ہو گی اوپر سے نروس ہو گی یہ عام بات ہے آرام کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گی "

کہہ کر عافیہ چلی گئی

" شاہ وہ۔۔۔۔"

"صنم بچے تم بھی تھک گئی ہو گی تم بھی آرام کرو چلو شاباش میں ہوں حیا کے پاس "

"اوہ شاہ آپ بہت اچھے ہیں"

کہتے ہوئے حورعین شاہ زر کے گلے لگ گئی اور پھر چلی گئی شاہ زر نے ایک نظر حیا پر ڈالیں پھر چینج کرنے چلا گیا

چینج کرنے کے بعد باہر نکلا تو ایک نظر اپنے سجے ہوئے کمرے کو دیکھا پھر بیڈ پر لیٹے دنیا جہاں سے بیگانے وجود کو ایک گہری سانس خارج کی

پھر بیڈ پر آیا حیا ایسے ہی لدی پھندی دلہن بنی تھی اس نے اس کی آویزے نکالے پھر ماتھا پٹی نکالتے وقت پینوں (pins) سے الجھا مگر نکال ہی پھر اس نے حیا کی مخروطی انگلیوں سے انگوٹھیاں نکالیں اب باری دوپٹے کی تھی اس نے ایک بار پھر سے پنوں (pins) سے الجھتے ہوئے کوفت کے ساتھ دوپٹا نکالا

وہ سوچ رہا تھا حیا ان الجھنوں سے آزاد ہو کر سوئے شاہ زر نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیا ایک ہاتھ کے سہارے اٹھایا وہ لچکیلی ڈال کی طرح اس کے کندھے سے آ لگی تھی اور نیچے دبا ہوا دوپٹہ ہٹایا اور پھر ہار بھی نکالا پھر احتیاط سے اس سے لٹایا

جیسے ہی شاہ زر کی نظر اس کے بالوں کے بندھے ہوئے جوڑے پر پڑی جو لاتعداد پنوں میں مقید تھا شاہ زر کا دل کیا اس کی بیوٹیشن کو ایک دو تو جڑ ہی دے

بحر حال شاہ زر اتنی پنوں سے کے ساتھ الجھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا اسی لئے ایسے ہی چھوڑ دیا اور اسے کمفرٹر اوڑھا کر خود بھی سونے لیٹ گیا تھک تو وہ بھی گیا تھا

---------------------------

صبح حیا کی آنکھ کھلی تو شاہ زر روم میں موجود نہیں تھا یقینا نماز پڑھنے گیا تھا حیا کو اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا

شاور لیا تو کچھ فریش محسوس کرنے لگی پھر پورے دل سے نیت باندھی نماز پڑھی اٹھ کر بیڈ پر بیٹھی ہی تھی کہ شاہ زر اندر آیا حیا اٹھ کھڑی ہوئی ایک نظر اسے دیکھ کر نظر جھکا لی وہ خود کو مجرم سا محسوس کر رہی تھی

وہ صبح صبح فریش نکھرا نکھرا ساتھ سفید کرتا شلوار میں غضب ڈھا رہا تھا

"اسلام علیکم"

شاہ زر نے پہل کی

حیا چپ ہی رہی اسے لگا اسکی زبان تالو سے چپک گئی ہو

"سلام کا جواب دینا ہر مسلمان پر فرض ہے "

شاہ زر نے اسکی خاموشی پر چوٹ کی

"وعلیکم السلام " وہ تقریبا ممنائی تھی

"وہ کل۔۔۔عاطف۔۔۔میری شادی۔۔۔مطلب منگنی"

کہتے ہوئے پتہ نہیں کیوں حیا کی آنکھ سے آنسو گرنے لگے اسے کہاں عادت تھی کسی کو صفائی دینے کی۔

مگر وہ شاہ زر کی آنکھوں میں بد گمانی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

شازر کے تاثرات ہمیشہ کی طرح ہی تھے کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ اسکے ذہن میں کیا چل رہا ہے

وہ چلتا ہوا سائیڈ ٹیبل کے پاس آیا جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور گلاس حیا کو پکڑا حیا ایک گھونٹ بمشکل حلق سے اتارا

"مجھے۔۔۔مجھ۔۔۔مجھے لگا حور نے بتایا۔۔۔"

پتا نہیں کیوں حیا کے منہ سے جملے ادا ہی نہیں ہو رہے تھے وہ بس چاہتی تھی کسی طریقے سے شاہ زر کو یقین آجائے کوئی معجزہ ہو جائے اور شاہ زر اس کا یقین کر لے

ہاں وہ اسے انتہا محبت کرنے لگی تھی وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ حیا کی روح کو اسیر کر چکا تھا اس نے حیا زمان کو تسخیر کر لیا تھا

وہ اسے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر آج حیا کے پاس الفاظ نہیں تھے

"میں تم سے صرف ایک سوال پوچھوں گا "

شاہ زر کے لہجے پر حیا کا دل اور رک کر دھڑکا نہ جانے کیا سوال پوچھنے والا تھا

---------------

# باب: ٤

# تیری دیوانی

"میں آپ سے صرف ایک سوال پوچھوں گا"

حیا نے اپنی سانس روکی شاہ اس وقت بہت سنجیدہ تھا

"کیا آپ مجھے سب کچھ پہلے ہی بتانے کا ارادہ رکھتی تھیں؟"

حیا کے تمام لفظوں کو شاہ زر نے سوال کا پیرہن پہنایا حیا نے پورے شدومد کے ساتھ زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ جتنی زور سے سر ہلانے گی اتنا ہی اسکا جواب سچ مانا جائے گا۔

جسے دیکھ کر ایک لمحے کو شاید شاہ زر مسکرا دیا "ٹھیک ہے"

کہہ کر شاہ زر اٹھ کھڑا ہوا اور وارڈروب سے کپڑے نکالے

"ہیں؟ کیا یقین کرلیا اتنی جلدی؟"

حیا صرف سوچ سکیں

شاہ زر کے تاثرات سے اندازہ لگانا بہت مشکل کام تھا

"میں۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔حور کو سب پتا۔۔۔۔"

حیا نے صفائی دینی چاہی

" میں یقین کر چکا ہوں مجھے صفائی کی ضرورت نہیں ہے، ساری بات صرف ہاں یا نہ کی ہوتی ہے مجھے کسی ایکسپلینیشن کی ضرورت نہیں ہے"

اس نے پلٹ کر رسان سے کہا پھر مڑ کر اپنے کپڑے اٹھائے

"میں جِم (gym) جار رہا ہوں سب اٹھ جائیں گے تو ناشتہ کروں گا"

حیا صرف اسے دیکھ کر رہ گئی اور وہ کہہ کر واش روم میں چلا بھی گیا

"ہائے!!!! یہ تو پورے ہیرو ہیں، واہ! کیا ڈائیلاگز مارتے ہیں"

حیا چہکی۔پھر جلدی سے کھڑی ہوئی نماز طرز سے بندھا ہوا دوپٹہ کھولا، جویلری پہنی، ہلکا سا میک اپ، کیا دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کے چوڑیاں پہنی۔بال چونکہ گیلے تھے اسی لئے صرف برش کر کے کھلا چھوڑ دیا، پھر پائل پہنی،،،،،وہ اڑ کر حور کے پاس پہنچنا چاہتی تھی

ایک بار خود کو آئینے میں دیکھا آسمانی رنگ کے سوٹ، سِلور کا مدار دوپٹے، سجی سنوری، مہندی سے بھرے بھرے ہاتھ کے ساتھ وہ بالکل نئ نویلی دلہن لگ رہی تھی۔

" ہائے میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں"۔

آئینے میں خود کو دیکھا پھر جلدی سے خود کی بلائیں لیں اور فلائنگ کس کی۔اور چھپاک سے حور کے پاس بھاگ گئی۔

شاہ زر چینج کر کے نکلا تو دیکھا دروازے کے پاس سِلور رنگ کا آنچل لہراتا ہوا غائب ہوا یعنی محترمہ صنم سے ملنے گئی ہے اسے ایک دم خیال آیا کہ گھر اتنے مہمانوں سے بھرا پڑا ہے اور کسی کو حیا کی خراب طبیعت کا علم نہیں ہے شاہ زر نے سوچا لوگ باتیں بنائیں گے اسی لیے بہتر ہے کہ حیا کو بول

دے کہ کسی کو طبعیت کے بارے میں نہ بتائیں وہ باہر نکلا تو حیا چہکتے ہوئے قلانچیں بھرتی سیڑھیاں اتر رہی تھی اس کی چوڑیاں اور پائل چھن چھن کر کے اپنی موجودگی کا اعلان کر رہی تھیں اس کے بال کھلے ہوئے تھے

شاہ زر کو تعجب ہوا کہ حیا کے بال کرلی ہے اس کے بال شانوں تک سیدھے اور نیچے سے گول گول لچھے دار تھے

شاہ زر اسے بلاتا اس سے پہلے ہی حیا، حورعین تک پہنچی شاہ زر اوپر ہی کھڑا ہو گیا

"حور"

حورعین نیچے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی

" اسلام علیکم بھابی صاحبہ"

حورعین نے پرجوش انداز میں سلام کیا

" وعلیکم السلام، جنت المقام، دوزخ الحرام، لاؤ دو چاکلیٹ انعام"

کہتے ہوئے ہمیشہ کی طرح حیا دھپ سے صوفے پر بیٹھی

" اف حیا کب سدھروگی؟ حرکتیں چھوڑ دو یہ سب شادی ہوگئی ہے تمہاری"

" تمہاری بھی تو ہوگئی ہے تم سے سدھری ؟"

"میں اچھی بچی ہوں مجھے ضرورت نہیں سدھرنے کی"

پھر دھیان آیا تو حورعین نے پوچھا

" تم اب کیسی ہو ؟"

"میں پہلے بھی خوبصورت تھی اور اب بھی خوبصورت ہوں"

اب حیا تو حیا ہے

" ارے ہاں مجھے یاد آیا! میں تم سے ناراض ہوں "

حیا کو اچانک ہی اپنی ناراضگی یاد آئی

"کیوں؟ بھابھی جی میں تمہاری کتنی پیاری نند ہوں"

" ہائے پیاری تو ہو مگر میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا بلکہ جس دن تم رشتہ لے کر آئی تھی اسی دن کہا تھا کہ میری منگنی وغیرہ کے بارے میں بتا دو تم نے شاہ زر کو کیوں نہیں بتایا؟"

حورین ایک دم سنجیدہ ہو گئی

" دیکھو حیا مجھے پتا تھا شاہ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا اس لئے میرے لئے نزدیک یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی اور پھر اس سے زیادہ important باتیں تھیں تو میں بھول گئی، ویسے تم اس وجہ سے ناراض ہو؟"

"نہیں بابا "

"تو پھر؟"

" تمہاری وجہ سے میری گولڈن نائٹ خراب ہوگئی "

میری گولڈن نائٹ خراب ہوگئی ' پر شاہ زر نے ایک ابرو چڑھائی اور حورعین نے ایک دھموکا جڑا حیا کو

" تم کتنی بے شرم ہو، وہ میری وجہ سے نہیں تمہاری وجہ سے خراب ہوگئی تم خود بے ہوش ہوئی تھی"

حورعین نے شرم دلائی

" ہاں تو تم ہوش میں نہیں لا سکتی تھی میرے کتنے ارمان تھے"

حیا کو بہت افسوس ہوا اپنی گولڈن خراب ہونے پر

" لا حول ولا قوتہ یا توبہ ہے تمہارے ارمان سے ، بے شرم نہ ہو تو"

"ہاں تو تم نے دیکھا نہیں ہے فلموں اور ڈراموں میں کیسے ہیروئن گھونگھٹ اوڑھ کر بیڈ کے درمیان پورا لہنگا پھیلا کر بیٹھتی ہے میری تو ویسے کوئی تصویر ہی نہیں ہے، اور نہ اتنی خوبصورتی سے سجے ہوئے کمرے کے ساتھ کوئی تصویر ہے "

"تصویر؟"

حورین منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی اور آخر میں اپنا سر پیٹ لیا

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا "

"ہاں تو اور کیا اور تم نے ڈراموں اور فلموں میں دیکھا نہیں ہے گھونگھٹ اٹھانے سے پہلے ہیرو منہ دکھائی دیتا ہے پھر دلہن کی تعریف میں شعر و شاعری کرتا ہے کچھ نہیں تو دو شعر ہی ارمان تھے میرے"

حیا منہ بنا بنا کر اور ہاتھ ہلا کر بتا رہی تھی حیا کی بات سن کر حورعین نے تاسف سے سر ہلایا پھر کہا
"کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا "

کہہ مسکرائی پھر ہنس دی اور ہنستی ہی چلی گئ

"ہائے حور تم جب مسکراتی ہو تو کتنی پیاری لگتی ہو"

کہتے ہوئے حیا نے حورعین کے دونوں گال چوم لیے اور ہمیشہ کی طرح حورعین جھنجھلا گئ

" دور ہٹو مجھ سے تمہارا کِس کرنا سخت نا پسند ہے"

" ہاں ہاں اب تمہیں ہمارا کس کرنا کہاں پسند آئے گا اب تو یہ معاملات بھائی کے ساتھ ہوں گے "

حورین پل میں سرخ ہوئی

"کس قدر بدتمیز ہو تم ،رکو ابھی بتاتی ہوں"

کہہ کر حورعین حیا کے پیچھے دوڑی، دونوں کھکھلاتے ہوئے ہال کے چکر لگا رہی تھی تبھی حورعین کی نظر شاہ زر پر پڑی

"السلام علیکم شاہ "

حورعین نے پٹ سے سلام جھاڑا حیا اپنی سانس بحال کرنے لگی

" وعلیکم السلام، سب اٹھ گئے؟"

" نہیں شاید گھنٹے بھر میں اٹھ جائیں"

"ٹھیک ہے جب تک میں جم ہو آؤں"

---------------------

شاہ زر ڈائننگ روم میں داخل ہوا تو وہاں حدید، رادیہ بھابھی، اشعر اور ہانیہ اور حورعین بھی موجود تھے

حدید حورعین کی گود میں بیٹھا نجانے کونسے راز و نیاز کر رہا تھا ہانیہ اشعر لڑ رہے تھے اور رایہ بھابھی سلجھا رہی تھیں۔

شاہ زر نے پانی پینے کے لئے جگ اٹھایا تو خالی تھا

"میں لا دیتی ہوں شاہ"

" صنم تم بیٹھو میں لے لیتا ہوں"

" حیا میں نے اس رومال میں ناک بھی پونچھی تھی"

اشعر نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہانک لگائی

" اشعر کہ بچے میں اسی رومال سے تمہارا گلا گھونٹ دوں گی"

یہ آواز حیا کے تھی جو کچن سے آ رہی تھی

شاہ زر نے سوالیہ نظروں سے حورین کو دیکھا

"محترمہ کتنی ضدی ہے آپ کو تو پتہ ہے کھیر پوڑی بنا رہی ہے"

شاہ زر بغیر جواب دیے کچن میں چلا گیا

حیا مصروف انداز میں پوریاں بیل رہی تھی دوپٹہ ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر لٹکا ہوا تھا شاہ زر کو اشعر کے رومال کے لیے چیخنے کی وجہ سمجھ میں آئی

حیا نے اشعر کے رومال کو بطور ربڑ بینڈ استعمال کر کے پونی باندھی ہوئی تھی۔

آہٹ پر حیا مڑی تو شاہ زر کو دیکھ کر سٹپٹا گئی اس نے دوپٹے کی تلاش میں نظر دوڑائی دوپٹہ لینے کے لئے اس کی طرف بڑھی مگر ہاتھوں پر آٹا لگا تھا

"آپ ایزی ہو کر کام کریں، صرف میں ہی آیا ہوں باقی سب باہر ہی بیٹھے ہیں "

حیا نے خاموشی سے بیلن اٹھایا مگر اسے ڈھیروں شرم آ رہی تھی اور شاہ زر وہیں پر بیٹھ کر پانی پینے لگا اور حیا سوچ رہی تھی پتہ نہیں ایک گلاس پانی پی رہے ہین کہ کنواں جو ختم ہی نہیں ہونے آ رہا ہے

حیا سے پوری کی بجائے پتا نہیں کون سے ملک کا نقشہ بن گیا

" آپ کیا بنا رہی ہیں"

"کھیر پوری۔۔۔وہ حور کو بہت پسند ہے"

حیا نے بغیر پلٹے جواب دیا

"آپ فارغ ہو کر ذرا کمرے میں آئیں"

وہ کہہ کر رکا نہیں

حیا نے جلدی جلدی بچی ہوئی تین پوریاں بیل کر تلیں پھر کمرے کی طرف قدم بڑھائے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا اجازت ملتے ہی اندر داخل ہوئی

"ویسے اپنے کمرے میں آنے کے لئے پہلی بار کسی کو اجازت لیتے ہوئے دیکھا ہے "

شاہ زر کی بات پر حیا نے دانتوں تلے زبان دبائی

" آپ کو کچھ بات کرنی تھی"

" آپ کی طبیعت کی ناسازی کا کسی کو علم نہیں ہے اسی لئے کسی کو مت بتایئے گا "

"پر میری طبیعت کب خراب ہوئی؟"

"میرے خیال میں آپ ہی کل بے ہوش ہوئی تھیں"

کہتے ہوئے شاہ زر دو قدم کے فاصلے پر رک کر اسکی طرف جھکا حیا نے اپنی سانس روکی۔پھر شاہ زر نے ایک ہاتھ سے بالوں کو رومال سے آزاد کیا حیا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"وہ ربر بینڈ کمرے میں تھا میں ابھی لگا لیتی ہوں "

وہ کہہ کر آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ شاہ زر

نے روک لیا

" ایک منٹ "

شاہ زر نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور حیا کے بالوں کو رومال میں مقید کیا حیا اس کے حصار میں سانس روکے کھڑی تھی شاہ زر کے پرفیوم کی خوشبو جب حیا کے نتھنوں سے ٹکرائی ماحول میں جیسے سحر پھونکا گیا تھا جس میں حیا قید تھی اس طلسم کو حورعین کی آواز نے توڑا حیات فورا بہار کے جانب لپکی۔

-----------------------------

شاہ زر نیچے آیا تو حیا کچن سے بر آمد ہوئی اور تب ہی شانزل کی بھی آمد ہوئی اس کے ہاتھ میں کافی سارے شاپر تھے اور ہمیشہ کی طرح حورعین نے شانزل کو دیکھتے ہی منہ بنایا

"السلام علیکم بھائی، یہ سب؟"

حیا کا اشارہ شاپر کی طرف تھا

" یہ ناشتہ ہے وہ خالہ بتا رہی تھی کہ کوئی رسم وغیرہ ہوتی ہے لڑکی کے میکے سے ناشتہ جاتا ہے"

" جھوٹ مت بولیں، صحیح سے بتائیں حور کو دیکھنے آئے ہیں نا "

حیا کہاں باز آنے والی تھی حورعین کا دل کیا حیا کو اٹھا کر باہر پھینک دے سارے مہمان بیٹھے تھے ان کے سامنے بھی باز نہیں آتی تھی

"ہاں بالکل "

شانزل بھی ایک نمبر کا اپنی بہن کی طرح ڈھیٹ تھا سبھی مہمان ہنس پڑے

" میں ناشتہ لگاتی ہوں "

حورعین چھپاک سے اندر غائب ہوئی

سبھی اٹھ گئے تھے اور ایک ایک کر کے نیچے بھی آگئے حورعین اور حیا نے نوکروں کے ساتھ مل کر ناشتہ لگوایا

---------------------

مہمانوں کے کھانے کے بعد شاہ زر حیا اور حورعین شانزل بھی ناشتہ کرنے بیٹھے

حیا حسب عادت حورین کے بنائے ہوئے چیز آملیٹ سے انصاف کر رہی تھی

"بہت ہی زبردست کھیر ہے "

شانزل نے حیا کی تعریف کی اور ساتھ ہی ایک شاپر حیا کی طرف بڑھایا حیا نے اشتیاق کے ساتھ مسکرا کر شاپر تھام لیا

اندر لالی پاپ باکس تھا جسے دیکھ کر حیا کی باچھیں کھل گئی

" تھینک یو بھائی، ویسے آپ کو میرے ہاتھ کا ناشتہ پسند آیا تو آپ نے مجھے گفٹ دیا مجھے حور کا ناشتہ پسند آیا تو میرا بھی فرض ہے کہ میں حور کو گفٹ دوں"

کہتے ہی حیا نے حورعین کے گال چوم لیے

اور ہمیشہ کی طرح حورین چڑ گئی

"یہ کون سا گفٹ ہے "

"میں ایسے ہی گفٹ دیتی ہوں"

" اچھا ؟""

"ہاں"

"شاہ آپ کو بھی تو کھیر پسند آئی ہے ایسا ہی گفٹ حیا کو بھی دیں"

جہاں شاہ زر اس کی بات پر مسکرایا وہیں حیا کو زور دار ٹھسکا لگا شانزل نے قہقہہ لگاتے ہوئے پانی کا گلاس حیا کی طرف بڑھایا اور کہا

" اچھا تم اکیلے میں گفٹ لے لینا"

اور خود ہی بات بدلتے ہوئے کہ

"ا یہ بھی لو، تمہاری شادی کا گفٹ"

شانزل نے ایک بھاری بھرکم قیمت کا شاپنگ واؤچر حیا کی طرف بڑھایا

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا پھر میں نے سوچا تمہیں سب سے زیادہ کیا پسند ہے یعنی شاپنگ اسی لیے اپنی پسند سے جو دل چاہے جتنا چاہے لے لینا"

"آپ نے کہا تو بالکل صحیح ہے لیکن بھائی مجھے کچھ اور بھی چاہیے ہے "

حیا کی آنکھوں میں شرارت تھی

"بولو نہ "

"مجھے نا۔۔۔۔"

ترچھی آنکھوں سے حورین کی طرف دیکھا اور شانزل نے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا

"نہیں بالکل نہیں میری بیوی کو چھوڑ کر کچھ بھی مانگ لو "

حیا کھکھلائی

"ارے نہیں ، بلکہ مجھے تو آپ گیرنٹی دیں کہ جب بھی میرا شاپنگ کا دل کرے گا حور میرے ساتھ جائے گی"

"بالکل نہیں "

حورعین بدک گئی

" دیکھو حیا آج تمہارا ولیمہ ہے تو آج یہ ممکن ہے اور کل صبح ہی میں اور حور ہنی مون کے لئے جا رہے ہیں تقریباً آٹھ دس مہینے کے لئے، تو فلحال ایسا کچھ نہیں ہو سکتا"

"آٹھ دس مہینے کے لیے"

حیا کو پورے جملے میں یہی بات کھٹکی

" ہاں اور اس دوران ہمارا کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہو گا "

کہہ کر شاہ زر سے مخاطب ہوا

"اگر تم کو زحمت نہ ہو تو ایک آدھ بار جا کر آفس کا چکر لگا لینا ویسے وہاں رفیق ہے مگر پھر بھی تم چلے جاؤ گے تو بہتر ہے "

"میں دیکھ لوں گا تم بے فکر رہو، اچھا میں ذرا انتظامات دیکھ کر آتا ہوں"

کہہ کر باہر کی جانب چلا گیا

"حیا آپی۔۔۔۔"

ہانیہ کی آواز پر حیا ابھی اٹھی اور کمرے کی طرف چلی گئی

یہ کیا بکواس تھی؟"۔

حورعین نے غصے سے کہا

" بکواس نہیں تھی مسز میں نے تو بتایا ہے کہ ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں"

" ہم کیوں جائیں گے ہنی مون پر ؟"

حورین نے غصے میں کہہ تو دیا مگر شانزل کے لبوں پر امڈ آنے والی مسکراہٹ نے اسے احساس دلایا کہ ہمیشہ کی طرح غصے میں غلط بات کہہ دی ہے شانزل نے ایک ہاتھ سے حورعین کی کرسی گھسیٹ کر اپنے سامنے کی پھر کرسی کے دونوں طرف اپنے ہاتھ رکھے اور جھک کر کہا

"اس کیوں کا جواب دو میں تمہیں ہنی مون پر جانے کے بعد دونگا"

حورعین نے فورا گردن جھکا لی اور لب کچلنے لگی وہ سرخ رخساروں کے ساتھ نظریں جھکائے شانزل کے دل میں ہلچل مچا رہی تھی

"مجھے نہیں جانا "

حورعین ممنائی

شانزل کو وہ اس طرح معصوم لگی مگر یہ معصومیت فی الحال اسے بھاری پڑ سکتی تھی اسی لیے کہا

"کیوں نہیں جانا؟ میں تمہیں کھا تھوڑی جاؤں گا"

اس کیوں کا جواب تو حورعین کے پاس نہیں تھا

"آٹھ دس مہینے؟"

حورعین نے ایک جواز ڈھونڈ کر نکالا

"پہلے چلو تو پھر دل کیا تو اور کچھ مہینے رہ لیں گے شانزل نے شرارت سے کہا تو حورعین نے سر اٹھا کر اسے گھورنا چاہا مگر اس کی نظروں کی تاب نہ لا سکی اور پھر سے پلکوں کے ساتھ گردن جھکا لی

" لیکن کل جانا ضروری ہے کیا؟"

حورعین نے پھر سے ایک ناکام کوشش کی

" دیکھو ہماری شادی کوئی نارمل شادی نہیں تھی نکاح ہوا پھر ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر جانا پھر ولیمہ ہوا پھر جدائی ہوئی پھر اب جا کر رخصتی ہو رہی ہے اس عجیب و غریب شادی کو اتنے مہینے ہو گئے ہیں لیکن میں ابھی تک کنوارہ ہوں اسی لئے میں ہنی مون کے لئے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا کوئی تو مرحلہ ہو جو نارمل ہو"

حورعین نے اسکی بات کو یکسر نظر انداز کیا۔

" آپ کسی سے رابطہ کرنے سے منع کیوں کر رہے ہیں؟"

حورعین نے پھر اعتراض کیا

شانزل نے ایک انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے حورعین کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر کیاحورعین نے نظر اٹھا کر بھوری آنکھوں میں دیکھا جہاں محبت کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر موجزن تھا

"ہمارے درمیان تو میں اپنے سائے کے شراکت بھی برداشت نہ کروں"

یہ منظر جب ڈرائننگ روم کے اندر آتی حیا دیکھا تو فورا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا

"سینئر پلیز۔۔۔۔"

اس کی آواز پر دونوں چونک گئے شانزل فوراً سیدھا ہوا

" اسی ظالم سماج کی وجہ سے میں کسی سے بھی رابطہ کرنے سے منع کر رہا ہوں"

"ہاہ۔۔۔۔میں کب بنی ظالم آج آپ لوگوں کے بیچ میں؟"

حیا کو صدمہ ہی ہو گیا

"ابھی"

" ہاں تو لڑکی فل الحال ہماری ہے رخصتی نہیں ہوئی ہے، بھابھی ہونے کے ناطے میرا فرض ہے کہ میں اپنی نند کا خیال رکھوں"

" اوہو بھابھی۔۔۔۔رکو تم میں سالے صاحب کو کہتا ہوں کہ تمہارا خیال رکھے"

کہتے ہوئے شانزل باہر نکل گیا اس کے اس طرح جھنجھلانے پر دونوں ہی کھکھلا کر ہنس پڑی

\---------------------

حیا کا اڈّہ حورعین کا روم تھا اشعر اور ہانیہ بھی ساتھ تھے ناچنا گانا خوب ہلا مچا ہوا تھا حیا اور اشعر اس وقت کوکا گانے پر ڈانس کر رہے تھے۔حورعین حیا کہ چہرے پر بکھرے رنگوں سے اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ کتنی خوش ہے

اشعر تھک کر چلا گیا مگر حیا نے تھکنا سیکھا کہاں تھا عصر تک سبھی تیار ہونے چلے گئے تب حورین نے بھی حیا کو دھکے مار کر تیار ہونے کے لیے بھیجا تو حیا نے کہا کہ ولیمہ کے لیے ساڑھی ہے اسی لیے وہ یہیں تیار ہوگی حور نے کہا اپنا سامان تو لے آؤ اس وقت پلیئر پر "blue eyes....." گانا بج رہا تھا حیا کے منہ پر بھی وہی گانا چڑھ گیا وہ گنگناتی ہوئی وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف گئی

_____________

شازر کسی کام سے روم میں آیا تھا دروازہ کھلنے کی آواز پر پلٹا تو دیکھا حیا تھی

" بلیو آئیز ہپنٹائیز تیری۔۔۔۔۔"

وہ گنگناتے ہوئے اندر آہی تھی مگر اس کی زبان کو بریک تب لگی جب اس کا پیر قالین میں اٹکا وہ زمین بوس ہو کر اپنے دانت تڑوا چکی ہوتی اگر شاہ زر نے بروقت اسے سنبھالا نہ ہوتا

" آپ ؟"۔

حیا کے خیال میں شاہ زر گھر پر نہیں تھا حیا فوراً سیدھی ہوئی

" ہاں وہ کام سے آیا تھا، صنم تیار ہو رہی ہیں نا؟"

" جی میں بھی وہیں جا رہی ہوں"

" آپ لوگ سات بجے تک تیار ہو جایئے گا"

تب ھی حیا کا فون بجا

"اشعر حد ہے ایک کام کہا ہے وہ بھی تم سے نہیں ہوتا، صرف پِن pins ہی تو لانی ہے"

حیا نے کبرڈ میں سے اپنا سامان نکالا

" ہاں میرے دو بنچ bunch لانا، نہیں ایک کام کرو تین لے آنا"

" اب فون رکھو"

" آپ اتنی ساری پِنس pins کا کیا کریں گی؟"

شاہ زر کے لہجے میں تعجب تھا

"ساڑھی سیٹ کرنے کے لئے چاہیئے"

حیا نے وضاحت دی اور الماری سے نکالے ہوئے شاپر اٹھانے لگی

" آپ کا اگر پھر سے بے ہوش ہونے کا ارادہ ہے تو برائے مہربانی پن استعمال کرنے سے گریز کیجئے گا "

"ہیں؟ کیا مطلب؟ "

ساری بات حیا کے سر سے گزر گئی

شاہ زر مسکرایا

" مطلب آج رات پھر سے پنس سے الجھنے کی سکت نہیں ہے مجھ میں"

حیا تو دو سکینڈ شاہ زر چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کی بات کا مطلب اخذ کرنے کی کوشش کر رہی تھی جیسے ہی اس کی بات کا مطلب سمجھ میں آیا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں پھر شرم سے جھکی پھر خفت مٹانے کو بولیں

" آپ بھائی بہن کتنی مرتبہ بے ہوش ہونے کا طعنہ دیں گے "

اس کی بات پر شاہ زر نے ایک ابرو اٹھا کر دیکھا شاہ زر کوئی جواب دیتا اس سے پہلے ایک بار پھر حیا کا فون بجا

" اوفوہ! اشعر کے بچے آ رہی ہوں ذرا صبر رکھو "

فون کان سے لگائے شاہ زر کی جانب اجازت طلب نظروں سے دیکھا جیسے " میں جاؤں"

شاہ زر نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ آندھی طوفان کی طرح باہر نکلی۔

-----------------

نور برسنا کسے کہتے ہیں آج حقیقی معنوں میں شانزل ابراہیم کو پتہ چلا تھا۔ایسا ہوتا بھی کیوں نا وہ پچھلے پورے بیس منٹ سے اسٹیج پر بیٹھا حورعین کا انتظار کر رہا تھا اور ان بیس منٹوں میں تقریبا چالیس کال وہ حورعین کو کر چکا تھا تبھی۔۔۔ تبھی وہ داخل ہوتی ہوئی نظر آئی

وہ تمام رعنایاں سمیٹے ہال میں داخل ہو رہی تھی گرے رنگ کا گاؤن سلور یعنی چاندی کے تاروں کے کام سے مزین تھا سالیٹیر ڈائمنڈ اور پلاٹینیم کے سیٹ، بنندیا، چوڑیوں اور مہندی بھرے ہاتھ سمیت سہج سہج کر قدم اٹھاتی اسٹیج پر آ رہی تھی ریڈ لپسٹک اور بیوٹیشن کی مہارت سے حورعین اور نکھر گئی تھی

جیسے جیسے وہ قدم بڑھاتی شانزل کی دھڑکن بھی بے ربط ہوتی جا رہی تھی شانزل بے اختیار اپنے بے قابو ہوتے دل پر ہاتھ رکھا

شانزل نے ایک ہاتھ حورعین کے سامنے کیا

حورعین نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ایک مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ تھام لیا اور شانزل کو لگا کسی نے اس کی ہتھیلی پر ہفتے اقلیم کی دولت رکھ دی ہو اسکی خوشی سے چمکتی آنکھیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔

"السلام علیکم"

شانزل نے اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد سلام کیا

حورعین نے ایک نظر اسے دیکھا وہ آج بھی ویسا ہی تھا بے انتہا وجیہہ۔گرے کوٹ پینٹ اور وائٹ ٹکسیڈو شرٹ، اسکی شخصیت جیسی انمول گھڑی اور نفاست سے سیٹ کیے ہوئے بال اس کی وجاہت میں چار چاند لگا رہے تھے۔

اس کی بھوری آنکھیں آج بھی نمایاں تھی ویسی ہی شیر سی چمکتی آنکھیں جس نے نہ صرف حورین کی دل کی دنیا جیتی تھی بلکہ اس پر بڑے وثوق کے ساتھ حکمرانی بھی کر رہا تھا حورین نے صرف سر کے اشارے سے جواب دیا اور گردن جھکالی

شانزل قدرے اس کی طرف جھکا اور سرگوشی کی

"تعریف فی الحال نہیں کروں گا کیوں کہ یہ سب معاملات میں نے بعد کے لئے رکھے ہیں جس پر میں تفصیلی گفتگو کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر حجلہ عروسی میں "

حورین نے سوچا یہ شخص بالکل نہیں بدلنے والا اتنی بڑی بات کرنے کے بعد ایسے ریئکٹ کرتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو حالانکہ حورعین کے رخسار فوراً سرخ ہوئے تھے۔

وہیں شاہ زر جہانزیب بھی کسی سے کم تھوڑی تھا وہ نیوی بلو کلر کے کوٹ پینٹ، ٹکسیڈو وائٹ شرٹ اور ہم رنگ آنکھوں سمیت چھایا ہوا تھا ہر نظر پلٹ کر اسے ضرور دیکھتی حیا بھی رائل بلو ساڑھی میں بھری بھری چوڑیوں اور مہندی میں دمک رہی تھی اگر کچھ خاص تھا تو اس کے چہرے کی چمک۔

آج کا فنکشن بہت پر سکون تھا پتا نہیں کون سے رشتہ دار جو حورعین کو یاد بھی نہیں تھے وہ آکر اسے دعائیں دے رہے تھے اشعر ہانیہ حدید اور حیا کی وجہ سے ماحول بہت خوشگوار تھا۔

شانزل کے خالہ خالو کی خوشی دیکھنے والی تھی حیا نے اس منظر کو قید کرنا چاہا سب اتنے خوش تھے جیسے کوئی ابر رحمت بن کر برس رہا ہو

تب ہی رخصتی کا شور اٹھا اور حورعین شاہ زر کے گلے لگ کر جو روئی کے ہر آنکھ اشکبار ہو گئی وہ دس سال کی تھی جب وہ بھیانک رات آئی اس کے بعد اس کا سب کچھ شاہ زر ہی تھا اس نے اس کے انتظار میں قیامت سے گیارہ سال گزارے تھے شاہ زر نے بھی اپنا وعدہ نبھاتے ہوئے اس کے پاس آیا تھا وہ حقیقتاً حور کو اپنی بیٹی مانتا تھا

وہی ایک واحد حقیقی رشتہ تھا اس کے پاس دونوں ایک دوسرے کو بے انتہا محبت کرتے تھے تو یہ گریاوزاری تو ہونی ہی تھی حورعین کو سینے سے لگائے بہت ہی کڑے ضبط کے مراحل سے گزر رہا تھا انہیں دیکھ کر حیا کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے ایک تو حورین کل سے ہنی مون پر جانے والی تھی نہ جانے کب تک وہ اس کی شکل نہ دیکھ پائے اور کب تک اس کے آواز نہ سن پائے

شانزل کے خالہ خالو مسلسل حورعین کو تسلی دے رہے تھے

شانزل کو زور دار دھچکا لگ گیا جب حورعین نے کہا "شاہ مجھے نہیں جانا کہیں بھی، آپ کے پاس ہی رہنا ہے مجھے چھپالیں کہیں"

"نہ بابا بالکل بھی نہیں، تمہیں میرے ساتھ چلنا ہی ہو گا ورنہ میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا میں کہہ دیتا ہوں "

شانزل کے لہجے میں حورین کو کھو دینے کا خوف تھا حورین نے جھٹکے سے اسے دیکھا تو سبھی نے قہقہہ لگایا لیکن حورین کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا بی اماں سے مل کر بھی بہت روئی آذر نے بھی دعائیں دیں

پھر حیا کے پاس آئی سب سے پہلے ہی حیا نے اس کے آنسو پونچھ کر حورین کے کان میں سرگوشی کی جس پر حورین نے چونک کر الجھے انداز میں حیا کو دیکھا پھر جب بات سمجھ آئی تو وقت اور موقع کو بھلا کر سرخ رخساروں کے ساتھ حیا کی پیٹھ پر ایک دھموکا جڑا

"ہائے ظالم!!!"

حیا کی دہائی پر حورعین مسکرائی پھر قریب جا کر حیا کے کان میں سرگوشی کی جس پر حیا کھکھلا کر ہنس پڑی

شانزل نے کہا

"دیکھا ایسے ہی ہوتا ہے جب یہ دونوں ملتی ہیں تو آس پاس کی دنیا بھلا دیتی ہیں"

" تم جیلس ہو رہے ہو"

شاہ زر نے تعجب سے کہا

" نہیں شاہ زر بھائی جیلس تو حیا ہوتی ہے یہاں تک کہ حور کے معاملے میں وہ حدید سے بھی خار کھاتی ہے"

جواب اشعر کی طرف سے تھا

اشعر شانزل کی طرف متوجہ ہوا تھا

"ویسے نہ جانے کیوں آپ کے معاملے میں صبر کر لیتی ہے"

پھر باآواز بلند کہا

"حیا تم کیوں رو رہی ہو اپنی رخصتی پر تو ایک آنسو نہیں گرا اب سمندر بہا رہی ہو"

اشعر نے حیا کو چھیڑا

"اب اگر تم نے منہ بند نہیں کیا تو اسی سمندر میں ڈبو کے تمہیں مار دوں گی"

وہ حیا تھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتی تھی

اسی طرح حورین قرآن کے سائے میں رخصت ہوئی

---------------------------

حورین بہت تھک گئی تھی مگر اس وقت ہو حجلہ عروسی میں بیٹھے دل دھڑک کر باہر آنے کو مچل رہا تھا

فردوسِ بریں اس کا ہی تعمیر کیا ہوا تھا مگر ہر چیز پر شانزل ابراہیم کا راج تھا بالکل اس کے دل کی طرح۔

تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ داخل ہوا حورعین کا جھکا ہوا سر مزید جھک گیا وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا پھر ایک ہاتھ بڑھا کر حورعین کا ہاتھ تھاما حورعین کو لگا اس کا دل ہتھیلی میں دھڑکنے لگا ہے

"میرا بس چلتا تو منہ دکھائی میں پوری دنیا تمہارے قدموں میں رکھ دیتا لیکن وہ بھی کم تھی مگر میں خود کو تمہارے حوالے کرتا ہوں آج سے شانزل ابراہیم اور اس سے جڑی ہر چیز تمہاری"

اتنے مان سے کہے جملے پر حورین کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

" اچھا بابا رو مت میں تحفہ لایا ہوں"

حورعین مسکرائیں

" پہلے چہرہ تو دکھاؤ یہ سر نیچے کیے بیٹھی ہو" شانزل کی بات پر حورعین نے سر مزید نیچے جھکا لیا

"اف۔۔۔۔تمہاری ادا مار ڈالے گی"

کہتے ہوئے شانزل نے ایک مخملی ڈبی نکالی اس میں چمکتا ہوا لاکٹ تھا ہارٹ شیپ کا جس پر ایچ اور ایس ڈائیمنڈ سے لکھا ہوا تھا

"May I "

وہ اجازت مانگ رہا تھا حورعین نے جھکے سر کے ساتھ اجازت دی صرف اثبات میں سر ہلایا

شانزل نے آگے بڑھ کر لاکٹ پہنایا

"تم کیا زبان گھر چھوڑ کر آئی ہو"

شانزل مسلسل اسے چھیڑ رہا تھا

"اب تو منہ دکھائی بھی دے دی اب تو منہ دکھاؤ"

حورعین نے ایک نظر شانزل کو دیکھا پھر سر نیچے جھکا لیا

شانزل نے کچھ لمحے اسے غور سے دیکھا

"تھک گئی ہو؟"

شانزل کا لہجہ سنجیدہ ہو گیا تھا حور تھک تو گئی تھی مگر شانزل سے اپنی تھکاوٹ کا تذکرہ کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا حورین سوچ ہی رہی تھی کہ کیا جواب دے تبھی شانزل نے حورعین کا ہاتھ چھوڑ دیا اور ایک گہری سانس خارج کی اور پھر کہا

"جاکر چینج کر لو"

جھک کر اپنے جوتے اتارنے لگا

حورین نے دیکھا اس کا چہرہ دیکھا ایکدم سپاٹ تھا تھوڑی دیر پہلے والی چمک غائب تھی حورعین نے اس ہاتھ کو دیکھا جو شانزل نے چھوڑ دیا تھا غصہ تو بہت آیا اسی لیے وہ خاموشی سے اٹھ گئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکی دوپٹہ اتار کر کندھے پر پھیلایا پھر بال کھولنے لگی اس نے ایک نظر شانزل پر ڈالی وہ بیڈ پر بیٹھے کسی گہری سوچ میں گم تھا

حورعین کو یکلخت سب کچھ برا لگنے لگا

" حورعین میں جانتا ہوں کہ میری غلطی معافی لائق نہیں ہے "

حورین کے چلتے ہاتھ رکے

" یہ تو تمہارا ظرف ہے کہ تم اس کے باوجود یہاں ہو تم اندازہ نہیں لگا سکتی کہ جب مجھے اپنی غلطی یاد آتی ہے تو میں ندامت کی ایسی آندھی کھائی میں جا گرتا ہوں جہاں میری سانس بند ہونے لگتی ہے تمہارے ساتھ کی ہوئی ہر زیادتی مجھ پر کوڑے کی مانند برستی ہے"

حورعین الجھ گئی کہ شانزل ایسا کیوں کہہ رہا ہے لیکن اس کے الفاظ حورین کو دہلا دے رہے تھے

تمہارا گریز اور اعتراض حق بہ جانب ہے لیکن ہو سکے تو مجھے معاف کر۔۔۔۔"

حورعین کو جھٹکا لگا وہ اس کی فطری حیا اور جھجک کو گریز اور اعتراض کہہ رہا تھا جو کہ وہ اس کی غلطی کی وجہ سے سزا کے طور پر کر رہی ہے اور وہ اس سے معافی مانگنے جا رہا ہے یا اللہ

حورعین کے دماغ نے لمحے میں جمع تفریق کی

"اوہ شان خدا کا واسطہ ہے بس کریں "

وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی

"کیا ہوگیا ہے آپ کو کیسی باتیں کر رہے ہیں"

" تم سے معافی مانگ رہا ہوں"

وہ بیڈ پر اسکے پاس بیٹھ گئ

"اور میں پوچھ سکتی ہوں اس فضول سی معافی کا مطلب؟"

" میں اپنی غلطی۔۔۔۔"

"اف شان بس کریں کیا فضول باتیں کر رہے ہیں مجھے نہیں یاد کے آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے اور نہ ہی آپ کو یاد ہونا چاہیے "

"تو پھر تم کیوں منہ پھلا کر بیٹھی تھی "

"میں کہاں منہ پھلا کر بیٹھی تھی"

" تم نے حقیقت مجھے ڈرا دیا تھا حور"

" ڈرا تو آپ دیتے ہیں مجھے"

" اچھا اور کیا کیا کرتا ہوں"

پھر کہتے ہوئے شانزل حورعین کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اور ایک بار پھر دھڑکن منتشر ہوئی

" بتاؤ نہ حور!"

لہجے میں شرارتی اصرار تھا

" اچھا میں بتاؤں؟"

اس کے کھلے بالوں کی لٹ سے کھیلتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"حور تمہیں پتا ہے مجھے تم سے محبت کب ہوئی؟"

حور نے نفی میں سر ہلایا

"مجھے خود نہیں پتہ مگر جب نکاح والی رات تم مجھے کمفرٹر اوڑھا رہی تھی میں جاگ رہا تھا اور تب تم نے پہلا قدم میرے دل کی سر زمین پر رکھا" کہتے ہوئے شانزل نے حورعین کا ایک ہاتھ تھام لیا

"اور دن بدن تم مجھ میں اترنے لگی تمہیں پتا ہے نکاح کے ایک مہینے بعد میں نے تمہاری آنکھوں کو دیکھا تھا وہی لمحہ تھا شاید نزولِ محبت کا۔جب محبت تمہاری آنکھوں کے ذریعے نازل ہوئی تھی "

شانزل جملے کے آخر میں تھاما ہوا ہاتھ چوم لیا اور حورعین کے دل و دماغ میں بجلی سی دوڑ گئی اور دھڑکن مزید بڑھ گئی

"حور تم مجھ سے اتنا گھبراتی کیوں ہو ؟"

"میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔کہاں آپ۔۔۔۔آپ سے گھبراتی ہوں"

شانزل نے قہقہہ لگایا

"اچھا ہٹیں، مجھے جویلری اتارنی ہے "

"اچھا ٹھیک ہے مگر ڈریس چینج مت کرنا "

حورعین جویلری اتارنے لگی اور شانزل بیڈ پر نیم دراز ہو کر محویت سے اسے دیکھنے لگا

"بس بھی کریں شان آپ کس طرح مجھے دیکھ رہے ہیں"

حورعین نے آخر کہہ دیا

" تم پہلے ادھر آؤ"

یہ سب اتارنے دیں بہت ہیوی ہے۔۔۔"

حورعین کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ شانزل حورعین تک پہنچ گیا اور اسے بانہوں میں اٹھایا حورعین تو سٹپٹا گئی۔

"کیا کر رہے ہیں اتاریں مجھے"

شب زفاف کے لمحوں میں تمہیں گود میں اٹھا کر جھولا تو جھلانے سے رہا افکورس رومینس کرنے کا ارادہ ہے "

"اللہ اتاریں مجھے "

اس مرتبہ حورعین کے لہجے میں تھوڑی سختی تھی وہ اسے گھور رہی تھی

"ایک شرط پر"

"شبِ زفاف میں کونسا شوہر اپنی بیوی سے شرطیں منواتا ہے؟"

"شانزل ابراہیم، کیونکہ حورعین شانزل ابراہیم میری کوئی بات سیدھے طریقے سے نہیں مانتی"

آپ مجھے اتار رہے ہیں یا نہیں

پہلے میری شرط مانو

کیسی شرط

can I have dance with you

"آپ بہت بے شرم ہیں ، ٹھیک ہے "

شانزل نے اسے اتارا پھر پلیئر پر گانا لگایا

دیکھا ہزاروں دفع آپ کو۔۔۔۔۔

بہت دل سے اس نے حورعین کے سامنے ہتھیلی پھیلائی اور حورعین نے اپنا اسکے ہاتھ پر رکھ دیا اور مسکرا دی

شانزل بڑی مہارت سے اسکے ساتھ ڈانس اسٹیپس کرنے لگا۔

وہ حورعین کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ایک بار پھر حورعین پر طلسم پھونک رہا تھا

پھر بے قراری کیسی ہے

سنبھالے سنبھلتا نہیں یہ دل

کچھ آپ میں بات ایسی ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے حورعین کے چہرے پر آئی لٹ ہٹائی

لے کر اجازت اب آپ سے

سانسیں یہ آتی جاتی ہے

ڈھونڈے سے ملتے نہیں ہے ہم

بس آپ ہی آپ باقی ہے۔۔۔۔۔۔

فرطِ جذبات سے اسکی پیشانی چوم لی یہ عقیدت بھرا لمس حورعین کو سرشار کر گیا۔

شانزل نے بہت نرمی سے اسے خود سے مزید قریب کر لیا اور اسکے گرد حصار باندھ دیا اسے گلے سے لگائے مانو اسے محسوس کر رہا تھا

"آغوش میں ہے جو آپ کے

ایسا سکون اور پائے کہاں

آنکھیں ہمیں یہ راس آ گئیں

اب ہم یہاں سے جائیں کہاں۔۔۔۔۔۔

شانزل کی آغوش سے ملنے والا سکون اسے مکمل رہا تھا۔

حورعین کی موجودگی میں سرشار آنکھیں بند کیے اسکی محبت میں جھوم رہا تھا

گانا ڈانس سب بھول کر بس حورعین کی موجودگی محسوس کر رہا تھا

دیکھا ہزاروں دفع آپ کو

پھر بے قراری کیسی ہے

سنبھالے سنبھالتا نہیں یہ دل

کچھ آپ میں بات ایسی ہے۔۔۔۔۔۔۔

گانا کب کا ختم ہو چکا تھا

حورعین کچھ کسمسا کر ہوش میں آئی

"شرط صرف ڈانس کی تھی "

کہتے ہوئے شانزل سے الگ ہوئی

شانزل کچھ کہتا اس سے پہلے ہی کہا

چپ کر کے لیٹ جائیں جویلری اتارنے دیں، بہت بھاری ہے"

کہتے ہوئے وہ ڈریسنگ مگر کے سامنے آ کھڑی ہوئی

جویلری اتار کر جب وہ پلٹی تو محترم شانزل صاحب بغیر شرٹ کے بیڈ پر دراز تھے اسے وہیں ساکت کھڑے دیکھ کر شانزل نے کہا

"چلو اب اپنا روٹین کا کام انجام دو"

حورعین چلتی ہوئی شانزل کی طرف آئی

" آپ آنکھیں بند کریں"

شانزل نے اچھے بچوں کی طرح آنکھیں بند کر لیں حورین نے لائٹ آف کر کے لیمپ جلایا پھر شانزل کو کمفرٹر اوڑھانے لگی

شانزل نے آنکھ کھولی اور حورین کو کلائی سے پکڑ کر خود پر گرا لیا

"اچھا چھوڑیں تو کہیں نہیں جا رہی"

شانزل نے حورعین کو اپنے بازو پر لٹایا پھر اس کی طرف کروٹ لے کر کہا

"مہربانی کر کے یہ دوپٹہ ہٹاؤں میں ہمارے درمیان کسی چیز کو برداشت نہیں کروں گا"

اس نے خود ہی دوپٹہ ہٹایا کہتے ہوئے

شانزل اس سے باتیں کرتا رہا تھا اپنا حال دل بیان کر رہا تھا وہ جب تک جاگتا رہا تب تک باتیں کر رہا تھا اسے اپنی محبت کا یقین دلا رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے درمیان میں وہ کبھی کبھی اپنی دی ہوئی لاکٹ کی چین پر انگلیاں پھیرتا حور اس کے لمس سے خود میں سمٹتی، سرخ رخساروں کے ساتھ وہ جب بھی نظریں چراتی شانزل محظوظ ہوتا

کبھی بات کرتے کرتے وہ شدت جذبات سے اس کے سرخ رخساروں کو چوم لیتا، کبھی اس کی کان کی لو، کبھی گردن، جس سے وہ مزید شرم سے سرخ ہو جاتی۔

جب بھی حورعین نظریں جھکا لیتی وہ بات کرتے کرتے اچانک اس کی آنکھوں کو چوم لیتا حورعین بھی اس کی بانہوں میں خود کو معتبر محسوس کر رہی تھی اور شانزل اسکے دامن میں وعدوں اور قسموں کے تارے ٹانک رہا تھا اور ایسے ہی نہ جانے کب باتوں کے درمیان شانزل کی آنکھ لگ گئی

ہورین اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اور دل ہی دل میں خدا کی شکر گزار تھی کہ اس نے شانزل ابراہیم کو اس کی تقدیر میں لکھا تھا۔ایک وقت تھا جب شانزل کے ہاتھ میں سب کچھ تھا وہ اسکے سامنے بے بس تھی وہ چاہتا تو حورعین کو استعمال کر کے پھینک سکتا تھا مگر شانزل نے اسکی طرف کبھی بری نظر سے دیکھا بھی نہیں تھا

اس نے غصے میں شانزل کی محبت کے لیے بہت غلط الفاظ استعمال کیے اسے احساس تو تھا مگر آج وہ بہت شرمندہ ہو رہی تھی آج بھی شانزل نے اسے جس انداز سے محسوس کیا، پھر جس طرح اپنی محبت کا یقین سونپا تھا حورعین کی روح بھی تسخیر کر گیا تھا۔

جب جب بھی وہ بات کرتے کرتے اسے خود میں بھینچتا حورعین ہر مرتبہ اسکی محبت پر نئے سرے سے ایمان لے آتی۔

وہ چاند تھا مگر آج دور نہیں تھا وہ اس کی پناہوں میں تھی حورین نے اس کی پیشانی پر بکھرے بال اپنے حنائی ہاتھوں سے ہٹائے اور اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیے اگر وہ جاگ رہا ہوتا تو دیوانہ ہی ہو جاتا۔

اسکے آخری الفاظ حورعین کی زندگی کا حاصل تھے

تم میرے بخت کا سب سے روشن ستارا ہو،

اس نے حورعین کی پیشانی سے پیشانی ٹکائی

میری زندگی تمہارے گرد گھومتی ہے نجانے خدا نے تمہیں میری کونسی نیکی کے صلے میں عطا کیا ہے، میں تمہیں کبھی خود جدا نہیں ہونے دوں گا کیونکہ اتنا حوصلہ شانزل ابراہیم میں نہیں ہے ساری زندگی اس جہان میں اور موت کے بعد اس جہان میں بھی اتنی محبت دوں گا کہ تم میری ہمرائی پر فخر کروگی۔

اس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھی اور آواز خمار آلود

اس نے ایک بار پھر اس کے رخسار کو چوما

مجھے اب تم سے عشق ہونے لگا ہے۔

اس نے جملہ مخمور لہجے میں کہا جو حورعین کو نئے سرے سے تسخیر کرنے کو کافی تھا

------------------

رخصتی کے بعد حیا نے شاہ زر سے کہا کہ وہ پہلے گھر جائے گی تا کہ مہمانوں کو تکلیف نہ ہو

"ٹھیک ہے آپ جائیں میں یہاں سب کلیئر کر کے آؤنگا"

حیا ساڑھی میں ہی سب مہمانوں کی مدارات کر رہی تھی شاہ زر گھر آیا تو حیا سب کے کمروں میں چائے پہنچا رہی تھی

"آپ چائے پیئں گے"

" نہیں "

شاہ نے مسکرا کر جواب دیا

اف۔۔۔ان کی یہ مسکراہٹ کسی دن میری جان نکال لے گی

تقریبا آدھے گھنٹے بعد حیا کمرے میں داخل ہوئی شاہ زر اسی حلیے میں فون پر گفتگو کر رہا تھا

شاہ زر حیا کو دیکھ کر چونک گیا کیوں کے اس کا چہرہ فق ہوا تھا

"وہ۔۔۔جلدی چلیے پتا نہیں بی اماں کو کیا ہوا ہے "

"کیا ہوا ہے "

"آپ جلدی سے چلیے شاید ہوسپٹل لے کر جانا ہو گا "

وہ فوراً کمرے سے نکلا

"آپ گاڑی کی چابی لے کر آیئے"

حیا نے فورا چابی اٹھائی چادر اوڑھی اور باہر کی طرف دوڑی اس نے دیکھا کہ شاہ زر بی اماں کو لیے ہوئے نیچے اتر رہا تھا سبھی تھکے ہوئے تھے اسی لئے سو گئے تھے

حیا بھی شاہ زر کے پیچھے لپکی

---------------

شاہ زر کو دیکھ کر ہاسپٹل کی ٹیم فورا الرٹ ہوئی بی اماں کو آئی سی یو میں رکھا گیا شاہ زر گھن چکر بنا کبھی ڈاکٹر کبھی آئی سی یو کبھی فارمیسی کے چکر لگا رہا تھا

حیا بھی حیران پریشان ورد کرنے میں مشغول تھی اور اس کا بھی یہی حال تھا

رات کے آخری پہر شاہ زر حیا کے پاس آیا

"وہ مجھے تہجد پڑھنی ہے آپ یہاں اکیلے نہیں بیٹھیں میرے ساتھ چلے پریئرروم میں"

دونوں وہاں پہنچے تو جانماز ندارد شاہ زر نے اپنا کوٹ اتار کر حیا کو پکڑیا اور وضو کرنے چلا گیا

حیا سوچ میں پڑ گئی نماز کیسے پڑھیں گے تب شاہ زر باہر آیا

"آپ اپنی چادر دے دیں میں اسی پر نماز پڑھوں گا " یہ الفاظ نہیں تھے یہ شاہ زر کا دیا ہوا مان تھا جس نے حیا کو فرش سے عرش پر پہنچا دیا تھا اور اسے معتبر کر دیا تھا

حیا نے اپنی چادر اتار کر دی شاہ زر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا حیا کو عجیب سا لگ رہا تھا بغیر چادر کے بیٹھنے وہ اسی ساڑھی میں ملبوس تھی وہ حالانکہ ہسپتال میں کوئی نہیں تھا مگر کوئی آ گیا تو بار بار اپنی ساڑھی صحیح کر رہی تھی کچھ بے چینی سی تھی

شاہ زر نے سلام پھیر کر اسے دیکھا وہ الجھی ہوئی تھی شاہ زر کھڑا ہوا اور چلتا ہوا اس کے پاس آیا پاس رکھا ہوا اپنا بلیو کوٹ حیا پر ڈالا پھر واپس جاکر نیت باندھ لی۔

حیا کی تمام بے چینی اڑن چھو ہو گئی وہ بھرپور سرشار انداز میں مسکرائی

کوٹ سے شاہ زر کی خوشبو آ رہی تھی جس نے حیا کو گھیر لیا تھا عجیب سا تحفظ کا حصار تھا

چار بجے کہیں جاکر بی اماں کی حالت ٹھیک ہوئی تو حیا نے شاہ زر سے کہا

"میں گھر چلی جاتی ہوں مہمان اٹھنے والے ہوں گے فجر تک پہنچ جاؤں گی"

حیا جانے کے لیے پلٹی پھر مڑ کر شاہ زر کے پاس آئی جیسے کچھ یاد آیا ہو

"حور آٹھ بجے تک آپ سے ملنے آئے گی تو آپ گھر آجایئے گا ہم آذر کو کچھ دیر کے لئے یہاں بھیج دیں گے اور ہم حور کو بی اماں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتائیں گے نہیں تو وہ ہنی مون پر نہیں جائے گی"

" ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ،آپ ایک بار مجھے ریمائنڈ کرا دینا ساڑھے سات بجے "

" اوکے "

"فی امان اللہ"

" اللہ حافظ "

------------

حیا گھر پہنچی تو فجر کی آذان نہیں ہوئی تھی اس نے فوراً ٹفن( ناشتے کا ) تیار کیا اور ایک جانماز ڈرائیور کے ہاتھوں بھجوائیں

اپنے کمرے میں آئی تبھی فضا میں فجر کی آذان کی آواز گونجنے لگی

حیا نے جلدی جلدی جویلری اتارنی شروع کی جب آئینے میں خود کو دیکھا تو چونک گئی وہ شاہ زر کا کوٹ پہنے پہنے ہی گھر آ گئی تھی

حیا نے فورا شاور لیا نماز پڑھی اور نیچے ناشتے کی تیاری کرنے لگی ہانیہ اشعر وغیرہ تو فجر سے اٹھنے کے عادی تھے اس لیے رادیہ بھابھی ہانیہ بھی اس کی ہیلپ کرانے لگیں

گھر میں اتنے سارے نوکر تھے مگر مجال ہے جو حیا کو کسی کے ہاتھ کا کام ٹھیک لگے

سبھی مہمان بھی اٹھ گئے اور ناشتہ کرنے آ رہے تھے تبھی حیا نے مناسب لفظوں میں آذر کو بی اماں کے بارے میں بتایا

" آپ لوگوں کو مجھے رات ہی بتا دینا چاہیے تھا اکیلے ہی خوار ہوئے اتنا"

" عمیمہ کی طبیعت بھی کہاں ٹھیک رہتی ہے، اسے تمہاری زیادہ ضرورت ہے اور ویسے بھی اب تم چلے جاؤ تو وہ آئیں گے، جلدی سے اسپتال پہنچو، میرے شوہر کو بھیجو کتنے گھنٹے ہوگئے میں نے انہیں دیکھا ہی نہیں"

حیا نے ہنس کر بات ختم کردی نہیں تو آذر کو اعتراض تھا کہ اسے نہیں بتایا گیا۔

---------------------------

حورین بہت پرسکون نیند سو رہی تھی اتنی پرسکون نیند جیسی وہ کبھی نہیں سوئی تھی تبھی اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے کان میں میٹھی سی سرگوشی کر رہا ہے مگر حورین کا دل ہی نہیں چاہا کہ آنکھیں کھولے اس نے تکیہ اپنے منہ پر رکھ لیا

حورعین کو محسوس ہوا کسی نے بہت ہی نرمی سے وہ تکیہ ہٹایا پھر اسے اپنے ہونٹوں پر نم لمس کا احساس ہوا اس مرتبہ اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا پھر جب ذہن بیدار ہوا تو اس نے شانزل کو خود پر جھکا ہوا پایا ساری نیند بھک سے اڑی

اسے آنکھیں کھولتے دیکھ شانزل نے اس کے لبوں کو آزاد کیا کان میں سرگوشی کی

" نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک ہو جانِ شان، مسز شانزل ابراہیم "

پہلی مرتبہ اپنے ہونٹوں پر اس کا لمس محسوس کر کے وہ شرم سے دوہری ہو رہی تھی

"میں شاور لے کر نکلتا ہوں تم بھی جلدی سے فریش ہو جاؤ ساتھ نماز پڑھیں گے"

حور اپنا بھاری بھرکم جوڑا سنبھالتی ہوئی اٹھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنے بھاری جوڑے میں بھی اتنی سکون کی نیند سو رہی تھی

---------------------------

شاہ زر جب گھر میں آیا تو حیا کھلتے پیلے رنگ اور جامنی رنگ کے انگرکھا میں جلے پیر کی بلی بنی ہال میں چکر کاٹ رہی تھی

شاہ زر کو دیکھ کر اس نے ایک سکون کی سانس خارج کی

"ہاش۔۔۔آپ آگئے حور کا فون آیا تھا وہ لوگ نکل گئے ہیں آپ جلدی سے چینج کرکے نیچے آئیں"

حیا نے ہمیشہ کی طرح بنا فل سٹاپ اور کومہ کے کہا اور یہ جا وہ جا شاہ زر صرف اسے دیکھ کر رہ گیا

-----------------

شازہ نیچے آیا تو ہال حورین کے کھکھلاتی ہنسی سے گونج رہا تھا

" اسلام علیکم شاہ "

حورعین شاہ زر کے گلے لگ گئی

"میری صنم کیسی ہے "

"آپ کو کیسے لگ رہی ہوں"

" جواب دینا آگیا ہے تمہیں"۔

حورین کھکھلا کر ہنس دی

حدید اس کے پیچھے پاگل ہوا جارہا تھا ہر کوئی حورین سے مل رہا تھا وہ بات بے بات مسکرا رہی تھی سبھی حورعین کو گھیرے بیٹھے تھے یہ بات حیا کو کہاں برداشت ہونی تھی وہ بنا کسی کی پرواہ کیے اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئی

" کیسی ہو تم؟"

" جیسی دکھ رہی ہوں"

"حور تم نے بھائی کو سچے دل سے معاف کر دیا نا"

" کس غلطی کے لیے معاف کروں وہ کوئی غلطی کریں گے تو معاف کرو گی نا"

حیا حورعین کے گلے لگ گئی

۔

" اوہ حور تم کتنی اچھی ہو"

وہ تو میں ہوں ہی "

"اب بتاؤ بھائی نے منہ دکھائی میں کیا دیا ہے"

حیا کا ازلی چمکتی ہوا لہجہ

" یہ دیکھو "

"ماشاءاللہ بالکل تمہاری طرح خوبصورت ہے، اور بتاؤ کیسی گزری رات "

حیا تو حیا ہے

" بدتمیز بے شرم"

کہہ کر حورعین نے ایک دھموکا حیا کی پیٹھ پر جڑا حیا کل دن بھر مصروف رہی پھر ولیمے کی تھکاوٹ پھر اسپتال پھر گھر کی مصروفیات، کل سے سکون سے لیٹنے تو کیا بیٹھنے کا بھی وقت نہیں ملا تھا جس کی وجہ سے کمر درد کر رہی تھی حالانکہ حورعین نے ہلکے سے مستی میں ہاتھ جڑا تھا مگر حیا کی درد بھری کراہ نکل گئی

"یا اللہ "

حیا کو ایسے دیکھ کر حورعین گھبرا گئی

" سوری حیا میں نے جان بوجھ کر زور سے نہیں کیا"

حیا نے فورا اپنے تاثرات نارمل کیے

"ایک شرط پر مانوں گی"

" میں کوئی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں اپنی شرط اپنے پاس رکھو"

" دفع ہو جاؤ تم ذرا جو مجھے کبھی منایا ہو"

"بتاؤ تم نے شاہ سے شعر کہلوائے کہ نہیں"

تب حیا نے چہرہ ہاتھوں میں چھپاتے ہوئے شرمانے کی انتہائی گھٹیا ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا

۔

"مجھے شرم آرہی ہے"

اس کی ایکٹنگ دیکھ کر حورعین ہنسنے لگی اور ایک ہی لفظ کہا

" نوٹنکی "

"بتاؤ نا حور سب ٹھیک تھا نا؟ میرے پوچھنے کا مطلب ہے بھائی کی آنکھوں میں تو نظر آرہا ہے مگر پھر بھی میں تم سے تسلی کرنا چاہتی ہوں کہ تم خوش ہو نا ؟"

"خوش ہونا تو بہت چھوٹا لفظ ہے میں بیان نہیں کر سکتی کہ شان مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں، اپنے احساسات بیان کرنے کے لیے میرے پاس لفظ نہیں ہے وہ مجھے کس حد تک چاہتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا انہوں نے۔۔۔انہوں نے کل اعتراف کیا کہ میں ان کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہوں، خدا نے میری تمام تر آزمائشوں کا صلہ شانزل ابراہیم کی صورت میں دیا ہے یقین کرو مجھے ایسا لگ رہا ہے میرے لئے شانزل انعام کی صورت میں اتارے گئے ہیں، اور خدا نے ان کے دل میں میرے لئے محبت ڈال کر نعمت سے نوازا ہے"

"حیا یار جلدی سے مجھے سنبھالو کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤں"

شانزل کے آواز پر دونوں چونک کر پلٹیں

"میں تو حور کو بلانے آیا تھا کہ ہیلی کاپٹر ٹیرس پر آنے والا ہے۔۔۔مگر۔۔۔۔حیا ذرا مجھے چٹکی تو کاٹو کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا "

"چلو حور تم معاملہ نمٹاؤ میں تو چلی نیچے "

حیا باہر گئی تو حورعین بھی اس کے پیچھے جانے لگی تبھی شانزل نے حورین کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا دروازہ بند کر کے اس کے گرد حصار باندھا

" کتنی ظالم ہو تم، کل رات میں ہی بولتا رہا ،ذرا جو تمہارے منہ سے کچھ نکلا ہو، چلو جلدی سے کہو مجھ سے محبت کرتی ہو "

حورعین نے نظریں جھکالی

" آپ کو پتہ تو ہے"

" نہیں مجھے نہیں پتا "

کہتے ہوئے شانزل نے انگلی سے حورعین کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کانوں کے پیچھے کیا

"بولو نہ حور"

مخمور لہجے میں بے انتہا اسرار و محبت پنہاں تھی حورعین نے نظر اٹھا کر شانزل کے مسکراتے چہرے کو دیکھا پھر اپنی تمام تر ہمت جمع کیں اپنے دونوں ہاتھ شانزل کے کندھے پر رکھے اور پنجوں کے بل اچک کر شانزل کی پیشانی چوم لی اس کی آنکھوں میں دیکھا

"آپ میرے لئے نعمت ہے"۔

اتنے پیارے اظہار پر جہاں شانزل کا دل جھوم اٹھا تو وہیں حورعین نے شانزل کے سینے میں چہرہ چھپا لیا اس سے چھپنے کے لئے اسی میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی شانزل کو حورین کی اس ادا پر ٹوٹ کر پیار آیا شانزل نے حورین کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا حورعین کے رخسار گردن یہاں تک کے کان کی لو تک سرخ پڑھ رہی تھی

سبز آنکھیں جھکی ہوئی تھیں جن پر خم دار پلکیں لرز رہی تھیں اسکے ایک ایک نقوش کو شانزل دل میں آتا رہا تھا

"اتنے دلکش اظہار پر انعام تو بنتا ہے"

وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ حورعین کو اسکی پر حدت سانسوں کی تپش چہرے پر محسوس ہو رہی تھی

شانزل کی نظر حورین کی آنکھوں سے ہوتی ہوئی اس کی نوز پن پر ٹھہر گئی ایک مرتبہ مانو پھر شانزل کا دل اس کی نوز پن میں اٹک گیا۔

بے اختیار شانزل نے اس کے نوز پن کو چوم لیا ایک مدت بعد اسکی خواہش پوری ہوئی تھی اور پھر اپنے لب حورین کے لبوں پر رکھ دیئے محبت پا لینے کی خوشی کیا ہوتی ہے شانزل ابراہیم اسکی جیتی جاگتی مثال تھا۔

نا چاہتے ہوئے بھی کچھ لمحوں بعد اس کے لب آزاد کیے اور پیشانی سے پیشانی ٹکا کر سانس ہموار کرنے لگا اب بھی شانزل کا ایک ہاتھ حورعین کی کمر کے گرد تھا اور ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ تھام رکھا تھا دونوں ہی کی آنکھیں بند تھی دونوں ہی ایک دوسرے کو محسوس کرتے ہوئے محبت کی جہاں کی سیر کر رہے تھے

ہیلی کاپٹر کے لینڈ کرنے کی آواز سے دونوں ہوش میں آئے حورین فورا باہر جانے کے لیے پلٹی تو ایک بار پھر شانزل نے اسے اپنی طرف کھینچا اور اس کے کان میں مخمور لہجے میں سرگوشی کی

" خود کو تیار کرلو حور، کل میں نے اپنی محبت کا لفظی مظاہرہ کیا تھا لیکن آج۔۔۔"

وہ سانس لینے کے لئے رکا اور حور کو لگا اس کی دھڑکن بھی رکی ہو شانزل نے اپنی بات جاری رکھی

"آج میں اظہار محبت عملی صورت میں کرونگا "

حورین اس کے جذبوں کی تاب نہ لاسکی اور فورا باہر نکلی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چاروں ٹیرس پر کھڑے تھے نکلنے سے پہلے شانزل نے ایک پیپر شاہ زر کی طرف بڑھایا

" یہ شانزل انڈسٹریز کی پاور آف اٹارنی ہے جس سے میں نے اپنی غیر حاضری میں تمہارے نام کیا ہے اس کے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی بھی میجر decision لیتے وقت مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا "

حورین ان دونوں کے درمیان بھروسہ دیکھ کر ایک لمحے کو حیران رہ گئی مگر پھر بہت خوش ہوئی

دوستی کا رشتہ وہ انمول رشتہ ہوتا ہے جس کے بھروسے ہم کئی بڑے فیصلے لیتے ہیں ان فیصلوں کو صحیح ثابت کرنے میں ایک دوست کا بڑا کردار ہوتا ہے۔دوستی کا رشتہ سماج نہیں بناتا، یہ رشتہ خون کا نہیں ہوتا نہ ہی اس رشتے کو بنانے سے پہلے خدا کو حاضر ناظر جان کر گواہوں کی موجودگی میں دونوں

جہاں کی ہمرائی قبول کرتے ہیں پھر بھی دوستی کا رشتہ ان رشتوں سے کئی زیادہ مضبوط ہوتا ہے، دوستی کے رشتے کو نا ہی کسی دوستی نامے کی ضرورت ہوتی ہے نا ہی کسی DNA میچ ہونے کی، نہ اس میں بے وفائی کا خوف ہوتا ہے نا ہی اپنانے سے انکار کر دینے کا خدشہ،،،،، ان سب کے بغیر ہی یہ رشتہ اپنے آپ میں مکمل ہے،،،، مخلص دوست کسی نعمت سے کم نہیں، اگر آپ کی زندگی میں مخلص دوست ہے تو یقین جانیں آپ اس دنیا کے خوش قسمت ترین انسانوں میں سے ایک ہیں۔

بھلے ہی شاہ زر اور شانزل، حیا کی طرح علی الاعلان اپنی دوستی کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے تھے مگر ایک گہرا مضبوط تعلق قائم ہو چکا تھا جسے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہوتی جی ہاں، دوستی کا رشتہ۔

ہیلی کاپٹر شاہ زر کی تھی کہ بات حیا کے لیے حیران کن تھی جاتے وقت شاہ زر اور حیا نے حورعین کو ڈھیروں دعائیں دی پھر حورعین نے بھی حیا کو ڈھیروں نصیحتیں کیں

حورین خیر وعافیت سے روانہ ہوگئی۔

"میں جا تو رہی ہوں مگر جب واپس آؤں تب بھی شاہ مجھے اتنے ہی خوش دکھائی دینے چاہیے، مہربانی کرکے اپنی بچکانہ حرکتیں چھوڑ دو اور سنجیدہ ہو جاؤ میرے شاہ کو خوش رکھنا"

یہ الفاظ جاتے ہوئے حورعین نے کہے تھے۔

-------------------------

دونوں کے جانے کے بعد شاہ زر سو گیا پھر ظہر میں اٹھا اور کہا

"میں مسجد سے سیدھا اسپتال جاؤں گا" یقیناً عجلت میں تھا اسی لئے رکا نہیں

حیا نے جلدی جلدی ٹفن بنا کر کے ڈرائیور کے ہاتھوں اسپتال بھیجا آہستہ آہستہ سارے مہمان اپنے گھر روانہ ہونے لگے

حیا ،سب کو باہر تک چھوڑنے جا رہی تھی شاہ زر کی ایک دور پرے کی پھوپھی تھیں وہ جاتے وقت حیا سے کہہ رہی تھیں

" شاہ زر تو سونا ہے بچپن سے اور اتنا خوبصورت بھی، میں نے سوچا تھا کوئی اچھی لڑکی پسند کرتا تو اچھا ہوتا مگر لکھے کو کون ٹال سکتا ہے لیکن تم اب بھی دل میں جگہ بنا سکتی ہو کوشش کرو تو سب ممکن ہے، میرے بچے جیسا ہے میں اس کا برا نہیں چاہتی مگر جو ہو گیا سو ہو گیا اب کیا کر سکتے ہیں"
ان کی بات سنی دل تو کیا کھری کھری سنا دے مگر وہ روانہ ہو گئیں

صرف اشعر اور ہانیہ رکے تھے

شام میں جب حیا اسپتال پہنچی تب تک بی اماں کی حالت کافی بہتر تھی

وہکچھ شرمندہ سی تھی کہ ان کی وجہ سے سبھی پریشان ہوگئے شاہ زر انہیں تسلی دے رہا تھا کہ

ایسی کوئی بات نہیں ہے، جو انہوں نے شاہ زر اور حورین کے لئے کیا ہے اس کے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے

بی اماں بہت جذباتی ہو رہی تھی انہوں نے کہا کہ میں بس اب اپنی اولاد کے پاس جانا چاہتی ہوں نمک کا حق ادا کرنے میں، مَیں نے اپنی اولاد کو نظر انداز کر دیا

شاہ زر نے انہیں یقین دلایا کہ کل تک ان کا بیٹا آجائے گا اور وہ اپنے گھر چلی جائیں جہاں ان کے کندھوں پر وفا داری کا بوجھ ہو گا نہ ضمیر پر نمک کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری

حیا جب وہاں سے جانے کے لیے اٹھی تب شاہ زر نے کہا

،"آج رات کو بی اماں کا بیٹا اور اس کی فیملی آرہے ہیں کافی دیر رات آئیں گے شاید، آپ ذرا دیکھ لینا وہ لوگ کل صبح ہی اسپتال آئیں گے اور انشاءاللہ بی اماں کو ساتھ لے جائیں گے"

" ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں، آج رات گھر آئیں گے آپ؟"

" نہیں، آذر اور عمیمہ بھی آج ہی جا رہے ہیں تو رات میں ہی رکوں گا"

___________

حیا جب گھر آئی تو اشعر اور ہانیہ وہیں موجود تھے پورا گھر پھیلا ہوا تھا اتنے سارے مہمانوں نے گھر کا کباڑا کیا ہوا تھا ایک تو اتنا بڑا گھر ہانیہ اور حیا نے نوکروں کے ساتھ مل کر سب کچھ ٹھیک کیا

رات کے کھانے کے بعد اشعر اور ہانیہ چلے گئے

حیا نے ہسپتال کھانا بھیجا جب سونے کے لئے کمرے میں آئی تو گھڑی 11:30 جا رہی تھی

جب سونے کیلئے لیٹی تو دھیان بھٹک کر اپنی زندگی پر چلا گیا حورین کتنی خوش تھی اس نے دیکھا تھا شانزل کیسے اسے چور نظروں سے دیکھ رہا تھا

ایک مکمل جوڑا

ہاں بالکل ایک مکمل جوڑا

شانزل کی آنکھوں کی وارفتگی حورین کا شرمانہ

" یا خدا میری حور کو ہمیشہ خوش رکھنا"

اس کی سوچوں کا رخ اشعر اور ہانیہ کی طرف چلے گیا

وہ بھلے ہی ہانیہ کو کچھ بھی کہتا مگر محبت اس کی آنکھوں سے جھلکتی تھی اور جب سے ہانیہ نے خوشخبری سنائی تھی وہ اس کا کتنا خیال رکھ رہا تھا اس کے ہر کام بھاگ بھاگ کر کرتا اس کے تمام نخرے اٹھاتا اس کا بس چلتا تو اسے زمین پر پاؤں رکھنے بھی نہ دیتا شادی کے وقت ہانیہ نے کتنا واویلا مچایا تھا مگر اب اگر اشعر بغیر بتائے اس کے سامنے سے ایک منٹ کے لئے بھی غائب ہوتا تو وہ بے چین ہو جاتی

اس کا کا رخ بھٹک کر پھر شاہ زر کی طرف گیا کس قدر خوبرو ہے وہ اگر دیکھا جائے تو ان دونوں کے درمیان کوئی بھی نئے شادی شدہ جوڑوں جیسی کوئی بات ہی نہیں تھی

حیا کو تیار ہو کر رہنے کا بہت شوق تھا اور وہ ویسے ہی رہ رہی تھی مگر شاہ زر صاحب نے ابھی تک اس کی تعریف میں ایک لفظ نہیں کہا تھا نہ حیا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آتی نہ ہی وارفتگی ہوتی

وہ بہت ناپے تولے انداز میں بات کرتا یہ کہنا بہتر ہو گا صرف جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنا ہی بولتا اور حیا میڈم خیالوں کی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی اسے یک لخت اپنی تیاری بیکار لگنے لگی

"میں حیا ہوں میں کیسے ہار مان سکتی ہوں"

اس نے سوچ لیا تھا کل وہ بہت اچھے سے تیار ہو گی انہیں نے سوچوں میں اس کی آنکھ لگ گئی اس کی آنکھ انٹرکام کی آواز سے کھلی

رات کے تین بج رہے تھے اسے اطلاع ملی کہ بی اماں کے بیٹے اور ان کی فیملی آئی ہے آنکھیں اتنی بھاری ہو رہی تھی کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ بمشکل اپنی آنکھیں کھولتی نیچے آئی بی اماں کا بیٹا بہو اور پوتا آیا تھا وہ دو سال کا معصوم سا بچہ حیا کو بہت پیارا لگا

ان کی خاطر مدارات میں پتہ چلا اس بچہ کو اچانک ہی بخار ہو گیا جس کی وجہ سے وہ بیچارا گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہا تھا

اس دو سال کے معصوم سے بچے نے حیا کو تگنی کا ناچ نچادیا حیا نے چوکیدار کو بھیج کر دوائی منگوائی حیا بیچاری حیران پریشان آنکھیں نیند سے بھاری ہو رہی تھی۔کل پوری رات جاگنا اور ابھی کچی نیند سے اٹھنا حیا جیسی گدھے گھوڑے بیچ کر سونے والوں کے لیے بہت مشکل تھا کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا صبح 6 بجے جا کر کہیں حمزہ کی حالت سہی ہوئی تو موصوف سوئے

اور وہ لوگ فوراً ہسپتال روانہ ہوئے

اب سونا بے کار تھا کیونکہ شاہ زر کسی بھی وقت آ سکتا تھا

اسی لیے وہ نیند میں جھومتی ہوئی شاور لینے گئی شاور لینے کے بعد آنکھیں کچھ کھلی تو جلدی جلدی نماز پڑھ کے ناشتے کا اہتمام کرنے لگی یہ پہلا ناشتہ ہو گا جو وہ دونوں ساتھ کریں گے دو گھنٹوں کی شدید محنت کے بعد ایک زبردست قسم کا ناشتہ تیار کیا اور پھر اسے اپنی حالت کا خیال آیا تو جلدی سے کمرے میں گئی

"آج کیا پہنے؟"

یہ حصہ ہمیشہ حیا کے لئے بہت مشکل ہوتا تھا تو سوچا

"میں کچھ بھی پہن لوں خوبصورت ہی لگوں گی" کچھ سوچ کر اس نے اپنا نکاح والا جوڑا نکالا اور زیب تن کیا پورے اہتمام سے ہمیشہ کی طرح بھر بھر کے چوڑیاں زیور نئ دلہن والا سنگھار حالانکہ شادی کو دو ہی دن ہوئے تھے اتنا تو بنتا تھا

اب وہ شاہ زر کا انتظار کرنے لگی کافی وقت گزر گیا 11 بجے، وہ ابھی تک نہیں آیا تھا گھڑی نے بارہ کا ہندسہ عبور کیا یہاں تک کہ ظہر ہو گئی مگر وہ نہیں آیا

حیا کو یاد نہیں اس نے اتنا انتظار کسی کا کیا ہو گا اب تو اس کی بھوک ہی مر گئی تھی وہ بے دلی سے کچن میں آئی اور سب اٹھا کر فریج میں تقریبا ٹھونسا

وہ باہر نکلی تو ملازمہ نے بتایا کہ

"سر تو آگئے ہیں "

حیا چونک گئی

"کب ؟"

"ابھی جب آپ کے اندر کچن میں تھیں"

" ناشتے وغیرہ کا کچھ کہا سر نے"

" کہا کہ وہ کھا کر آئے ہیں اور ابھی سوئیں گے تو انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے"

حیا کے اندر شرارے پھوٹنے لگے اس کا دل کیا سب کچھ آگ لگا دے

ہال میں ہی جا نماز منگا کر نماز پڑھیں وہ نماز پڑھ کر اٹھی ہی تھی کہ شانزل کے خالہ خالو آگئے

حالانکہ اس کا ارادہ سونے کا تھا مگر انہیں دیکھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیا

آج وہ لوگ واپس جا رہے تھے اسی لیے ملنے آئے تھے حیا کو انہیں دیکھ کر حقیقتاً خوشی ہوئی تھی اور وہ ان سے خوش اسلوبی سے بھی ملی

ان سے مل کر وہ سب کچھ بھول گئی ویسے بھی وہ حیا تھی زیادہ دیر تک ایک ہی بات سر پر سوار نہیں کر سکتی تھی

خالہ خالو کو بھی وہ چہچہاتی چنچل سی حیا بہت پسند آئی وہ لوگ ایسے باتیں کر رہے تھے کہ جیسے برسوں کی شناسائی ہو بہت خوشگوار ماحول میں لنچ کیا گیا حیا نے مناسب لفظوں میں شاہ زر کی غیر موجودگی کی وجہ بتائی اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ اسے اٹھانے والی نہیں کیونکہ وہ بہت تھکا ہوا ہے

---------------------------

شاہ زر سو کر جب نیچے آیا تو پورا گھر خالی تھا باہر سے آواز آ رہی تھی وہ لان میں آیا تو دیکھا

حیا نکاح کا جوڑا پہنے بولنگ کر رہی ہے اور شانزل کے خالو ہاتھ میں بیٹ پکڑے تیار کھڑے تھے

حیا نے بالنگ کی اور خالو نے زوردار شاٹ مارا بول اڑتی ہوئی جانے لگی تبھی شاہ زر نے کیچ کر لی اور حیا زور سے چینخی

" یسسسسسسس"

" یا ہو آپ آؤٹ ہو گئے"

اور ساتھ ہی زبان نکال کر چڑائی

" نہیں بھائی یہ تو فاؤل ہے شاہ زر گیم کا حصہ نہیں تھا "

۔خالو نے احتجاج کیا

"اب آپ آؤٹ ہوگئے ہیں بہانے نہیں بنائیں،

چلیں امپائر سے پوچھتے ہیں "

حیا نے خالہ کی طرف اشارہ کیا

" بتائیں امپائر آؤٹ اور ناٹ آؤٹ"

" آؤٹ ،اور اگر آپ لڑنا بند کر کے شاہ زر سے مل لیں تو بہتر ہو گا"

خالا نے ٹوکا تو خالو کو بھی خیال آیا وہ فورا بیٹ چھوڑ کر شاہ زر کی طرف آئے

" میں چائے کا انتظام کرتی ہوں "

کہہ کر حیا بنا شاہ زر کو دیکھے اندر چلی گئی

--------------------

چائے کی پیالی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے خالو نے پوچھا

" اب تمہاری بی اماں کی طبیعت کیسی ہے؟"

" الحمداللہ اب بہتر ہے، ماشاء اللہ اب تو وہ اپنے گھر بھی چلی گئیں ہے"

تبھی حیا خالہ کی کسی بات پر ہنسی

"کیا بات ہے بھائی اتنی ہنسی کیوں آ رہی ہے "

خالو کو حیا کی باتوں میں کافی دلچسپی تھی

"کچھ نہیں خالہ بتا رہی تھیں کہ آپ جب کہ شرط ہار گئے ہیں لیکن ہمیشہ کی طرح آپ اپنی شرط پوری نہیں کریں گے یعنی جس طرح آپ نے کہا تھا اگر آپ ہارے تو مجھے کرکٹ کِٹ لا کر دیں گے لیکن ایسا کچھ نہیں ہونے والا "

"ہماری بیگم کو صدا ہم سے شکایت ہوتی ہے تم بے فکر رہو عثمان احمد اپنا وعدہ پورا کرے گا"

پھر حیا اور خالہ دونوں مل کر ڈنر کی تیاری کرنے لگی ایک پر تکلف ڈنر بنانے کے بعد تو حیا کو محسوس ہوا اس کا بدن درد سے ٹوٹ رہا ہے اسے تو اپنے پیروں میں سوجن بھی محسوس ہوئی مگر وہ چین سے بیٹھ کہا سکتی تھی اگر حورین کہتی تھی کہ اس میں اسپرنگ فٹ ہے صد فیصد صحیح کہتی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

خالہ خالو کے جانے کے بعد حیا نے کچن سمیٹا برتنوں کو دیکھ کر اسے ہول اٹھ رہے تھ ملازمہ کو برتن دھونے کا کہہ کر وہ کمرے میں سونے کے لئے آگئی ایک ہلکا سا ڈریس نکالا گرم پانی کا شاور لیا تو تھوڑا پرسکون محسوس کرنے لگی وہ واش روم سے باہر نکلی تو نظر شاہ زر پر گئی

شاہ زر بیڈ پر نیم دراز تھا اسے یک لخت اپنے اور شاہ زر کے رشتے کے تقاضوں کا احساس ہوا

پہلی بار اس نے اپنے رشتے کو محسوس کیا اور اچانک ہی اس کا دل سو کی سپیڈ سے دھڑکنے لگا شاہ زر نے اسے وہیں استادہ دیکھ کر ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھایا

یہ پاس بلانے کا ایک اشارہ تھا

حیا چلتی ہوئی بیڈ پر آئی اور تھوڑی جھجک کے باوجود ہاتھ تھام لیا

اف حیا تم گھبرا کیوں رہی ہو تم 1970 کی ہیروئین نہیں ہو حیا ہو۔

شاہ زر کے پاس ہی بیٹھ گئی

" آپ کب سے سوئی نہیں ہے؟"

حیا نے چونک کر اسے دیکھا

"یا شاید مجھے پوچھنا چاہئے میری غیر موجودگی میں آپ کتنی دیر سوئی ہیں "

شاہ زر نے حیا کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھ کر کہا حیا کو یہ سوال عجیب سا لگا

"تین گھنٹے "

اس نے کچھ الجھے انداز میں جواب دیا لیکن اب چونکنے کی باری شاہ زر کی تھی

" کیوں؟"

" وقت ہی نہیں ملا، پھر کل رات حمزہ کی طبیعت خراب تھی، پھر۔۔۔۔۔۔"

کہتے کہتے خاموش ہوگئی میں کیوں بولوں انتظار کر رہی تھی ؟

حیا کا ہاتھ اب تک شاہ زر کے ہاتھ میں تھا

"ٹھیک ہے، اب سو جائیں"

شاہ زر نے اٹھ کر لائٹ آف کی اور لیمپ جلایا

تب تک حیا لیٹ چکی تھی لیٹتے وقت اسے پھر جسم میں درد محسوس ہوا

شاہ زر بیڈ پر آیا لحاف لیا

"اتنا جاگیں گی تو بدن درد ہو گا ہی"

شاید اس نے حیا کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ لیے تھے

حیا کچھ اور جملوں کی توقع کر رہی تھی اسے اپنی بے وقعتی پر بہت غصہ آیا آج بھی اس نے حیا کی تعریف نہیں کی تھی حیا اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی کہ شاہ زر نے اسے کھینچ کر اپنے بازو پر لٹایا

تھا اس کے لیے حیا تیار نہیں تھی تو ہڑ بڑا گئی مگر شاہ زر نے اس کی ہڑ بڑاہٹ کی پرواہ کیے بغیر اس کے گرد حصار باندھا اور بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا اور ہمیشہ کی طرح صرف ایک مختصر سا جملہ کہا

"پر سکون ہو کر سو جایئے"

حیا کو اتنا آرام کبھی محسوس نہیں ہوا تھا وہ سچ مچ اتنا تھکی ہوئی تھی کہ اس نے اپنی تمام سوچوں کو گول مول کر کے ایک سائیڈ پر رکھا اور شاہ زر کے سینے میں سما کر آنکھیں موند لی دو منٹ میں ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

---

اس کی آنکھ فجر میں شاہ زر کے اٹھانے پر کھلی وہ ابھی تک کل رات والی پوزیشن میں ہی تھی

شاہ زر مسجد کے لیے نکلا تو حیا نے بھی نیت باندھی

جب شاہ زر واپس آیا تو حیا تلاوت کر رہی تھی اس نے قرآن بند کیا پھر مسکرا کر شاہ زر کو سلام کیا

"وعلیکم السلام"

"آپ ناشتہ کریں گے؟"

" آپ کو بھوک لگی ہے؟"

شاہ زر نے الٹا اسی سے سوال کیا

"نہیں مجھے بھوک نہیں لگی"

" مجھے بھی نہیں کرنا "

کہہ کر شاہ زر نے کمرے کی لائٹ بند کرنی شروع کی

"آپ پھر سوئیں گے "

"میں نہیں ہم "

کہہ کر شاہ زر بیڈ پر آیا

حیا کی ساری تھکن اڑن چھو ہو چکی تھی مگر نیند؟ اس نے سوچا سونے میں کیا حرج ہے

حیا لیٹی تو شاہ زر نے پھر اسے اپنے حصار میں لیا اس مرتبہ حیا چونکی نہیں، دل کے کسی کونے میں یہ خواہش تو تھی ہی کہ وہ پھر سے رات کی طرح اسے سلائے۔

اور رات کی طرح شاہ زر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا ایک بار پھر وہی سکون حیا نے محسوس کیا

اب کی بار حیا کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی شاہ زر کی خوشبو اس کے نتھنوں کے ذریعے روح میں اتر رہی تھی جس سے سانس اور دھڑکن منتشر ہو رہی تھی یقیناً شاہ زر نے بھی محسوس کیا ہو گا اسی لئے پوچھ لیا

"حیا؟"

ہائے!!!!!! ☺ ☺ ☺ ☺ کیا میرا نام اتنا پیارا پہلے بھی تھا

(اب حیا تو حیا ہے )

" جی"

اس نے جواب دیا مگر سینے میں سمایا ہوا سر نہیں اٹھایا۔

"کوئی پرابلم ہے کیا؟"

"نہیں تو"

اس کے سامنے کوئی قارون کا خزانہ بھی رکھ دیتا تب بھی وہ اس سے الگ نہ ہوتی۔اور اس وقت بھی نہیں ہوئی۔

"ہمم"

شاہ زر نے صرف اسی ہمم پر اکتفا کیا آہستہ آہستہ نیند حیا پر مہربان ہوگئی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

صبح آنکھ کھلی تو اچھا خاصا دن چڑھ چکا تھا

اس نے کسمسا کر شاہ زر کے حصار سے نکلنا چاہا تو شاہ زر نے گرفت مضبوط کردی

وہ اس سے اتنا غافل نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی

"ش۔۔۔شاہ۔۔۔۔شاہ زر "

"سوجاؤ حیا "

شاہ زر کا لہجہ خمار آلود تھا اور پھر مزید گرفت سخت کی جس سے حصار تنگ ہو گیا نتیجہ میں حیا اس سے قریب ہوگئی اور وہ پوری طرح جڑ گئی

حیا کی ایک پل کے لئے سانس رکی

"گیارہ بج رہے ہیں"

اس بار شاہ زر کو آنکھ کھولنی پڑی

" قسم سے یار، تھکن ابھی تک نہیں اتری"

خمار آلود لہجہ مخمور، نیلی آنکھیں، اف۔۔۔۔۔حیا کی جان پر بن آئی

کہہ کر وہ پھر سے سوتا بنا

"اچھا مجھے تو جانے دیں"

ہلکی سی کوشش تھی فرار کی

" کوئی ضرورت نہیں، سو جاؤ "

اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی

" آپ کو حور کا فون آیا تھا؟"

وہ جان بوجھ کر اس سے سوال پوچھ رہی تھی

" نہیں"

" ایک بار بھی نہیں؟"

" نہیں۔۔۔۔سونے دو حیا"

اب کی بار اس کی پیشانی پر بل پڑے مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولی نہ ہی حیا کو آزاد کیا

"شاہ زر"

حیا نے پکارا

"ہمم"

" مجھے بھی حور کا فون نہیں آیا وہ لوگ خیریت سے ہوں گے نہ؟"

اب کی بار شاہ زر نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ گھور کر دیکھا

"آپ مجھے سونے نہیں دیں گی؟"

" نہیں"

بہت اطمینان سے جواب دیا گیا تھا

شاہ زر کہنی کے بل کچھ اونچا ہوا

"کیوں؟"

" کتنا سوئیں گے اور ؟"

کہتے ہوئے حیا اٹھ گئی کیونکہ شاہ زر کی گرفت ڈھیلی ہو گئی تھی جس کا اس نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور واش روم میں چلی گئی۔

---------------------------------

حیا جب نہا کر نکلی تب بھی شاہ زر سویا ہوا تھا

اف۔۔۔۔جتنا میں نے حورین کو صبح اٹھنے میں حیران کیا ہے اس کا بدلہ شاہ زر مجھ سے لیں گے

یا اللہ یہی مکافات عمل ہے،

حیا نے سوچا

خود ہی اٹھ جائیں گے وہ دل لگا کر تیار ہونے لگی ہمیشہ کی طرح سج سنور رہی تھی

پھر اس نے سوچا کہیں طبیعت تو خراب نہیں جو اتنا سو رہے ہیں

وہ شاہ زر کے قریب آئی اور پکارا

"شاہ زر "

"ہمم "

اس کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا

حیا نے ایک ہاتھ پیشانی پر رکھ کر چیک کرنے لگی کہ کہیں طبیعت تو خراب نہیں

شاہ زر نے وہی ہاتھ کلائی سے پکڑ کر اسے گھسیٹ لیا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ خود پر گرایا

"کیوں میری نیند کی دشمن بنی ہو ؟"

"میں تو آپ کی طبیعت۔۔۔۔۔"

"کچھ نہیں ہوا "

کہہ کر ایک مرتبہ پھر شاہ زر نے حیا کو حصار میں لیا اس کے بالوں سے آتی کنڈیشنر کی خوشبو اور شاور جیل کی ملی جلی مہک فضا کو مہکا رہی تھی شاہ زر نے اسے خود سے قریب کیا، اتنا قریب کے دونوں کے درمیان رہا سہا فاصلہ بھی ختم ہو گیا۔

حیا کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے لئے بے تاب ہوا کیونکہ شاہ زر اس کے بالوں میں چہرہ چھپانے لگا

حیا کو اس کی سانسیں گردن پر محسوس ہو رہی تھی ایک مرتبہ پھر وہ حیا کی زبان گنگ کر گیا تھا

پھر حیا نے اس کے لبوں کا لمس گردن پر محسوس کیا وہ لرزی تھی مگر مزاحمت نہیں کی، کرتی بھی کیوں؟ وہ تو اسے اپنا سب کچھ مان چکی تھی اس نے شاہ زر کی ٹی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا، آنکھیں موند لی۔

اس سے پہلے شاہ زر مزید بہکتا موبائل رنگ کرنے لگا جس سے طلسماتی لمحات کا تسلسل ٹوٹا شاہ زر نے پلٹ کر ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور حیا نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا فورا سے پہلے اٹھ کر نیچے بھاگ گئی شاہزر موبائل پر مصروف ہو گیا تھا

حیا سیڑھیاں اتر رہی تھی

وہ قدم کہیں اور رکھ رہی تھی اور قدم پڑ کر کہیں اور رہے تھے

" یا اللہ۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے مجھے؟"

وہ دل تھام کر بیٹھ گئی جو دھڑک دھڑک کر باہر آنے کو بے تاب ہوا جا رہا تھا وہ اب بھی جیسے ان لمحوں کی قید میں تھی

"اللہ کی توبہ اگر اب جو میں نے انہیں جگایا تو"

کہہ کر اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا لیکن اس کے لبوں پر ایک سرشار سی مسکراہٹ تھی

---------------------------

تقریبا آدھے گھنٹے بعد وہ نیچے اترتا نظر آگیا حیا کی تو ہمت ہی نہیں ہوئی تھی اوپر آنے کی اسی لیے وہ نیچے ہی ناشتہ تیار کر رہی تھی

وہ فون پر محو گفتگو تھا بلیک شرٹ ، براؤن کوٹ پینٹ پہنے، نک سک سے تیار اتر رہا تھا حیا نے دل سے ماشاءاللہ کہا

شاہ زر نے فون کان سے ایک لمحے کے لئے ہٹا کر کہا

"ناشتہ نہیں کروں گا لیٹ ہو رہا ہوں"

کہہ کر فون کان سے لگایا اور پلٹ کر دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے

حیا کو جتنا غصہ آتا کم تھا

"باگڑ بلّا "

اس نے من میں اسے لقب سے نوازا تبھی شاہ زر پلٹا اور حیا وہ تو گھبرا گئی

"ہائے اللہ سن تو نہیں لیا"

وہ اس کے پاس آیا مسکرا کر اسکے پھولے پھولے منہ کو دیکھا فون جیب میں رکھا پھر اسی ہاتھ سے حیا کے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

" جلدی آنے کی کوشش کروں گا،تیار رہنا"

ایک مسکراہٹ حیا کی طرف اچھالی

(The million dollar smile)

"فی امان اللہ "

اسکا گال تھپتھپا کر پلٹ گیا

" فی امان اللہ"

حیا نے غائبانہ طور پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی جب تک وہ دروازہ پار کر گیا۔

" بول کر ہی نہیں گئے کہ کہاں جانا ہے؟ اب کیا پہنوں اور کیا میں تیار نہیں تھی؟"

حیا کے لیے حورعین نے ایک سے بڑھ کر ایک سوٹ خریدے تھے پھر کچھ سوچ کر حیا نے ایک پیچ کلر کی ساڑھی نکالی

تبھی ملازمہ نے آ کر بتایا کہ نیچے عاطف زمان ملنے آئے ہیں

حیا تن فن کرتی نیچے اتری

"تم اپنی منحوس شکل لے کر کیوں آئے ہو ؟"

"دیکھنے آیا تھا کہ تمہارا سو کالڈ شوہر تمہیں کتنے دن برداشت کرے گا؟"

" تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے "

"وہ تو ہے مگر میں یہ کہنے آیا ہوں کہ اگر وہ تمہیں دھتکار دے تو دوبارہ ہمارے گھر کا رخ مت کرنا"

بے فکر رہو، وہ کبھی مجھے دھتکاریں گے نہیں"

"تمہیں پتا ہے نا خدا نے تمہارے نصیب میں کبھی خوشیاں نہیں لکھیں"

" ہاں خدا نے میرے نصیب میں خوشیاں نہیں لکھی کیونکہ اس نے میرے نصیب میں شاہ زر جہانزیب کو لکھا ہے، اب اپنی شکل لے کر دفا ہو جاؤ ورنہ دھکے مروا کر تمہیں یہاں سے نکلواؤں گی

اور یقین جانو ایسا کرتے ہوئے مجھے کس قدر سکون حاصل ہو گا، انہیں باہر کا راستہ دکھائیں اور اگر نظر نہ آئے تو اٹھا کر باہر پھینک آئیں"

-------------

حیا دل لگا کر تیار ہوئی پیچ کلر کی ساڑھی میں جس پر موتیوں اور ٹکلیوں کا نفیس کام تھا بہت خوبصورت لگ رہی تھی

گہری کالی آنکھوں میں کاجل اور محبت کے دیپ جلائے شاہ زر کی منتظر تھی۔

میک اپ ، جویلری، حنائی ہاتھوں میں بھر کر چوڑیاں، چھنکتی پائل، گہری سرخ لپسٹک۔

اتنا اہتمام صرف شاہ زر کے لئے تھا وہ چلتی ہوئی شاہ زر کی تصویر کے پاس آئی

وہ بلا کا خوبصورت تھا یہ بات دنیا جانتی تھی اور وہی دنیا مرتی تھی اس پر۔

لیکن پوری دنیا میں وہ صرف اس کا تھا کس قدر خوش کن احساس تھا

حیا نے شاہ زر کی تصویر پر ہاتھ پھیرا

"حیا شاہ زر جہانزیب یہ نام میری زندگی کا حاصل ہے اور شاہ زر جہانزیب میری سلطنتِ دل کا سلطان ہے

میرا بس نہیں چلتا کہ آپ کے صدقے میں خود کو وار دوں، آپ میری روح میں اتر چکے ہیں ، آپ کی نیلی آنکھیں مجھے دیوانہ کر دیتی ہیں، میں دیوانی ہو گئی ہوں، آپکی دیوانی، آپ میری سانسوں کے درمیان ایسے ہیں جیسے تسبیح کے دانوں کے درمیان کوئی دھاگا، میری آتی جاتی سانسوں کی ڈور آپ سے ہی جڑی ہے، میں آپ سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہوں شاہ زر"

حیا نے تصویر پر لب رکھے تبھی باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا اس نے ایک نظر خود کو آئینہ میں دیکھا

"آج تو آپ مجھے دیکھ کر دیوانے ہو جائیں گے"

اور پھر اپنی ہی بلائیں لی

جب وہ نیچے اتری تو شاہ زر کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی وہ ایک دم سنجیدہ تھا۔

ہمیشہ کی طرح حیا آج بھی اس کے تاثرات سے اندازہ نہیں لگا پائی تھی

شاہ زر سیدھا کمرے میں گیا مگر کچھ تو تھا جو حیا کو ٹھٹھکا کر رہا تھا

"کوئی بات ہوئی ہے شاہ زر "

شہر نے کوئی جواب نہیں دیا ایک لمحہ اسے دیکھا نظریں بڑی گہری تھی جیسے وہ کوئی راز کھوج رہا ہو لیکن جلد ہی اس نے یہ کام ترک کر کے موبائل حیا کے ہاتھ میں دے دیا جس پر ایک ویڈیو چل رہی تھی اور حیا کو لگا اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہو

وہ ویڈیو اس کے نکاح کے ایک دن پہلے کی تھی جب حیا اور اس کی دادی بات کر رہے تھے

" میں کیسے مان لوں کہ تم نے شادی کرنی ہے کل تک تو تم شادی کو تیار نہیں تھیں"

" مگر آج تیار ہوں دادی"

" ٹھیک ہے میں طلال سے بات کرتی ہوں"

" دادی رشتہ حور لے کر آئے گی"

" دیکھو حیا طلال کو اپنی غلطی کا احساس ہے اب وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ مجھ سے پچھلے ایک مہینے سے کہہ رہا ہے اگر تم راضی ہو تو تمہاری شادی کر دیتی ہوں مگر صرف طلال سے"

" اوفوہ دادی آپ سمجھ نہیں رہی ہیں"

" میں بالکل بھی سمجھنے والی نہیں ہوں "

"ٹھیک ہے میں طلال سے شادی کے لئے راضی ہوں مگر آپ کو بھی میری بات ماننی ہوگی"

" کون سی بات"

"حور جو رشتہ لے کر آئے گی آپ ہاں کردیں گی پھر میں اسی سے شادی کرو گی اس کے کچھ دن بعد علحیدگی لے کر طلال سے شادی کروں گی"

" یہ کیا بات ہوئی"

" ہاں تو اور کیا جب طلال مرزا میرے ساتھ اس طرح کا کر سکتا ہے تو میں بھی کر سکتی ہوں وہ ایک شادی پہلے ہی کر چکا ہے تو اب میرے بھی ایک شادی کر کے اس کے پاس جانے میں کیا حرج ہے، ویسے بھی میں رشتے میں برابری کی قائل ہوں"

شاہ زر نے موبائل حیا کے ہاتھ سے لے لیا تو حیا ہوش میں آئی

" صرف ایک سوال پوچھوں گا "

سنجیدہ لہجہ حیا کی سانس روک گیا

"کیا یہ سب تم نے کہا تھا "

وہ اب بھی یقین دہانی چاہتا تھا، لہجہ بے قراری سے چور نہیں بلکہ سوال کا طریقہ ایسا تھا جیسے جواب کی بنا پر وہ کوئی فیصلہ کرنے والا ہو

حیا کا دل کیا وہ یہاں سے غائب ہوجائے اس کے ذہن میں یہ بات تھی ہی نہیں اس نے تو صرف دادی کو راضی کرنے کے لیے کہا تھا مگر اب؟

اس نے منہ کھولا ہی تھا کہ شاہ زر نے کہا

"صرف ہاں یا نا "

بہت سے آنسو حیا کا چہرہ بھیگھو گئے حیا کا دل اپنی بے بسی پر خون کے آنسو رو رہا تھا شاہ زر نے ایک مرتبہ پھر اپنا سوال دہرایا

" ہاں یا نا ؟"

حیا نے بے بسی سے سر ہاں میں ملایا اور صفائی دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ شاہ زر نے روک دیا

"بس۔۔۔ایک لفظ اور مت کہنا "

کہتے ہوئے شاہ زر نے اپنا فون کان سے لگایا

" ہیلی کاپٹر ریڈی کرو میں ابھی آ رہا ہوں"

کہہ کر فون بند کیا اور الماری کی طرف بڑھا کپڑے اٹھا کر بیگ میں پھینکنے لگا

"میری بات تو سن لیں "

وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف رہا

"بالکل بھی نہیں"

" بس ایک بار۔۔۔۔"

" میں نے کہا نہ منہ بند رکھو"

شاہ زر کی دہاڑ پورے گھر میں گونجی تھی شاید حیا نے پہلی بار اسے اونچی آواز میں چینختے سنا تھا اسی لیے ایک لمحے کو سہم گئی

کہہ کر اس نے بیگ کی زپ بند کی اور دروازے کی طرف بڑھا

"آپ کہاں جا رہے ہیں ،مت جائیں پلیز"

حیا سمجھو اس کے آگے گڑگڑا رہی تھی

"دور رہو مجھ سے"

چٹانوں کی سختی جیسا لہجہ۔شاہ زر کمرے سے باہر نکالا کا رخ چھت کی طرف تھا

"شاہ زر پلیز میرے ساتھ ایسا نہیں کریں، بس ایک بار میری بات سن لیں پلیز"

وہ بھاگتے ہوئے اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کر رہی تھی

" تم نے جو کیا ہے اس کے بعد جتنا سن چکا ہوں وہی کافی ہے"

وہ بھی اپنے ارادے میں اٹل آگے قدم بڑھائے جا رہا تھا حیا اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے تقریبا اس کی منتیں کر رہی تھی

"مت جائیں شاہ زر رک جائیں "

"فکر مت کرو واپس آ کر تمہاری خواہش پوری کر دوں گا"

حیا کانپ گئی

"ک۔۔۔کیا کریں گے آپ ؟"

وہ آنسو سے بھیجے چہرے، پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان پوچھ رہی تھی قدم اچانک بھاری ہو گئے تھے وہ بمشکل اسکے ساتھ قدم ملا پا رہی تھی

"میں تمہیں طلا۔۔۔۔مجھے مت روکو ورنہ ابھی تمہیں خود پر حرام کر لوں گا، فکر نہیں کرو جس دن واپس آیا اس دن تمہاری خواہش پوری کر دوں گا "

حیا اب بوکھلا کر رہ گئی تھی

وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھ رہا تھا

"ایسا نہیں میں۔۔۔۔میں۔۔۔"

بے بسی سی بے بسی

" کوئی فائدہ نہیں ہے میرا ارادہ بدلنے والا نہیں "

نا اس نے رکنا تھا نہ وہ رکا وہ اوپر چھت کی سیڑھیوں پر قدم بڑھا رہا تھا

"اگر میں اپنی غلطی کی معافی مانگو آپ کے پیروں میں گر کر ؟"

حیا اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے دہائیاں دے رہی تھی

تبھی ہیلی کاپٹر کی آواز آنی شروع ہو گئی

حیا کا دل لرزا تھا کہیں وہ سچ میں چلا گیا تو؟

" تو میں تمہیں اپنے پیروں سے ٹھوکر مار دوں گا"

حیا نے تڑپ کر شاہ زر کا بازو تھام لیا

"ایسا مت کہیں میں مر جاؤں گی "

"ٹھیک ہے تمہاری تدفین میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا"

اس نے حیا کو دیکھے بغیر یہ جملہ ادا کیا اور اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی طرف چلا گیا

مگر۔۔۔۔۔۔

پیچھے حیا زمان کی دنیا اجڑ گئی تھی کیونکہ شاہ زر کے ہاتھ جھٹکنے سے حیا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور سر کے بل گری تھی

سر کا پچھلا حصہ سیڑھی کے کونے سے ٹکرایا اور وہ لڑھکتے ہوئے نیچے گری اس کی دلخراش چیخیں نکلیں مگر ہیلی کاپٹر کی آواز کے نیچے دب گئی

حیا نے اپنی بے جان ہوتی آنکھوں سے آخری منظر دیکھا کہ خون فرش پر پھیل رہا ہے اور پھر شاہ زر اسی رفتار سے چھت کا دروازہ پار کر گیا

حیا کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی

"ش۔۔۔ش۔۔شاہ۔۔۔۔زر"

کتنے ہی آنسو اس کی آنکھوں سے گرے اس نے اپنی تمام تر ہمت جمع کیں کہ جیسے تیسے اٹھ کر وہ شاہ زر کو روک لے

وہ اپنی تمام تر ہمت جمع کرنے کے باوجود اٹھ نہ سکی جیسے ہی شاہ زر نظروں سے اوجھل ہوا

اس کی آنکھوں کے سامنے منظر دھندھلانے لگے

بہت مشکل ہوتا ہے اپنی آنکھوں سے اپنی دنیا اجڑتے دیکھنا یہ اذیت ناک منظر دل کو چیر دیتا ہے

بینائی تو جیسے ختم ہوگئی تھی لیکن کانوں نے ہیلی کاپٹر کے دور جانے کی آواز سنی۔۔۔۔۔

اسکے لاشعور میں کچھ جملے گونج رہے تھے

" میرے شاہ کو خوش رکھنا"

" خدا نے میرے نصیب میں خوشیاں نہیں لکھی کیونکہ اس نے میرے نصیب میں شاہ زر جہانزیب کو لکھا ہے "

"میں یقین کر چکا ہوں"

" ساری بات صرف ہاں یا نا کی ہوتی ہے"

اس کی ذہن کی تختی پر شاہ زر کا چہرا ابھرا

"میں تمہیں اپنے پیروں سے ٹھوکر ماروں گا"

" تمہاری تدفین میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا"

پھر۔۔۔۔

سارے منظر، ساری آوازیں گڑ مڑ ہونے لگی

حیا نے شاہ زر کے نام کی آخری سسکی لی اور تصور کے عکس کی جگہ اندھیر نے لے لی

حیا زمین پر بے سدھ پڑی تھی اسی سنگھار میں جو اس نے شاہ زر کے نام سے کیا تھا

فرق صرف اتنا تھا کہ وہ خوبصورت سی ساڑھی جو اس نے اتنی امنگوں سے پہنی تھی سر سے بہنے والے خون کی وجہ سے کئی جگہ سے سرخ ہو گئی تھی

جس شہابی چہرے پر محبت رقص کر رہی تھی وہاں اب جامد خاموشی تھی

جن آنکھوں میں چمک اور محبت کے دیپ جل رہے تھے وہ آنکھیں بند تھیں

کاجل آنسو کی وجہ سے پھیل گیا تھا

چوڑیاں جو چھن چھن کر کے اس کی قلقِل کرتی ہنسی میں شریک ہوتی تھیں ٹوٹ کر زمین پر بکھری پڑی تھیں

حیا زمان کا روم روم ماتم کناں تھا

اگر وہ کہتی تھی کہ وہ لاوارث ہے تو صحیح کہتی تھی کیونکہ اس کا کوئی اپنا اسے بچانے کے لئے موجود نہیں تھا

اور وہ؟۔۔۔۔۔

وہ چلا گیا تھا نہ جانے کہاں اسے بے آسرا

بے یارومددگار چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

#نزولِ_محبت

#از_قلم_شاہی

باب۴ : تیری دیوانی

Epi:5

نہ جانے وہ ایسے ہی کب تک پڑی رہتی لیکن شاید خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا تبھی گھر کی ایک ملازمہ (فریدہ) نے اسے دیکھ لیا اور بے اختیار چیخ اس کے منہ سے نکلی۔اس نے اپنے خاوند کی مدد سے حیا کو اسپتال پہنچایا رات کا وقت تھا اسی لیے کسی نوکر اور گارڈ کو اس کی خبر نہیں ہوئی

اسپتال لے جانے کے بعد ڈاکٹرز فوراً الرٹ ہوئے کیونکہ حیا کے کپڑوں اور جویلری سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ اچھے گھرانے کی ہے لیکن فریدہ اور اس کے خاوند کی مشکلیں بڑھ گئیں اتنے بڑے اسپتال میں علاج کے لیے ڈھیر سارا پیسہ درکار تھا انہوں نے اپنی ساری پونجی لگائی مگر صبح تک یہ خبر آئی کہ ان کی مالکن کو ہوش نہیں آرہا جو باتیں ڈاکٹرز انہیں بتا رہے تھے وہ ساری کی ساری انکے سر کے اوپر سے جا رہی تھیں بس انھیں یہ پتا تھا کہ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے مالکن کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے اور اسکے سر میں چوٹ بہت نازک حصے پر لگی ہے وہ دونوں سر تھام کر بیٹھ گئے۔

فریدہ کے شوہر نے شاہ زر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر اس کا موبائل بند تھا سبھی جانتے تھے شاہ زر کا بزنس بیرون ملک ہے لیکن اس سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا

ڈاکٹر نے فریدہ سے پوچھا تو اس نے کہہ دیا کہ باجی کے شوہر ملک سے باہر کام کرتے ہیں اس لئے ان سے رابطہ نہیں ہو پارہا ہے

اسپتال والے فریدہ اور اس کے شوہر کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگے بہر حال انہوں نے کہہ دیا کہ ہمارے اسپتال میں اس قدر سریس کیس ہینڈل کرنے کی سہولت موجود نہیں ہے اس لیے وہ لوگ حیا کو دوسرے شہر کے اسپتال لے جائیں

ان غریبوں کے دماغ میں تو پہلے ایک ہی چیز آئی "خرچہ؟"

فریدہ نے اپنے شوہر عبداللہ سے کہا

"میں تم کو باجی کے زیورات لا کر دیتی ہوں تم کسی طرح انہیں بیچ کر پیسے لے آؤ"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ہم پر چوری کا الزام لگ سکتا ہے"

"ہماری نیت غلط نہیں ہے ہم غریب باجی کا علاج کیسے کریں گے؟ خدا نہ کرے انہیں کچھ ہو گیا تو انکی موت ہمارے سر ہو گی، سچ موت کے گناہ سے بہتر تو جھوٹا چوری کا الزام ہے"

"یہ سب باتیں کتاب میں اچھی لگتی ہے فریدہ حقیقت میں نہیں"

"باجی حقیقت میں بہت معصوم ہیں کسی کی زندگی سے بڑھ کر تو کچھ نہیں، خدا نے ہمارے آگے آزمائش رکھی ہے تو اس کا راستہ بھی ہو گا ،خدا کا واسطہ ہے تمہیں مان جاؤ"

عبداللہ تو کچھ لمحے سوچ میں پڑ گیا یہ سب اتنا آسان نہیں تھا جتنا فریدہ سوچ رہی تھی پھر بنا کچھ بولے چلا گیا

اسپتال والے بار بار آکر پوچھ رہے تھے وہ لوگ حیا کو کب لے جائیں گے فریدہ بہت پریشان تھی آخر کار تھک ہار کر سر پکڑ کر رونا شروع کر دیا

" بس تم رو رو کر ساری باتیں منوالیا کرو اچھا ہتھیار ہے تمہارے پاس " فریدہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عبداللہ پیسوں کے ساتھ کھڑا تھا

" تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئے زیور تو یہیں ہے"

" میں جھوٹا چوری کا الزام بھی برداشت نہیں کروں گا ،دوست کے مالک سے لئے ہیں شاید ہی کبھی اتنا قرض اتار پاؤں لیکن ایک بات یاد رکھ لو جو فیصلہ کر رہی ہو وہ بہت مشکل ہے ہماری زندگی پہلی ہی بڑی مشکل ہے اب اور مشکل ہو جائے گی اور خبردار جو تم نے بعد میں کوئی شکوہ کیا کیوں کہ یہ نیکی ہمارے گلے کا طوق ثابت ہوگی دیکھ لینا، چلو اٹھو"

اس طرح وہ دونوں اسے لیے دوسرے شہر آگئے لیکن جیسا عبداللہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا ان کی مشکل ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھی

آئے دن نئی دوائیاں، اسپتال کا خرچہ، کبھی یہ ٹیسٹ کبھی وہ ٹیسٹ زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی فریدہ اور عبداللہ نے خود کی گاؤں کی زمین اور کوٹھی بیچ دی۔

اتنی ساری اور اذیت ناک مشکلوں کے بعد جا کر کہیں حیا کو ڈیڑھ مہینے بعد ہوش آیا تب دونوں نے سکون کا سانس لیا

پہلے تو حیا کچھ سمجھ نہیں پائی تب فریدہ نے اسے بتایا کہ وہ کہاں ہے اور کیوں ہے

حیا کو سب کچھ شد و مد سے یاد آیا تھا اور بے اختیار آنسو گرنے لگے

"مجھے شاہ زر سے بات کرنی ہے"

" باجی سر تو نہیں ہے"

" نہیں ہے مطلب؟ وہ آئے ہی نہیں؟"

" نہیں باجی وہ جس دن سے گئے ہیں واپس نہیں آئے، ہم نے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر نہیں ہو پایا "

حیا نے عبداللہ کے موبائل سے شاہ زر کو فون لگایا لیکن فون بند تھا

اسکے بعد اس نے حورعین کو فون لگایا اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ اس سے کیا بات کرے گی ہو سکتا ہے وہ شاہ زر سے بات کروا دے مگر حورعین کا فون بھی بند تھا

اسے یاد آیا وہ ہنی مون پر ہے اور کسی سے رابطہ نہیں رکھے گی

"مجھے۔۔۔مجھے گھر جانا ہے میں شاہ زر کو اپنے موبائل سے فون لگاؤں گی تو لگ جائے گا"

عجیب منطق تھی مگر اس کے ٹوٹے ہوئے دل میں پھانس چبھی تھی وہ نہیں آیا اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا خبر نہیں لی کہ وہ زندہ ہے یا مر گئی

حیا کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی

ڈاکٹر کسی حال میں اسے جانے نہیں دے رہے تھے مگر حیا نے جیسے تیسے وہاں سے ڈسچارج لیا

راستے بھر وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ سچ میں لاوارث ہے

فریدہ نہ ہوتی تو وہ ایسے ہی مر جاتی اس کی لاش پڑی سڑتی رہتی

شاید نائلہ زمان صحیح کہتی تھی وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے گی اور اس کی لاش سڑ جائے گی مگر اسے کندھا دینے والا کوئی نہ ہو گا

بد دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

کتنے ہی آنسو اس کا چہرہ بھیگو گئے

---------------

گھر پہنچتے ہی اس نے چوکیدار سے پوچھا کہ

کوئی آیا تھا؟ حالانکہ اسے پتہ تھا وہ واپس نہیں آیا لیکن پھر پوچھ لیا

"وہ جی کوئی اشعر صاحب آئے تھے تین چار دفعہ، آپ کا پوچھ رہے تھے، مجھے معلوم نہیں تھا آپ کہاں ہے اور یہ تین دن پہلے آپ کے نام یہ دو خط آئے ہیں"

حیا کو لگا اس کے جلتے ہوئے بدن پر کوئی پھوار پڑی ہو خط کے اوپر بھیجنے والے کا نام

"شاہ زر جہانزیب " لکھا ہوا تھا

پہلا خط چار دن پہلے کا تھا اس نے بے قراری سے خط کھول کر پڑھنا شروع کیا

" میں بالکل نہیں پوچھوں گا کہ تم کیسی ہو کیونکہ یہ خط میں نے حال احوال دریافت کرنے کے لیے نہیں لکھا ہے "

یہ جملہ پڑھتے ہی حیا کے سر میں درد ہونے لگا

"میں نے یہ خط لکھا ہے کیونکہ میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں تم آج شام مجھے پی سی ہوٹل میں ملو ورنہ آج ہی میں دوسری شادی کر لوں گا میں تمہیں اسی لیے بلا رہا ہوں کہ کوئی فیصلہ کر سکوں آگے تمہاری مرضی چاہے تو آؤ یا نہ آؤ، دل کیا تو کچھ تمہاری سو کالڈ مجبوریاں بھی سن لوں گا اور اگر نہ آنا چاہو تو بھی کوئی بات نہیں میں اپنے نکاح کی مٹھائی تمہیں بھجوا دوں گا "

حیا کو لگا اس کے ہاتھوں میں حتیٰ کے جسم میں جان ختم ہوگئی ہے اس کے سر کے درد میں اضافہ ہوا

کانپتے ہاتھوں سے دوسرا خط کھولا جو تین دن پہلے آیا تھا

" میں نے صرف اطلاع دینے کے لئے خط لکھا ہے کہ میں دوسرا نکاح کر چکا ہوں ویسے مجھے امید تھی کہ تم نہیں آؤ گی"

یہ تحریر وہ کیسے نہ پہچانتی یہ شاہ زر کی لکھائی تھی

اور حیا کو لگا اس کی زندگی اس دو سطر کے خط نے ختم کر ڈالی ہو اس نے پھر سے ایک مرتبہ وہ خط پڑھا ہو سکتا ہے اس سے پڑھنے میں غلطی ہوئی ہو ایک بار، دو بار، سہ بار، مگر خط کی تحریر نہیں بدلی وہ خط چینخ چینخ کر بد صورت حقیقت کا اعلان کر رہا تھا اس کے سر میں ناقابل برداشت درد اٹھا اور وہ پورے قد سے زمین بوس ہوئی اس کی حالت پہلے ہی دگر گوں تھی اوپر سے یہ خط اس کے اعصاب یہ سب برداشت نہ کر سکے۔

فریدہ کے صیحح معنوں میں ہاتھ پاؤں پھول گئے ڈاکٹر کو بلوا کر چیک اپ کروایا گیا تو ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اسے اسپتال کی ضرورت ہے ڈاکٹرز کے ہزار مرتبہ کہنے کے بعد بھی وہ اسپتال نہیں گئی

ڈاکٹر بھی تھک ہار کر ہدایت دینے کے بعد چلا گیا حیا نے اس کے بعد صرف اتنا کہا

"مجھ سے کوئی ملنے آئے تو کہہ دینا میں نہیں ہوں' اور دوبارہ کچھ بھی ہو جائے، کچھ بھی، ڈاکٹر مت بلانا ، اگر میں مر جاؤں تو اشعر سے رابطہ کرنا یہ اس کا نمبر ہے، شاہ زر جیسے ہی آئیں مجھے بتانا"

شاہ زر کے ذکر پر اسکی آنکھیں نم ہوئیں حالانکہ اسے پتہ تھا اب وہ کبھی نہیں آئے گا لیکن اگر جس دن وہ آگیا تو وہ دن قیامت کا ہوگا کیونکہ اس نے کہا تھا جس دن آئے گا فیصلہ سنائے گا

ان چند جملوں کے بعد حیا کے ہونٹوں پر جو قفل لگا تو ٹوٹا ہی نہیں

فریدہ بیچاری حیران پریشان ہوگئ

اس کے بعد حیا کی زندگی اور شاہ وِلا میں ایک جمود چھا گیا ایسا جمود جو ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا حیا کتنی ہی دیر ایک ہی جگہ بیٹھی رہتی اس کے ذہن میں پورا ماضی شدومد سے گھومتا

وہ کیسے شاہ زر کے بلانے پر جاسکتی تھی اس وقت تو اس سے خود کا ہوش نہیں تھا کاش اسے چار دن پہلے ہوش آتا یا پھر آتا ہی نہیں ایسے جینے کا کیا فائدہ ؟

شاہ زر کے منہ سے نکلے آخری الفاظ اور آخری خط اس کے دماغ میں ہتھوڑوں کے مانند لگتے

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے سر میں نہ قابل برداشت درد شروع ہوجاتا اور شدت اختیار کرتا جاتا شدت بھی ایسی کہ حیا تڑپ اٹھتی اور پھر بے اختیار چینختی

اس درد کا دورانیہ تقریباً گھنٹے بھر کا ہوتا مگر اس ایک گھنٹے میں حیا بلکہ بلک کر روتی

وہ دو تین دن میں ایک بار بڑی مشکل سے فریدہ کے وجہ سے کچھ نوالے حلق سے اتار لیتی نہیں تو وہ دن بھر بھوکی پیاسی رہتی نا اسے اپنا ہوش تھا نہ ہی کسی اور چیز کا

دن بدن اور اس کی حالت مزید خراب ہوتی جارہی تھی کبھی کبھی تو فریدہ اسے دیکھ کر ہول اٹھتی

حیا تو کئی گھنٹوں تک ایک ہی حالت میں بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے نہ جانے کون سے جہاں میں نکلی ہوتی۔

منہ پر ایسے قفل لگے تھے کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ چپ کی چادر جو اس نے کئی مہینوں پہلے اوڑھی تھی وہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی پتھرائی آنکھوں سے آنسو بہتے جسے پونچھنے کا اسے ہوش تک نہ ہوتا

نہ وہ اس کمرے سے نکلتی

اذیت کی انتہا کیا ہوتی ہے حیا زمان اس کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

گزرتے دن اس کے لئے اور مشکل پیدا کرتے جا رہے تھے اب وہ نماز کے دوران رکعت بھول جاتی، تو کبھی سورہ بھول جاتی، کبھی وضو کا طریقہ، ایک مرتبہ وہ وضو کی غرض سے واش روم میں گئی تو کتنی ہی دیر وہ نل کو دیکھ کر سوچتی رہی کہ اسے کھولنا کیسے ہے؟

آخر حیا کو ادراک ہوا وہ چیزیں بھولنے لگی ہے اور یہ ادراک اس قدر خوفناک تھا کہ وہ بے اختیار جانماز پر بیٹھ کر سجدے میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

حیا زمان کی زندگی میں رونے اور آنسو بہانے کے سوا کچھ بھی نہیں بچا تھا

رات فریدہ اس کے لیے کھانا لے کر آئی تو وہ کتنی ہی دیر اپنی ہتھیلیوں میں نجانے کیا تلاش کرتی رہی کونسی لکیر تھی جو اسکے ہاتھ میں نہیں تھی کافی دیر اس شغل میں مصروف رہنے کے بعد مایوسی سے مٹھیاں بھینچ لی اور ان مٹھیوں پر چہرہ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اسی چہرے کو تھام کر اس نے کہا تھا

جلدی آنے کی کوشش کروں گا

اب دوبارہ میرا چہرہ آپکی ہتھیلیوں کی حرارت محسوس کیے بغیر ہی ہڈیوں کے ڈھانچے میں بدل جائے گا اور اس محرومیت کا درد تا ابد، تا قیامت تک مجھ پر قہر بن کر برسے گا

محبت جتنی شدید ہوتی ہے، قہر بن بھی کر اتنی ہی شدت سے برستی ہے۔

جب سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ چیزیں بھولنے لگی ہے اس کے لیے زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی کیونکہ اب اس سے درد کے جو دورے پڑتے تھے اس میں شدت آ گئی تھی اسے دورے روزانہ پڑتے تھے کبھی کبھی تو دن میں دو مرتبہ

وہ جو قفل روز اول سے لگا تھا وہ ابھی تک نہیں ٹوٹا تھا

کئی مہینوں سے شاہ وِلا خاموش تھا پورا دن گھر میں خاموشی ہوتی وحشت ناک خاموشی۔یہ خاموشی صرف تب ختم ہوتی جب حیا کو درد کے دورے پڑتے کیونکہ تب گھر حیا کی اذیت ناک چیخوں سے گونج اٹھتا حیا کی چیخیں اس قدر دردناک اور کرب سے لبریز ہوتی کہ فریدہ بھی ڈر جاتی

حیا اپنا سر پکڑ کر کمرے کے ایک کونے میں تڑپتی چیختی رہتی شروع شروع میں تو فریدہ کے لئے یہ سب بہت ڈراؤنا تھا مگر اب وہ عادی ہو گئی تھی

دورے کے درمیان حیا کسی کے سنبھلنے میں نہیں آتی فریدہ تو کبھی کبھی پریشان ہو کر رونے بھی لگتی۔

اور حیا؟

اس کے لیے زندگی کسی عذاب سے کم نہیں تھی وہ درد کے دورے کے بعد اتنی نڈھال ہو جاتی کہ گھنٹوں صرف آنکھیں کھولنے کی ہمت بھی نہیں ہوتی، جسم کا روم روم درد میں جکڑا ہوتا، پلکوں کی جنبش بھی اسے ایک اذیت سے دوچار کر جاتی یہاں تک کہ وہ سانسیں لیتی تب بھی درد کی لہر ایک

اس کے جسم میں اٹھتی، ہر سانس کے ساتھ درد کی ایک لہر جسم میں اٹھتی، سانس لینا کسی طرح محال ہوتا ہے یہ کوئی حیا زمان سے پوچھتا

وہ دورے اس قدر اذیت ناک ہوتے کہ اسے لگتا تھا کہ بس اب اسی لمحے اس کی موت ہو جائے گی جسم اس طرح درد سے ٹوٹتا جیسے اسکی شریانوں میں کوئی سوئیاں چبھو رہا ہو ، جسم میں گردش کرتے لہو کی جگہ خولتا ہوا سیسہ گردش کر رہا ہو، اسے لگتا یہ سیسہ اسکی روح کو جھلسا رہا ہو

کئی گھنٹے لگتے اس درد کو ختم ہونے میں جیسے ہی اسکے درد میں کمی آتی وہ ایک مرتبہ پھر ماضی کی بھول بھلئیوں میں کھو جاتی جس کا نتیجہ ایک اور دورے کی صورت میں نکلتا۔

اسے نہیں یاد تھا کہ اس نے کتنے دن، ہفتوں یا مہینوں سے باتیں نہیں کی، وہ کب سے اس کمرے میں قید ہے ، اسے صرف وہ واقعہ یاد تھا جو اسے توڑ چکا تھا ہر بار جب وہ شاہ زر کے بارے میں سوچتی نئے سرے سے عذاب سے گزرتی دل میں پھر سے چبھن ہوتی اتنا رو لینے کے باوجود آنسو پھر رواں ہو جاتے

حیا کو ہر دورے میں اتنا شدید درد اٹھتا اسے لگتا کہ اس درد کی وجہ سے اب وہ مر جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوتا شاید اسی زندہ رہنا تھا مزید درد برداشت کرنے کے لیے۔

وہ مجھ سے بے سبب الجھا نہیں تھا
وہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں تھا
بہت اعلیٰ تھا اس کا ظرف لیکن
وہ میری ذات کو سمجھا نہیں تھا
وہ جتنی بے رخی سے چل دیا تھا
میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں تھا
اسے میں کیوں برا ٹھہراؤں دوستوں
وہ اچھا تھا فقط میرا نہیں تھا

---------------------

وہ بیٹھ کر فجر کی اذان سن رہی تھی لیکن اپنی بے بسی پر اسے پھر رونا آیا کیونکہ اب وہ نماز نہیں پڑھ پاتی تھی اسے یاد ہی نہیں تھا کہ اس نے کتنے ہفتوں دنوں یا مہینوں سے سورج نہیں دیکھا، کھلی ہوا میں سانس نہیں لی، اب تو اپنی زندگی سے عاجز آگئی تھی

حالت تو پہلے ہی اس کی خراب تھی مگر آج صبح سے ہی اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے ہاتھ پاؤں سے جان ختم ہو رہی ہو حلق میں کانٹے چبھ رہے ہیں جیسے جسم کو کسی نے برف کے درمیان رکھ دیا ہو

نجانے اسے بیٹھے بیٹھے کتنی دیر گزر گئی تھی

تبھی دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور فریدہ اندر آئی وہ حواس باختہ ، گھبرائی، پریشان لہجے میں بولی

" باجی، باجی، آپ یہاں سے چلی جائیں"

حیا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا لیکن کچھ ہی دیر میں سب سمجھ میں آگیا کیونکہ اس نے پیچھے سے داخل ہونے والے شخص کو دیکھا

وہ مسکرا رہا تھا، ایک مکروہ سی مسکراہٹ چہرے پر سامنے لیے عذیر حیات کھڑا تھا

"کیسی ہو؟"

وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے ان کے بیچ خوشگوار تعلقات ہو

حیا کو یک لخت خوف نے گھیرا کیونکہ وہ پہلے والی حیا نہیں تھی اگر پہلے والی حیا ہوتی تو عزیر کو نانی دادی خالہ پھپھو سب یاد دلا دیتی اور دھکے مار کر گھر سے باہر نکالتی

لیکن۔۔۔۔

اب وہ حیا تھی ہی نہیں اسے عذیر حیات کے آخری الفاظ یاد تھے

جب اس نے عذیر حیات کا سر پھوڑا تھا تب اس نے کہا تھا

"اس کا خامیازہ تم بھگتو گی"

عذیر کو حیا کے تاثرات مزہ دے رہے تھے

" بالکل صحیح سوچ رہی ہو، بدلہ لینے آیا ہوں"

وہ کہتے ہوئے آگے بڑا حیا فوراً جگہ سے کھڑی ہوئی اور باہر بھاگنے لگی

تبھی عزیر نے اسے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا

حیا اسے منع کرنا چاہتی تھی پہلی مرتبہ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا مگر اس سے بولا ہی نہیں گیا عزیر حیات حیا پر جھکا اور اس کے دونوں ہاتھ کلائی سے پکڑ لئے

حیا ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی وہ صرف چیخ سکتی تھی حیا کو اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا

"تڑپو، چیخوں، رو، تم جتنی تکلیف سے گزرو گی مجھے اتنی ہی خوشی ہو گی، سکون ملے گا"

کہتے ہوئے عذیر حیات نے حیا کے گلے سے دوپٹہ کھینچ کر پھینک دیا

" آج سارے حساب برابر کر دوں گا تم سے بھی اور تمہارے اس شوہر سے بھی "

"اسے میری ذات سے کوئی غرض نہیں ہے چاہے میں زندہ رہوں مر جاؤں یا بے آبرو ہو جاؤں، میں صرف اس کی غلطی ہوں یا وہ سودا جو اس نے اپنی بہن کا گھر بسانے کے لیے کیا تھا"

یہ سب وہ صرف سوچ ہی سکی بول کہاں سکتی تھی حیا پورا زور لگا رہی تھی چینخ رہی تھی ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی مگر وہ بیمار کمزور اس کا مقابلہ کہاں تک کر سکتی تھی

حیا کو لگا آج اس کی روح بھی فنا ہو جائے گی تبھی فریدہ نے کمرے میں رکھے گلدان کو عذیر حیات کے سر پر مارا وہ تڑپ کر پیچھے ہٹا اور اپنا سر تھام گیا بس یہی ایک موقع تھا حیا کے لیے وہ بے جان ہوتے وجود کو لے کر کمرے سے باہر بھاگی

عزیر حیات کچھ لمحوں میں سنبھلا تو ایک زور دار تھپڑ فریدہ کے منہ پر دے مارا

"تجھے تو میں بعد میں دیکھوں گا"

کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا تھا حیا اسے سیڑھیوں سے نیچے اترتی یعنی بھاگتی ہوئی نظر آئی

وہ چیل کی مانند اپنے شکار کے پیچھے لپکا

حیا کسی بھی طرح صرف ایک مرتبہ بچنا چاہتی تھی ہال میں آکر وہ میز سے ٹکرا کر گری

جانے کہاں کہاں چوٹ لگی مگر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا

عزیر حیات اس کے پیچھے آ رہا تھا

یا اللہ!!!!!! بس ایک مرتبہ مجھے بچا لے

وہ اٹھ کر دوبارہ لڑکھڑاتے قدموں سے بھاگی نہ جانے کتنی مرتبہ کتنی چیزوں سے ٹکرائی آخر کار گھر کا دروازہ پار کر گئی لیکن عزیر حیات لان میں اپنے شکار پر جھپٹ پڑا اور ایک زوردار تھپڑ حیا کو مارا وہ منہ کے بل زمین پر گری

عذیر حیات نے اس کے بے جان ہوتے وجود کو بالوں سے پکڑ کر سیدھا کیا اور ایک اور تھپڑ سے مارا

حیا تڑپ کر رہ گئی اور وہ پھر اس پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگا اور حیا اس کے چنگل سے نکلنے کی۔

وہ چیل کی طرح اسکی بوٹی بوٹی نوچ کھانے کو بے تاب تھا مگر شکار کے ساتھ کھیلنا اسکی بے بسی کا مزہ لینا اسکی عادت میں شامل تھا۔

اس وقت شاہ وِلا کا لان حیا کی درد ناک چیخوں سے گونج رہا تھا اور عزیر حیات کا قہقہہ ماحول کو وحشت ناک بنا رہا تھا

عذیر حیات کے گارڈز کھڑے یہ منظر بڑے شوق سے دیکھ رہے تھے حیا سہمی چڑیا کی مانند اس کے جال سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی کسی حال میں عزیر حیات کے قابو نہیں آرہی تھی اور عزیر حیات کو اسکی تڑپتی حالت مزہ دے رہی تھی

اس کے لئے یہ ایک کھیل تھا جو بڑے شوق سے کھیل رہا تھا اسی تگ و دو کے دوران اس نے حیا کی قمیض کی آستین پھاڑ دی حیا کرُلائی

اب اس کا ہاتھ حیا کے گریبان تک پہنچ چکا تھا اور حیا کو لگا اس کا دل اب بند ہو جائے گا

تبھی ایک کے بعد ایک دو گاڑیاں شاہ وِلا کے لان میں داخل ہوئیں

حیا کو اس وقت اپنی عزت کی فکر تھی بے خیالی میں عذیر حیات کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو فورا اٹھ کر بھاگنے لگی لیکن عزیر حیات نے ایک مرتبہ پھر اسے بالوں سے جکڑ لیا

حورعین تو پوری طرح سن ہوگئی اس منظر کی توقع تو وہ مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی

کل ہی تو اس نے شاہ کو بتایا تھا کہ وہ واپس آ رہی ہے وہ اسے لینے ائیرپورٹ آیا تھا

سبھی سکتے میں تھے سب سے پہلے ہوش شانزل کو آیا وہ عذیر حیات کی طرف بڑھا

تبھی عذیر حیات نے اپنی گن نکال کر حیا کی کمر پر رکھی بال ہنوز عزیر کی گرفت میں تھے

"خبردار جو آگے بڑھے "

"ہاتھ مت لگاؤ اسے"

حورعین مانو حلق کے بل چینخی تھی

" کیا یار پورا مزہ خراب کردیا کچھ دیر بعد نہیں آ سکتے تھے "

"بکواس بند کرو عذیر حیات ورنہ منہ سے زبان کھینچ لوں گا "

شاہ زر کی طرف پہلی مرتبہ حیا نے دیکھا تھا

عزیر نے ایک غلیظ سا قہقہہ لگایا

"تم کچھ نہیں کر سکتے ہو"

مٹھی میں جکڑے ہوئے بالوں کو کھینچا تو حیا کراہ اٹھی

"کیسے چھوڑ دوں اس چڑیا کو"

" تم کیا چاہتے ہو"

حیا کی کراہ پر حورعین تڑپ اٹھی تھی

" ہاں یہ کی ہے نہ مطلب کی بات، وہ کیا ہے نہ میں بہت بڑے دل کا مالک ہوں۔۔۔۔۔"

" جو تم کر رہے ہو اس کے بعد پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا عذیر حیات اسی لیے بکو کیا چاہیے میں اپنی بہن کا صدقہ سمجھ کر تمہارے منہ پر دے ماروں گا "

شانزل کی برداشت جواب دے رہی تھی

"جائیداد میرے نام کر دو حورعین شانزل ابراہیم، نہیں تو اس چڑیا کی جان تو ویسے ہی میرے بس میں ہے لیکن مجھے لگتا ہے تم ایسا کرنا نہیں چاہتی ہو تو میں تمہیں ایک اور option دیتا ہوں صرف ایک رات کے لیے اسے میرے پاس بھیج دو دل آگیا ہے میرا اس پر "

آخری جملہ کہتے ہوئے عذیر نے حیا کا چہرہ قریب تر کیا حیا کی آنکھوں سے مزید دو آنسو بے بسی پر بہے

" میں تیار ہوں بتاؤ کہاں سائن کرنا ہے"

حورعین نے چیخ کر کہا عذیر حیات نے گارڈ کو اشارہ کیا تو وہ پیپر لے کر حورعین کی طرف گیا

حیا کے کانوں میں صرف حورین کے الفاظ گونج رہے تھے

"میں اپنی جائیداد غریبوں میں بانٹ دوں گی مگر میرے ماں باپ کے قاتلوں کو نہیں دوں گی"

میں کتنی منحوس ہوں حور کو میری وجہ سے وہ جنگ ہارنی پڑ رہی ہے جس کے لیے اس نے اتنی تکلیفیں سہی اگر مجھے عذیر حیات نے چھوڑ بھی دیا تو میں حور کو کیا جواب دوں گی اور جب شاہ زر اپنا فیصلہ سنائیں گے تب؟

حیا کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا عجیب سی تکلیف اسے سر کے پچھلے حصے میں محسوس ہوتے ہوئے اس کے پورے جسم کو جکڑنے لگی ہاتھ پیروں سے جیسے جان ختم ہونے لگی ہو

میں حور کے لیے اس وقت کیا کر سکتی ہوں؟ جواب واضح اور فیصلہ بہت آسان تھا

حیا نے اپنی تمام تر ہمت جمع کر کے اپنا ہاتھ عذیر حیات کے اس ہاتھ پر رکھا جس سے اس نے گن پکڑی ہوئی تھی

غیر محسوس طریقے سے اپنی انگلی ٹرگر کی طرف بڑھائی

"کیا یار مجھے تو اس شاہ زر جہانزیب کی اکڑ توڑنی تھی لیکن تم مان گئی۔۔۔۔۔"

حورین نے پین پیپر پر رکھا ادھر عذیر حیات کہہ رہا تھا اور اس سے زیادہ شاہ زر برداشت نہیں کر سکتا تھا اور تبھی۔۔۔۔۔۔۔۔

فضا میں "ٹھاہ" کر کے گولی کی آواز گونجی

چونک تو عذیر حیات بھی گیا تھا کیوں کہ گولی حیا نے چلائی تھی عذیر حیات کے ہاتھ میں پکڑی بندوق کا ٹریگر حیا نے دبایا تھا گولی حیا کے کمر میں لگی تھی

فیصلہ سچ میں بہت آسان تھا وہ صرف کہتی ہی نہیں تھی حورعین کی خوشی کے لئے حقیقتاً جان دے سکتی تھی

عذیر حیات کے چہرے کا رنگ اڑا وہ اسے مارنے والا نہیں تھا یہ چیز اسے بہت بھاری پڑنے والی تھی

شاہ زر بھی اپنی جگہ ساکت ہوا

اور حیا۔۔۔۔۔

وہ لہرا کر شاہ زر کے قدموں میں گری اب فضا میں کہیں دور سے ہوا کے ساتھ ایک جملہ گردش کرتا ہوا شاہ زر کی سماعتوں سے ٹکرایا

"اگر میں اپنی غلطی کی معافی مانگوں آپ کے پیروں میں گر کر"

" تو میں تمہیں انہیں پیروں سے ٹھوکر مار دوں گا"

مگر آج شاہ زر جہانزیب ٹھوکر نہیں مار سکا

حورعین پیپر پین وہیں پھینک کر حیا کی طرف دیوانہ وار بھاگی

"حیا" ایسی آسمانوں کو لرزا دینے والی دلخراش چینخ اسکے لبوں سے نکلی

شانزل بھی اسکی طرف دوڑا

حورین کپکپاتے ہاتھوں سے اس کا سر اپنی گود میں رکھا حیا نے بے جان ہوتی نیم وا آنکھوں سے حورین کا آنسو سے بھیگا چہرہ دیکھا اس کے دل میں شدت سے خواہش جاگی کہ وہ ہمیشہ کی طرح حورعین کے آنسو پونچھے مگر ہمت نے ساتھ نہ دیا

پھر شانزل کا پریشان سا چہرہ پھر اس کی نظر شاہ زر پر گئی وہ اتنے دنوں بعد بھی اتنا ہی خوب رو تھا

وہی نیلی آنکھیں جن کی حیا دیوانی تھی

حیا کی آنکھ سے ایک آنسو ڈھلک کر اس کے بالوں میں جذب ہوا ساتھ ہی اس نے اکھڑتی ہوئی سانس لی

" حیا آنکھیں مت بند کرو۔۔۔۔ح۔۔حیا پلیز آنکھیں مت بند کرو۔۔۔دیکھو۔۔۔مجھے دیکھو اپنی حور کو دیکھو "

حورین روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور حیا نے آنکھیں موند لیں

" حور اٹھو حیا کو اسپتال لے کر جانا ہے"

شانزل کی آواز پر حورعین ہوش میں آئی

" شاہ زر ہوش کرو جلدی سے اسے اٹھاؤ "

شاہ زر چونک کر ہوش میں آیا اس نے حیا کے بے جان ھوتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا

حورعین اسکا سر گود میں رکھ کر بیٹھ گئی اس کی پھٹی ہوئی قمیض تیزی سے خون میں رنگتی جارہی تھی

" تم ڈرائیو کرو مجھ سے نہیں ہو گا "

شاہ زر نے کہا تو شانزل بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دوسری طرف شاہ زر بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا شانزل نے گاڑی فل سپیڈ میں چھوڑ دی

" حیا آنکھیں کھولو نہ حیا مجھے پریشان مت کرو آنکھیں کھولو ، تھپڑ کھاؤ گی تم یوں نہ کرو اپنی حور کے ساتھ "

آنسو ایک تواتر سے بہتے ہوئے اسکے رخساروں کو بھگو رہے تھے

"شان آپ بولیں نا اسے یہ تو آپ کی سنتی ہے نا، بولیں نا اسے آنکھیں کھولنے کے لیے"

" ہم وقت پر ہسپتال پہنچ جائیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ"

شانزل نے بھاری دل سے کہا

"حیا دیکھو میرے ساتھ ایسا نہیں کرو کیوں حیران کر رہی ہو؟ دیکھو میں ناراض ہو جاؤ گی اگر تم نے اب آنکھیں نہیں کھولی تو، تم مناؤ گی تب بھی نہیں مانوں گی"

"حور حوصلہ رکھو"

نجانے وہ کسے تسلی دے رہا تھا

" آپ تیز گاڑی چلائیں نا پلیز "

شانزل حورعین کی حالت سمجھ سکتا تھا

" دیکھو حیا آج جو حرکت تم نے کی ہے نہ اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی، تم بس ٹھیک ہو جاؤ پھر تمہیں بتاتی ہوں،،،،، بس تم ٹھیک ہو جاؤ حیا بس تم ٹھیک ہو جاؤ پلیز۔۔۔ ٹھیک ہو جاؤ حیا۔۔۔ آنکھیں کھولو نہ دیکھو میں تمہاری ساری باتیں مانوں گی جیسے تم کہو گی ویسا ہی کروں گی بس آنکھ کھول دو حیا کم از کم سانس ہی لے لو"

حورعین بلک بلک رو رہی تھی اور آخری جملے پر شاہ زر کو لگا اس کی سانس رک گئی ہے

"ہم بس پہنچ رہے ہیں حوصلہ رکھو"

شانزل کا دل بھی بھاری ہو رہا تھا

وہ حورعین کی ایک صدا پر دوڑ کر آنے والی لڑکی اتنی مرتبہ پکارنے پر بھی خاموشی تھی۔

---------

حورعین جا نماز بیچھائے اسپتال کے پریئر روم میں نماز ادا کر رہی تھی رو رو کر حیا کی سلامتی کی دعا مانگ رہی تھی اندر حیا آپریشن تھیٹر میں زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی

" یا خدا تو رحیم ہے ہم پر رحم کر دے میرے مالک میری حیا کو ٹھیک کر دے مجھ سے اس طرح یہ آزمائش نہ لے مجھ میں ہمت نہیں"

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا تو تینوں ڈاکٹر کے پاس گئے

" ہم نے گولی نکال دی ہے گولی اتنی حساس جگہ پر نہیں لگی تھی مگر۔۔۔۔"

"مگر کیا ڈاکٹر ؟"

"مگر پیشنٹ کی حالت بہت خراب ہے گولی لگنے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے ان کی ذہنی حالت بہت خراب لگ رہی ہے، وہ جینا ہی نہیں چاہتی، کوئی رسپانس نہیں آرہا ہے ایسا لگ رہا ہے آپ لوگ ایک مریض نہیں بلکہ ایک زندہ لاش اٹھا کر لائے ہیں پیشنٹ وینٹیلیٹر پر ہے پر فی الحال کچھ بھی کہا نہیں جا سکتا۔۔۔۔زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے '

ڈاکٹر کہ کر چلا گیا مگر حورین بے دم سے زمین پر بیٹھ گئی

شانزل نے اسے اٹھا کر بینچ پر بٹھایا

"حوصلہ رکھو حور سب ٹھیک ہو جائے گا"

شانزل کو اپنے ہی الفاظ کھوکھلے لگ رہے تھے

حورعین نے خالی خالی نظر اٹھا کر شانزل کو دیکھا پھر شاہ زر کو جو سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھا تھا

"شاہ۔۔۔"

حورعین نے بہت کرب سے پکار

اسکی پکار پر شاہ زر حورعین کی جانب متوجہ ہوا

حورعین بے اختیار اس کے کندھے سے لگ کر رو دی

"مجھے میری حیا لا دیں شاہ، میری حیا لا دیں دیکھیں۔۔۔۔جب بھی آپ میرے لئے گڑیا لاتے تھے عذیر میری گڑیا توڑ دیتا تھا آج بھی اس نے میری گڑیا توڑ دی شاہ۔۔۔۔توڑ دی۔۔۔۔آپ تو میری گڑیا پھر سے بنا دیتے تھے میری سب سے پیاری گڑیا بھی اس نے توڑ دی شاہ۔۔۔۔میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔بس آپ آخری بار میری گڑیا لا دیں میری حیا لا دیں میں تو جو مانگتی ہوں آپ دیتے ہیں مجھے میری حیا لا دیں،،،،، پھر کبھی کچھ نہیں مانگوں گی۔۔۔۔ کبھی کچھ نہیں مانگوں گی۔۔۔۔بس کہیں سے میری حیا لا دیں۔۔۔۔"

وہ ہچکیوں کے ساتھ بلک بلک کر رو رہی تھی ایک ضدی بچی کی طرح ضد کر رہی تھی

شاہ زر نے بے بسی سے شانزل کی طرف دیکھا تو وہ حورعین کی طرف آیا

"حور خدا سے مانگو حیا کو چلو اٹھو وہی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے، وہ ہمیں بھی مایوس نہیں لوٹ آئے گا"

حور عین نے پھر ایک بار آنسو پونچھے اور دعائیں مانگنے لگی

22 گھنٹوں کے روح افساں انتظار کے بعد بھی حیا کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی بلکہ ڈاکٹر جواب دے کر جا چکے تھے

مزید چار گھنٹے گزر گئے شانزل حور کے قریب بیٹھا مگر اس نے کوئی حرکت نہیں کی اس کی حالت دیکھ کر شانزل کے دل میں ٹیس سی

"کچھ تو اپنی حالت کا خیال کرو کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنا"

وہ خاموش رہی

"کچھ تو کھا لو حور کل سے بھوکی ہو"

وہ خاموشی رہی

شانزل نے گہرا سانس لیا کل سے اسکی یہ حالت تھی ہر دس منٹ میں شانزل سے کہتی جا کر دیکھیں نا ڈاکٹر سے بات کریں پلیز وہ حیا کو ٹھیک کر دے

"حور میری جان "

محبت سے پھر پکارا

"وہ ایسا کیوں کر رہی ہے شان آپ ڈاکٹر سے ایک مرتبہ بات کریں نا کہ انہیں جتنے پیسے چاہیے ہم دینے کو تیار ہے بس حیا کو ٹھیک کر دیں"

وہ اس وقت شاہ زر اور شانزل کے درمیان بیٹھی تھی نظر فرش پر تھی رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھی

شان نے اپنی پوری ہمت جمع کر کے کہنا شروع کیا کیونکہ وہ اس کا انجام جانتا تھا لیکن پھر بھی یہ معرکہ سر کرنا تھا

"حور ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ حیا بہت ویک ہے تقریباً دو دن سے اس نے کچھ نہیں کھایا تھا، اس کے علاوہ وہ شدید ڈپریشن کا شکار تھی"

حورعین کے تو سمجھ ہی بھی نہیں آیا کے وہ کسی کے بارے میں بات کر رہا ہے شانزل کی بات پر وہ جھٹکے سے سر اٹھا کر غرائی

" کیا بکواس ہے یہ؟ یہ ڈاکٹر ہی پاگل ہے حیا کو دو گھنٹے کھائے بغیر رہنا مشکل ہے تو وہ دو دن کہاں سے بھوکی رہ سکتی ہے اور ہماری حیا کہاں سے ڈپریشن میں جا سکتی ہے وہ زندگی سے محبت کرنے والی لڑکی ہے آپ تو سب جانتے ہی ہیں، حیا اور ڈپریشن ناممکن بات ہے ہم حیا کو دوسرے اسپتال لے جائیں گے یہاں پتا نہیں کیسے ڈاکٹر ہے"

وہ ماننے سے انکاری تھی

" ایک اور بات ڈاکٹر نے بتائی ہے"

شانزل نے حورعین کا ہاتھ تھاما حورعین نے الجھ کر اسے دیکھا شانزل نے ایک گہری سانس بھری

" حیا کے سر میں شدید چوٹ آئی تھی جس کا علاج صحیح نہیں ہوا ہے اس کی دماغی حالت اسی وجہ سے اس نہج پر ہے اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں"

حورعین نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا

"آپ کچھ بھی کہہ رہے ہیں۔۔۔شاہ آپ بتائیں حیا کو کوئی چوٹ نہیں لگی تھی ہے نا؟ پتا نہیں کیسے ڈاکٹرز ہیں "

شاہ زر کا چہرہ اب بھی جھکا ہوا تھا

"شاہ بولیں نا کہ ایسا کچھ نہیں ہے"

۔

" مجھے نہیں پتہ صنم "

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے شاہ، حیا کو چوٹ آئے اور آپ کو پتہ نہ چلے وہ بھوکی ہو اور آپ کو پتہ نہ چلے خدا کا واسطہ کہہ دیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے"

حور اس وقت سخت جھنجھلاہٹ کا شکار تھی شانزل کو محسوس ہوا جیسے حیا کے ذکر پر شاہ زر کو تکلیف محسوس ہو رہی ہو

" حور میری بات سنو "

" اور کون سی فضول بات سننی باقی ہے شان؟"

حورعین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پتہ نہیں وہ کونسی دلیل ہو جو پیش کر دے اور ساری باتیں غلط ثابت کر دے

"ھور حیا کو اس تکلیف سے آزاد کر دو وہ بہت تکلیف میں ہے "

"کیا مطلب ؟"

حورعین دہل گئی

" مطلب وینٹی لیٹر ہٹانے کی پرمیشن دے دو ہم صرف اسے اذیت دے رہے ہیں اس کی مشکل آسان کر دو حور "

"نہیں نہیں خدا کا واسطہ ایسا نہ کہیں۔۔۔نہ کہیں۔۔۔۔ایسا نہ کہیں میں کیسے کردوں شان؟ کیسے؟ یہ مجھ سے نہیں ہو گا ابھی کم سے کم امید باقی ہے کہ وہ میری طرف لوٹ کر آ سکتی ہے "

اس نے نڈھال ہو شانزل کے کندھے پر سر رکھ دیا

" ہم اس کی تکلیف کا اندازہ نہیں لگا سکتے حور وہ بہت تکلیف میں ہے ہم یہاں اس قدر تکلیف میں گزر رہے سوچو وہ اندر زندگی اور موت کے درمیان جھول رہی ہے، اس کی تکلیف آسان کر دو میری بات مانو حور اگر خدا نے اس کی زندگی لکھی ہوگی تو بغیر وینٹیلیٹر کے بھی جی لے گی لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو ہم صرف اسے تکلیف پہنچا رہے ہیں تم کیسے اپنی حیا کو تکلیف دے سکتی ہو حور"

-

" مجھ سے نہیں ہو گا شان "

حورعین کے لہجے میں شکست در آئی

"خدا کا واسطہ یوں نہ کریں میرے ساتھ، کہیں سے بس مجھے میری حیا لا دیں بس مجھے میری حیا لا دیں کہیں سے لا دیں کوئی تو میری حیا مجھ دے جائے میں اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی، کوئی تو ہو۔۔۔کوئی تو ہو جو مجھے میری حیا دے دے، صدقہ خیرات سمجھ کر مجھ پر یہ احسان کر دے بس مجھے میری حیا لا دیں "

وہ غیرت مند لڑکی آج اسکے لیے اپنی غیرت مندی بھی اس کی جان پر وارنے کو تیار تھی

"شاہ زر تم ہی سائن کر دو "

شانزل نے دیکھا شاہ زر کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا شاید ضبط سے

وہ ہمیشہ کی طرح خاموش ہی رہا

"ہم کب تک حقیقت سے بھاگیں گے شاہ زر جتنی جلدی ہو سکے ہمیں اسے تسلیم کر لینا چاہیئے حیا کا ساتھ یہی تک تھا "

حورعین نے تڑپ کر اس کے کندھے سے سر اٹھایا اور ایک دھکا دیا

" کتنے ظالم ہیں آپ؟ آپ کو ذرا رحم نہیں آرہا مجھ پر اگر اتنی بھاری ہے حیا تو چلے جائیں یہاں سے میں اپنی حیا کے لیے اکیلی ہی کافی ہوں۔۔۔چلے جائیں یہاں سے۔۔۔کتنے سفاک ہیں چلے جائیں۔۔۔چلے جائیں۔۔۔چلے جائیں۔۔۔"
حورین ہذیانی انداز میں چیخنے لگی اور آخر میں تھک ہار کر کرسی پر ڈھے گئی

" میں اس کے موت کے پروانے پر مرتے دم تک دستخط نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔"

"شاہ زر ہمت کرو اور سائن کرو"

شانزل نے ایک پین اور ایک پیپر اس کی طرف بڑھایا

"میں سفاک نہیں ہوں بس مجھے میری بہن کی تکلیف نظر آرہی ہے اپنی تکلیف سے نکل کر ہمیں حیا کی تکلیف کے بارے میں سوچنا چاہیے ڈاکٹرز جواب دے چکے ہیں اور کوئی راستہ نہیں ہے ایک جھوٹی آس میں اسے تکلیف نہیں دے سکتا"

"تم ہی کر دو "

شاہ زر نے پورے معاملے میں پہلی مرتبہ کچھ کہا تھا

شانزل بھی کہاں خود میں ہمت پاتا تھا اس نے بھی ایک جواز ڈھونڈ کر نکالا

" نہیں میں یہ نہیں کر سکتا سائن تمہیں ہ ہی کرنی ہو گی کیونکہ تم اس کے ہسبینڈ ہو"

شاہ زر نے پیپر اور پین تھام لیا دستخط کرتے وقت شاہ زر کا ہاتھ کانپا تھا کیونکہ ایک نسوانی التجا اس کی سماعتوں میں الجھی تھی

" ایسا مت کہیں میں مر جاؤں گی '

"تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری تدفین کروں گا"

شاید اس کی بات قبول ہوگئی تھی

--------

آدھے گھنٹے سے وہ لوگ ICU کے باہر کھڑے اس بری خبر کا انتظار کر رہے تھے لیکن دل کے کسی کونے میں خدا کے معجزے کا انتظار تھا

تبھی آئی سی یو میں ہلچل مچی ڈاکٹرز نرسز وغیرہ گھبرائے گھبرائے کبھی انجکشن کبھی مشینوں سے الجھتے

وہ تینوں شیشے کے دروازے کے پار سے دیکھ رہے تھے

اس وقت حورعین تو شانزل کے سہارے کھڑی تھی نہ اس کے پیروں میں جان تھی نہ جسم میں

اگر شانزل نے اسے تھاما نا ہوتا تو وہ اب تک زمین پر گر چکی ہوتی

شانزل تو مانو دوہرے عذاب سے گزر رہا تھا اس نے کبھی حیا کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا نہ حورعین کو وہ دونوں ہی کی دیوانگی سے واقف تھا اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ وقت بھی دیکھنا پڑے گا

بیڈ کے پاس رکھی اس کی دل کی دھڑکنوں کی نشیب و فراز دکھاتی مشین

کی لائن جب بھی ڈوبتی حورین کا دل بھی ڈوب جاتا

حورعین کے جسم میں عجیب سی کپکپی سی طاری ہوگئی تھی جب بھی حیا کی سانسیں اکھڑتی حورعین کو لگتا کوئی اس کی سانس کی ڈور کو کھیچ رہا ہو

حورعین کو لگ اب بس کسی بھی لمحے اسکی روح پرواز کر جائے گی

اچانک ڈاکٹر نرس سب پیچھے ہٹ گئے

حورعین کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو

تبھی ڈاکٹر باہر نکل کر آیا

حورعین نے شانزل کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا

شانزل نے بھی اسے اور مضبوطی سے تھاما جانتا تھا جو ڈاکٹر خبر دینے والے ہیں وہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے

حورعین نے سہمی سہمی آنکھوں سے شانزل کو ایک نظر دیکھا

حورین کے دل نے شدت سے دعا کی، شاید اتنی شدت سے دعا اس نے کبھی نہیں مانگی تھی

"بس ایک بار یا رب، یا قادر المخلوق میری حیا کی زندگی بخش دے،،،، ہم تیرے آگے بے بس ہے تو ہر چیز پر قادر ہے میرے مولا،،،، میں تیرے آگے دامن پھیلائے کھڑی ہوں تیرے ابرِ کرم کا ایک چھینٹا میری جھولی میں ڈال دے میں تیری بے بس بندی ہوں مگر تو تو بااختیار ہے ہماری دعاؤں پر کن فرما دے۔۔۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر قریب آیا اور کہا

" خدا کا شکر ہے پیشنٹ وینٹی لیٹر کے بنا رسپانس کر رہی ہے strange case شروعات میں تو حالات بہت خراب رہی لیکن پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہے مگر ان کی حالت بالکل بھی اچھی نہیں ہے ابھی تو ٹرنکیولائیزر پر ہیں انشاءاللہ چوبیس گھنٹوں بعد ہوش آ جائے گا لیکن پیشنٹ کو پلیز کو سٹریس نہ دیں صحیح حالت کا اندازہ تو ہوش میں آنے کا ہو گا"

حورین وہی سجدے میں گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"تو رحیم ہے یا رب،،،، اے ربِ کریم،،،،، یا رحمٰن الرحیم، ،،،،،، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،،،، بس تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے،،، تو رحیم ہے تجھ سا مہربان کوئی نہیں"

------------------------------------------------

حیات کو 26 گھنٹے بعد ہوش آیا تھا پہلے پہل تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا اس نے گردن گھما کر حورین کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی

فوراً مسکرائی اور اس کی طرف بے قراری سے بڑھی حیا کو ایک جھماکے کے ساتھ سب یاد آیا تھا

اب میں حور کو کیا جواب دوں گی؟

کیا وہ میرا یقین کرے گی؟

نہیں وہ تو شاہ زر سے بہت محبت کرتی ہے

حیا نے فوراً آنکھیں بند کر لیں مگر آنسو متواتر بہہ رہے تھے اور بالوں میں جذب ہو رہے تھے

حورعین نے حیا کی حرکت دیکھی تو چونک گئی اسے اپنی آنکھوں پر شبہ ہوا

اسے لگا تھا حیا پھر کوئی اوٹ پٹانگ سا جملہ بولے گی مگر یہ کیا؟

" حیا"

حورعین نے محبت آگیں لہجے میں پکارا

حورعین کی آواز سن کر حیا کو لگا وہ حور کو گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روئے

"حیا مجھے دیکھو نہ، دیکھو ناراض مت ہو اب میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی"۔

کہتے ہوئے حورعین بھی رونے لگی لیکن حیا نے آنکھیں نہیں کھولیں بلکہ سسکی روکنے کے لیے لب سختی سے بھینچ چلے لیے

تبھی شانزل روم میں آیا اندر کا منظر اس کے لئے بھی حیران کن تھا

حورعین کی نظریں شانزل کی جانب اٹھی

"شان دیکھیں نہ حیا مجھ سے بات نہیں کر رہی ہے فضول میں غصہ کر رہی ہے، یہ کب سے مجھ سے غصہ ہونے لگی میں کہہ دیتی ہوں۔۔۔۔۔میں کہہ دیتی ہوں یہ خود تھپڑ کھانے والے کام کر رہی ہے میں بالکل لحاظ نہیں کروں گی"

حور پھر سے حیا کی جانب متوجہ ہوئی

"حیا تمہیں میری قسم ہے آنکھیں کھولو"

حیا نے پٹ سے آنکھیں کھولی مگر حورعین کی طرف نہیں دیکھا حورعین مسکرائی

"تم ایویں نخرے کر رہی ہو ہمارے ساتھ"

شانزل نے محسوس کیا کچھ تو ہے جو غیر معمولی ہے محسوس تو حورعین نے بھی کیا ہوگا مگر قبول کرنا نہیں چاہ رہی تھی

"حور چلو حیا کو آرام کرنے دو ہم ڈاکٹر کو بلواتے ہیں"

" میں کہیں نہیں جاؤں گی مجھے حیا سے بات کرنی ہے "

حیا نے منہ پھیر کر اسے آنکھیں بند کر لیں صاف اشارہ تھا

"پلیز حور چلو میری بات مانو "

حورعین کو جھٹکا لگا حیا کو دیکھ کر ،، وہ کیسے آنکھیں پھیر سکتی ہے وہ ساکت ہو گئی تھی یہ تو ناممکن بات ہے

ایسا رویہ وہ بھی میرے ساتھ؟ میرے ساتھ؟

شانزل اسے لئے باہر آگیا وہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے شانزل کو دیکھ رہی تھی

"حوصلہ کرو تھوڑے وقت کی بات ہے وہ نارمل ہو جائے گی وہ حیا ہے"

حورعین مسکرائی

----------

شانزل کا کہنا تھا وہ حیا ہے نارمل ہو جائے گی مگر وہ نارمل نہیں ہوئی آج تیسرا دن تھا اسے ہوش میں آئے ہوئے زیادہ تر تو آنکھیں بند رکھتی یا اگر بہت اصرار پر کھولتی بھی تو گھنٹوں ایک نقطے پر نگاہیں جمائے نہ جانے کونسی سوچ میں گم ہوتی

حورین کیا ہر کسی کے لئے یہ روپ نیا تھا وہ تو بہت پریشان تھی اور اس وقت ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی

"دیکھیں ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں مگر پیشنٹ مینٹلی بہت ڈسٹرب ہے وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتی یا کہنا چاہتی ہے مگر کہہ نہیں پا رہی اس کا اندازہ نہیں لگا پا رہے ہیں،،،، نہ وہ کسی سائکائٹرسٹ سے وہ بات کرنے کو تیار ہے کس حد تک ان کی حالت خراب ہے اس کا اندازہ اب تک ہم لگا نہیں پائے کیونکہ کوئی سرا ہاتھ ہی نہیں آرہا ہے"

--------------

حورعین تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی یہ کیا سن رہی تھی وہ؟ اپنے کانوں اور آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا

"میں کیا کروں شان کہ وہ پہلے جیسی ہو جائے وہ ایسی تو نہ تھی کہ ایک حادثے کا اتنا اثر لے زندگی سے محبت کرنے والی لڑکی تھی بلکہ زندگی اس سے محبت کرتی تھی، زندہ دلی کا نام تھا حیا"

شانزل نے اس کے گرد حصار باندھا

" میں نے ڈاکٹر سے ڈسچارج کی بات کی ہے شاید گھر جاکر وہ صحیح ہوجائے اور میں نے اشعر کو بھی بلا لیا ہے اس نے مجھ پر جو سوالوں کی بارش کی ہے اللہ معاف کرے، محترم حیا سے بہت غصہ تھے کیونکہ ہمارے جانے کے بعد حیا نے اشعر سے کوئی بات نہیں کی، چند گھنٹوں میں پہنچ جائے گا پھر دیکھنا اس سے کیسے لڑے گی، دونوں ایک دوسرے کے بال نوچیں گے "

شانزل کی بات پر حورعین مسکرائی مگر دل میں خدشہ تھا

کچھ تو تھا جو سمجھ نہیں آرہا تھا حیا اسے بدلی بدلی لگ رہی تھی بلکہ وہ حیا لگ ہی نہیں رہی تھی بہت سی چیزیں کھٹک رہی تھی جیسے شاہ زر کا رویہ

وہ صرف اس وقت ہی حیا کے پاس ہوتا جب وہ سو رہی ہوتی کچھ تو غیر معمولی تھا لیکن کیا؟

-------------

اشعر کی بھی وہی حالت تھی وہ بھی حیا کو دیکھ کر بھونچکا رہ گیا وہ کسی کی کوئی بات کا جواب ہی نہ دیتی

اشعر نے حورعین سے وجہ پوچھی تو اس نے اسے شرمندگی کے ساتھ مختصر لفظوں میں عزیر حیات والا واقعہ بتا دیا

"ایسے کیسے ہوسکتا ہے حور؟ یہ ناممکن بات ہے ٹھیک ہے، میں سمجھ سکتا ہوں یہ چھوٹی بات نہیں ہے مگر حیا پہلے بھی ان حالات سے گزر چکی ہے اس وقت تو حیا تیرہ سال کی تھی اور عاطف نے یہ حرکت کرنے کی کوشش کی تھی اور تم تو حیا کو جانتی ہو اس نے عاطف کا سر پھاڑ دیا تھا اور اس عمر میں حیا نے اس واقعے کا کوئی اثر نہیں لیا تھا حور، بلکہ نائلہ چچی کے کتنا کچھ سنانے کے باوجود ان کی ہر بات کا ٹکا کر جواب دیتی"

" تو پھر کیا ہو سکتا ہے اشعر ؟"

حورین حقیقتا پریشان تھی

" حیا کی چپ کیسے ٹوٹے گی وہ تو مجھ سے بھی بات نہیں کر رہی"

" ایک راستہ ہے حور"

\-----------

شاہ زر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا فرنٹ سیٹ پر اشعر تھا پیچھے حیا، حورعین اور شانزل بیٹھے تھے گاڑی اپنے راستے پر رواں دواں تھی حیا کی آنکھ لگ گئی

دو گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی جھٹکے سے رکی تو حیا کی آنکھ کھلی اس نے کھڑکی کے باہر منظر کو ناسمجھی سے دیکھا دھیرے دھیرے ذہن نے کام کرنا شروع کیا تو شعور میں ایک اشارہ دیا کی جگہ جانی پہچانی ہے جیسے ہی شعور میں یہ بات آئی وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی

ہاں یہی وہ جگہ تھی جہاں اس کی امی تھیں فوراً دروازہ کھول کر دیوانہ وار باہر نکلی اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگی

اشعر ایک دم چوکنا بیٹھا تھا وہ حیا سے ایسے ہی کسی ردعمل کی توقع کر رہا تھا وہ فورا باہر نکلا اور حیا کو ایک ہی جست میں پکڑا

" امّی۔۔۔۔۔۔۔"

حیا کی چپ ٹوٹی تھی ایک دلخراش چیخ اس کے لبوں سے نکلی

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔ چھوڑو۔۔۔۔۔۔مجھے امی کے پاس جانا ہے"

وہ مچل مچل کر پورا زور لگا رہی تھی

" چھوڑو مجھے۔۔۔۔"وحشیانہ انداز میں چیخ رہی تھی باقی سارے تو دم بخود تھے یہ کون تھی؟ حیا ایسی تو نہ تھی

" مجھے جانے دو اشعر مجھے امّی کے پاس جانا ہے ، وہ بہت تکلیف میں تھی جانے دو"

وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی جیسے بین کر رہی ہو

"ہوش کرو حیا یہ قبرستان ہے، تم اندر نہیں جا سکتی"

"کیوں نہیں جا سکتی؟؟؟ مجھے جانے دو۔۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔۔وہ بہت تکلیف میں تھی "
حلق کے بل چیختے چیختے آخر میں اس کا لہجہ شکستہ ہو گیا

"ہوش کرو حیا کیا ہوا ہے تمہیں؟ کیا کر رہی ہو تم؟ ہوش کرو"

وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا اشعر کی بات پر حیا طیش میں آگئی

" نہیں ہوں میں حیا ،،، مر گئی حیا۔۔۔۔مجھے جانے دو اشعر۔۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔۔مجھے امی کے پاس جانے دو۔۔۔۔۔"
چیخ کر پھر آہستہ آہستہ وہی ایک ہی جملہ بولتے بولتے اشعر کی بانہوں میں جھول گئی

-----------

ڈاکٹر ابھی اسے چیک کر کے گئے تھے

انھوں نے یہ بات خوش آئند بتائی تھی کہ حیا بولنے لگی ہے

حورعین اس وقت بھی بیٹھی بہت یاسیت سے اس بے ہوش وجود کا چہرہ دیکھ رہی تھی اتنا گہرائی سے جاننے کے باوجود بھی وہ چہرہ اسے انجانا سا لگ رہا تھا

جانے سے پہلے وہ کتنی خوش تھی خدا کرے حیا جلدی سے ٹھیک ہوجائے آمین۔۔۔

حیا نے دھیرے دھیرے آنکھ کھلی کمرہ مانوس سا لگا یہ کمرہ وہ کیسے بھول سکتی تھی یہی تو وہ کمرہ تھا جس میں وہ پتا نہیں کتنے مہینوں سے رہ رہی تھی یہ شاہ زر کا کمرہ تھا

شاہ زر کے نام پر حیا کے دل میں ہوک سی اٹھی

" کیسا فیل کر رہی ہو؟ اچھا چھوڑو، یہ بتاؤ کیا کھاؤ گی؟ مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے، چیز آملیٹ کھاؤ گی ؟"

حیا نے نا سمجھی سے حورعین کو دیکھا وہ نارمل تھی یعنی شاہ زر نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا

اب اگر حور کو پتہ چلا تو؟

حیا بولو نا کیا کھانا ہے میں اپنے ہاتھ سے بناؤں گی؟"

لہجہ محبت میں ڈوبا ہوا تھا اس وقت کوئی حورعین سے پوچھتا وہ حیا کے منہ سے اپنا نام سننے کے لیے کس قدر بے تاب تھی تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور شانزل اندر آیا

"شکر ہے تم جاگی تو"

شانزل کا لہجہ بھی بہت نارمل تھا قیامت تو صرف اس کی زندگی میں آئی تھی

" آپ بیٹھیں حیا کے پاس میں دو منٹ میں چیز آملیٹ بنا کر لاتی ہوں"

وہ کہہ کر رکی نہیں

حیا بیڈ پر نیم دراز شش و پنج میں مبتلا اپنی ہتھیلیوں کو مسلسل مسل رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو اور شانزل کے لیے یہ بات حیران کن تھی حیا، وہ بھی منہ کھولنے سے پہلے سوچے ناممکن بات تھی۔۔۔

" کچھ کہنا ہے"

شانزل کے کہنے پر حیا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں یہ آنسو تو جیسے اس کے پل پل کے ساتھی تھے

"بھائی۔۔۔"

حیا اب بھی پریشان تھی

" بولو حیا میں سن رہا ہوں"

شانزل نے جیسے اس کی ہمت بندھائی

"آپ حور کو مت بتائے گا،،، آپ کو حور کی قسم"

شانزل اتنے دنوں کی اذیت میں پہلی مرتبہ مسکرایا کیونکہ یہ پہلی بات تھی جو معلوم ہو رہا تھا جیسے حیا ہی کہہ رہی ہے

"نہیں بتاؤں گا بولو"

" بھائی آپ۔۔۔آپ حور کو لے جائیں یہاں سے پلیز" شانزل کو لگا اس کے سارے گمان غلط ثابت ہوئے ہو

"مطلب؟"

" آپ اسے لے جائیں کہیں بھی ملک سے باہر صرف کچھ مہینوں کی بات ہے بمشکل ایک مہینہ اسے لے جائیں"

" لیکن کیوں؟ حیا حور تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی تم بھی تو یہ بات جانتی ہو"

"آپ لے جائیں اسے پلیز۔۔۔لے جائیں۔۔۔میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں، لے جائین اسے پلیز۔۔۔"

روتے روتے اس نے حقیقتاً ہاتھ جوڑ دیے

"کیا کر رہی ہو حیا؟ کیا بات ہے؟ مجھے بتاؤ کوئی مسئلہ ہے تو میں ٹھیک کر دوں گا، مجھے بتاؤ"

" بس آپ سے لے جائیں "

"یہ ناممکن ہے حیا"

حیا نے اپنے آنسو پونچھے وہ ہمیشہ سے ہی اتنی ارزاں اور غیر معمولی تھی اس کی اوقات ہی کیا تھی جو کوئی اس کی بات مانتا

" ٹھیک ہے"

" حیا تم ایسا کیوں کہہ رہی تھی؟"

" کچھ نہیں بس مجھے نیند آرہی ہے مجھے سونا ہے شانزل نے اسے اس وقت چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اور باہر چلا گیا

کچھ دیر بعد حورعین ناشتہ لے کر آئی تو کمرے کا دروازہ بند تھا دستک پر جواب آیا

"مجھے نیند آرہی ہے پلیز ڈسٹرب نہ کرنا"

" تھوڑا سا کھا لو حیا "

لیکن اس کی بات کا کوئی جواب نہ آیا

حورعین نے ہونٹ بھینچ لیے حیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اسے کہاں عادت تھی حیا کے اس رویے کی

نیچے آکر سب سے پہلے اس نے اشعر کو ناشتہ دیا وہ الجھی الجھی تھی کہ حیا تو وہ حیا تھی نہیں

تبھی شاہ زر بھی گھر میں داخل ہوا

شاہ زر کو دیکھ کر مسکرائی

" شاہ چلین ناشتہ کر لیں"

حورعین کی بات پر شاہ زر نے آس پاس نظر دوڑائی اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر حورعین نے جواب دیا

"حیا کمرے میں ہے، ہوش آگیا ہے اسے مگر ابھی محترمہ کو ناشتہ نہیں کرنا اسے نیند آرہی ہے"

شاہ زر نے کوئی جواب نہیں دیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا حورعین نے دیکھا شاہ زر کے گھر کی ملازمہ فریدہ بہت بے چین لگ رہی تھی مگر سر جھٹک کر وہ ناشتہ کرنے لگی

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ادھر حیا کمرے میں پریشان تھی

یا اللہ اب کیا ہوگا؟ شاہ زر۔۔۔؟

شاہ زر کے نام پر پھر دل میں نئے سرے سے ہوک اٹھی

شاہ زر اب واپس آئے ہیں وہ اپنا فیصلہ سنائیں گے۔۔۔وہ کیوں مجھے برداشت کریں گے؟ یا اللہ میں حور کو کیا جواب دوں گی جب اسے حقیقت کا پتا چلے گا تو؟ وہ بھی شاہ زر کی طرح مجھ سے نفرت کرے گی۔۔۔۔نہیں یا خدا اب نہیں،،،، یا اللہ میں مزید کسی کی آنکھوں میں نفرت نہیں دیکھ سکتی، میرے مرنے کے بعد شاہ زر کے ساتھ حور بھی مجھ سے نفرت کریں گی؟ نہیں، نہیں ، یا خدا میں کیا کروں۔۔؟"

حیا کے سر میں ایک مرتبہ پھر درد شروع ہو گیا وہ خط اور وہ واقعہ اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے اس کے درد میں شدت آتی گئی اور ہمیشہ کی طرح دورے پڑنے لگے وہ سر پکڑ کر زمین پر گر گئی اور تڑپنے لگی

---------------

"آپ کو کوئی تکلیف ہے یا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں" آخر کار ناشتے کے دوران حورعین نے فریدہ سے اس کی بے چینی کی وجہ پوچھی

" وہ۔۔۔۔وہ جی۔۔۔میڈم وہ۔۔۔حیا باجی۔۔۔آپ ان کو اکیلا مت چھوڑیں"

حورین کوئی جواب دیتی اس سے پہلے شاہ وِلا میں ایک خوفناک چیخ گونجی۔جی ہاں، وہ حیا کی چیخ تھی دل دہلا دینے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا

ہال میں موجود سبھی نفوس کو جھٹکا لگا

"حیا"

حورین دہل گئیی اس کے ساتھ ساتھ سبھی حیا کے کمرے کی طرف دوڑے کمرہ لاک تھا

" یااللہ "

"صنم ہٹو پیچھے"

شاہ زر نے اسے کہا اور اپنے بازو سے دروازہ توڑنے لگا تیسرے دھکے میں دروازہ ٹوٹا

تب تک دل دہلا دینے والی چینخیں شاہ وِلا میں گونج رہی تھی جیسے ہی تیسرے دھکے پر دروازے کا لاک ٹوٹا شاہ زر جھٹ سے اندر کی طرف گیا

حیا ایسے ہی زمین پر سر پکڑے تڑپ رہی تھی چیخیں رہی تھی

حورعین نے اسے فورا سیدھا کیا مگر حیا کی نا رکنے والی تھی چینخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا

"میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں"

شانزل الٹے پیروں واپس دوڑا اشعر بھی شانزل کے ساتھ گیا

شاہ زر تو مانو پتھر کا ہو گیا تھا حیا کا چہرہ اور آنکھیں سرخ پڑ رہی تھی جیسے ابھی خون ٹپکنے لگے گا وہ پوری طریقے سے پسینے میں شرابور تھی اس کے آنسو اس بات کے گواہ تھے کہ وہ تکلیف میں ہے اس پر متضاد اس کی ہول ناک چینخیں۔۔۔

اس بھیانک صورتحال سے حورین کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے

"بس کچھ دیر حیا ابھی ڈاکٹر آرہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا "

نہ جانے وہ حیا کو تسلی دے رہی تھی یا خود کو

"ش۔۔۔شاہ۔۔۔شاہ آپ اسے بیڈ پر لٹائیں نا "

حورعین کی آواز پر شاہ زر نے قدم آگے بڑھائے مگر اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کے پیروں میں جان ہی نہیں ہیں جیسے ہی شاہ زر نے اسے اٹھایا اسے محسوس ہوا کہ حیا کا بدن ایکدم ٹھنڈا پڑ گیا تھا برف کی مانند

وہ بلک بلک کر رو رہی تھی چیخ رہی تھی اس قدر تڑپ رہی تھی چار قدم کا بیڈ تک کا سفر شاہ زر کی زندگی کا سب سے مشکل سفر تھا

"ص۔۔صنم بلینکیٹ اوڑھاؤ"

حورعین نے فورا عمل کیا

پتہ نہیں کہاں سے شانزل دس منٹ میں ڈاکٹر لے کر آیا

اومائی گاڈ"

ڈاکٹر کا پہلا ری ایکشن یہی تھا وہ بھی پریشان سا حیا کی طرف بڑھا اور بہت مشکل سے اسے ایک انجکشن لگائی جس سے وہ غنودی میں چلی گئی حیا کی چینخیں تھمی تو گھر میں موت کا سا سناٹا تھا

سبھی جیسے شاک میں تھے

"جتنا ہم نے سوچا تھا پیشینٹ کی حالت اس سے بہت زیادہ خراب ہے ہمیں فوری کچھ ٹیسٹ کروانے ہوں گے"

----------

صبح حیا کو جو دورہ پڑا تھا اسے دیکھ کر حورعین کا دل غم سے پھٹ رہا تھا

وہ ٹیسٹ کی رپورٹ ہاتھ میں لیے ساکت بیٹھی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے رپورٹ کو دیکھتے ہوئے آنسو بہا رہی تھی

رپورٹ میں لکھا تھا کہ حیا کی ذہنی حالت بہت خراب ہے اب سے نہیں کئی مہینوں پہلے سے اسے صیح ٹریٹمنٹ کی اشد ضرورت ہے، ایسا ہی رہا تو اس کی دماغ کی نس کسی بھی وقت پھٹ سکتی ہے یہ جملہ پڑتے ہی حورعین لرز گئی

تبھی اسے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا دباؤ محسوس ہوا اس نے نظر اٹھا کر شانزل کو دیکھا

"دیکھو حور، اس وقت سب سے زیادہ تمہیں مضبوط ہونا ہو گا حیا بس تھوڑی سی پریشان ہے اسے بس توجہ کی ضرورت ہے اور وہ اسے صرف تم دے سکتی ہو، اور میں جانتا ہوں وہ تم اسے دو گی"

"میں یہ کیسے کروں گی شان؟ یہ تو حیا ہے ہی نہیں"

وہ تھکی تھکی سی لگی

"جب بھی تمہیں ضرورت تھی حیا تمہارے لیے موجود تھی اب تمہاری باری ہے حور،،، اسے تمہاری ضرورت ہے تمہیں کچھ نہیں کرنا ہے بس نارمل بی ہیو کرو، سب بھول جاؤ بس یہ یاد رکھو کہ وہ حیا ہے اور تم اس کی حور"

شانزل بہت رسان سے اسے حوصلہ دے رہا تھا اس نے شکستہ نظر بیڈ پر لیٹے وجود پر ڈالی

پورا چہرہ کملایا ہوا تھا آزردہ، سوگوار سی زردی چھلک رہی تھی، آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے پپڑی زدہ ہونٹ

حورعین نے نظر پھیر لی

-

کوئی حورعین سے پوچھتا یہ منظر کس قدر درد ناک تھا

" حیا ایسی کیوں ہوگئی شان؟ اسے دیکھ کر تو زندگی کا احساس ہوتا تھا مجھے یقین ہی نہیں آرہا یہ حیا ہے ، پانچ مہینے پہلے،،، صرف پانچ مہینے پہلے میں اسے ہنستا مسکراتا کھکھلاتا زندگی سے بھرپور چھوڑ کر گئی تھی،"

" اس کیوں کا جواب تم قطعی حیا سے مت مانگنا، اسے کسی بھی ٹینشن سے دور رکھنا ہے اسے اتنا اعتماد میں لو کہ وہ خود اپنا دل تمہارے سامنے کھول کر رکھ دے، تم کب سے اتنی کمزور ہوگئی کہ تم مشکلوں کو سوچنا شروع کر دو،،،،،، مشکلوں کو سوچنا نہیں چاہیے ان کے حل ڈھونڈنے چاہیے۔ مشکلیں اتنی ہی بڑی ہوتی ہیں جتنا ہم انہیں بناتے ہیں۔ یہ مشکل نہیں ہے،،،، بالکل نہیں ہے، بس تم سچے دل سے اسے پکارو کبھی تو وہ تمہاری طرف دوڑ کر آئے گی،،، میری جان تم نے تو بچپن سے اتنی مشکلین سہی ہے، تم سے بہادر تو اشعر ہے وہ فضول کی سوچ میں نہیں پڑا اس نے مشکل کا حل

ڈھونڈنے کی کوشش کی وہ حیا کا دھیان بٹ جائے اسی لیے ہانیہ کو لینے گیا ہے حالانکہ ہانیہ کے لئے سفر کرنا صحیح نہیں ہے مگر وہ حیا کے لئے کر رہا ہے تم بھی مضبوط ہو جاؤ تم کمزور پڑ گئی تو کیا ہو گا؟ مضبوط ہو جاؤ۔۔اپنی حیا کے لیے، تمہیں تمہاری حیا کوئی نہیں لا کر دیگا تمہیں اپنی حیا خود واپس لانی ہے،، یہ کوئی نہیں کر سکتا صرف تم کر سکتی ہو، وہ تمہاری ہے اور تمہیں ہی اسے واپس لانا ہے"

۔شانزل کی بات حورعین مسکرائی وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے سیدھا شانزل کے دل میں اتر رہی تھی مگر شانزل نے منہ بسورا

"کیا سوچ کر مسکرایا جا رہا ہے ؟ میں اتنا سیریس لیکچر دے رہا تھا"

"یہی سوچ کر مسکرا رہی تھی کہ خدا نے آزمائشوں کے صلے میں مجھے آپ کی صورت میں بہت خوبصورت انعام سے نوازا ہے"

شانزل نے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے ایک ادا سے کہا

" بندہ ہینڈسم تو پیدائشی ہے  تبھی تو تم مرتی ہو مجھ پر "

"بالکل اور اگر خدا نے میری زندگی میں ایک اور آزمائش رکھی ہے تو میں اس میں سرخرو ہونگی تاکہ انعام میں مجھے حیا مل سکے،،،، ملے گی نہ شان؟"

وہ ایک آس لیے پوچھ رہی تھی

شانزل نے ہمیشہ کی طرح اس کی آنکھیں چومیں

" خدا خیر کرے گا جانِ شان"

کہہ کر اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھے

---------------

اس وقت حورعین شاہ زر اور شانزل کے سامنے فریدہ موجود تھی

"حیا کی یہ حالت کب سے ہے؟ مطلب کب سے دورے پڑ رہے ہیں ؟

حورعین نے فریدہ سے پوچھا کیونکہ شاہ زر کا رویہ ایک دم عجیب تھا

فریدہ نے ایک ڈری سہمی نگاہ حورعین پر ڈالی

فریدہ نے اسے وہ سب کچھ بتا دیا جو جو جانتی تھی یعنی

"جی۔۔۔۔ساڑھے تین مہینے پہلے سے۔۔۔۔"

" مجھے شروع سے سب بتایئے بے فکر ہوکر "

"وہ۔۔۔جی۔۔۔۔آپ کے جانے کے بعد مطلب دوسرے دن رات کے وقت میں نے باجی کو دیکھا تھا وہ شاید چھت کی سیڑھیوں سے گری تھی،،، کیسے گری مجھے نہیں پتا پھر۔۔۔۔"

وہ سب کچھ بتاتی چلی گئی

ہسپتال۔۔۔۔حیا کا خون سے لت پت وجود ہونا۔۔۔۔۔ہوش میں نہ آنا۔۔۔دوسرے شہر۔۔۔۔ڈیڑھ مہینے بعد ہوش میں آنا۔۔۔۔۔ساڑھے تین مہینے سے دورے پڑنا۔۔۔۔۔ڈاکٹر کو بلانے سے منع کرنا۔۔۔۔۔اور عذیر حیات کی آمد۔۔۔۔

"ٹھیک ہے ،،،،،اب آپ جا سکتی ہیں "

حورعین کی آواز لرز رہی تھی

" آپ نے جو کچھ حیا کے لیے کیا ہے اس کا احسان میں زندگی بھر نہیں چکا سکتی"

بہت ضبط کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو روکا مگر آواز پھر بھی نم تھی

فریدہ سمجھ کر چلی گئی

حورعین کے لیے یہ حقیقت ہی دہلا دینے والی تھی اس کا دل کرب سے پھٹا جا رہا تھا نہ جانے وہ کونسی سچائی تھی جو صرف شاہ زر کو پتہ تھی اس نے شاہ زر سے کچھ نہیں پوچھا اب ہمت نہیں بچی تھی اور کچھ سننے کی ،شاہ زر کے پاس کچھ تھا ہی کہاں کہنے کے لئے ،،،،،، حورعین لڑکھڑاتے قدموں

سے کمرے میں آئی اسے لگا اس سے بھیانک کچھ ہو ہی نہیں سکتا مگر آج رات ایک قیامت اسکی منتظر تھی آزمائشوں کا سلسلہ جاری تھا۔

-----------

صبح حیا کی آنکھ کھلی تو بدن درد سے ٹوٹ رہا تھا ہمیشہ کی طرح دورے کے بعد اس کی حالت قابل رحم تھی اس نے بہت مشکل سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کے بازو میں ہانیہ سوئی ہوئی تھی اور اشعر سوفے پر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا

"ہاش چلو اٹھو یار اس سے پہلے میں بھوک سے کوچ کر جاؤں اٹھو اور اسے اٹھاؤ کمب کرن کی نانی اتنا سوتی ہے میں ناشتہ لے کر آتا ہوں"

اشعر کے واویلے پر ہانیہ کی آنکھ کھلی تو اسے گھورنے لگی

" اشعر احمد میں تمہیں بتا رہی ہوں مجھے ان القابات سے مت نوازا کرو"

" بعد میں بحث کریں گے "

اشعر کہہ کر چلا گیا حقیقتاً بھوکا تھا ورنہ اشعر بحث چھوڑ دے یہ ناممکن بات تھی

حیا نے ہانیہ کو دیکھا اس کا بھرا بھرا جسم اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ اس کے اندر ایک ننھی سی جان پل رہی ہے دونوں اب بھی ویسے ہی تھے

"چلیں آپی اٹھیں جلدی اس نے رونا شروع کر دینا ہے"

کہتے ہوئے اسے اٹھا کر سہارے سے واش روم لے کر جانے لگی درد کی لہریں حیا کے جسم میں اٹھ رہی تھی وہ واش روم سے نکلی تو ہانیہ اور اشعر پھر لڑ رہے تھے

" آجائیں آپی ، اس نے مجھے اتنا حیران کیا ہے، اب مل کر ہم اسے بھی حیران کریں گے ، اشعر احمد اپنی خیر منائیں"

" چلو حیا ناشتہ شروع کرو"

"حور؟"

جو سوال اسے پریشان کر رہا تھا آخر اس نے پوچھ لیا

اشعر ایک لمحے کے لیے چپ ہوا پھر کہا

" وہ بھائی کے ساتھ کسی کام سے گئی ہے آتی ہی ہو گی"

" آتی ہو گی نہیں آگئی، کیا ہو رہا ہے؟ لڑائی؟

حورعین دروازے پر کھڑی بشاشت سے پوچھ رہی تھی مگر کہیں اندر اس کے چہرے پر حزن تھا جسے کسی نے نہیں پر حیا نے ضرور محسوس کیا تھا ا

" غلطی اس کی ہے"

اشعر اور ہانیہ نے ایک ہی جملہ کہا

ماحول اتنا خوشگوار تھا مگر حیا ایک دم خاموش تھی جامد سی

بمشکل کچھ نہیں والے حلق سے اتارے حورعین نے اسے دوائیں دیں

-----------------------

حورعین حیا کو بہت توجہ دے رہی تھی رات میں بار بار اٹھ کر اسے چیک کرنا اسے باتوں میں مصروف رکھنا حالانکہ وہ صرف سنتی تھی حورعین کو یہ بات پتا لگ گئی تھی کہ وہ چیزیں بھول جاتی ہے ایک مرتبہ پھر ایک انتہائی اذیت سے دوچار ہوئی

اس حالت میں حیا کو دیکھنا نہایت مشکل کام تھا اس سے بھی زیادہ مشکل اس کے ساتھ نارمل بی ہیو کرنا تھا مگر وہ بہت حوصلے سے سب ہینڈل کر رہی تھی

حیا بہت کوشش کرتی کہ وہ اپنی کیفیت حورعین سے چھپائے مگر جب اسے دورے پڑتے چاہے آدھی رات کو حورعین اسے بہت ہمت سے سمبھالتی تھی ہفتہ بھر ہونے کو آیا تھا مگر حیا اپنے کمرے سے ہی نہ نکلتی مگر آج حورعین بہت مشکل سے اسے کھانے کی ٹیبل پر لے کر آئی تھی

جہاں شانزل اور شاہ زر اس کا پہلے سے ہی انتظار کر رہے تھے

حیا ایک پل کو ٹھٹھکی مگر حورعین نے اسے پکڑ کر شاہ زر کے پاس خالی کرسی پر بٹھایا

حیا کے دل کو خوف نے آ گھیرا

اس کی آنکھیں نم ہونے لگی

کتنی محبت کرتی تھی وہ اس سے، اس پر جی جان سے مرتی تھی مگر وہ۔۔۔۔"

" آپ لوگ تیار رہیے گا اسپتال جانا ہے آپ کے اسٹیچس ٹھیک ہوئے ہیں یا نہیں چیک کرانا ہو گا شام چار بجے کا اپائیمنٹ ہے"

شاہ زر نے بہت عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا حیا نے چونک کر اسے دیکھا

آنسو اس کی آنکھوں میں بھر گئے

تبھی گھر میں اشعر ہانیہ داخل ہوئے

اشعر تن فن کرتا غصے سے کمرے میں چلا گیا

ہانیہ وہ چھکو پھکو روتے ہوئے بمشکل اپنے قدم آگے بڑھاتی ہوئی جا رہی تھی

" ہانیہ کیا ہوا ہے تمہیں رو کیوں رہی ہو؟"

" بیٹھو پانی پیو"

حورعین نے اسے بٹھایا اشعر پھر کمرے سے نکلا

"بتاؤ نا کیا کارنامہ انجام دیا ہے یاد رکھنا ہانیہ ابرار میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا"

اشعر حقیقتاً غصے میں تھا آنکھیں آگ برسا رہی تھی

"اشعر سکون سے بیٹھو، آرام سے بات کرتے ہیں ہانیہ کی حالت دیکھو، یہ کیا طریقہ ہے؟"

شانزل نے اسے گھر کا

" اپنی حالت کی ذمہ داری یہ خود ہے "

"اچھا چلو میرے ساتھ ہم بعد میں بات کریں گے"

ماحول کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے شاہ زر نے کہا اس کا خیال تھا کہ غصہ ٹھنڈے ہونے تک منظر سے ہٹ جائے تو بہتر ہے

حور ہانیہ اور حیا کو کمرے میں لے جاؤ"

_____________

"کیا بات ہے ہانیہ مجھے بتاؤ"

حورعین نے بہت ملائمت سے اس سے پوچھا

" آپی۔۔۔وہ آپی۔۔۔۔میری پریگنینسی میں کمپلیکیشن ہے "

"اللہ بہتر کرے گا ہانیہ، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا، مگر اس میں غصہ کرنے والی کیا بات تھی"

" آپی جب مجھے پتہ چلا تھا کہ میں پریگنیٹ ہوں ڈاکٹر نے مجھے کہا تھا کہ میرا جسم ابھی ان چیزوں کے لئے تیار نہیں ہے بعد میں مسئلے ہوں گے مگر میں چاہتی تھی کہ ہماری اولاد اس دنیا میں آئے"

" جب سب تمہیں پتا تھا تو پھر کیوں؟ تمھاری عمر ہی کیا تھی "

"کیونکہ اس وقت مجھے اشعر کی مسکراہٹ یاد آئی آپی وہ بہت خوش تھا میں نے خود سے سوال کیا تم اس مسکراہٹ کے لیے کیا کر سکتی ہو میرے دل سے بے اختیار جواب آیا اشعر احمد کی مسکراہٹ کے لی ہانیہ ابرار اپنی زندگی وار سکتی ہے مگر آج اشعر کو سب پتہ چل گیا وہ ناراض ہے مجھ سے

کل کے بارے میں ڈاکٹر ہدایت دینے لگیں آپریشن کے بارے میں بتاتے ہوئے ڈاکٹر نے سب کچھ اشعر کو بتا دیا، اب وہ گدھا ناراض ہو گیا ہے مجھ سے"

-----------------

رات کا کھانا تینوں نے روم میں کھایا ہانیہ حیا کے پاس سو رہی تھی حورعین تو ایسے بھی حیا کے ساتھ ہی سوتی تھی

" حیا آپی آپ سے ایک بات کرنی ہے "ہانیہ کے آواز میں نمی گھلی ہوئی تھی

"آپی اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اشعر سے کہیے گا کہ مجھے معاف کر دے "

کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

حیا نے اسے گلے لگایا

"کچھ نہیں ہو گا تمھیں، حوصلہ کرو"

اب تک کا سب سے بڑا جملہ تھا جو حیا نے کہا تھا

"آپ میرے بچے کو پالیے گا، آپ جانتی ہیں سوتیلی ماں کیسی ہوتی ہے میرے بچے کو سوتیلی ماں کے حوالے مت کرنا پلیز آپی"

وہ حیا کے گلے لگ گئی رو رو کر کہہ رہی تھی

"کیا کہہ رہی ہو ، اللہ نہ کرے تمھیں کچھ ہو "

" آپی میں چاہتی تھی اگر میری زندگی کے آخری دن ہوئے تو میں اشعر کے ساتھ خوشی خوشی رہوں محبت محسوس کروں مگر آپی میں اس بوجھ کے ساتھ نہیں مرنا چاہتی کہ اشعر مجھ سے ناراض ہے"

" یا اللہ ہانیہ کیسی بات کر رہی ہو میں بات کرتی ہوں اشعر سے وہ ناراض نہیں ہو گا تم سے"

-----------------------

اسے اس وقت ہانیہ بہت ٹوٹی ہوئی لگی

وہ اٹھ کر اشعر کے پاس گئی اس وقت لان میں کھڑا نہ جانے آسمان میں کیا تلاش کر رہا تھا

"اگر تم اس کی حمایت کرنے آئی ہو تو چلی جاؤ یہاں سے "

"میں کسی کی حمایت کرنے نہیں آئی"

" تو پھر کیوں آئی ہو "

"بس میری بات سن لو میں چلی جاؤں گی"

" بولو"

" ایسے نہیں بیٹھ جاؤ میں مزید کھڑی نہیں رہ سکتی "

اشعر نے پلٹ دیکھا وہ کرسی کے سہارے بہت مشکل سے کھڑی تھی شاید وہ اکیلے ہی نیچے آئی تھی

اشعر نے اسے بٹھایا

"میں صرف یہ یاد دلانے آئی ہوں کہ تم ہانیہ سے محبت کرتے ہو "

"یہی تو بات ہے اسے پتہ ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر کیوں اس نے یہ حرکت کی؟

حیا تم تو جانتی ہو میں ہانیہ سے تب سے محبت کرتا ہوں جب میں محبت کے معنی بھی نہیں جانتا تھا میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہر دعا میں اسے مانگا ہے پھر بھی، پھر بھی، اس نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے بتاؤ کیوں؟"

"کیونکہ وہ بھی تم سے محبت کرتی ہے اسے تمہاری خوشی عزیز ہے "

"مجھے صرف ہانیہ عزیز ہے"

"اشعر تمہیں پتا ہے ابھی ہانیہ میرے گلے لگ کر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ میں اس بوجھ کے ساتھ نہیں مرنا چاہتی کہ اشعر مجھ سے ناراض ہے"

اشعر نے تڑپ کر اسے دیکھا

"اشعر ایک عورت بیوی بن کر بہت حساس ہو جاتی ہے اس کی دنیا شوہر سے شروع ہو کر اس پر ختم ہو جاتی ہے ، یقین جانو اشعر اگر آپ جس سے محبت کرتے ہو اور وہ آپ سے ناراض ہو ، موت منہ کھولے آپ کے سامنے کھڑی ہو یہ لمحہ بہت اذیت ناک ہوتا ہے، روح کو چیر دینے والی اذیت۔۔۔۔۔"

کہتے ہوئے حیا آنکھ سے آنسو گرنے لگے وہ بھی تو اس تکلیف سے گزر رہی تھی

وہ خود اپنے رستے ہوئے زخموں کو کھرچ رہی تھی

" موت سے پہلے اندر ہی اندر انسان ہزار بار مرتا ہے اگر ابھی تم نے ہانیہ کو نہ سنبھالا تو وہ ٹوٹ جائے گی کرچی کرچی ہو جائے گی اور یہ کرچیاں روح کو زخمی کر دیتی ہے اگر وہ بچ بھی گئی تو محبت تو

زندہ رہے گی مگر اس کی روح زخمی ہو چکی ہو گی اس کے ٹوٹنے سے پہلے اسے سنبھال لو، روح کے زخم نہیں بھرتے اب بھی وقت ہے تمہارے ہاتھ میں، اسے تھام لو، یاد کرو تم اس سے محبت کرتے ہو، محبت اتنی کم ظرف نہیں ہوتی جہاں محبوب کی غلطی نظر انداز نہ کی جا سکے محبت تو بہت وسیع ظرف ہوتی ہے"

"میں تو اسے سنبھال لوں گا مگر حیا ہم سے کیا غلطی ہوئی ہے جو تم ایسا کر رہی ہو، اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں معافی مانگتا ہوں "

"ساری غلطی میری ہے "

حیا کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی

"تو تم معافی مانگ لو"

"م۔۔۔مم۔۔میری غلطیاں معافی لائق نہیں ہوتی اشعر"

"اشعر دیکھو ہانیہ تمہیں بلا رہی ہے"

پیچھے سے حورعین کی آواز آئی تو اشعر اٹھ کر چلا گیا

"تم اتنی ٹھنڈ میں ایسے ہی بیٹھی ہو سدھر جاؤ چلو اندر "

حیا نے ایک نظر حورعین کے ساتھ کھڑے شاہ زر کو دیکھا پھر چپ کر کے اندر چلی گئی

اسے دیکھنے کے بعد وہ پھر سے نئے سرے سے اذیت سے دوچار ہوئی تھی

-----------------

اس کے رستے ہوئے زخم کو پھر سے کسی نے چھیڑ دیا تھا ایک مرتبہ پھر وہ سوچوں کے گرداب میں پھنسی تھی

جس کا نتیجہ پھر ایک دورے کی صورت میں نکلا تھا

اس لئے حوریں حیا کے ساتھ گھر پر ہی تھی کچھ دیر پہلے خبر آئی تھی کہ اشعر کے گھر ننھی پری آئی ہے اور خدا کے فضل سے ہانیہ بھی ٹھیک ہے تھوڑی دیر پہلے ہی ڈاکٹر حیا کا چیک اپ کر کے گئے تھے اس کے ٹانکے بھی ٹھیک تھے شاہ زر کبھی کبھار کچھ چھوٹے سے مختصر جملے ادا کر دیتا مگر یہی نارمل لہجہ حیا کو تیر کی مانند لگتا

وہ کیوں اپنی نفرت چھپائے ہوئے ہے مگر حیا نے لب سی لیے تھے اس کی نیلی آنکھیں ویسے ہی تھی جس پر حیا مرتی تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی خود کا شاہ زر کے ساتھ موازنہ کرنے لگی

اس وقت اس کے ہاتھ میں اس کے ولیمے کی اور حورعین کی رخصتی کی تصویر تھی جس میں وہ چاروں کھڑے تھے حورعین اور شانزل چاند اور سورج کے مانند لگ رہے تھے ان دونوں کے بازوں میں شاہ زر اور حیا تھے شاہ زر بھی بلیو ٹکسیڈو میں اپنی وجاہت کے ساتھ جلوہ افروز تھا اس کے بعد وہ خود تھی رائل بلیو ساڑھی میں، مگر شاہ زر کے آگے تو وہ کچھ بھی نہیں تھی وہ تینوں ساتھ کھڑے کتنے خوبصورت لگ رہے تھے

اور وہ ؟

ایک دھبہ ہی تو لگ رہی تھی ان کے درمیان۔۔۔

وہ سب خاص تھے اور وہ بس عام سی لڑکی ،

وہ کہاں شاہ زر کے ساتھ جچ رہی تھی

شاہ زر نے یقیناً حورعین کی وجہ سے ہی شادی کے لیے ہاں کہی ہوگی

اور وہ اب بھی صرف حورعین کی وجہ سے خاموش ہے

وہ شاہ زر سے محبت کرتی تھی، بے پناہ محبت۔۔۔۔

مگر اسکی خوشیوں میں رکاوٹ بن رہی تھی۔

اس میں ہے ہی کیا جو شاہ زر اسے معاف کردے

اب ویسے بھی معافی کی گنجائش بچی ہی کہاں تھی

سزا تو سنا دی گئی تھی دوسری شادی تو وہ کر چکا تھا بس سولی پر لٹکانا باقی تھا یعنی طلاق باقی تھا یا

اللہ۔۔۔۔طلاق۔۔۔۔حیا کو لگا اس کی سانسیں پھر اٹک رہی ہے

اور ایک بار پھر حیا کی چیخیں شاہ وِلا میں گونجی تھی

------------------------.

ہانیہ اب گھر آگئی تھی

انہوں نے جب نام رکھنا چاہا تو ہانیہ بڑی بری طرح گھبرا گئی

"آپی پلیز ، چیاؤں ، میاؤں، پیاؤں نام مت رکھئے گا"

سبھی کے ذہن میں وہ واقعہ گھوم گیا جب یہ جملہ حیا نے کہا تھا کتنا فرق تھا اس وقت اور ابھی کی حیا میں

" تم لوگ ہی رکھ لو مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا "

حیا ہمیشہ کی طرح سائڈ میں ہو گی

"عانیہ نام کیسا رہے گا؟ حورین نے کہا

" نا بھائی پھر یہ بھی ہانیہ جیسی ہو گی"

اشعر کہاں سے چپ رہ سکتا تھا ہانیہ نے اسے گھورا

"کیوں ؟ مجھ میں کیا خرابی ہے"

" کوئی ایک ہو تو بتاؤں، ویسے بھی میری بیٹی تو پرنسس ہے اچھا سا نام رکھو"
اشعر تو تھا ہی شرارتی مگر اب ہانیہ حساس ہو گئی تھی وہ فوراً رونے لگی

" مجھے پتا تھا میں تمہیں اچھی نہیں لگتی دل بھر گیا ہے تمہارا، رکھو کوئی اچھا سا نام میں جا رہی ہوں "

"ارے۔۔۔"اشعر نے اسکی کلائی تھامی

صدیوں سے تجھے تکتے ہوئے سوچ رہا ہوں
جی تیرے خدوخال سے بھر کیوں نہیں جاتا

اشعر نے بڑے ترنگ میں شعر پڑھا اور ہانیہ سب کے سامنے پوری گلابی ہوئی جھینب مٹانے کے لئے بولی

" سوری بولو"

" سوری"

" ایسے نہیں کان پکڑ کر بولو"

اشعر نے ہانیہ کے کان پکڑے اور کہا

"سوری"

ہانیہ نے گھورا

" سدھرنا مت ہٹو پیچھے "

" تم بھی کیا یاد رکھو گی چلو عانیہ نام رکھ لیتے ہیں"

کہہ کر اشعر رکا نہیں کیونکہ ہانیہ کے تیور پھر بگڑے تھے۔

------------------

اب حیا کا زیادہ وقت عانیہ کے ساتھ گزرتا وہ شاید مگن ہو گئی تھی حورعین اب بھی حیا کے پاس ہی ہوتی

حیا کے دوروں میں کچھ کچھ حد تک کمی آ گئی تھی یعنی اب دورے روز نہیں ہفتے میں ایک بار پڑتے تھے وہ مصروف تھی ذہن بٹا ہوا تھا

حورعین پوری کوشش کرتی کہ اسے کچھ سوچنے کے لیے اکیلا نہ چھوڑے وہ مسلسل حیا کے ساتھ لگی ہوتی اس کی دوائیاں کپڑے کھانے ہر چیز کا دھیان رکھتی

سب سے بڑی مصروفیت جو حیا کی زندگی میں آئی تھی وہ عانیہ تھی

آج عانیہ کو دنیا میں آئے چالیس دن ہو گئے تھے

آج ہانیہ اور اشعر کی واپسی تھی

" اگر جاب کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں کبھی نہ جاتا حور"

" تم بے فکر ہو کر جاؤ اشعر تم کب تک اس کے ساتھ رہو گے میں ہوں حیا کے پاس "

"پھر بھی میرا من نہیں مان رہا میں اور ہانیہ چکر لگاتے رہیں گے"

اس طرح اشعر ہانیہ، عانیہ کے ساتھ چلے گئے

-----------------------------------

حیا کو دورے تو کم پڑنے لگے تھے دوائیاں بھی اس کی صحت پر اثرات دکھا رہی تھی مگر اس کی ذہنی حالت میں کوئی سدھار نہیں تھا کیوں کہ سائیکاٹریسٹ کے ساتھ ہونے والے سیشن میں وہ منہ پر تالا لگائے بیٹھی ہوتی

سائیکاٹرسٹ بول بول کر پوچھ پوچھ کر تھک جاتے مگر حیا اپنا لب نہیں کھولتی

سائیکائٹرسٹ چلے گئے کئی ڈاکٹر سے مشورے کیے گئے مگر حیا اپنی جگہ سے جوں کی توں نہ ہوئی وہ ان کے سامنے اس طرح بیٹھی ہوتیں کہ مجبورا بیٹھی ہو کب ان کا سیشن ختم ہوا اور کب اٹھ کر جائے

جب پاکستان کے سائیکائٹرسٹ سے نہ ہوا تو حورعین نے غیر ملکی سائیکائٹرسٹ کو بھی بلوایا مگر حیا تو کسی کے ہاتھ ہی نہ آتی

کئی دنوں تک یہی حال رہا اس کی ذہنی حالت میں کوئی فرق نہ آیا حورین تو ہمیشہ اس کی رپورٹ دیکھ کر جھنجھلا جاتی

سارے سائیکائٹرسٹ کو فارغ کر دیا

مجھے ہی اس سے بات کرنی ہو گی

---------------------------

اس وقت شاہ زر اور شانزل بھی آفس سے آگئے تھے

کھانے کی میز پر بیٹھا شانزل کچھ اکھڑا اکھڑا تھا

"کیا بات ہے تمہارے منہ پر بارہ کیوں بجے ہیں"

شاہ زر نے پوچھا

"کیا فرق پڑتا ہے بارہ بجے کے تیرہ بجے"

شانزل نے سر جھٹکا

"کیوں نہیں پڑتا تم اکلوتے بہنوئی ہو میرے"

شانزل مسکرایا

" تو ذرا اکلوتے بہنوئی کا خیال کرو، اپنی بہن پر دو مہینے سے قبضہ جمائے بیٹھے ہو، میں کہہ دیتا ہوں روز صبح اٹھ کر مجھے تمہاری شکل دیکھنی پڑتی ہے نیند میں مجھ سے کچھ ہوگیا تو مجھے نہ کہنا"

حورین تو پہلے سٹپٹائی پھر اسے غصے نے آ گھیرا۔

اسی نے شانزل سے کہا تھا کہ وہ شاہ زر سے بات کرے کہ وہ حیا کے کمرے میں شفٹ ہو جائے مگر شانزل نے بات کو الگ ہی رنگ میں پیش کیا تھا جس سے حورعین کا دل چاہا سالن کا ڈونگا شانزل کے سر پر انڈیل دے

حیا کے چہرے پر بھی ایک بھولی بسری مسکراہٹ آگئی حیا کی مسکراہٹ دیکھ کے حورعین کا غصہ چٹکیوں میں غائب ہوا

" ہاہاہا۔۔۔یعنی میری عزت خطرے میں ہے، نہ بھائی میں یہ رسک نہیں لے سکتا، صنم تم اپنے شوہر کے کمرے میں شفٹ ہو جاؤ"

حورعین نے حیا کو دیکھا وہ مسکرا رہی تھی اسے اس وقت صرف حیا کے ری ایکشن کی پرواہ تھی نہ جانے وہ کیسے ری ایکٹ کرے

" جی "

حورعین صرف اتنا ہی کہہ سکی اور کھانے کی میز پر بیٹھ گئی

شانزل نے اس کے کان میں سرگوشی کی

"شکریہ مت کہنا وہ میں اپنے طریقے سے وصول کروں گا "

حورعین نے پٹ سے شاہ زر حیا کی طرف دیکھا دونوں ہی کھانے میں مگن تھے شکر ہے کسی نے سنا نہیں

" آپ انتہائی بے شرم ہے"

حورعین نے چبا چبا کر جملہ ادا کیا

جب کھانا ختم ہوا تو شاہ زر نے کہا

"صنم، کھانے کے بعد میرا سامان اور ایک کپ کافی میرے کمرے میں پہنچا دینا اور تم اپنے سامان کے ساتھ اپنے شوہر کے کمرے میں شفٹ ہو جانا"

" جی "

حیا کوئی ری ایکشن تو نہیں دیا مگر نوالہ منہ مین ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ لمحہ بھر رکا تھا حیا نے دیکھا شاہ زر اپنے کمرے میں یعنی جس میں حیا رہ رہی تھی اس میں چلا گیا

شانزل نے حورین کو اشارہ کیا کہ وہ حیا کو سنبھالے اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا

حورعین نے ٹیبل وغیرہ سمیٹ رہی تھی

تب تک حیا ہال میں جا بیٹھی

حورین سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کے پاس گئی اس وقت وہ حیا کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی

"کیا سوچ رہی ہو"

حور نے پوچھا

"کچھ نہیں"

حورین نے اس کے ہاتھ تھام لئے

"کیا تم مجھے کبھی معاف نہیں کروں گی؟"

حور نے پوچھا تو حیا نے نا سمجھی سے دیکھا

" تم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے اور ایسا کیوں کہہ رہی ہو "

"مجھے معاف کردو حیا "

کہتے ہوئے حورعین نے اپنی پیشانی حیا کے تھامے ہوئے ہاتھ پر رکھ دی

حیا اپنے ہاتھ پر حورعین کے آنسو محسوس کر سکتی تھی یہ لمس اسے تڑپا گیا تھا

"رو مت حور کیا ہوا ہے ؟" وہ خود بھی رونے لگی

"مجھے اب خوف آنے لگا ہے مکافات عمل سے،،،، مجھے معاف کر دو تمہاری یہ حالت میری وجہ سے ہے"

" ایسا کچھ نہیں ہے حور میرا یقین کرو"

حورعین نے سر اٹھا کر حیا کو دیکھا وہ بھی رو رہی تھی

"مجھے نہیں پتہ تمہارے اور شاہ کے بیچ میں کیا ہوا تھا مگر میں نے تمہارے گرنے کی فوٹیج دیکھی تھی تمھیں نہیں پتہ لیکن چھت پر کیمرہ لگا ہوا ہے،،،، نہ میں تم سے شادی کرنے کے لئے کہتی نہ ایسا کچھ ہوتا مجھے معاف کردو حیا "

حیا کی سانسیں رک گئی وہ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار تھی کم از کم وہ تو حورعین کو شاہ زر سے بدگمان نہیں کر سکتی تھی

"میں غلطی سے گری تھی۔۔۔وہ۔۔۔وہ ایک حادثہ تھا ویسے شاہ زر کی کوئی غلطی نہیں تھی اس میں غلطی میری تھی "

"جو بھی ہو مجھے معاف کر دو مجھے خوف آرہا ہے مکافات عمل سے۔۔۔۔۔مجھ میں اب اور کچھ بھی کھونے کی ہمت نہیں ہے، تمہاری زندگی کے رنگ چھیننے کی بہت بڑی قیمت چکا رہی ہوں لیکن اب نہیں ہوتا۔۔۔۔"

حیا دہل گئی

"کیا ہوا ہے حور مجھے بتاؤ، اپنی حیا کو بتاؤ"

وہ حورعین کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے بہت لجاجت سے پوچھ رہی تھی حورعین حیا کا سہارا پا کر بکھر گئی

" م۔۔۔مکافات عمل شروع ہو چکا ہے حیا میں۔۔۔میں آٹھ کی بجائے پانچ مہینے میں ہی واپس آگئی پتہ ہے کیوں؟ کیوں کہ۔۔۔کیوں کہ میں پریگنیٹ تھی میں یہ خبر تمہیں دینا چاہتی تھی لیکن جب میں یہاں آئی تو میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی، عذیر حیات بھی میری وجہ سے ہی آیا تھا، پھر تمہاری حالت بھی میری وجہ سے ہے،،، یقین جانو جب تمہیں پہلی بار دورا پڑا میرا دل غم سے پھٹ رہا تھا پھر میں نے فریدہ سے سب پوچھا، میں نے فوٹیج دیکھی وہ رات مجھ پر بہت بھاری گزری تھی حیا،،، بہت بھاری۔۔۔میرا ناقابلِ تلافی نقصان ہوگیا مکافاتِ عمل تو اسی رات سے شروع ہو گیا تھا میں نے تمہاری زندگی اجاڑ دی تو خدا نے میری گود اجاڑ دی حیا۔۔۔۔۔خدا نے میری اولاد چھین لی۔۔۔حیا۔۔۔۔"

اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

حیا مانو کانپنے لگی اس نے حورعین کو گلے لگایا حورعین کی زندگی میں اتنا بڑا سانحہ گزر گیا اور وہ اس کے ساتھ نہیں تھی نہ جانے حور نے کیسے برداشت کیا ہوگا اتنا بڑا غم

" میرا بچہ حیا۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔"

"یا اللہ۔۔۔۔۔حور تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں"

" کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی معافی مانگنے کی ،ان دو مہینوں میں، میں بہت تھک گئی ہوں مجھے میری حیا چاہیے "

" تمہاری قسم حور ان سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے، نہ میں نے کبھی تمہیں ان سب چیزوں کا لئے ذمہ دار ٹھہرایا ہے نہ ہی میں ایسا کر سکتی ہوں"

" تو لوٹ آؤ حیا۔۔زندگی کی طرف لوٹ آؤ مجھے اس ندامت کے احساس سے نکال لو"

"حور، میں بالکل ٹھیک ہوں تم۔۔۔تم رونا بند کرو کچھ نہیں ہوا، جو ہو گیا سو ہو گیا خدا بہت رحیم ہے وہ تمہاری گود خالی نہیں رکھے گا تم اپنا دل چھوٹا مت کرو میں بالکل ویسی ہی ہوں"

\-----------------

حیا بھاری قدموں سے کمرے میں داخل ہوئی

حورعین کا غم اس کا دل چیرے دے رہا تھا لیکن ابھی ایک آزمائش اور باقی تھی ان دونوں مہینوں میں وہ کافی حد تک شاہ زر کا سامنا کرنے سے بچ جاتی تھی

مگر ایک کمرے میں ایسا کرنا بہت مشکل تھا

شاہ زر کمرے میں نہیں تھا شاید واش روم میں تھا

حیا فورا کمفرٹر منہ تک اوڑھ کر لیٹ گئی

پانچ منٹ بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ بخوبی شاہ زر کے قدموں کی آہٹ سن سکتی تھی

"حیا"

شاہ زر نے پکارا

حیا ویسے ہی لیٹی رہی

ایک وقت تھا جب وہ پکارتا تو حیا کو اسکا نام دنیا کا سب سے خوبصورت نام لگتا

" مجھے بات کرنی ہے حیا"

حیا مزید ڈر گئی اس نے آنکھیں سختی سے بند کر لی مبادہ کہیں وہ اپنا فیصلہ ہی نہ سنا دے

"میں جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو"

شاہ زر نے اس کے چہرے سے کمفرٹر ہٹایا

حیا نے آنکھیں نہیں کھولیں

"پلیز،میری ایک بار بات سن لو"

مگر حیا نے آنکھیں نہیں کھولیں شاہ زر نے ایک گہری سانس لی اور سونے لیٹ گیا

سوتے ہوئے ہوئے کو جگانا مشکل ہوتا ہے مگر جاگتے ہوئے کو جگانا، ناممکن

-----------

شاہ زر صبح نماز کے لیے اٹھا تو دیکھا حیا ابھی تک کہ منہ لپیٹے سو رہی تھی وہ جب وضو کرکے واش روم سے باہر نکلا تب بھی یہی حال تھا

"حیا نماز کا وقت نکل رہا ہے اٹھو "

حیا بالکل نہیں ہلی

"میں کوئی بات نہیں کر رہا اٹھ جاؤ"

کہتے ہوئے شاہ زر نے کمفرٹر ہٹایا اور اسے اٹھا کر بٹھا دیا

حیا نے نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا شاہ زر بھی بغیر کچھ کہے مسجد جانے کے لیے نکل گیا جب وہ واپس آیا تو حیا اسی پوزیشن میں بیٹھی رونے میں مصروف تھی

"کیا ہوا ؟"

حیا نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر نظر جھکا لی

"خدا سے بھی ناراضگی چل رہی ہے"

شاہ زر کے سوال پر حیا تڑپ اٹھی

" خدا مجھ سے ناراض ہے"

" اور ایسا کیوں لگتا ہے تمہیں؟"

"کیونکہ میں نماز نہیں پڑھ پاتی ہوں، سب بھول گئی ہوں"

" چلو اٹھو میرے ساتھ واش روم میں وضو کرنے نماز کا وقت نکل رہا ہے "

وہ بغیر چوں چرا کیے حیران سی اٹھ گئی شاہ زر کے ساتھ وضو کیا اور نماز بھی اسی نے پڑھائی

\-------------------------

ناشتے کی میز پر حیا ہاتھ دھرے بیٹھی تھی شانزل نے اسے سوال کرلیا

تم کھا کیوں نہیں رہی ہو؟"

" مجھے نہیں کھانا یہ"

یہ پہلا اعتراض تھا جو اس نے ان دو مہینوں میں کیا تھا ورنہ جو کھلا دو کھا لیتی جو پہنا دو پہن لیتی عجیب سا سکون ناشتے کی میز پر اترنے لگا

" تو کیا کھانا ہے بتاؤ ابھی حاضر کرتے ہیں"

شانزل نے بہت اشتیاق سے پوچھا

"چیز آملیٹ"

بھلے لہجے میں شوخی نہیں تھی مگر ان کے لئے یہی کافی تھا کہ اس نے اتنے دنوں بعد کوئی فرمائش کی ہے

" دو منٹ ابھی لاتی ہوں"

خوشی تو حور کے لہجے سے ہی ظاہر ہو رہی تھی وہ فورا اٹھ کر کچن میں گئی زندگی اسی ڈگر پر چلنے لگی شاید رات ہونے والی حورعین کی گفتگو کا اثر تھا کہ حیا اب تھوڑی بہت خود سے باتیں کر لیتی

حورعین نے ایک عجیب سی چیز نوٹس کی تھی کہ حیا کو اب دورے نہیں پڑ رہے مگر رپورٹس کا وہی حال تھا حورین کو لگ رہا تھا شاید شاہ زر کے ساتھ کی وجہ سے ایسا ہے وہ باقاعدہ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے گھر آتا حیا کو نماز وہی پڑھاتا کچھ فرمائشیں کچھ اعتراضات حیا کے زبان سے ادا ہو جاتے جو حور کے لئے بہت بہت زیادہ تھے

مگر_______

اصلیت صرف حیا ہی جانتی تھی جب بھی شاہ زر کمرے میں آتا تو وہ کمفرٹر منہ تک اوڑھ کر سوتی بنتی اسے خوف تھا نہ جانے کب وہ اسے فیصلہ سنا دے حالانکہ نماز اسے وہی پڑھاتا مگر وہ اسے کوئی اور بات کرنے کا موقع ہی نہ دیتی

بڑے بے کیف سے دن گزر رہے تھے عجیب سی ڈگر پر وہ چلے جا رہی تھی جس کی کوئی منزل نہیں تھی اس نے خود پر خول تو چڑھا لیا تھا تاکہ حور خوش رہے مگر یہ خول کتنا تکلیف دہ تھا وہ صرف وہی جانتی تھی

اسے دورے اب بھی پڑتے تھے بس مہینے میں ایک آدھ بار جس کی خبر وہ کسی کو نہ لگنے دیتی خود کو کمرے میں بند کر کے

چینخیں وہ اپنے تکیے میں دبا لیتی

مزید ساڑھے تین مہینے اس نے اذیت میں گزارے بس فرق اتنا تھا کہ اب اس کی اذیت کسی کو نظر نہ آتی آج وہ لیٹی پھر سے اپنی زندگی پر غور و خوص کر رہی تھی

شاہ زر گہری نیند میں تھا اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے کب تک وہ ایسی ہی جیتی رہیں گی

کب تک شاہ زر کو خود سے جبری باندھے رکھے گی

اس کی بیوی؟

اس کا بھی حق تھا شاہ زر پر

اس نے خود کی تصحیح کی

میں غلط ہوں

صرف اس کی بیوی کا ہی حق ہے شاہ زر پر

شاہ زر بھی حورعین کے اداس چہرے کو دیکھ کر چپ تھا مجبور تھا

وہ تو صرف ایک بوجھ بن گئی ہے سب پر حورین اور شانزل اپنے گھر نہیں جا رہے تھے

شاہ زر بھی حورین کی وجہ سے جبری قید میں ہے

نہیں۔۔۔

اب بس۔۔۔۔۔

مجھے حورین سے بات کرنی ہوگی کمفرٹر منہ تک اوڑھے وہ اپنے سر میں اٹھتے درد کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی اپنی گھٹی گھٹی چیخوں کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ ان ساڑھے تین مہینوں میں جب بھی دورے اسے آئے اس وقت کمرے میں وہ اکیلی تھی مگر شاہ زر اس وقت بیڈ پر ہی سو رہا تھا

پوری ہمت جمع کرکے اس نے کوشش کی کہ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلی جائے مگر درد کی شدت اتنی تھی کہ اسے ایک پلک کی جنبش بھی اذیت سے دوچار کر جاتی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عجیب سے احساس کے تحت شاہ زر کی آنکھ کھلی تو اسے بے چینی نے آ گھیرا ایک لخت اس نے حیا کو پکارا ہمیشہ کی طرح جواب نہیں آیا

مگر ایک سسکی سنائی دی

شاہ زر نے فورا کمفرٹر اس کے چہرے سے ہٹایا بہتے آنسو ، پسینے سے شرابور جسم، ضبط اور اذیت سے سرخ پڑتے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ سمجھ گیا کہ اس کے سر میں درد ہو رہا ہے

" میں صنم کو بلاتا ہوں"

وہ لمحے کے بھی دیر کیے بغیر اٹھا تھا

"نہیں"

تڑپتے ہوئے بمشکل ایک لفظ کہا آواز نہیں نکلی تھی صرف ہونٹوں میں جنبش ہوئی تھی وہ بہت مشکل سے اپنی چینخیں کنٹرول کر رہی تھی

شاہ زر نے ہی اسے دوائیں دیں

اس کے نیلے پڑتے ہونٹوں سے پانی کا گلاس لگایا بالآخر 20 منٹ بعد اس کا درد ختم ہوا مگر حیا کے جسم میں جیسے جان ہی نہیں تھی اس کے چہرے سے سرخی کچھ کم ہو رہی تھی تب شاہ زر نے پوچھا

"اب ٹھیک ہو ؟"

"نیند آرہی ہے"

آواز اب بھی نہیں نکلی تھی فی الحال تو اسے پلکوں کی جمبش بھی تکلیف پہنچا رہی تھی اس نے بمشکل اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان اپنے ہونٹ ہلائے تھے شاہ زر نے اسے کمفرٹر اوڑھایا

حیا خود کو کوسنے لگی

شاہ زر کی نیند بھی اس کی وجہ سے خراب ہوئی اس کے بعد پوری رات نہ وہ سو سکی نہ شاہ زر

پوری رات وہ بے ارام سا رہا تھا

کوئی سکون اسے وہ دے نہیں سکتی تھی

یا اللہ میں اتنی منحوس کیوں ہوں؟

بس اب بہت ہوگیا مجھے اب حورعین سے بات کرنی ہوگی

---------------------

حورین اس وقت رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی

"حور مجھے تم سے بات کرنی ہے"

حیا تو آج سوچ کر آئی تھی آج آر یا پار

"بولو"

حورعین ہنوز اپنے کام میں مصروف تھی

"تم میری وجہ سے خود کو مت باندھو تم اپنے گھر چلی جاؤ"

یہ گھر بھی میرا ہے فضول بات مت کرو بہت کام ہے مجھے، بس تمہیں بکواس کرنے کا موقع چاہیے"

" حور۔۔۔تم۔۔۔تم۔۔۔میری بات سنو ، میں۔۔۔۔۔میں شاہ زر کے لائق نہیں ہوں"

" تم اپنا دماغ مت چلاؤ، ہاتھ چلاؤ ،جلدی سے یہ آلو کاٹ کر دو مجھے"

حورعین نے اس کی بات چٹکی میں اڑائی

" حور میں۔۔۔۔۔میں چیزیں بھول جاتی ہوں میں پاگل ہو گئی ہوں"

حورعین نے پلٹ کر اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا

" وہ تو مجھے پتا ہے، تم تو شادی سے پہلے ہی پاگل ہو یہ بات میں جانتی ہوں بلکہ جب سے ہماری دوستی ہوئی ہے پہلے دن سے جانتی ہوں تم پاگل ہو، تعجب کی بات ہے تمہیں ابھی پتا لگا"

حورعین نے مانو ناک سے مکھی اڑائی

" میں سنجیدہ ہوں حور"

حیا کی بات پر حورعین کا موڈ بدلہ اس نے ہاتھ میں پکڑی مسالوں کی پلیٹ زمین پر دے ماری

" نہیں ہو تم سنجیدہ، نہیں ہو، تم حیا ہو سمجھیں"

حورین حلق کے بل چینخی تھی

شور پر شاہ زر اور شانزل بھی باہر نکل آئے

" نہیں ہوں میں حیا،،،،، مر گئی ہے حیا،،، مر گئی، تم سمجھتی کیوں نہیں ہو؟ حیا بھی اس انداز میں چینخی تھی

" تم زندہ ہو سمجھی تھپڑ کھاؤ گی اگر بکواس کی تو "

"میں زندہ نہیں ہوں حور،،، میں اپنے ہی وجود کی قبر ہوں ، جس میں میری ایک غلیظ روح دفن ہے، حور سمجھو میری بات، جس کی حقیقت سے تم واقف نہیں ہو مت کریدو مجھے،،، کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے گلی، سڑی، بدبو دار، روح کے،،،، تمہیں بھی گھن آئے گی جیسے مجھے آتی ہے، ،،، میں خود سے نفرت کرتی ہوں حور،،، گھن آتی ہے مجھے اپنے وجود سے،،،،، میں اس دنیا کی سب سے بڑی تکلیف سے گزر رہی ہوں حور۔۔۔۔ دنیا کی سب سے بڑی تکلیف یہی ہوتی ہے جب انسان خود سے نفرت کرنے لگے خود سے گھن کھانے لگے اب مجھ پر رحم کرو اور حوصلہ نہیں ہے مجھ میں تمہاری آنکھوں میں اب میں نفرت نہیں دیکھ پاؤں گی۔۔۔۔۔ مجھ پر رحم کرو حور،"

وہ چیختے چیختے رونے لگی

"میں ان تقریروں سے متاثر نہیں ہو نگی، تم جتنی بے وقوف ہو مجھے پتا ہے ، جتنی من مانی کرنی تھی تم کر چکی ہو اب کیا چاہیے تمہیں؟

حورین نے نوٹس ہی نہیں لیا تھا

"علحیدگی چاہیے "

شاہ زر اور شانزل تو سکتے میں آ گئے

حورعین کو بھی جھٹکا لگا تھا

"تم ہوش میں ہو ؟طلاق مانگ رہی ہو "

"نہیں"

حیا تو تڑپ اٹھی

" میں صرف علیحدگی چاہتی ہوں تم شاہ زر کو آزاد کر دو میرے بوجھ سے ، وہ صرف تمہاری محبت میں خاموش ہیں انہیں اپنے طریقے سے زندگی گزارنے دو"

" تم کیسے جیو گی ؟صرف نام کے سہارے؟"

" وہ میرا مسئلہ ہے"

حیا دو بدو بولی

" اور اگر میں ایسا نہ کروں تو ؟"

حورعین اس وقت کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی

" میں ایسا کرکے ہی رہوں گی"

آج حورین کو پرانی والی حیا کی رمق نظر آئی جو اپنی منوا کر ہی دم لیتی تھی مگر یہ بات فی الحال بہت خطرناک تھی

" تمہاری قسم حیا، میں ایسا نہیں ہونے دوں گی تمہیں اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد نہیں کرنے دوں گی "

"کیوں کر رہی ہو ایسا؟ تم نے کبھی اپنے بھائی کو غور سے دیکھا ہے؟ میں کہیں سے بھی ان کے ساتھ نہیں جچتی، ہو سکتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتے ہو"

" ایسا کچھ نہیں ہے، بس تمہارے دماغ کا خناس ہے تمہیں کیا لگتا ہے ہم جانور خریدنے نکلے تھے جو تمہاری رنگ اور نسل کو دیکھ کر پسند کیا ہے ، نہیں ہم ایک انسان کو رشتے میں باندھنے نکلے تھے، احساس کے رشتے میں، مجھے یہ فضول کے جواز میں مت دو سمجھ میں آیا"

" تم میری بات مان جاؤ حور"

" تم نے کبھی میری مانی ہے؟"

حورعین نے ہمیشہ کی طرح وہی جملہ ادا کیا جو وہ ہمیشہ کہتی تھی

" عجیب لڑکی ہے، شان اپنے جوتے دیجئے اس کے سر پر ماروں تاکہ عقل ٹھکانے آجائے نالائق کی"

حیا چونک کر پلٹی تو وہ دونوں بھی کھڑے تھے شانزل کے ازلی غصے نے جوش مارا

"خبردار جو تم نے میری بہن کو ہاتھ لگایا"

جس طرح حورین اس کی ہر بات کو چٹکیوں میں اڑا رہی تھی یہ بات حیا کو سلگا گئی تھی جس کا غصہ شانزل پر نکلا

" آپ تو بات ہی نہ کریں کہا بھی تھا حورعین کو لے جائیں وہ نہیں مانے گی مگر نہیں۔۔۔آپ نے میری نہیں سنی، اگر میرا علاج نہ ہوا ہوتا تو کچھ دنوں میں مر جاتی لیکن آپ حور کو آپ لے کر ہی نہیں گئے، اب یہ مان نہیں رہی میری ،،،،ساری غلطی آپ کی ہے"

شانزل ہونقوں کی طرح اپنی غلطی ڈھونڈنے میں مصروف تھا لیکن حیا دوسری چیز کا انتظار نہیں کیا وہ فوراً شاہ زر کے پاس گئی

لائیں وہ ویڈیو دیں، میں حور کو دیکھا دوں شاید اسی طرح آپ کی جان چھوٹ جائے مجھ سے"

شاہ زر ایک لمحے کے لیے گڑبڑا گیا ان ساڑھے پانچ مہینوں میں یہ پہلی بار تھا کہ وہ خود سے بات کر رہی تھی اسے قطعی امید نہیں تھی کہ وہ ویڈیو حورعین کو دکھانے کے لئے کہی گی

لیکن ھورین تو اس سے بھی چار قدم آگے نکلی

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے فضول ویڈیو دیکھنے کا سمجھ آئی،،،، آپ لے جا کر کار میں بیٹھائیں نالائق کو،،،، دماغ خراب کر رکھا ہے، کھانا اب باہر سے آرڈر کیجئے گا میں نہیں بناؤں گی حد ہے مطلب۔۔۔جس کے جو من میں آئے گا کرے جائے گا اور میں کرنے دوں گی" پہلا جملہ حیا سے باقی کا شانزل سے کہا

" میں کہیں نہیں جاؤں گی "

حیا کو بہت غصہ آرہا تھا حور اس کی کوئی بات سیریس لے ہی نہیں رہی تھی

حورعین حیا کی طرف پلٹی

"تم کیا تمہارے اچھے بھی جائیں گے،،،، فردوسِ برّیں رینویٹ کرانا ہے، تمہیں یاد دلادوں میرے ساتھ تم نے بھی سول انجینئرنگ کی ہے چپ کر کے چلو اور ہیلپ کرو، ڈگری کیا دیوار پر لٹکانے کے لیے لی ہے؟

پورے چار سال جو تم نے میرا دماغ خراب کیا ہے ڈگری کو دیوار پر لٹکانے کے لیے کیا ہے ؟"

چلو یار حیا، یہ بیوی بننے کے بعد بہت خونخوار ہو گئی ہے اپنی ضد سے بالکل پیچھے نہیں ہٹے گی"

شانزل نے حیا کو پچکارا ھیا پیر پٹختی باہر چلی گئی

حورعین نے ایک گہری سانس لی اور کرسی پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھی اس کی سانسیں پھول رہی تھی جیسے بہت مسافت طے کر رہی ہو

شانزل نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا

" ہمت کرو حور تم منزل کے بہت نزدیک ہو، مضبوط بنو میری جان "

حورعین نے اثبات میں سر ہلایا

" آپ جائیں کار میں اکیلی ہو گی میں بھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں "

شانزل چلا گیا شاہ زر نے بھی تھکے قدموں سے اپنے کمرے کا رخ کیا

" شاہ "

حورعین نے پکارا تو شاہ زر پلٹ کر واپس آیا ان دونوں کے درمیان اب صرف رسمی جملوں کا تبادلہ رہ گیا تھا

" آپ ناراض ہیں مجھ سے؟

کہتے ہوئے حورعین کا صبر ٹوٹا اور آنسو کرنے لگے ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی جیسے ان دونوں میں کوئی بات ہی نہیں ہوتی تھی پچھلے ساڑھے پانچ مہینوں میں

" گڑیا، ناراض تو تم ہو مجھ سے"

شاہ زر بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا حورعین کی نظریں ٹیبل پر رکھے ہوئے پانی کے گلاس پر تھی

"یہی تو بات ہے میں آپ سے ناراض ہو ہی نہیں سکتی، کوشش کر رہی ہوں مگر ہو نہیں پا رہی۔۔۔۔ آپ نے دیکھا اسے؟"

شاہ زر خاموش ہی رہا

"وہ نادان تھی مگر مخلص تھی اسی لیے میں نے اسے آپ کو سونپا تھا۔آپ نے انگلی پکڑ کر مجھے چلنا سکھایا ہے مگر دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چلنا میں نے اس سے سیکھا ہے، آٹھ سال کی قید میں گزارنے کے بعد مجھے دنیا سے خوف آنے لگا تھا ہر طرف اندھیرا ہی نظر آتا تھا تب روشنی کی کرن بن کر میری زندگی میں آئی تھی، پہلی کرن، وہ میڈیکل کے سیکنڈ ائیر میں تھی جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا وہ دنیا میرے لئے نئی تھی چاردیواری میں آٹھ سال گزارنے کے بعد ظاہر ہے ایسا ہی ہونا تھا، میں اس سے ٹکرا گئی تھی مگر اس نے مجھے سنبھال لیا گرنے نہیں دیا۔اگلے دن اسے میں نے اپنی کلاس میں میرے پاس والی سیٹ پر بیٹھے دیکھا ، اس نے خود اپنی یہاں موجودگی کی وجہ بتائی مجھے

تم سے love at first sight ہوگیا ہے اسی لئے اب میں بھی تمہارے ساتھ سول انجینئرنگ کروں گی"

حورعین کی آواز لرزنے لگی

" جب جب میں روئی میرے آنسو پوچھنے والے دو ہاتھ صرف حیا کے تھے جب میں گری ہوں مجھے سنبھالنے والے دو ہاتھ صرف حیا کے تھے، کیا اس کی غلطی ایسی نہیں تھی کہ آپ معاف کر دیتے؟

میرے بارے میں ہی خیال کر لیتے شاہ ، میری گڑیا عزیر نے نہیں آپ نے توڑی ہے، آپ ہی اس سے بنائیں گے کیونکہ آپ کے علاوہ اسے کوئی جوڑ ہی نہیں سکتا "

"وہ موقع ہی کہاں دیتی ہے"

پہلی مرتبہ شاہ زر نے لب کشائی کی تھی

"مجھے کچھ نہیں پتا یہ آپ کا معاملہ ہے"

اٹھ کر جانے لگی اور پلٹ کر شاہ زر کو دیکھا

"اور میٹنگ ختم کر کے جلدی پہنچیے گا ہم آپ کی گاڑی لے کر جا رہے ہیں آپ دوسرے میں آجانا"

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

فردوس بریں آ کر حیا کا منہ پھلا ہوا تھا یہ بات حورین کے لیے شکر کا باعث تھی کہ کم از کم وہ انسانوں والے جذباتوں کا اظہار کر رہی ہے ایسا جمود اس کے چہرے پر چھایا ہوتا کہ اسے دیکھ کر لاش کا گمان ہونے لگا تھا

"اس محل کو کیا رینویٹ کرآؤ گی تم؟ اتنا اچھا بھلا ہے ؟"

"صفائی تو کرنی ہے تقریبا سال بھر سے بند پڑا ہے"

" میں تمہیں ماسی نظر آتی ہوں ؟جو تم مجھے صفائی کرنے کے لئے لے کر آئی ہو"

" بالکل حلیہ تو ویسے ہی بنایا ہوا ہے تم نے"

" تم لوگ لڑو میں کھانا لے کر آتا ہوں"

شانزل ان کو بحث کرتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا ان لوگوں نے صفائی کی

حیا کو تو وہ گھر بہت پسند آیا تھا فارغ ہو کر شانزل اور حورعین اپنے کمرے میں چلے گئے اور حیا دوسرے

کمرے میں جاتے ہی اسے اپنے کپڑے کا خیال آیا جو دھول مٹی سے اٹے ہوئے تھے جنہیں پہن کر قطعی سویا نہیں جا سکتا تھا

"میں کپڑے بھی نہیں لائی"

وہ نیچے اتر کر شاہ زر کی گاڑی کے پاس گی اس کی گاڑی میں ہمیشہ ایک جوڑی کپڑا اور ضرورت کا سامان موجود ہوتا تھا یہ بات حیا کو پتہ تھی اس نے کونسا یہاں آنا تھا وہ اکیلی ہی تھی کیا فرق پڑتا ہے اور اکیلے نہ بھی ہوتی تو بھی سب بھاڑ میں جائے

شاور لے کر شاہ زرر کے کپڑے پہنے جو کہ بلیک ٹراوزر اور بلیک شرٹ تھی ٹراوزار تو پتا نہیں کتنے بل ڈال کر اپنے سائز کا کیا مگر شرٹ؟ اس کا کچھ نہیں ہوسکتا تھا وہ گہری سانس لے کر بیٹھ گئ اور اپنا دماغ بٹانے کے لیے ٹی وی اون کر لیا اتفاق یہ تھا کہ اس کی فیورٹ مووی ice age آرہی تھی

اس وقت اسے کوئی دیکھتا تو وہ اسے پہلی والی حیا نظر آتی جو دنیا کو بھاڑ میں جھونک کر خود میں مگن ہوتی

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا ایک تو مصیبت یہ تھی کہ شرٹ کے اوپری دو بٹن ٹوٹے ہوئے تھے شاہ زر اندر داخل ہوا تو ٹھٹک گیا

" السلام علیکم"

حیا نے جواب دینے کی بجائے خود پر کمفرٹر لیا اور پھر سے مووی دیکھنے میں مگن ہو گئی

"مجھے بات کرنی ہے حیا"

حیا کو اسے دیکھتے ہی سب کچھ یاد آیا تھا حیا نے سنی ان سنی کر دی اور پھر سے مووی میں کھو گئی شاہ زر نے ٹی وی آف کر دی تو حیا نے ریموٹ سے پھر آن کر دیا

"مجھے بات کرنی ہے حیا"

کہتے ہوئے شاہ زر نے ٹی وی کا پلگ ہی اکھیڑ کر ڈالا جس سے پلگ وائر الگ ہو گیا

" لیکن مجھے نہیں کرنی، جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ میں سننا نہیں چاہتی، سکون سے مووی بھی نہیں دیکھنے دیتے"

وہ تن فن کرتی اٹھی اور کمفرٹر سمیت روم سے باہر نکل گئی شاہ زر جانتا تھا وہ کہاں جارہی ہے

حیا نے حورعین کے کمرے کا دروازہ پیٹ ڈالا

یہ تم کارٹون بنی کیوں گھوم رہی ہو؟"

" ہٹو پیچھے"

حیا حورعین کو دھکیلتی دھپ کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی ٹی وی آن کر لی

" تمہارے روم میں بھی ٹی وی ہے بدتمیز لڑکی"

"مگر وہاں تمہارے بھائی ہیں مجھے ٹی وی دیکھنے نہیں دے رہے "

"حیا چلو روم میں "

شاہ زر بھی آ گیا تھا

"نہیں "

شانزل نے شاہ زر کو کوئی اشارہ کیا

"ٹھیک ہے میں بھی یہی بیٹھ جاتا ہوں "

شانزل نے بہت مشکل سے مسکراہٹ روکی وہ چاروں ہی بیٹھ گئے دس منٹ بعد حیا کو اپنی کمر پر کچھ محسوس ہوا وہ ہاتھ تھا حیا کی سانس رکی اس نے شاہ زر کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

شاہ زر نے دوسرے ہاتھ سے حیا کے چہرے پر جھلتی بال کی لٹ کو پیچھے کیا اب وہ مزید اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ حیا اٹھی

" مجھے نہیں دیکھنی مووی میں جا رہی ہوں "

وہ بیڈ پر کھڑی ہو کر ہی کہہ رہی تھی

"دفع ہو جاؤ مگر مجھے مووی دیکھنے دو اتنا اچھا سین چل رہا ہے"

"جا رہی ہوں میں "

شاہ زر بھی اٹھ کھڑا ہوا شانزل نے ایک آنکھ کا دبائی اور شاہ زر نے بھی جواب اسی انداز میں دیا

"آپ کو شرم آنی چاہیے میرے بھائی پر لائن مار رہے ہیں "

" تمہیں ماروں تو تم مجھے بے شرم ، چھچھورا پتا نہیں کیا کیا کہتی ہو اینڈ فور کائینڈ انفارمیشن میرے پاس لائن مارنے کے لیے بہت سی لڑکیاں ہیں سبھی میرے اشارے کی منتظر ہیں"

حورعین نے اس کا گریبان دونوں ہاتھوں سے جکڑا "خبردار شانزل ابراہیم جو تم نے میرے علاوہ کسی کو

دیکھا بھی"

شانزل نے اس کے گرد حصار باندھ کر مزید قریب کیا

"کون کافر تمہارے علاوہ کسی اور کو دیکھنا چاہتا ہے"

حورعین نے نظریں جھکائی فورا بات بدلی

" بتائیں نا کیا اشارہ کر رہے تھے آپ دونوں"

بوائز ٹاک مگر تم اس وقت میرے ساتھ صرف ہسبنڈ وائف ٹاک کرو"

--------------

حیا کمرے میں آئی تو اس کا غصہ تو انتہا کو پہنچ چکا تھا شاہ زر جب کمرے میں داخل ہوا تو اس پر پھٹ پڑی

" آپ کیا حرکتیں کر رہے تھے"

شاہ زر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو اس کے سینے سے آ لگی اور کمفرٹر زمین بوس ہو گیا

"ابھی میں نے کچھ کیا ہی کہاں ہے "

حیا کی آنکھیں پھیلیں

" آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے"

" کروں گا اگر تم خاموشی سے میری بات نہیں سنو گی تو "

"نہیں سننی مجھے آپ کی بات "

آنسو پوری شدومد سے برسنے لگے تھے

" کیوں اس علحیدگی کو اذیت ناک بنا رہی ہے میں ایک عذاب سے پہلے ہی گزر رہی ہوں مزید کچھ مت کہیں رحم کریں مجھ پر، زندگی اتنی تنگ نہ کریں کہ میں خودکشی کر لوں ، عاجز آگئی ہون زندگی سے مجھے حرام موت نہیں مرنا کچھ تو رحم کریں میرے اوپر"

کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

" اگر آپ نے کچھ بھی کہا تو میں خودکشی کر لوں گی "

شاہ زر اسے چھوڑ کر روم سے ہی باہر نکل گیا جب واپس آیا تو حیا سو چکی تھی چہرے پر آنسوؤں کے نشان واضح تھے وہ بھی سونے لیٹ گیا رات شاہ زر نے کروٹ بدلی تو حیا بیڈ پر نہیں تھی وہ نیچے آیا تو وہ سیڑھیوں پر بیٹھی رو رہی تھی

"حیا کیا ہوا ہے "

حیا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی

"خدا کا واسطہ ہے حیا، کچھ تو بولو کیا ہوا ہے کوئی تکلیف ہو رہی ہے"

"م۔۔۔میں "

"بولو میں سن رہا ہوں "

"میں کمرے کا راستہ بھول گئی ہوں"

" کوئی بات نہیں چلو اٹھو یہاں سے "

وہ اس کا ہاتھ تھامے کمرے میں لے آیا

"تم نیچے کیوں گئی تھی؟"

"پیاس لگی تھی کمرے میں پانی نہیں تھا لینے گئی تھی"

بغیر کچھ بولے کمرے سے نکل گیا پھر جب داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک جگ اور گلاس تھا پانی نکال کر حیا کو دیا پانی پینے کے بعد حیا نے سوال پوچھا

"آپ کیوں جاگ گئے"

"پیاس ہی لگی تھی مگر فی الوقت میری پیاس کا علاج نہیں ہو سکتا اسی لئے سو جاؤ اس وقت میں کسی امتحان کا ممتنی نہیں ہوں"

شاہ زر کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے ایک نظر خود کے حلیے پر ڈالی پھر فورا کمفرٹر میں دبک گئی

---------------

صبح حورعین نے حیا کے کپڑے گھر سے منگوا دیے تھے اس وقت حورین اور حیا ٹیرس پر لگے سنگ مرمر کے جھولے پر بیٹھے تھے حورین حیا کو حتی المقدور سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی وہ کسی بھی طرح اپنے فیصلے سے ہٹ جائے مگر حیا بہت ثابت قدمی سے ڈٹی ہوئی تھی

"حور تم صرف اپنے بھائی کو تکلیف دے رہی ہو جس نے تمہارے لیے ہجر کاٹا ہے اپنی زندگی کے قیمتی ماہ و سال تمہارے نام کیے ہیں وہ تمہیں اپنے بچے کی طرح پیار کرتے ہیں کیوں تم ان کی خوشی میں رکاوٹ بن رہی ہو؟"

"اوہ۔خدا حیا تمہیں میں سب کیوں لگ رہا ہے"

" ان کی خوشی کہیں اور ہے اسی وجہ سے کہہ رہی ہوں مان جاؤ "

"کیا تمہارے دل میں محبت نہیں رہی؟"

" یہ سوال مجھ سے نہ پوچھو حور ،،،، مجھ سے نہ پوچھو ،،،، محبت تو بہت زور آور جذبہ ہے بہت بے اختیار جذبہ، میں بھی بہت بے اختیار ہو گئی ہوں محبت تو کبھی ختم نہیں ہوتی میرے اندر محبت چیخ رہی ہے چنگھاڑ رہی ہے بہت شدومد سے بول رہی ہے محبت تو امر ہونے والا جذبہ ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوتا حور"

" کیوں خود کو اذیت دے رہی ہو"

ـ

" اس کا جواب میرے پاس نہیں "

" تو کیا تم کبھی نہیں مانو گی ؟ کبھی شاہ کے بارے میں بھی تو سوچو "

"انھیں فرق نہیں پڑے گا میں زندہ رہوں یا مر جاؤں میں صرف ان کے لئے ایک غلطی ہوں یا وہ سودا جو انہوں نے اپنی بہن کا گھر بسانے کے لیے کیا ہے۔۔۔"

" صنم "

شاہ زر کی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا

" نیچے کچھ ڈاکٹرز آئے ہیں کہہ رہے ہیں تم نے بلایا تھا چلو اب دیکھ لوں انھیں "

---------

رات کے دو بج رہے تھے حیا کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی وہ حور کے سامنے تو بہت مضبوطی سے اپنے فیصلے پر ڈٹی تھی مگر شاہ زر سے علحیدگی اس کے لئے سوہان روح تھا مگر کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا

اس کے ہوتے ہوئے شاہ زر کبھی اپنی بیوی کو یہاں نہیں لا سکتا تھا

حور کی خوشی شاہ زر کے لیے سب سے اہم تھی اسے کبھی دکھ نہیں پہنچا سکتا تھا اور حیا کے لیے؟ اس کے لیے تو شاہ زر ہی سب کچھ تھا

وہ اس وقت گہری نیند میں سوئے شاہ زر کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار رہی تھی چاند کی چاندنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اس کے بال کچھ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے تبھی اس کی پیشانی پر ایک لال نقطہ نمودار ہوا جیسے کوئی لیزر لائٹ ہو

اسی لمحے میں حیا کا موبائل وائبریٹ ہوا

حیا نے کال پک کی

اس وقت کس کا فون ہے

" کیسی ہو رانی؟ مجھے بھول تو نہیں گئی؟"

حیا نے کچھ کہنا چاہا کیونکہ وہ پہچان گئی تھی یہ عذیر حیات تھا

" آواز مت نکالنا اس وقت تمہارا شوہر گن کے نشانے پر ہے "

حیا کی سانس دھڑکن یہاں تک کہ رگوں میں خون کی گردش بھی رک گئیں

" ابھی اور اسی وقت باہر آؤ خبردار جو اپنے شوہر کو اٹھایا وہ جب تک نیند سے جاگے گا تب تک گولی چل چکی ہو گی"

وہ جانتی تھی جو وہ کرنے جا رہی ہے اس کے بعد نہ جانے کیا ہو مگر ایک مرتبہ محبت دل میں کر لائی تھی

وہ ابھی بھی محو استراحت تھا

شاید میں آپ کو آخری بار دیکھ رہی ہوں میں آپ سے بے انتہا محبت کرتی ہوں شاہ زر کاش کبھی زندگی نے موقع دیا ہوتا تو میں آپ کو بتا پاتی لیکن یہ میرے نصیب مین نہیں تھا

وہ اٹھ کر فردوس بریں کے دروازے کی طرف چل پڑی لان میں عزیر حیات اپنے چھ گارڈز کے ساتھ کھڑا تھا اس کی گاڑی بھی کھڑی تھی

" خوش آمدید،،،، خوش آمدید،،،، واہ محبت ہو تو ایسی مان گئے تمہیں "

"کیوں بلایا ہے مجھے؟"

حیا کا لہجہ ایکدم سپاٹ تھا

"یہ تجاہل عارفانہ"

وہ حیا کے گرد گول گول چکر کاٹنے لگا عذیر حیات کے چہرے پر ایک مکروہ سی مسکراہٹ تھی

" پتا تو ہے مگر جان کر انجان بن رہی ہو ہے نا؟ دیکھو معاملہ تو صاف ہے جائیداد چاہیے تھی مگر اب وہ مل نہیں سکتی ،،،خدا کی قسم آخری مرتبہ میرا تو تم پر دل آگیا تھا،،،،،، ظاہر ہے بدلہ لینے آیا ہوں تم سے نہیں، تمہارا ایک سر پھوڑنا تو میں معاف کر چکا ہوں بدلہ تمہارے شوہر سے لینا ہے ،تمہارے شوہر اور وہ تمہارا سو کالڈ بھائی سے جنہوں نے مجھے کتوں کی طرح گلیوں میں گھما گھما کر مارا تھا،،،،، جانتی ہو پھر بھی انجان بن رہی ہو "

حیا نے اسے نہ سمجھیں سے دیکھا

" لگتا ہے تم ناواقف ہو خیر تم سے بدلہ لینے والا ہوں تو تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ کس چیز کا بدلہ لے رہا ہوں جس دن تم میرے چنگل سے نکلی تھی اس کے تقریبا ایک ہفتے بعد تمہارے اس شوہر اور تمہارے بھائی نے مجھے ڈھونڈ نکالا تھا اور پورے شہر میں کتے کا پٹا میرے گلے میں باندھ گلیوں میں گھوما گھوما کر مارا تھا خدا کی قسم ایسی ذلالت تو میں نے کبھی برداشت نہیں کی تھی پھر چوراہے پر مجھے لٹکا کر چلے گئے دنیا کو میرا تماشہ دکھانے کے لئے، اس سے اچھا تو وہ لوگ مجھے مار دیتے سب سے بڑی غلطی ان لوگوں کی یہی تھی کہ انہوں نے مجھے مارا نہیں پچھلے کئی مہینوں سے میں انتظار میں تھا کہ کب ٹھیک ہو کر تم لوگوں کو بھی اسی ذلت سے نوازوں اب پتا چلا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ ، فکر نہیں کرو تمہیں جان سے نہیں ماروں گا مجھے پتا ہے تمہیں تمہاری زندگی عزیز نہیں اور عزیر حیات ایک مرتبہ چھوڑے ہوئے کھانے کو دوبارہ ہاتھ نہیں لگاتا تم میرے لائق نہیں رہی، اسی لئے ایسی سزا دوں گا کہ عمر بھر خود سے نفرت کرو گی "

کہتے ہوئے وہ رکا حیا کی پشت عزیر کی گاڑی کی طرف تھی عذیر نے گارڈ کو اشارہ کیا تو اس نے ایک کانچ کا جار عذیر کی طرف بڑھایا

عزیر نے ڈھکن کھولا ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"تیزاب ہے۔۔۔۔جب جب تم اپنا چہرہ دیکھوں گی تمہیں یاد آئے گا تم نے اور تمہارے شوہر نے کس سے پنگا لیا تھا"

حیا ساکت کھڑی تھی وہ ساری کشتیاں جلا کر یہاں آئی تھی اب تو فرار کا راستہ ویسے بھی کہاں بچا تھا ایک دکھ تو اسے تھا جس پر ایک آنسو چپکے سے گال پر گرا دکھ اسے یہ تھا کہ اب تو شاید شاہ زر اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا

عزیر نے بوتل میں موجود تیزاب اس کے چہرے کی طرف اچھالا اور حیا سختی سے آنکھیں میچ لی

اور اگلے ہی لمحے فردوس بریں ہیبت ناک چینخوں سے دہل اٹھا۔

حیا کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو اسے مخصوص کلون کی خوشبو نے بتایا کہ وہ کسی مہربان کے حصار میں ہے یہ خوشبو تو وہ پہچانتی تھی یہ شاہ زر کی کلون کی خوشبو تھی

ذرا کچھ لمحے پیچھے چلتے ہیں

اس نے بوتل میں موجود تیزاب اس کے چہرے کی طرف اچھالا حیا نے سختی سے آنکھیں میچ لی یہ منظر حیا کو ڈھونڈتے شاہ زر نے دیکھا تو اسے لگا کہ کوئی اس کی جان نکال رہا ہے وہ بھاگتے ہوئے آیا

حیا کو دھکا دیا اور ساتھ ہی بیلنس نہ سنبھال پانے کے وجہ سے خود بھی حیا کے ساتھ زمین پر گرا اور وہ تیزاب گاڑی کے شیشے پر لگنے کے بعد دوبارہ اچھل کر عزیر حیات کے چہرے پر گرا

چہرے پر ہاتھ رکھے چیخنے لگا جو گڑھا اس نے حیا کے لیے کھودا تھا اس میں خود گر گیا تھا اس وقت حیا شاہ زر کے نیچے اپنی سانس بحال کر رہی تھی شاید اس نے عذیر کی آواز سنی ہی نہیں تھی اسے تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ ہوا کیا ہے

وہ اب بھی شاہ زر کی خوشبو کے حصار میں تھی شاہ زر نے حیا کو ایسے دبوچا ہوا تھا کہ اب اسے جانے ہی نہیں دے گا جب چیخوں کہ آواز پر حورعین اور شانزل بھی باہر آئے تو یہ صورتحال سمجھ سے باہر تھی

حورعین کی سہمی ہوئی پکار پر

شاہ زر ہوش میں آیا اور حیا کو بھی اٹھایا

" تم۔۔۔تم ٹھیک ہو؟"

و وہ اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے پوچھ رہا تھا

حیا نے نہ سمجھی سے اثبات میں سر ہلایا اسے خود خاک سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں حورین اور شانزل صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہے

اب شاہ زر کا رخ عزیر حیات کی طرف تھا جو زمین پر تڑپ رہا تھا شاہ زر شیر کی طرح گارڈ پر جھپٹا

" ابھی کے ابھی اسے لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ تم سب کو زندہ دفن کر دوں گا "

اس کی دہاڑ پر گارڈ فورا حرکت میں آئے اور اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے لگے

ان لوگوں کے جانے کے بعد شاہ زر حیا کی طرف متوجہ ہوا

"صرف ایک سوال پوچھوں گا "

اس کا لہجہ آگ برسا رہا تھا

"کیا تم جان بوجھ کر اس کے پاس آئی تھی"

حیا نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا

شاہ زر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک کرارا تھپڑ حیا کے گال پر دے مارا

حیا منہ کے بل زمین پر گری

" شاہ"

حورعین نے بڑھ کر شاہ زر کو روکنا چاہا تو اسے اشارے سے روک دیا

تھپڑ اتنا زبردست تھا کہ حیا کو تارے نہیں پورا نظام شمسی آنکھوں کے سامنے ناچتے نظر آ رہے تھے وہ سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ شاہ زر نے جھٹکے سے کھڑا کیا اس کے دونوں بازو دبوچے اس سے پوچھنے لگا

"کیا سمجھتی ہو تم خود کو ہاں؟ کیا سمجھتی ہو؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسا کچھ کرنے کی؟ سو رہا تھا میں مر تو نہیں گیا تھا نا؟ کیوں آئی تم یہاں ؟"

وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھاما شاہ زر کی آنکھیں آگ برسا رہی تھی سانس یوں پھولی ہوئی تھی جیسے پتہ نہیں کتنی دور سے دوڑ کر آرہا ہو پیشانی اور گردن کی رگیں پھول گئیں تھیں چہرہ سرخ پڑ رہا تھا

" تمہیں پتا ہے وہ کیا کرنے والا تھا؟ تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟

جذبات کا جیسے ایک طوفان آیا تھا

شاہ جہانزیب اس طوفان کی زد میں آیا تھا یہ طوفان اسکی ساری بے نیازی بہا لے گیا

شدت جذبات میں آ کر اس نے اپنے لبوں کے ذریعے حیا کے لب قید کیے تھے اور تمام جذبات کا اظہار کر دیا حیا ہونق بنی صورتحال سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی حورعین اور شانزل زیر لب مسکرائے

کچھ لمحوں کے بعد شاہ زر نے اسے جھٹکے سے الگ کیا

" لیکن تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟ تمہیں کون سی میری پرواہ ہے؟ خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتی ہو؟ جیسا دل کرے گا ویسے ہی کروں گی ہاں؟ خود کی حالت پہلے ہی کیسی کر رکھی ہے۔۔۔۔۔اور اب۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے وہ تیزاب تھا۔۔۔۔۔ تیزاب۔۔۔۔۔۔"

ایک بار پھر وہ بازو سے پکڑ کر پوچھنے لگا

"تمہیں کبھی مجھ پر رحم نہیں آتا ؟ کس سے پوچھ کر تم من مانیاں کرتی ہو ہاں؟ تمہیں مجھ سے لڑنے کا حق ہے، غصہ ہونے کا حق ہے، سزا دینے کا حق ہے، مگر مجھ سے دور جانے کا حق نہیں ہے۔۔۔۔ سمجھی "

وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ حیا لرز گئی

"ایک بات دماغ میں بٹھا لو میری اجازت کے بغیر میں تمہیں مرنے بھی نہیں دوں گا۔۔۔مجھے نہیں پتا ، تم اچھی ہو یا بری، مجھے نہیں پتا تم خوبصورت ہو یا بدصورت، مجھے نہیں پتا کہ تم میرے لائق ہو یا نہیں، مجھے نہیں پتا تم عقل مند ہو یا پاگل، بس اتنا پتا ہے تم میری ہو، صرف میری، حیا صرف شاہ زر کی ہے، ،،،،،،"

اس جملے سے فردوس بریں گونج اٹھا

" دوبارہ ایسی کوئی حرکت کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا "

حیا تو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی وہ بات پوری کرنے کے بعد ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ کر پلٹا اور گاڑی میں بیٹھ کر سامنے آتی ہر چیز کو روندتے ہوئے گزر گیا

حیا ویسے ہی ساکت کھڑی تھی

حیا نے اپنے کندھے پر ہاتھ محسوس کیا حورعین اس کے پیچھے کھڑی تھی

" اندر چلو بات کرتے ہیں "

"وہ ناراض ہو کر گئے ہیں مجھ سے "

حیا کی آنکھیں برسنے کے لئے تیار تھی شانزل نے بمشکل مسکراہٹ روکی

"نہیں یار غصہ ٹھنڈا ہو گا تو واپس آئے گا چلو اندر"

---------------

حورعین نے اسے پانی پلایا

"عذیر حیات نے شاہ زر کے سر پر نشانہ باندھا ہوا تھا میں نہیں جاتی کیا؟"
کہنے کے ساتھ ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"کتنا کچھ سنا رہے تھے ،کیا ضرورت ہے جانے کی وہ بھی اتنی رات کو"

" اگر شاہ تھپڑ نہ مرتے تو میں مارتی، تم ہمیشہ اپنی جان خطرے میں ڈال دیتی ہو "

صبر رکھو حیا، آ جائے گا وہ واپس، تم لوگ تو ٹھنڈے ہو جاؤ "

"آپ تو بات نہ کریں، تمہیں پتا ہے حور؟ ان لوگوں نے کیا کیا ہے؟ ان لوگوں نے۔۔۔۔ان لوگوں نے عزیر حیات کو گلے میں کتے کا پٹا باندھ کر پوری شہر کی گلیوں میں گھومایا ہے اسے پیٹ کر چوراہے پر لٹکا دیا تھا"

حورعین نے ایک لمحے کو بے یقین نظروں سے حیا کو دیکھا پھر شانزل کی طرف مڑی جو بہت اطمینان سے کھڑا تھا

"کیا یہ آپ نے کیا ہے؟ جب کہ میں نے منع کیا تھا ؟"

"تم نے اپنے معاملے میں منع کیا تھا اور میں نے بھی تم سے کہا تھا میں صبر نہیں کروں گا یہاں بات میری بہن کی تھی میں نے اس کے لئے کیا کِیا ہے اور کیا نہیں کیا ہے، اس کے لیے میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں"

" آپ مجھے ہر حالت میں جواب دہ ہیں، بیوی ہوں میں آپ کی"

" اور جس کی اس نے عزت لوٹنے کی کوشش کی تھی وہ میری بہن تھی، اتنا بے غیرت نظر آتا ہوں کہ ایسی حرکت کرنے والے کو میں ایسے ہی چھوڑ دوں گا، خبردار جو تم نے اس معاملے میں ایک لفظ مجھ سے اور کہا جو سوال و جواب کرنا ہے اپنے بھائی سے کرنا وہ بھی اس میں برابر کا شریک تھا "

" مجھ سے چھپایا کیوں گیا؟ مجھے پتہ کیسے نہیں چلا؟"

" تمہیں کیا لگتا ہے گھر سے اخبار کا front page غائب کرنا اور ٹی وی سے نیوز چینل کچھ دنوں کے لیے غائب کرنا وہ بھی اس وقت جب تمہیں حیا کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا مشکل کام ہے؟ بالکل نہیں اور میں اس کے لئے بالکل شرمندہ نہیں ہو تو تم مجھے گھور کر شرمندہ کرنے کی کوشش نہ کرو یہ کوشش بیکار ہے، بدلہ لینے کا حق مجھے تھا جو میں نے لیا ہے، شاہ زر کو بھی تھا اس نے بھی لیا ہے،

" اس بدلے نے میری زندگی اجیرن کردی ہے آپ لوگ سمجھتے کیوں نہیں ؟"

" اس معاملے میں تمہاری بالکل نہیں سنوں گا سمجھ میں آیا؟ ہم نے جو کیا ایک دم صحیح تھا کبھی بھی تم اسے غلط نہیں ٹھہرا سکتی ہو نا میں ایسی کوئی غلطی کی معافی مانگوں گا جو میں نے نہیں کی، میں حیا نہیں ہوں، میں شانزل ابراہیم ہوں

I own my words and action, stick to them till the end of life and I m ready for

".their retribution

حورعین کو چپکی لگ گئی ایک عرصے بعد اسے ہٹ دھرم شانزل ابراہیم کی جھلک نظر آئی تھی۔

حیا جلے پر کی بلی بنی یہاں سے وہاں ٹہل کر شاہ زر کا انتظار کر رہی تھی رات بھر ایک پل کے لئے بھی وہ سکون سے نہ بیٹھی صبح ہوگئی یہاں تک کہ گیارہ بجے مگر شاہ زر نہیں آیا

" پریشان مت ہوں حیا شان گئے ہیں نا دیکھنے ویسے بھی شاہ بچے نہیں ہیں"

" کیسے پریشان نہ ہوں فون بھی آف آ رہا ہے "

تقریبا ایک بجے شانزل کا فون آیا حیا نے لپک کر فون اٹھایا

"حیا تم ایک کرسی پر بیٹھ جاؤ اور حور کو فون دو"

" نہیں بتائیں کہاں ہیں شاہ زر"

" وہ آفس میں ہی تھا مگر صبح حیات سکندر ملنے آیا تھا وہ اسی کے ساتھ گیا ہے آفس سے بس مجھے اتنا ہی پتہ لگا ہے"

"ن۔۔۔ن۔۔۔نہ۔۔نہیں۔۔و۔۔وہ۔۔۔انہیں نقصان پہنچائے گا۔۔۔۔نہیں۔۔۔م۔۔میں۔۔۔ ایسا نہیں ہونے دوں گی"

حیا کہتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بھاگی

"حیا رکو کہاں جا رہی ہو؟ ہم۔۔۔ہم پولیس کو فون کرتے ہیں"

" دور ہٹو مجھے جانا ہے"

وہ حیا ہی کیا جو کسی کی بات مان لیں

بنا رکے گاڑی لے کر چلی گئی

"حیا میری بات۔۔۔"

حورعین بس چیختی رہ گئی

"پاگل ہو گئی ہے بالکل، ہال سے کمرے تک کا راستہ یاد نہیں رہتا پتہ نہیں کہاں چلی گئی وہ بھی گاڑی لے کیسے ڈرائیو کرے گی"

حیا کو نہیں پتا تھا وہ گاڑی کیسے چلا رہی ہے؟ اسے راستہ کیسے یاد ہے؟ بس اس کے ذہن پر شاہ زر سوار تھا

وہ تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے حویلی پہنچی

اسے نہیں یاد کے کتنی مرتبہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا حویلی پوری بھاں بھاں کر رہی تھی

حویلی میں کوئی نہیں تھا مایوس ہو کر ایک بار پھر شاہ زر کا نمبر ڈائل کیا مگر بند تھا

کہاں جا سکتے ہیں وہ ؟

آنسو آنکھوں سے اسی طرح بہہ رہے تھے جیسے باہر بارش برس رہی تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

حورین نے بدحواسی میں شانزل یہاں تک کہ اشعر ہانیہ کو بھی فون گھوما ڈالا

شاہ زر بہت سمجھ دار اور باشعور تھا اسے شاہ زر سے زیادہ حیا کی فکر تھی وہ اتنی بیمار تھی اوپر سے وہ سب باتیں بھول جاتی تھی

اشعر ہانیہ دوڑے دوڑے پہنچے

"کہاں جا سکتی ہے وہ اشعر؟"

"ہم ڈھونڈ لیں گے اسے حور "

شانزل اور اشعر الگ الگ سمت میں اسے ڈھونڈنے نکلے شام کے پانچ بجے تک وہ نہ ملیں تو وہ لوگ مایوسی سے لوٹ آئے

شانزل نے سارے شہر کی پولیس کو دوڑائے حیران کر ڈالا

"تم فون لگاتی رہو"

"کب سے تو لگا رہی ہو اٹھا ہی نہیں رہی، آنے دو ایک بار بس۔۔۔"

حورعین ہر منٹ بعد اسے فون لگا رہی تھی

"ہیلو۔۔۔"شکر تھا اس نے فون اٹھایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسٹیرنگ پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی

تبھی ایک خیال جھماکے ساتھ ذہن میں آیا

" یا اللہ یہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا۔۔۔۔ہو سکتا ہے وہ اپنی بیوی کے پاس گئے ہو"

اس کے ساتھ ہی اس کے آنسو میں اور روانی آگئی

" یا اللہ میں کسی اور کو ان کے پہلو میں نہیں دے سکتی "

اس نے فیصلہ کر لیا وہ حور کو سب سچ سچ بتا دے گی اگر وہ اب بھی نہیں مانی تو کار کہیں ٹکرا کر قصہ ہی ختم کر دے گی

اس نے موبائل اٹھایا جو کب سے بج رہا تھا

"حور۔۔"

"حیا۔۔۔حیا تم کہاں ہو ؟ تم ٹھیک ہو؟

" شاہ زر آئے گھر پر؟"

سوال پوچھا

"ہاں آگئے ہیں تم فورا گھر آؤ "

حورعین نے جیسے ہی فون رکھا نظر شانزل پر گئی جو اسے خطرناک تیوریوں سے گھور رہا تھا

" کیا ہوا ؟"

حورعین جان کر انجان بنی

" تم نے جھوٹ کیوں کہا جب واپس آئے گی تو کیا ہو گا تم جانتی ہو ؟ اس قدر شدید ریکشن دے گی، خدا خدا کر کے تو وہ نارمل ہو رہی ہے اب اس کا ذہن ایک اور جھٹکا برداشت نہ کر پایا تو ؟"

"جو بھی ہو گا میں سنبھال لوں گی ویسے بھی یہ آئیڈیا اشعر کا تھا"

اسے فل وقت یہاں ہونا چاہیے باہر تھا نہ جانے کیا ہو

--------

بارش تھم چکی تھی مگر حیا پوری طرح بھیگ چکی تھی یہاں تک کہ اب کپڑے سوکھنے والے تھے اس وقت رات کے نو بج رہے تھے وہ فردوس بریں پہنچنے والی تھی اس کا دل ایک آگ میں جل رہا تھا ایسی آگ جو صرف شاہ زر کے دیدار سے ہی بجھ سکتی تھی

حیا کا روم روم شاہ زر کی سلامتی کی دعا مانگ رہا تھا عزیر حیات کی جو حالت تھی اس کے بعد حیات سکندر نہ جانے کیا کر ڈالے

اس نے گاڑی روکی اور گاڑی کا انجن اور دروازہ کھلا چھوڑ کر فردوس بریں کے دروازے کی طرف دوڑی

اندر سب تھے مگر شاہ زر نہیں تھا

"ش۔۔۔شاہ زر کہاں ہے؟

اس کی لٹی پٹی حالت دیکھ کر حورعین کی تیار کردہ تمام دلیلیں، ساری تسلیاں، سارے جواز کہیں جا سوئے تھے

" وہ یہاں نہیں آئے مگر ایسا کہنے کے لئے مجھے اشعر نے کہا تھا"

حیا کو محسوس ہوا اس کے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی حیا کا دل چاہا وہ اشعر کو جھنجھوڑ کر رکھ دے

وہ زخمی شیرنی کی طرح اس کی طرف لپکی اس کا گریبان دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا

"کیوں؟۔۔۔کیوں، ؟۔۔۔کیوں کیا تم نے ایسا؟ کیوں؟" اپنے ہاتھوں کے مکے بنا کر اس کے سینے پر برسانے لگی اشعر بیچارا مار کھا رہا تھا حیا جب مار مار کر تھک گئی تو رونے لگی وہ ہذیانی انداز میں خود سے باتیں کر رہی تھی یا اشعر سے یا حورعین سے یا شانزل سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا

" تم کیوں کر۔۔۔۔کیوں کرتے ہو ایسا؟ میں ڈھونڈ رہی تھی نہ انہیں"

"کیسے ڈھونڈ رہی تھی "

اشعر نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا

"انہیں ڈھونڈنے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔۔۔حیا ابھی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ شاہ زر کو ڈھونڈنے کے لئے اسے کسی سہارے کی ضرورت پڑے"

حیا کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی

" اگر شاہ زر کو کچھ ہوا تو میں پوری دنیا کو آگ لگا دوں گی"

وہ حقیقتاً جلالی ہو رہی تھی

"کسی نے بھی شاہ زرر اور میرے درمیان آنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، شاہ زر جہانزیب کو ایک خرونچ بھی آئی تو حیات سکندر کا انجام دنیا دیکھے گی"

وہ حلق کے بل چینخ رہی تھی کہ حورعین کی نظر دروازے کی طرف اٹھی

" شاہ "

حیا نے فورا پلٹ کر دیکھا

یکا یک جلتے دل میں سکون اترا وہ کل کے ہی لباس میں اپنی تمام تر وجاہت سمیٹے سن سا کھڑا تھا حیا دوڑ کر اس کے پاس گئی

بے قراری سی بے قراری تھی

"آ۔۔۔آ۔۔آپ ٹھیک ہے نا؟ میں۔۔۔؟ سوری۔۔۔۔مجھے معاف کر دیجیے۔۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں آپ سے پوچھے بغیر کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔م۔۔میں سچ بول ر۔۔رہی ہوں بس آپ ایسے چھوڑ کر مت جایئے گا میں آپ کی ساری بات مانوں گی پکا"

شاہ زر نے دیکھا وہ کل کے لباس میں ننگے پیر کھڑی تھی آنسو پورے شد و مد سے برس رہے تھے

دوپٹہ ایک کندھے پر جھول رہا تھا پتا نہیں وہ خوف سے کانپ رہی تھی کہ سردی کی شدت سے۔۔۔۔مگر ہمیشہ کی طرح وہ شاہ زر جہانزیب کی دنیا ہلا گئی

"میں ساری بات مانوں گی آپ کی سچ میں "

اس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے شاہ زر کو تشویش ہوئی وہ بھول گیا تھا کہ وہ گھر کس ارادے سے آیا تھا

" حیا میں ٹھیک ہوں، دیکھو مجھے، میں ٹھیک ہوں، لیکن تمہیں کیا ہوا ہے ؟"

اس کی سلامتی پر حیا کی رگ رگ میں سکون اترا مگر جسم میں جیسے جان ختم ہوگئی
وہ وہیں ڈھے گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

" میں ڈر گئی تھی۔۔۔۔میں ڈر گئی تھی"

شاہ زر بھی وہیں پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا

"حیا ادھر دیکھو "

شاہ زر نے اس کا چہرہ اوپر کرنا چاہا تو حیا نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے

"بات مت کریں مجھ سے"

وہ ہذیانی انداز میں چیںخی

"اب تو بالکل آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی"

وہ اتنی زور سے چیخ رہی تھی کہ اس کی رگیں پھول گئیں شاہ زر حق و دق اسے دیکھ رہا تھا وہ پل پل میں رنگ بدل رہی تھی

بغیر انتظار کیے تن فن کرتی اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی

شانزل اپنی پوری کوشش کے باوجود اپنی مسکراہٹ نہ چھپا سکا منہ بند کرو شاہ زر، حیا چلی گئی ہے"

شانزل کے کہنے پر شاہ زر نے اپنا کھلا ہوا منہ بند کیا

"میں پانی لے کر آتی ہوں آپ کے لیے "

حورین فورا اٹھی

نہیں صنم میں ٹھیک ہوں، تم حیا کے پاس جاؤ "

شاہ زر کہتے ہوئے شکستہ انداز میں صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا

"شاہ۔۔۔وہ حیات سکندر آپ کے پاس کیوں آیا تھا "

جو بھی تھا مگر حورین کافی فکرمند تھی اس کے لئے

"میں ٹھیک ہوں میں کافی تھک گیا ہوں صنم، ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے"

شاہ زر کے چہرے پر برسوں کی تھکن نمایاں تھی حورین کو حقیقتاً شاہ زر پر ترس آیا

نہ جانے شاہ کی زندگی کب normal ہوگی

وہ سوچ ہی سکیں

شاہ زر کی حالت دیکھ کر حورین کی آنکھیں بھی اداس ہوگئی یہ منظر شانزل کو کافی نہ گوار گزرا شاہ زر نے دو تین گہری گہری سانس لی اور اٹھ کھڑا ہوا

"تم خوامخواہ پریشان ہوئی میں بچہ تھوڑی ہوں"

اس نے مسکرا کر حورعین کے سر پر ہاتھ پھیرا

حورعین کو زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا کہ شاہ زر کو اپنی کیفیت چھپانے مشکل پیش آرہی ہے مگر جتنا ہو سکتا تھا اپنا لہجہ متوازن رکھنے کی کوشش جی جان سے کر رہا تھا

" چلو اب بے فکر ہو کر آرام کرو "

شاہ زر کی مسکراہٹ ایک جلتا ہوا تیر پیوست کر گئی تھی حورعین کے دل میں وہ پلٹ کر جانے لگا پھر واپس آیا کچھ خیال سے چونکا ہو جیسے

" تم نے کھانا کھایا؟"

حورعین کے حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکنے لگا وہ اس کی کتنی فکر کرتا تھا حورعین نے بمشکل نا میں سر ہلایا اور وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا

"میں بالکل ٹھیک ہوں میرا بچہ، چلو جلدی سے کھانا کھاؤ پیٹ بھر کر، اور حیا کو بھی کھلا دینا "

وہ ایک باپ کی طرح اس کے بالوں کو سہلا کر اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا وہ ہمیشہ اسکا دھیان خود سے ہٹا دیا کرتا تھا ایسا ہی تو تھا وہ، خاموش سمندر جیسا ،جس میں کتنی طغیانی ہے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس طغیانی کو محسوس کرنے کے لیے اس سمندر میں اترنا پڑتا

جس میں اترنے کی اجازت شاہ زر جہانزیب نے کسی کو نہیں دی، اس سمندر کی گہرائی کے خوف سے صنم کو بھی نہیں، نو عمری میں ہی زندگی کے بے رحم کھیل اور پے در پے حادثوں نے اسے خود میں

سمٹنے میں مجبور کر دیا۔اپنی سلطنت میں پوری شان سے حکومت کرتے شہزادے سے اچانک سب کچھ چھین لیا گیا وہ سرِ آسمان خالی ہاتھ رہ گیا۔ایسے خالی ہاتھ جس میں سے تقدیر نے بڑی بے دردی سے خوشیوں کی لکیریں مٹا ڈالی تھی۔

حورعین نے زبردستی مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

"تم کہاں جارہے ہو؟

شانزل حورعین کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بخوبی دیکھ رہا تھا اور پوری جان سے محسوس بھی کر رہا تھا اسی لیے شاہ زر سے پوچھ لیا

"کہیں نہیں یار ٹیرس پر ہوں "

وہ کہہ کر رکا نہیں جیسے یہاں سے فرار چاہ رہا ہوں

\-------------

حورین کھانا لے کر حیا کے پاس آئی تو وہ اسی حلیے میں بیٹھی تھی نہ جانے کونسی سوچ میں ڈوبی تھی

"کھانا کھا لو حیا"

" من نہیں کر رہا "

" رہنے دیں آپی یہ کسی کی نہیں سننے والیں"
تبھی ہانیہ عانیہ کو لے کر آن وارد ہوئی

"تو پھر کیوں مجھ پر وقت برباد کر رہے ہو؟ اتنی ہی بوجھ ہوں تو اٹھا کر پھینک دو مجھے"
ہانیہ تو کھڑے کھڑے شرمندہ ہوگئے اس نے تو مذاق کیا تھا مگر حیا نے تو سیریس ہو گئی

حورعین خاموشی سے ٹرے لے کر باہر آگئی اس کے قدم بہت بھاری ہو رہے تھے اس نے ملازمہ کے ہاتھ سے ٹرے کچن میں بھجوائی

اتنے مہینوں کی برداشت جیسے اب جواب دینے لگی تھی اس کا دل کہیں ڈوبا جا رہا تھا جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا شانزل فون پر محو گفتگو تھا اسے دیکھتے ہی حورین کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے وہ دوڑ کر شانزل کے سینے سے جا لگی

شانزل دم بخود رہ گیا رخصتی کو تقریبا ایک سال ہو رہا تھا مگر حورعین کی طرف سے یہ پہلی پیش رفت تھی شانزل کو شرارت سوجھی تھی

اس نے فون کان سے ہٹایا

"مجھے پتا ہے میں ہینڈسم ہوں اس لیے تم مجھ سے دور۔۔۔۔۔۔"

شانزل کے تمام الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ اس نے اپنے سینے پر نمی محسوس کی تھی

اس نے اس کا چہرہ اوپر کیا آنسو ایک تواتر سے اس کے چہرے کو بھیگو رہے تھے

شانزل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو وہ تو اس کی رگوں میں سکون بن کر دوڑتی تھی اس کے آنسو اسے تکلیف تو دیتے ہی

" بیٹھو یہاں"

شانزل نے اسے بیڈ پر بٹھایا شانزل کا سہارا پاتے ہی حورین پوری طرح بکھر گئی وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی اور اس کی ہر ہچکی شانزل کے دل پر ضرب لگائے جا رہی تھی

" لو پانی پیو "

شانزل نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا

پھر شانزل نے اسے اپنی باہوں میں سمیٹا

" جب میں تمہارے ساتھ ہوں تو تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بتاؤ میری جان کیا بات ہے؟ میں سب ٹھیک کر دوں گا "

اس کی بات سنتے ہی حورعین مزید رونے لگی

" میری جان نکل جائے گی حور پلیز بتاؤ کیا پرابلم ہے میں سب ٹھیک کر دوں گا تمہارے آنسو مجھے بہت تکلیف دے رہے ہیں "

حورعین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا بھوری آنکھیں جن میں عزم تھا جیسے وہ اس کی ساری پریشانی ختم کر دے گا

"میں بہت بری ہوں نا شان ؟"

گلوگیر لہجہ شانزل کے دل کے سو ٹکڑے کر گیا

"نہیں جانِ شان تم مجھ سے پوچھو تو میرے لیے تم متاع حیات ہو، میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہو،"

اس نے حورین کو خود میں بھینچ لیا

" نہیں شان میں بہت بری ہوں، بہت بری، سب میری وجہ سے ہوا ، شاہ اور حیا میری وجہ سے اس حالت میں ہیں"

شانزل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اسے اپنے بازو پر لٹایا

"میں تو دونوں ہی سے محبت کرتی ہوں میں نے ان کا اچھا ہی چاہا تھا، آپ جانتے ہیں نا؟"

وہ اس کی شرٹ دبوچے یقین چاہتی تھی شانزل نے اس کی نم آنکھیں بہت ملائمت سے چومیں

" میں جانتا ہوں میری جان"

وہ چاہتا تھا حورعین اپنے دل کا سارا بوجھ ہلکا کر دے

" نہ میں ان لوگوں سے شادی کرنے کا کہتی نہ ایسا کچھ ہوتا ، حیا کی حالات مجھے بہت تکلیف دیتی ہے میں نے اس کی زندگی کے سارے رنگ چھین لیے،،، شاہ تو سارے درد ساری تکلیف خود تک رکھنے کے عادی ہیں وہ کبھی نہیں بتائیں گے کہ وہ کتنی تکلیف میں ہیں "

"مجھے دیکھو حور "

شانزل نے آنکھیں بند کیے بلکتی ہوئی حورعین سے کہا حورعین نے اسے دیکھا سبز آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی

" ان دونوں کے درمیان جو بھی ہوا اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی وہ میاں بیوی ہے جہاں تک مجھے نظر آتا ہے حالات کی وجہ سے ڈگمگائے ہے مگر ان کے راستے ملیں گے ضرور"

"شان مجھے ایسا نہیں لگتا، مجھے لگتا ہے مجھے میری حیا کبھی نہیں ملے گی اور شاہ مجھے یہی تسلی کرانے میں زندگی گزار دیں گے کہ وہ ٹھیک ہے سب میری وجہ سے ہوا سب۔۔۔میں تو۔۔۔میں تو آپ کی اولاد کا خیال بھی نہ رکھ سکیں"

" چپ کرو میری جان "

شانزل نے اسے خود میں بھینچ لیا یہ دکھ تو اس کے لیے بہت بڑا تھا مگر ابھی حورعین کو سنبھالنا بہت ضروری تھا

" یہ سب خدا کی مرضی تھی وہ اس کی چیز تھی جو اس نے لے لی میری جان ، مایوس مت ہو حوصلہ کرو میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری حیا تمہیں ضرور واپس ملے گی اور شاہ زر کا دماغ بھی ٹھکانے لگاؤنگا "

شانزل کی بات پر حورعین نے گھور کر دیکھا

عداوت بھری آنکھوں سے وار مخلصانہ

شانزل واری صدقے ہر وار قاتلانہ

شانزل نے ترنگ میں شعر پڑا جس سے حورعین مسکرائیں شانزل نے اپنے ہونٹوں سے اس کے آنسو چن لئے

حورعین اس کے لبوں کا لمس محسوس کر رہی تھی جو سکون بن کر اس کے دل میں اتر رہا تھا جلتے دل پر ابرِ کرم بن کر برس رہا تھا

" اپنی آنکھوں پر ظلم مت کیا کرو میری جان، شانزل ابراہیم تم سے عشق کرنے لگا ہے تمہارا ہر آنسو میرا دل چیر دیتا ہے، تمہیں جو چاہیے تم مجھ سے حق سے مانگو، شانزل ابراہیم دنیا کی ساری خوشیاں

تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دے گا تم یہی چاہتی ہو نا کہ شاہ زر اور حیا خوش رہے تو شانزل ابراہیم تم سے وعدہ کرتا ہے کہ ایسا ہی ہو گا بس تم خود کو اذیت مت دیا کرو میری جان "

شانزل ابراہیم اپنی بیوی کو اعتماد بخش رہا تھا معتبر کر رہا تھا اور حورعین ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی

حورین کے چہرے پر اترتے سکون کو دیکھ کر شانزل کی جان میں جان آئی اور اس نے حورعین کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی

"بالکل ٹینشن فری ہو کر لیٹو میں ابھی آیا"

"کہاں جا رہے ہیں آپ"

" لوہا گرم ہیں ہتھوڑا مارنے جا رہا ہوں "

حورعین نے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

" بھروسہ کرو جانِ شان"

حورعین مسکرائی

شانزل کمرے کا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا

\-------------

شاہ زر سنگ مرمر سے بنے جھولے پر بیٹھا نہ جانے کن سوچوں میں گم تھا آہٹ پر پلٹ کر دیکھا تو شانزل ملازم کے ساتھ کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی ملازم ٹرے رکھ کر چلا گیا

"چند نوالے کھا لو تاکہ میری بیوی سکون سے سو سکے "

شانزل کی بات سن کر شاہ زر نے بمشکل تین نوالے زہر مار کیے پھر پلیٹ کھسکا دی

" اب تم جاؤ مجھے اکیلے بیٹھا ہے "

"تم اپنی الجھن کسی سے شیئر کیوں نہیں کر لیتے"

ہ

شاہ زر نے جواب نہ دیا

"تم نے کہا تھا جہاں محبت ہوتی ہیں وہاں جھگڑا ہوتا ہے ناراضگی ہوتی ہے اور پھر صلح ہوتی ہے لیکن تمہارے معاملے میں تو مجھے صلح کہیں نظر ہی نہیں آ رہی آخر تم بات کو سلجھا کیوں نہیں لیتے یا پھر محبت ہے ہی نہیں اسی لئے صلح نہیں ہو رہی"

" ہاں اور کچھ تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے سلجھانا نہیں چاہ رہا ، میں جانتا ہوں صنم بہت پریشان ہے اور فی الوقت کوئی بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں اور کس سے شیئر کرو الجھن"

یقینا اس کا اشارہ حیا کی طرف تھا

"شاہ زر تم ایک سمجھدار انسان ہو تم نے مجھ سے زیادہ دنیا دیکھی ہے یار، مرد بنو، جب تم سترہ سال کے تھے تب تم نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا، ایک سر پھری لڑکی کی عقل ٹھکانے لگانا تمہارے لئے چٹکی بجانے جتنا آسان ہے، میں نہیں جانتا بلکہ کوئی نہیں جانتا کہ تم نے حیا سے شادی کیلئے ہاں کیوں کہی، کل رات کے بعد کچھ اندازہ ہو رہا ہے مجھے "

اس بات پر مسکرایا

"لیکن یہ بات حیا کو سمجھانا ہوگی مگر اس سے پہلے اسے سمجھو یار، وہ تھوڑی جذباتی اور پاگل ہے اور لڑکیاں بیوی بننے کے بعد اچھی خاصی ضدی بھی ہو جاتی ہیں، ماشاء اللہ تمہاری والی تو ہٹلر کی نانی ہے اسے صرف تم ہینڈل کر سکتے ہو"

" کیسے ہینڈل کروں اس کی حالت دیکھی ہے؟"

" مجھے وہ سب نہیں پتا تم پتا لگاؤ کہ ایسا کیوں ہے آج کی رات ہے تمہارے پاس، مجھے میری بہن اور حور اس کی حیا واپس لا دو میں اپنی بیوی سے وعدہ کر چکا ہوں"

" میں بہت ڈسٹرب ہوں یار اتنا بڑا کام مجھے مت سونپو"

شانزل نے دیکھا وہ کافی ڈسٹرب تھا

"تم خود سے کیوں بھاگ رہے ہو؟ تم شاہ زر جہانزیب ہو جو کبھی مشکل کو پیٹ دکھا کر نہیں بھاگتا "

"یہی تو بات ہے مشکل نہیں ہے جس کا مقابلہ کر لوں شاید آج میرے لیے آزمائش اتری ہے اور مجھے لگتا ہے اس آزمائش میں سرخرو نہیں پاؤں گا،،، یار کتنی مرتبہ کہہ چکا ہوں اکیلا بیٹھنا ہے جا کر صنم کو سنبھالو وہ بہت پریشان ہے"

شانزل کو تشویش ہوئی یقینا آج وہ حیات سکندر سے مل کر آیا تھا کوئی نہ کوئی بات تو ضرور تھی اوپر سے کل رات عزیر حیات کی جو حالت تھی حیات سکندر خاموش نہیں بیٹھنے والا تھا

" شاہ زر کوئی بات ہے تو مجھے بتا دو ہم مل کر سلجھا لیں گے "

"کوئی پریشانی والی بات نہیں بے فکر ہو سب ٹھیک ہے اب خدا کا واسطہ مجھے اکیلا چھوڑ دو"

"تم۔۔۔تم۔۔تم نا اکیلے گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے اگر اسی طرح سب کچھ اندر رکھتے رہے تو، بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے، حد ہے منتیں کیے جا رہا ہوں جو میں کسی کی نہیں کرتا مگر تمہارے نخرے ختم نہیں ہو رہے ،،،، ڈھیٹ ہڈی پر کوئی اثر نہیں ہوتا ،،،، جو کام کہا ہے وہ ہو جانا چاہیے باقی مجھے کچھ نہیں پتا"

_____________

ناک کرنے کے بعد شانزل اندر داخل ہوا تو حیا عانیہ کو سلانے میں مصروف تھی جو نہ جانے کب کی سو گئی تھی

" کیا ہوا بھائی آپ اس وقت ؟حور ٹھیک تو ہے نا؟"

"سب ٹھیک ہے بس یہی دیکھنے آیا تھا کہ شوہر جب بے سکون ہو تو بیوی کیسے سکون سے رہ لیتی ہے"

تھا تو وہی شانزل ابراہیم جو سامنے والے کی زبان کو گنگ دینے میں ماہر تھا شانزل کی بات حیا کے دل پر لگی وہ کم ازکم شانزل سے طنز کی توقع نہیں کر رہی تھی آنسو بہنے کو تیار ہوئے

"خبردار جو ایک آنسو بھی بہایا، میری بہن کبھی اتنی کمزور نہیں تھی کہ مشکل کا حل اس میں تلاش کرے مجھے نہیں پتہ کہ تم دونوں کے درمیان کیا مسئلہ ہے اور مجھے جاننے کا شوق بھی نہیں ہے مگر۔۔۔"

" مجھے برا لگ رہا ہے مجھے شاہ زر سے بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی "

"تم تو اس غلطی کی بھی معافی مانگ لیا کرتی تھی جو تم نے نہ کی ہو لیکن اگر غلطی ہو گئی ہے تو معافی مانگنے میں کیا حرج ہے"

" انہوں نے اس غلطی کے لئے مجھے معاف نہیں کیا جو میں نہیں کرنے والی تھی۔۔۔اب تو میں نے بدتمیزی کی ہے ان کے ساتھ وہ کیسے معاف کریں گے" شانزل نے ایک گہری سانس خارج کی

"یہ سارے معاملے بعد کے لیے رکھو مجھے لگتا ہے اس وقت تمہیں شاہ زر کے پاس ہونا چاہیے ، جاتے ہوئے ملازمہ سے کافی لے کر جانا، وہ ٹریس پر بیٹھا ہے "

وہ ازلی شانزل ابراہیم بنا حکم دیتا چلا گیا

حیا مرتے کیا نہ کرتے مصداق کافی لے کر ٹیرس کی طرف بڑھی

"کافی"

آواز سن کر شاہ زر نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں وہ مر کر بھی توقع نہیں کر سکتا تھا کہ حیا خود اس کے پاس آئے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر شاہ زر نے اس کا ہاتھ تھام لیا

"کچھ دیر یہیں بیٹھ جاؤ"

شاہ زر کے لہجے میں نہ جانے کیا تھا کہ حیا منع نا کر سکی وہیں جھولے پر اس کے پاس بیٹھ گئی ہاتھ ابھی بھی شاہ زر کے ہاتھ میں تھا شاہ زر نے تھکے ہوئے انداز میں جھولے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں اور انگلیاں اس کی انگلیوں میں پھنسا دی حیا کی ساری جان سمٹ کر اس کے مضبوط ہاتھ میں قید ہوگئی وہ موم بن کر پگھلنے لگی دل پھر اس کی طرف ہمکنے لگا تھا

حیا نے دیکھا شاہ زر کا چہرہ مانو ضبط کی وجہ سے سرخ ہو رہا ہے حیا کو لگا اب اگر وہ مزید یہاں رکی تو شاہ زر کے قدموں میں بیٹھ کر اپنی جھولی پھیلا کر کہے گی خدا کا واسطہ اپنے سارے غم مجھے دے دو میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی

شاہ زر کی پلکیں جو اس کی نیلی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئی تھی وہ نم ہونے لگی حیا کو لگا اب اس کی سانس رک جائے گی اس شخص کا یہ ٹوٹا روپ اس کے دل کو چھلنی کر رہا تھا

حیا مزید وہاں بیٹھتی تو اس کی دھڑکن رک جاتی اسی لیئے اٹھ کر جانے لگی لیکن شاہ زر نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا بلکہ وہ بھی اس کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا

حیا نے دیکھا اس کی نیلی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے شاہ زر نے تھاما ہوا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا

حیا بخوبی اس کی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی

"میں تم سے صرف ایک سوال پوچھوں گا جواب سچ دینا اگر تم نے جھوٹ بولا تو خدا کرے میری دھڑکن یہیں بند ہو جائے"

----------

"میں تمہیں مزید اذیت میں نہیں دیکھ سکتا مجھے تمہارا ہر فیصلہ منظور ہے، مگر وہ فیصلہ دل سے کرنا، میرے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ، کیا تم علیحدگی چاہتی ہو؟ اگر جھوٹ بولو گی تو خدا کرے کہ یہ دل ابھی دھڑکنا بند کر دے"

شاہ زر کی بات پر حیا کا ہاتھ لرزا

"بتاؤ حیا، کیا تم علیحدگی چاہتی ہو"

حیا نے ہاتھ ہٹانا چاہا مگر شاہ زر کی گرفت مضبوط تھی

حیا اپنے ہونٹ کچلنے لگی

" ہاں یا نہ"

حیا نے بے بسی سے گردن جھکا کر نفی میں سر ہلایا اور ہاتھ ایک جھٹکے سے گھسیٹنا چاہا مگر شاہ زر نے ہاتھ نہ چھوڑا

" ایسے نہیں منہ سے بولو"

" نہیں چاہتی میں علحیدگی"

حیا حلق کے بل چینخی اور ہاتھ چھڑوا لیا

شاہ زر سکون سے جھولے پر بیٹھ گیا

حیا پلٹ کر جانے لگی تبھی اچانک شاہ زر نے حیا کا ہاتھ پکڑ لیا

"حیا میرا سینا اتنا کشادہ ہے کہ تمہارے سارے غم جذب کر لے اور میرا کندھا اتنا مضبوط ہے کہ تم سر رکھ کر آنسو بہا سکتی ہو، اپنے سارے غم مجھے دے دو آج سارے آنسو میرے کندھے پر سر رکھ کر بہادو، میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی رونے نہیں دونگا، آج میں تم سے حیا کو مانگتا ہوں، آج میں تم سے اعتبار مانگتا ہوں، مجھ پر بھروسہ کرو مجھے خالی ہاتھ مت لوٹاؤ "

اتنا سننا تھا کہ حیا کی ضبط تنابیں ٹوٹ گئی اور وہ تڑپ کر شاہ زر کے کندھے سے جا لگی اسے محسوس ہوا کہ وہ تپتے صحرا سے چھاؤں میں آ گئی ہو

وہ اس کے پیروں پر بیٹھے اور اس کے کندھے پر سر رکھے زاروقطار رو رہی تھی

کیا نہیں تھا ان آنسوؤں میں، وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی

"م۔۔میں ا۔۔۔ایسا۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں کرنی والی تھی۔۔۔۔۔

ن۔۔۔نہیں کرنے والی تھی، میں۔۔م۔۔۔حلف اٹھانے کو تیار ہوں میں واپس نہیں جانے والی تھی "

شاہ یوں خاموش تھا جیسے اسے صرف سننے کے لیے بیٹھا ہو

"ایک بار سن لیتے مجھے۔۔۔۔۔۔۔ایک بار۔۔۔۔۔۔کتنے یقین سے میں نے کہا تھا عاطف کو کہ آپ مجھے کبھی نہیں دھتکاریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔میں مانتی ہوں میں نے ایسا کہا تھا مگر صرف دادی کو منانے کے لیے۔۔۔۔۔میں صرف ایک ذمہ داری تھی جسے وہ ادا کرنا چاہتی تھی، انہوں نے میری ماں سے وعدہ کیا تھا، صرف اسی لئے وہ مجھے برداشت کر رہی تھی تا کہ وہ وعدہ پورا کر سکے"

آنسو ایک تواتر سے اس کا کندھا بھیگو رہے تھے

"حور بھی کتنی پریشان ہے میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔بہت محبت۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے تو اس سے پہلی نظر میں محبت ہوگئی تھی، میں اسے کیوں تکلیف پہنچاؤں گی؟ میں جب سے دنیا میں آئی ہوں ہر کسی کے لئے انچاہا وجود ہوں، کبھی کسی کو میری چاہ نہیں رہی"

وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی اور شاہ زر بہت ہی نرمی سے اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا

"مجھ سے کسی کو محبت نہیں رہی ویسے ہی جیسے میری ماں سے کسی کو محبت نہیں تھی۔۔۔۔میری ماں، میری دادی کی پسند تھیں، میرے ابو کی مرضی نہیں، انھوں نے صرف دادی کی خاطر شادی کی اس طرح میری ماں عائشہ زمان "زمان ہاؤس" آگئی جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے کے لئے"

آخر میں پر حیا کے لہجے میں عجیب سی کاٹ تھی

"میرے ابو نے میری ماں کو کبھی بیوی کا درجہ نہیں دیا وہ کچھ۔۔۔۔کچھ ہی دنوں میں نائلہ زمان کو بیاہ لائے اور وہ اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ مگن تھے آپ کو پتا ہے میں۔۔۔۔میرے ابو نے نائلہ زمان کو قابو کرنے کے لئے صرف اسے سزا دینے کے لیے مجھے پیدا کیا،

لیکن اس نے میری ماں اور میری زندگی جہنم بنا دیا، میرے ابا نے کبھی مجھے گود میں نہیں لیا، کبھی سر پر ہاتھ نہیں رکھا، گھر میں سب بچوں کے ابا پیار کرتے تھے لیکن میرے ابا مجھے پیار کیوں نہیں کرتے؟ یہ سوال میں امی سے پوچھتی تو وہ مجھے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیتیں،،،،،، میں اتنی چھوٹی تھی کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ میرے گھر میں سب کے لیے کھلونے آتے ہیں کپڑے آتے ہیں مگر میرے اور امی کے لیے کیوں نہیں آتے ؟ میں اور امی اسٹور روم میں زمین پر کیوں سوتے ہیں؟ اور نائلہ۔۔۔نائلہ زمان امی کو کیوں مارتی ہے؟ ابو امی کو کیوں مارتے ہیں؟ امی بہت روتی تھیں اگر رات میں میری آنکھ کھل جاتی تو میں نے اکثر امی کو روتے ہوئے دیکھا لیکن اس وقت مجھے یہ باتیں سمجھ ہی نہیں آتی تھی مگر امی کا رونا مجھے بہت تکلیف دیتا تھا۔۔۔۔

میں چھ سال کی تھی شاہ زر، صرف چھ سال کی،،،،،، ایک رات ابو اسٹور روم میں آئے،،،،، میں سو رہی تھی۔۔۔۔۔ابو امی کو بری طرح مار رہے تھے۔۔۔۔۔امی کی چیخوں سے میری آنکھ کھل گئی۔۔۔۔میری امی ابو کے پیر پکڑے کہہ رہی تھیں۔۔۔۔مجھے مت چھوڑیں۔۔۔۔مجھے طلاق نہ دیں۔۔۔۔۔مجھے مت چھوڑیں۔۔۔۔ابو جب مار مار کر تھک گئے تو انہیں دھتکار کر چلے گئے ۔۔۔۔۔۔میں ایک کونے میں دبک کر امی کو مار کھاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔"

حیا کے لہجے میں خوف تھا جیسے ابھی بھی وہ منظر اس کے سامنے ہو

وہ اس قدر تڑپ کر رو رہی تھی کہ آنکھوں سے گرنے والے آنسو شاہ زر کا دل جلا رہے تھے

" ابو تو چلے گئے مگر۔۔۔۔ مگر امی بہت روئیں اتنا روتے ہوئے میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا"

حیا اب ہلکا ہلکا کانپ بھی رہی تھی

" دادی آئیں تھی امی کے پاس ،،،، لیکن انہیں بھی امی پر ترس نہیں آیا۔۔۔۔۔۔ میری امی دادی سے کہہ رہی تھیں کہ میرا خیال رکھیں اور مجھے کسی ایسے شخص کو سونپے جو مجھے چاہے۔۔۔۔۔ میں امی کی بات سن کر بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا امی مجھے چھوڑ کر جا رہی ہیں۔۔۔ میں امی سے لپٹ گئی ساری رات امی نے مجھ سے بہت باتیں کیں بار بار مجھے چوما۔۔۔۔ امی کا جسم بہت گرم تھا۔۔۔ بہت گرم۔۔۔ وہ مجھے مسکرا مسکرا کر کہہ رہی تھیں کہ حیا کی امی اپنی گڑیا سے بہت پیار کرتی ہیں ۔۔۔۔۔ میں جانتی تھی امی کو بہت درد ہو رہا ہے ابو نے مارا ہی اتنا تھا مگر امی مسکرا رہی تھیں ۔۔۔۔ میں نے امی سے کئی بار پوچھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گی؟۔۔۔ اور ہر بار امی کہتی کہ وہ ہمیشہ میرے پاس رہیں گی۔۔۔۔ میں ہمیشہ کی طرح امی سے لپٹ کر سو گئی۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ جب اگلی صبح اٹھی تو ان کا جسم بہت۔۔۔ بہت ٹھنڈا تھا "

اس کے لہجے میں ایسا ملال ایسا دکھ تھا کہ جیسے بہت قیمتی چیز کھو دی ہو وہ اس بری طرح سے کانپ رہی تھی کہ شاہ زر کو ایک لمحے کے لئے خوف آیا حیا کو ایسے بکھرتے ہوئے تو کبھی نہ دیکھا تھا وہ اس قدر سرد پڑ رہی تھی کہ شاہ زر کا دل ایک انجانے خیال کے خوف سے لرزا

مگر اس نے حیا کو ٹوکا نہیں

"امی کا جسم اتنا ٹھنڈا تھا کہ جیسے برف، میں نے۔۔۔میں نے۔۔۔امی کو بہت آوازیں دی۔۔۔۔ مگر وہ اٹھی ہی نہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ چلی گئیں شاہ زر۔۔۔۔۔چلی گئیں۔۔۔۔چلی گئیں۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر،،، میں بہت زور زور سے چینخ کر انھیں بلا رہی تھی مگر وہ واپس نہیں آئیں۔۔۔۔۔میں راتوں کو ڈر ڈر کر اٹھ جاتی تھی مجھے بہت ڈر لگتا تھا امی کے بغیر،،،، وہ۔۔۔و۔۔وہ اسٹور روم بہت خوفناک تھا، میں امی کو رو رو کر پکارتی۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔وہ کبھی نہیں آئیں۔۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔۔میں ہمیشہ سے اتنی بری نہیں تھی شاہ زر میں بری نہیں تھی، میں سب کی ڈانٹ مار سب چپ کر کے سن لیتی تھی مگر مجھے برا بنا دیا گیا، میرے معصوم سے دل میں سے اتنی خواہش تھی کہ میرا گھر ویسا ہی ہو جیسا سب کا ہوتا ہے جیسے عاطف کا تھا، جیسے رادیہ بھابھی اور ہانیہ کا تھا، جیسے اعظم بھائی اور اشعر کا تھا، مگر میں ہمیشہ تہی دامن رہی، ابو میرے سامنے بہت شوق سے عاطف کے لاڈ اٹھاتے، گھر آتے ہی

سب سے پہلے عاطف گلے لگا کر گود میں اٹھا لیتے، میں ہمیشہ کی طرح امید بھری نظروں سے انھیں دیکھتی کہ شاید عاطف کے بعد وہ ایک نظر مجھے مسکرا کر دیکھ لے کم از کم میرے چہرے پر پڑے نیل کے بارے میں ہی پوچھ لے،،، جب بھی عاطف گرتا ابو فورا بھاگ کر اسکے پاس جاتے، اسکے ہلکے سے زکام پر پورا دن اسکے سرہانے بیٹھے رہتے مگر انھوں نے کبھی میرے جلے ہوئے ہاتھ کے بارے میں نہیں پوچھا۔۔۔انھیں کبھی میری سوجی ہوئی آنکھیں نظر نہ آئی، کبھی میرے زخم، کبھی میرا درد نظر نہ آیا۔۔۔میری حسرتیں لاحاصل رہی۔۔۔۔میں ضدی اور ڈھیٹ نہیں تھی شاہ زر مگر بننا پڑا میں صرف 13 سال کی تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ جس گھر میں میں رہ رہی ہوں وہاں میں محفوظ نہیں ہوں،،،، عاطف مجھ سے تین سال بڑا تھا یقین کریں شاہ زر میں عاطف کو بڑا بھائی سمجھتی تھی مگر وہ غلیظ انسان جانور ہے "

حیا کے لہجے میں پھنکار تھی

" اسے خیال نہیں آیا کہ سوتیلی ہی سہی مگر اس کی بہن ہوں،،، اس نے۔۔اس نے مجھے رسوا کرنا چاہا۔۔۔کوئی بھائی ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ خود کو بچانے کے لئے میں نے عاطف کا سر پھوڑ دیا اور پھر میں وہ گھر چھوڑ کر چلی آئی،،، میں بری نہیں تھی شاہ زر، میں بری نہیں تھی، مگر اس دن سے بری، ضدی، ڈھیٹ، منہ پھٹ، بے حس سب بن گئی"

شاہ زر کا دل کیا وہ اسے کہیں چھپا لے کچھ دیر تو وہ اس کے کندھے سے لگی سسکتی رہی اور شاہ زر خاموشی سے اس کی پیٹھ کو سہلاتا رہا

"میں حور سے بہت محبت کرتی ہوں اسی کے کہنے پر میں آپ سے نکاح کے لئے راضی ہوئی تھی، خدا گواہ شاہ زر مجھے نکاح تک یہ نہیں پتا تھا کہ میرا نکاح کس سے ہو رہا ہے،،،،، میرا یقین کریں طلال مرزا نے نکاح سے دو گھنٹے پہلے صرف اسی لئے انکار کیا تھا کیونکہ وہ کسی اور سے محبت کرتا تھا میں کسی کی انچاہی بیوی نہیں بننا چاہتی تھی اور اس تمام عرصے میں حور موجود تھی ،،،، میں نے حور سے کہا بھی تھا کہ جس سے بھی وہ میری شادی کرنا چاہتی ہے اسے طلال مرزا کے بارے میں بتا دے ، پتا نہیں کیوں اس نے آپ کو نہیں بتایا اور دادی سے وہ سب میں نے اسی لئے کہا تھا تاکہ وہ میری شادی کے لیے راضی ہو جائے حور اپنی بات منوائے بغیر بھائی کو معاف کرنے کو تیار نہیں تھی، اور دادی کو بھی میں بہت اچھے طریقے سے جانتی ہوں،،، مجھے پتا تھا شادی کے بعد وہ پلٹ کر مجھے پوچھیں گی بھی نہیں، انہوں نے ہمارے نکاح کے بعد میری خبر تک نہیں لی، میں صرف ان کے گلے کا طوق تھی اسی لیے انہوں نے ایک دن کے اندر نکاح پڑھا دیا"

یہ وہ غبار تھا جو سالوں سے اس کے اندر بھرا ہوا تھا نہ جانے کتنے غم اس کے سینے میں قید تھے

"میں کبھی کسی کا زندگی کا سکون نہیں بن سکی، میں حور سے بہت محبت کرتی ہوں شاہ زر، وہ بہت بے سکون ہے اور یہ بے سکونی میری ذات کی وجہ سے ہے،،،،، اب تو حور کی زندگی میں سب ٹھیک ہے، بھائی اس سے محبت کرتے ہیں،، آپ۔۔۔آپ بھی اس کی زندگی میں واپس آ گئے ہیں، اگر میرا وجود نہ رہے تو کم از کم آپ لوگ سکون سے رہ سکیں گے، خدا کی قسم میں آپ کے ساتھ مخلص ہوں،،،، خدا کی قسم میں بے وفا نہیں ہوں،،،، وہ جھوٹ صرف اسی لیے بولا تھا کیونکہ مجھے پتا تھا حور بہت ضدی ہے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بھائی کے بارے میں تب ہی سوچے گی جب میں شادی کیلیئے راضی ہو جاؤں گی، میں تو حور سے محبت کرتی ہوں تو میں کیسے اس کی بات نہ مانتی، حور کے لیئے میں ہر حد سے گزر سکتی ہوں،"

شاہ زر کو پتہ تھا وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی کیونکہ جب حور نے یہ بات کہی تھی تب وہ وہاں موجود تھا

"میری ماں نے مرنے سے پہلے بہت دعائیں مانگی تھیں مرتے وقت بہت شدت سے دعا کر رہی تھی کہ میرا نصیب ان جیسا نہ ہو، مجھ پر کبھی سوکن نہ آئے مگر میری ماں کی دعائیں قبول نہیں ہوئی ۔۔۔۔بلکہ نائلہ زمان کی ساری بد دعائیں قبول ہو گئیں شاہ زر۔۔۔ساری بد دعائیں قبول ہو گئی۔۔۔شاہ زر میں عائشہ زمان نہیں ہوں مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے، انہوں نے نو سال اپنے شوہر

میں شراکت داری برداشت کی مگر مجھ میں اتنا ظرف نہیں ہے، میں نہیں دیکھ سکتی آپ کے پہلو میں کسی اور کو،،،، مجھے اس عذاب سے نجات دے دیں۔۔۔۔شاہ زر میں آپ کو اپنا خون معاف کرتی ہوں،،، خدا کا واسطہ ہے مجھے مار ڈالیں۔۔۔خدا کا واسطہ ہے آپ کو۔۔۔خدا کا واسطہ۔۔۔"

حیا کے لہجے میں اتنا درد تھا اتنی تڑپ تھی کہ شاہ زر کو لگا کسی نے اس کا وجود دہکتے ہوئے کوئلوں کی بھٹی میں دھکیل دیا ہو

اور حیا کی التجا سن کر شاہ زر کی روح تک کانپ گئی

"حیا"

شاہ زر نے بے اختیار ہو کر اسے پکارا

ذہن میں جیسے دھماکے ہو رہے تھے

تو کیا حیا کی حالت اس وجہ سے ایسی ہے؟

"حیا یہاں دیکھو میری طرف "

وہ اس کے کندھے پر سر رکھے لرز رہی تھی

شاہ زر نے ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ تھام کر سامنے کیا ایک ہاتھ سے اس نے حیا کے ڈھال وجود کو تھاما ہوا تھا ورنہ یقینا وہ اب تک گر چکی ہوتی

حیا نے نظر اٹھا کر دیکھا

آنسوؤں سے تر چہرا کپکپاتے ہونٹ، سوجی ہوئی آنکھیں جن میں غم کے سمندر سمائے ہوئے تھے

" میری صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ تم ہو، میں نے صرف تم سے شادی کی ہے بس"

حیا کی اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر رہ گئی وہ بے یقین آنکھوں سے دیکھنے لگی

شاہ زر نے اس کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھی

" میں سچ کہہ رہا ہوں"

انگوٹھے سے اس کے تھپڑ کی وجہ سے سرخ ہوتے رخسار کو سہلایا وہ حیا سے صرف تین انچ کی دوری پر تھا اس کی نیلی آنکھیں کسی بھی فریب سے پاک تھیں وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا

حیات کو کرنٹ لگا

چار لاکھ والٹ کا کرنٹ لگا

وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی گھنٹوں سے ایک ہی پوزیشن میں شاہ زر کے پیروں پر بیٹھی تھی جھٹکے سے اٹھنے پر اچھا خاصا لڑکھڑا گئی

زمین آسمان آنکھوں کے سامنے گھوم گئے

"سنبھال کر "

حیا نے لمحے بھر میں خود کو سنبھالا بغیر کوئی جواب دیے نیچے کی طرف جانے لگی

" حیا میری بات تو سنو"

" حیا۔۔۔۔"

مگر وہ ان سنی کرتی سیڑھیاں اترنے لگی شاہ زر بھی اس کے پیچھے گیا

حیا کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے

" میں نے اپنی حالت صرف ایک جھوٹ کی وجہ سے خراب کر لی۔۔۔۔مطلب جس اذیت اور عذاب سے گزر رہی ہوں وہ کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ جھوٹ تھا"

اس کے دماغ میں آتش فشاں بننے لگا اس نے نیچے اتر کر دیکھا کہ اشعر روتی ہوئی عانیہ کو بہلا رہا تھا اشعر کی بھی نظر اس پر پڑی حیا کے چہرے پر جو تاثرات تھے اشعر سمجھ گیا کہ آگے کیا ہونے والا ہے مگر اشعر تو اشعر ہے

" اللہ کو مانو حیا اتنی رات ایسے ہی گھوم رہی ہو میری بیٹی پہلے ہی ڈری ہوئی ہے تم جیسی مخلوق کو دیکھ کر اور ڈر جائے گی "

اشعر کی بات پر حیا کے چہرے کے زاویے مزید بگڑے اس نے آگے بڑھ کر جھٹکے سے عانیہ کو اس سے لیا

عانیہ حیا کی گود میں آتے ہی چپ کر گئی

حیا نے آس پاس نظر دوڑائیں شاہ زر اور اشعر کے دل فل سپیڈ میں دھڑکنے لگے

حیا نے پاس پڑا کانچ کا ڈیکوریشن پیس اٹھایا اور پوری قوت سے اشعر کو دے مارا

اشعر ہمیشہ کی طرح اس وار سے بچ گیا عانیہ صاحبہ خوش ہو کر تالیاں بجانے لگی جیسے اس نے اس منظر کو بڑا انجوائے کیا

" تمہارا دماغ جگہ پر ہے حیا "

اشعر نے بظاہر غصے سے کہا تھا مگر اندر سے دل چاہ رہا تھا یہیں پر بھنگڑا ڈالنا شروع کر دے

" دماغ تو اب جگہ پر آیا ہے، اب دیکھو تمہارا دماغ کیسے ٹھکانے لگاتی ہوں "

وہ لوگ کاریڈور میں کھڑے تھے ڈیکوریشن پیس ٹوٹنے کی آواز پر حورعین اور شانزل بھی کمرے سے باہر نکلے

ہانیہ بھی باہر آئی

" ایسے ہی لگا لو گی اتنا آسان ٹارگٹ نہیں ہوں میں، اور یہ تم کس انداز میں بات کر رہی ہو"

اشعر فل بحث کے موڈ میں تھا باقی سب ہونقوں کی طرح دونوں کو بحث کرتے دیکھ رہے تھے

" تمہیں ٹارگیٹ بناتی ہے میری جوتی، تم تو خیر مناؤ اشعر احمد، اور مجھ جیسی مخلوق سے کیا مطلب ہے تمہارا؟"

" تمیز سے بات کرو دو دن بڑا ہوں تم سے ، اور اپنے بارے میں تم زیادہ بہتر جانتی ہو"

اشعر کا جملہ حیا کو سلگا گیا

" رکو تم"

حیا نے عانیہ کو حورعین کو تھمایا

" پکڑو اسے"

کہہ کر یہ جا وہ جا

" اوہ خدایا میں خواب تو نہیں دیکھ رہی، یہ ہماری حیا ہی ہے"

حورعین نے بے یقینی سے شانزل سے کہا

"پہلے مجھے یقین کر لینے دو پھر جواب دوں گا "

شانزل بھی بے یقین سا تھا

وہ وہی تھی، ہاں ویسی ہی تھی جیسی پہلی ملاقات میں ملی تھی

جمود ٹوٹا تھا

حیا چالیس سیکنڈ کے اندر واپس آئی اس کے ہاتھ میں دوائیاں تھی جو وہ پچھلے 6 مہینوں سے کھا رہی تھی

"اسی وجہ سے تم کہہ رہے ہو نہ؟

میں۔۔۔پاگل۔۔۔نہیں۔۔۔ہوں۔۔۔میں حیا ہوں، سمجھے؟"

حورین کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے وہ حیا ہی تھی

حیا نے ساری دوائیاں ڈسٹ بن میں پھینکی اور ہاتھوں کو جھاڑا

"بہت پاگل بنا لیا مجھے"

حورعین کو تو سمجھ نہیں آیا راتوں رات ایسا کیا ہو گیا جو وہ لوٹ آئی ہے زندگی کی طرف

" او ہیلو تم تو پیدائشی پاگل ہو وہ تو دنیا جانتی ہے، میں تو تمہیں چڑیل کہہ رہا تھا "

ھیا مسکرائی جیسے کوئی بچے کی نادانی پر مسکراتا ہے

" تو اشعر احمد مجھے یہ بتاؤ تم نے تمہارا لیپ ٹاپ کہاں رکھا تھا ؟"

اشعر ٹھٹھکا

"حیا کیا کیا ہے تم نے؟"

اب وہ حیا تھی اس سے ہر کام کی توقع رکھی جا سکتی تھی

" میں تو پیدائشی پاگل ہوں مجھ سے تو کچھ بھی توقع رکھی جا سکتی ہے "

"حور دیکھو اسے بولو میرا لیپ ٹاپ واپس دے دے"

اشعر نے حورعین کو گھسیٹا

"حیا دے دو اسے واپس"

" بالکل نہیں، مجھے بہت ہلکا لیا ہوا ہے سب نے، اب اپنی خیر منائیں"

کہتے ہوئے شاہ زر کے سامنے کھڑی ہوئی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی

" آپ سے تو بعد میں نمٹوں گی پہلے اشعر کو مزہ چکھا لیا جائے"

حیا نے حورعین کی گود سے عانیہ کو لیا

"چلو تمہارے باپ کا کچومر بناتے ہیں"

عانیہ کو پتا نہیں کیا سمجھ میں آیا وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی

"چلو اشعر احمد میرے لیے مینگو شیک بناؤ اور بناتے ہوئے تمہیں کہنا ہے

' حیا خوبصورت اور عقلمند ہے میں پاگل اور بھوت ہوں''

ہانیہ کی تو ہنسی چھوٹ گئی

" آپی میں بھی چلونگی کیچن میں، بڑا مزا آئے گا اس کی درگت بنتے دیکھنے میں"

اشعر پیر پٹختا ہوا کچن کی طرف چلا گیا

حیا حورعین کی طرف آئی

"بے فکر سو جاؤ، صبح بات ہو گی"

وہ مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی شاہ زر تھکن زدہ انداز میں سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گیا وہ اتنی دیر میں تھک گیا تھا حیا کے غم اتنے بھاری تھے جس سے اس کے پیر تھک گئے

حورعین کمرے میں چلی گئی

شانزل شاہ زر کی طرف آیا

"خوش ہو جاؤ یار وہ نارمل ہو گئی ہے، تم تو سچ میں بہت فاسٹ فورورڈ ہو، کاش کل رات والا ڈوز میں تمہیں بہت پہلے دے دیتا، ویسے سچ بتاؤ کوئی اظہار محبت ہوا یا نہیں؟"۔

شانزل کی بات پر شاہ زر نے گھور کر دیکھا

" اس نے میری پناہ میں کم از کم 5 پر یہ بات کہی کہ وہ حور سے بہت محبت کرتی ہے"

شانزل کا قہقہہ فضا کو معطر کر گیا

"تم اسی لائق ہو، شاہ زر جہانزیب اب اپنی خیر مناؤ، چلو تم سوچو کہ اپنی بیوی کو کیسے ہینڈل کرو گے میں چلا سونے"

-------------------------------

شانزل جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا حورعین چینخ مارتی ہوئی اسکے سینے سے آ لگی یقیناً وہ بہت خوش تھی

"اوہ،،،، شان تھینکیو۔۔۔ تھینکیو ویری ی ی ی۔۔۔مچ"

اسکی خوشی لہجے سے چھلک رہی تھی۔

شانزل نے اسکا چہرہ تھام کر اوپر کیا سبز آنکھیں خوشی سے لبریز تھیں اس سے بھی زیادہ حسین منظر ہو سکتا ہے

"خوش؟"

"میں بیان نہیں کر سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں"

شانزل فرط جذبات سے اسے بانہوں میں سمیٹنے کے بعد بیڈ پر لٹایا۔

حورعین نے اسکا بازو سیدھا کر کے سر رکھ دیا

شانزل اسکی اس ادا پر فریفتہ ہی ہو گیا اور اسکی پیشانی عقیدت بھرے لمس سے معطر کر دی

"ایسے ہی خوش رہا کرو میری جان"

"شان آپ بہت بہت بہت بہت بہت زیادہ والے اچھے ہیں"

شانزل چونکا وہ ہمیشہ سے حورعین کی محبت محسوس کرتا آیا تھا مگر اپنے لئے کبھی بھی تعریفی جملے نہیں سنے تھے ابھی وہ پہلے جھٹکے سے ہی نہیں سنبھلا تھا کہ حورعین نے شانزل کے رخسار چومے

" خدایا حور یہ تم ہی ہو نا؟"

حورعین کھکھلائی اور اس کے سینے پر سر رکھ لیا

شانزل ہکا بکا رہ گیا اس کی رخصتی کو ایک سال ہوگیا تھا مگر اب بھی حورعین شرمائی سی رہتی تھی ،
رفاقتوں کے لمحوں میں وہ سمٹ کر شانزل میں پناہ ڈھونڈتی تھی

اسے پتا تھا وہ اس سے محبت کرتی ہے مگر وہ اب بھی اس سے شرماتی تھی

اگر کچھ سیکنڈ اسے یک ٹک دیکھنے لگتا تو پزل ہوجاتی

اسے سوچوں کے بھنور سے حورعین کی آواز نے نکالا

"شان"

" جی جان شان"

حورین نے سر اٹھا کر دیکھا

"آپ دنیا کے بیییییسٹ ہسبینڈ ہے "

شانزل نے دل تھام لیا

"کچھ تو خیال کرو حور، میرا نازک سا دل ایک ساتھ اتنے جھٹکے برداشت نہیں کر پائے گا"

" ایویں یہ دل میرا ہے بلکہ آپ پورے کے پورے میرے ہیں"

شانزل نے بغور اس کے جھلملاتے چہرے کو دیکھا اور بے اختیار بہت ملائمت سے اس کے ہونٹ چومے تھے پہلی مرتبہ حورین جھجک کر پیچھے نہیں ہٹی تھی پلکیں جھکا کر فرار نہیں چاہی، کترا کر موضوع تبدیل نہیں کیا بلکہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بہت محبت سے اسے دیکھ رہی تھی

" آپ میرے لئے کیا ہے میں آپ کو بتا نہیں سکتی، آپ میرے لئے سب کچھ ہیں، میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں"

وہ کہہ کر کھکھلائی اور پھر شانزل کے دونوں رخسار چومے اور کہا

"I love u the most"

شانزل کی روح اندر تک شاد ہوگئی

محبوب سے اظہار محبت سننا ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا مگر شانزل ابراہیم بہت خوش نصیب تھا حورعین نے رخصتی کے دوسرے دن شانزل سے کہا تھا کہ وہ اس کے لئے نعمت ہے مگر اظہار محبت نہیں کیا تھا

"and I ishq u the most"

شانزل نے اسی لہجے میں جواب دیا اسے اثنا میں اذان ہونے لگی

" چلو میں نماز پڑھ آؤں پھر اس کا ثبوت بھی دوں گا"

اس کی ذو معنی بات پر حورعین کے گال گلابی ہوئے

"جلدی سے ہٹو میرا ایمان خراب کر رہی ہو تم"

" آپ کتنے بے شرم ہیں شان"

" میری بے شرمیاں تو تم پچھلے ایک سال سے دیکھ رہی ہوں جان، نماز پڑھ کے آنے دو پھر۔۔۔۔۔۔"

" اچھا جائیں نا باقی کی باتیں آ کر کریئے گا"

حورعین نے فورا اس کی بات کاٹ کر کہا

"خیر۔۔۔آ کر تو میں بات کرنے کا ارادہ بالکل نہیں رکھتا "

حورعین نے اسے گھور کر دیکھا مگر زیادہ دیر نہ دیکھ سکی اور گردن جھکا کر مسکرا دی

----------

آذان کی آواز پر شاہ زر بھی کچن کی طرف بڑھا

"حیا آؤ نماز پڑھ لیں "

"جی" وہ اٹھنے ہی لگی کہ عانیہ صاحبہ بول پڑی

"پھتّوّ"

اس نے اپنی زبان میں پھوپھو کو پھتّوّ بنا دیا اور اپنی بانہیں پھیلا دیں تا کہ وہ اسے بھی اٹھا لے

اشعر اور ہانیہ چونک گئے

"لو جی بچے عموماً پہلے امی ابو کہتے ہیں انہیں دیکھو پہلا لفظ بولا بھی تو کیا؟ پھتّوٗ، ہانیہ میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں ایک گھنٹے میں اس نے ہماری بچی کو قابو کر لیا ہے "

اشعر نے پھر حیا کو سلگایا

" یہ میری بیٹی ہے سمجھے، میرا پیارا بچہ"

کہہ کر ہی عانیہ کے گال چومے اور باہر نکل گئی

----------

آج سبھی نے شکرانے کے نوافل ادا کئے تھے حیا کی واپسی پر خوشی منائی تھی

شاہ زر نے سلام پھیرا تو دیکھا حیا دعا مانگتے مانگتے جانماز پر ہی سو گئی تھی

شاہ زر نے ایک گہری سانس خارج کی

حیا کو دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اچھلتی کودتی واویلا مچاتی حیا کے سینے میں کتنے غم تھے

تیری آزمائشوں سے ہوں بے خبر

یہ میری نظر کا قصور ہے

تیری راہ میں ہر قدم

کہیں عرش ہے کہیں ظہور ہے

شاہ زر نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے

یہ بجا ہے مالک دو جہاں

میری بندگی میں فتور ہے

یہ خطا ہے میری خطا مگر

تیرا نام بھی تو غفور ہے

تو بخش دے میرے سب گناہ

تو رحیم ہے تو غفور ہے

اس نے احتیاط سے حیا کو اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اس وقت اسے لگا اس کے اعصاب جواب دے جائیں گے

اس نے سوچا تھا اس کے سینے میں جو غم کا سمندر موجزن ہے حیا کے غم اس میں چند قطرے ہی اضافہ کریں گے مگر وہ خود اپنے سینے میں غم کی سنامیاں لیے پھر رہی تھی جس سے شاہ زر کی دل کی دنیا میں ایک بار پھر طوفان اٹھا تھا

غم بہت بھاری ہوتے ہیں اتنے بھاری کہ ان کے بوجھ تلے انسان دب جاتا ہے

حیا کے جملے اسکی سماعت میں ہتھوڑے کی مانند برس رہے تھے ایک بوجھ سا سینے پر محسوس ہو رہا تھا اسکی آزمائشیں، اسکے غم، اس نے ہاتھ پھیلا کر اپنی ہتھیلیوں کو غور سے دیکھا کیا کوئی سکون کی لکیر بھی تھی ان ہتھیلیوں میں؟

اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنا چاہا

بے چینی ہی بے چینی تھی

تبھی کسی نے اسکی پشت پر پیشانی ٹکائی

اور اسکے جلتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھا

"تھک گئے ہیں؟"

حیا کے لہجے میں نیند کی رمق تھی

شاہ زر نے گردن جھکا لی اور حیا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

کچھ لمحے خاموشی کے نظر ہوئے شاید دونوں کے پاس الفاظ نہیں تھے

شاہ زر کو احساس ہوا وہ خواہ مخواہ اپنی وجہ سے حیا کی نیند میں خلل ڈال رہا ہے اسے لگا تھا وہ خود ہی لیٹ جائے گی مگر ایسا نہیں ہوا

بل آخر اس نے پلٹ کر حیا کو لٹا کر کمفرٹر اوڑھایا اس دوران اسے دیکھنے سے مکمل گریز کیا اسے پتہ تھا اسکی اندرونی کیفیت آنکھوں سے جھلک رہی ہے

اسکا ارادہ باہر جانے کا تھا مگر حیا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ناکام بنا دیا

کچھ کہا نہیں مگر پلکوں کی ایک جنبش کا اشارہ کافی تھا شاہ زر نے تھکن زدہ انداز میں اپنا سر اسکے کاندھے پر رکھ دیا اور آنکھیں موند لی حیا نے بھی پر سکون ہو کر آنکھیں موند لی دونوں ہی کو اس وقت نیند کی اشد ضرورت تھی

----------

رات سبھی نے جاگ کر گزاری تھی اسی لیے سبھی دیر سے اٹھے حیا جب نیچے آئی تو حورعین اور ہانیہ ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں

عانیہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی پلیٹ سے ڈھول بجا رہی تھی اس نے حیا کو دیکھتے ہی پلیٹ چھوڑ دیں اور

"پھتّوٗ" کا نعرہ لگاتے ہوئے بانہیں پھیلا دیں

حیا نے پھتّوٗ کا بچہ کہتے ہوئے اسے گود میں اٹھا لیا

"یہ تو تمہاری دیوانی ہوگئی ہے "

حورعین نے حیا کو چھیڑا

" ہاں تو ہر کوئی حدید کی طرح بے وفا نہیں ہوتا"

وہ حیا تھی باتیں اسی لہجے میں لوٹانے والی

" ویسے حیا۔۔۔سچ بتاؤ کل رات ایسا کیا ہوا تھا یا پھر مجھے یہ پوچھنا چاہیے کہ شاہ نے ایسا کیا کیا کہ۔۔۔۔۔۔"

" بکو مت"

حورعین نے حیا کی بات کاٹی

حورعین دبی دبی مسکان سمیت اسکے پاس والی کرسی پر بیٹھی

" بتاؤ نہ یار مجھ سے کیا شرمانا"

" جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ بھی نہیں کیا تھا"

حیا نے تپ کر کہا تو حورعین سنجیدہ ہوئی

" حیا دیکھو شاہ میرے بھائی سہی مگر تمہیں ان سے جو بھی شکایت ہے مجھے بتا سکتی ہو"

حیا تو جھنجھلا گئی

"تو کان کھول کر سن لو حورعین شانزل ابراہیم تمہارے بھائی شاہ زر جہانزیب جو کہ میرے شوہر کے عہدے پر فائز ہیں، انتہائی ان رومنٹک اکھڑ اور روکھے مزاج کے شوہر ہیں"

باہر کھڑا جو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ یقینا ساری خطائیں گنوائے گی مگر وہ بھول گیا تھا اسے ہر الٹی بات کی امید رکھی جا سکتی تھی

حورعین کھکھلائی

"شرم کرو لڑکی "

"تمہیں ہی شوق تھا شکایتیں سننے کا "

اس نے سچ ہی کہا تھا اسے اب کوئی شکایت نہیں تھی اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ وہ صرف اس کا ہے ، اس کی روح کے سکون کے لیے یہ بہت تھا

شاہ زر گلا کنکھار کر اندر داخل ہوا سب ناشتہ وغیرہ میں مصروف ہو گئے شاہ زر اور شانزل آفس کے لیے نکلے

-------------

ڈور بیل کی آواز پر حیا نے دروازہ کھولا سامنے موجود ہستی کو دیکھ کر وہ گنگ رہ گئی

" ابو آپ؟"

سامنے زمان عبیر بھی اسے دیکھ کر چونک گئے

"تم واپس کب آئیں؟"

" میں؟"

" ہاں تم "

"آپ اندر آئیں"

اندر آنے کے بعد انہوں نے پھر پوچھا

" تم کل کہاں گئی تھی ؟ اور کب واپس آئیں؟"

" میں کل رات نو بجے واپس آگئی تھی "

جان کر پہلا سوال نظر انداز کیا اپنی ذات کا تماشا کم از کم ان کے سامنے نہیں لگا سکتی تھی

"کہاں ہے وہ ناہنجار"

وہ دہاڑے تھے ان کی دہاڑ پر سبھی ہال میں آگئے وہ جارحانہ انداز میں اشعر کی طرف بڑے

"تم نہ عقل انسان، تم بتا نہیں سکتے تھے یہ واپس آگئی ہے ہاں؟"

حیا نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا

"میں کل سے لے کر ابھی تک خوار ہو رہا ہوں رات بھر پاگلوں کی طرح پولیس کے ساتھ سڑکیں ناپ رہا ہوں، کل تو گھر آکر اتنی باتیں سنا کر گئے تھے تم سے یہ نہیں ہوا کہ فون کر کے بتا دو کہ یہ واپس آگئی"

حیا ہکا بکا کھڑے سن رہی تھی

"مجھے کیسے پتہ ہوتا کہ آپ کو 24 سال بعد میری دھمکیوں کی وجہ سے بیٹی یاد آ جائے گی ویسے آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جا کر اپنے بیٹے کو یہ خبر کر دیں حیا شاہ زر اپنی زندگی میں خوش ہے، اللہ کے فضل سے اسکا شوہر اس کا بہت خیال رکھتا ہے، عاطف زمان کا منصوبہ بری طرح سے ناکام ہوچکا ہے"

حیا چونکی تو کیا وہ جانتا تھا

"کون سا منصوبہ؟"

زمان عبیر نے پوچھا

" کبھی آپ نے اپنی بیٹی سے نفرت کرنے کے علاوہ اپنی بیٹے کی تربیت پر دھیان دیا ہوتا تو یہ سوال نہ پوچھنا پڑتا، اپنے بیٹے سے جا کر یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ ہر شوہر زمان عبیر جیسا درندہ نہیں ہوتا کچھ شوہر شادی کے بعد بیوی کو بیوی کا درجہ بھی دیتے ہیں"

" زبان کو لگام دو اشعر احمد"

اشعر ویڈیو کے بارے میں جانتا تھا

حیا کی سوچ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی

"میری بات ختم نہیں ہوئی آپ اپنے بیٹے سے جا کر یہ بھی کہیے گا کہ سارے بھائی عاطف زمان جیسے بہن کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے نہیں ہوتے، بہن کا گھر توڑنے والے نہیں ہوتے، کچھ بھائی شانزل ابراہیم اور اشعر احمد جیسے بھی ہوتے ہیں، خیر۔۔۔۔۔۔ہماری بے خبری میں وہ اتنا آگے بڑھ گیا مگر اب اگر دوبارہ اس نے میری بہن کا گھر توڑنے کی کوشش کی تو میں اس کا منہ توڑ دوں گا"

سبھی ساکت کھڑے اشعر کے نئے روپ کو دیکھ رہے تھے تبھی لان میں گاڑیوں کی آواز آئی ہے

حیا نے باہر جھانکا اطمینان سے واپس آئی

"حور ذرا کمرے میں آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے"

حورعین نے سمجھ کر سر ہلایا اور کمرے کی طرف بڑھی اشعر اور زمان عبیر اس دوران ایک دوسرے کو ایسے گھور رہے تھے جیسے سالم نگلنے کا ارادہ ہو

جیسے ہی حورعین کمرے میں داخل ہوئی حیا نے کہا

I am sorry hoor

حورعین کچھ سمجھ پاتی اس سے پہلے حیا نے باہر نکل کر دروازہ لاک کر دیا

"حیا دروازہ کھولو،،،، حیا،،، کون آیا ہے باہر "

حیا دوڑتی ہوئی ہال میں آئی

"اشعر تم فوراً شانزل بھائی اور شاہزر کو فون لگاؤ ان سے کہو کہ باہر حیات سکندر آیا ہے، ہانیہ تم عانیہ کو لے کر کمرے میں جاؤ اور خبردار جو کسی نے حور کے کمرے کا دروازہ کھولا"

کہتے ہوئے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑی حیات سکندر آیا ہے سن کر سب ہی بوکھلا گئے اور فوراً ہدایت پر عمل کرنے لگے

کچھ سیکنڈ میں حیا واپس آتی نظر آئی دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف جا رہی تھی اس کے ہاتھ میں گن تھی

"تم کیا پاگل پن کرنے جا رہی ہو"

اشعر برہم ہوا

"جو میں کرنے جا رہی ہوں مجھے کرنے دو"

حیا میری شانزل بھائی سے بات ہوئی ہے وہ آ رہے ہیں "

اتنے میں ڈور بیل بجی

یقیناً حیات سکندر ہی تھا

"ایک دم خاموش اشعر احمد میرے پاس بحث کا وقت نہیں ہے اور خبردار جو تم باہر آئے"

کہہ کر ہی دروازے کی طرف جانے لگی تو اشعر نے اسکا بازو تھام لیا

" میں تمہیں نہیں جانے دوں گا "

"مجھے کچھ نہیں ہو گا ، اشعر یہاں وہ مجھ سے بدلہ لینے نہیں آیا ہے حور کو اندر رہنے دینا"

ایک مرتبہ پھر فضا میں ڈور بیل کی آواز گونجی

"میرا ہاتھ چھوڑو اشعر احمد"

حیا غرائی تھی

"میں نہیں چھوڑوں گا"

اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا اور پھر کیا تھا حیا نے پوری قوت سے دوسرا ہاتھ گھما کر تھپڑ جڑ دیا تھا اسے

"حور کی جان خطرے میں ہے، اب اگر تم نے مجھے روکا تو حیات سکندر مجھے نقصان پہنچائے یا نہ پہنچائے میں خود کو شوٹ کر لوں گی"

کہہ کر حیا نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر دروازہ کھولا اور باہر نکل کر دروازے کو بند کر دیا ایک زور دار دھکا حیات سکندر کو مارا

" میری بات۔۔۔"

اسنے حیات سکندر کی بات درمیان سے کاٹ دی

" تم مجھے جانتے نہیں ہو حیات سکندر "

حیا نے اسکے سر پر گن تان دی

"ابھی فوراً چلے جاؤ "

"مجھے صرف حورعین۔۔۔۔"

اس کی بات پر حیا نے دانت پیسے

" اپنی زبان سے میری حور کا نام مت لو، شاہ زر اور بھائی تمہارا انتظام بعد میں کریں گے اگر تم نے میری حور کے بارے میں سوچا بھی تو عبرت کا نشان بنا دوں گی، یہ محض دھمکی نہیں ہے میں ایسا کر بھی سکتی ہوں، یقین جانو مجھے اپنی جان کی ذرا بھی پروا نہیں ہے ابھی کی ابھی دفع ہو جاؤ "

حیات سکندر نے ایک گہری سانس لی اور ایک قدم آگے بڑھا

ایک لمحے غور سے حیا کی آنکھ میں دیکھا

جہاں ضد ہلکورے لے رہی تھی

حیات سکندر نے ایک گہری سانس خارج کی اور پلٹ کر چلا گیا۔حیا کے لیے یہ تعجب کی بات تھی کہ وہ بغیر کسی حجت کے چلا گیا۔

وہ وہیں دہلیز پر بیٹھ گئی۔حیات سکندر سے کچھ بعید نہ تھی کچھ بھی ہو سکتا تھا۔جب شانزل کی مرسیڈیز اندر آئی تب حیا کی جان میں جان آئی۔

"اوہ بھائی خدا کا شکر ہے آپ آ گئے۔"

"کیا ہوا؟ کہاں ہے حیات سکندر؟ تم۔۔۔تم باہر کیوں بیٹھی ہو؟" شانزل آتے ہوئے شانزل نے جتنے سوال منہ میں آئے پوچھ لیے۔

سب ٹھیک ہے حور اندر ہے۔"آگے کچھ بھی سنے بغیر شانزل اندر چلا گیا۔کمرے سے حور کی آواز آرہی تھی حیا بھی اندر چلی آئی۔پیچھے سے شاہ زر حواس باختہ سا اندر داخل ہوا۔شانزل نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا۔حورعین تو چونک گئی۔

"آپ کب آئے؟! ایک منٹ تم نے مجھے اندر لاک کیوں کیا؟"

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔"حیا کچھ جواب دیتی اس سے پہلے ہی زمان عبیر بول اٹھے۔

یہ ہو کیا رہا ہے سب ان کی موجودگی کو فراموش کر چکے تھے۔

"خیر جو بھی ہو رہا ہو، ایک بات میری کان کھول کر سن لو اشعر دوبارہ میرے گھر اس کے تعلق سے" انہوں نے انگلی سے حیا کی طرف اشارہ کیا۔"کوئی بھی دھمکی دینے کی کوشش مت کرنا آئی سمجھ اب اس کی شادی ہو چکی ہے۔اب یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔"حیا کے چہرے پر سایہ لہرایا جسے صرف شاہ زر نے محسوس کیا۔اشعر استہزائیہ ہنسا۔

"حیا کی ذمہ داری لینے کی آپ کی اوقات ہے کیا؟" اس نے بہت سخت بات کہہ دی تھی۔زمان عبیر کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا۔وہ اسے تھپڑ مارنے کے لیے آگے بڑھے ہی تھے جب حیا درمیان میں آگئی۔

"بس کیجیے تماشا لگانے سے کیا حاصل ہو گا لیکن آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو چکا ہے۔"

"اس سے پہلے مجھے تمہیں تھپڑ لگانا چاہیے مجھے تمہاری وجہ سے کل تک جو لڑکا میرے سامنے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا آج سر اٹھائے کھڑا ہے۔ صحیح کہتی ہے نائلہ بہت ڈھیٹ اور کپٹی ہو تم۔"

"اب آپ حد سے گزر رہے ہیں۔"شانزل کی برداشت یہیں تک تھی۔

"ریلیکس بھائی یہ سب تو مجھے پتا ہے کوئی نئی بات کیجیے۔"پہلا فقرہ شانزل سے کہہ کر باقی کا جملہ زمان عبیر سے کہا۔

"تم چپ کرو۔"اشعر نے حیا کو ڈپٹا۔

"آپ برائے مہربانی یہاں سے تشریف لے جائیں۔"وہ وہاں سے تن فن کرتے چلے گئے۔

"تم یہ گن لے کر کیوں کھڑی ہو؟" حورعین نے پوچھا۔

"حیات سکندر کیوں آیا تھا؟" شانزل نے سوال کیا۔

"واٹ حیات سکندر آیا تھا!"

"تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔"اشعر کا تو رونا ہی الگ تھا۔

"تمہارے ابو کیوں آئے تھے؟" سب ایک ساتھ بول رہے تھے۔گھر کم اور مچھلی بازار زیادہ لگ رہا تھا۔شاہ زر کا ضبط جواب دے گیا

"چپ!!" سب ایکدم چپ ہو گئے۔

"بیٹھو سب" سب ایک ایک کر کے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"حیات سکندر کا کیا معاملہ ہے؟" شاہ زر نے پوچھا تو اشعر نے الف سے ے تک ساری کہانی سنا دی۔ باقی کہانی حیا نے پوری کی۔

تم۔۔۔ تم تھپڑ کھاؤ گئی مجھ سے۔ تم نے اتنا بڑا قدم اٹھایا اگر تم بھول گئی ہو تو یاد دلادوں پرسوں رات کو عزیر حیات کا چہرہ تیزاب سے جھلس گیا تھا تمہیں اندازہ ہے وہ کیا کر سکتا تھا اف خدا کتنی احمق ہو تم!" حورعین تو حیا پر برس پڑی۔

"لیکن اگر حیات سکندر نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو آیا ہی کیوں تھا؟" شانزل نے ذہن میں کلبلاتے سوال کو زبان دی۔

"معافی مانگنے" شاہ زر کی بات سب کو ساکت کر گئی۔"کل صبح حیات سکندر آفس آیا تھا مجھ سے بھی معافی مانگی کہہ رہا تھا عذیر حیات کی حالت اس کے گناہوں کی وجہ سے ایسی ہوئی ہے میں نے صرف خاموشی سے اس کی بات سنی حقیقت میں مجھے اس پر بھروسہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے میں سکیورٹی بڑھوا دیتا ہوں" شانزل میں پر سوچ انداز میں کہا۔

"ہانیہ سامان باندھو ہم ابھی نکل رہے ہیں۔"اشعر کہہ کر اٹھا اور اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔اور حیا اس کے پیچھے۔

"اوئے تمہیں بیٹھے بٹھائے کون سے کیڑے نے کاٹ لیا رکو یار۔"وہ لوگ آدھی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔

"تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے حیا" اشعر نے جیسے یاد دلایا۔

"تم تو بچپن سے ہی مجھ سے تھپڑ کھاتے آئے ہو۔"

"میں بحث نہیں کروں گا۔میں جا رہا ہوں حیا اسے روکنے کے لیے آگے بڑھی جب اس کا پیر پھسلا۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکلی۔حورعین دہل کر آگے بڑھی۔شاہ زر کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔وہ تو اشعر نے برق رفتاری سے اسے تھام لیا ورنہ وہ ایک بار پھر بری طرح گرتی۔حورعین نے دل تھام لیا۔حیا بھی ایک لمحے کے لئے ڈر گئی۔

"وہیں سے ایک تھپڑ لگاؤں اس کے اشعر اتنی بڑی ہو گئی ہے لیکن سیڑھی چڑھنے کی تمیز نہیں ہے اسے۔"حورعین بھنا گئی۔حیا وہی سیڑھیوں پہ پلاٹی مار کر بیٹھ گئی۔

"سب سے پہلے ڈیسائیڈ کرلو کون کس کو کتنے تھپڑ مارے گا"

"اشعر تمہیں عقل سے کام لینا چاہیے یہ کونسا طریقہ ہے آرام سے بیٹھ کر انسانوں کی طرح بات کرو۔"شانزل نے اشعر کو گھرکا وہ شرمندہ سا ہو گیا۔

"اس کے پاس عقل ہوگی تو عقل سے کام لے گا ناں!" حیا کی بات پر اشعر کی ساری شرمندگی اڑن چھو ہو گئی۔

تم تو چپ ہی بیٹھو

"کیوں چپ بیٹھوں؟ تم زمان ہاؤس کیوں گئے تھے ہاں؟ کیوں وہاں پر میرا تماشا لگانے گئے تھے؟!" اشعر بھی وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔

میں وہاں پر تمہارا تماشا لگانے نہیں گیا تھا انہیں آئینہ دکھانا از حد ضروری تھا تاکہ وہاں سے دوبارہ کوئی ایسی حرکت نہ ہو حالانکہ یہ کام تمہارا تھا لیکن تم حیا ہو بالکل غیر متوقع قسم سے جب تمہاری حالت کی وجہ معلوم ہوئی تو دل چاہا کہ دو تھپڑ تمہیں لگاؤں یہ تمہارا کام تھا کہ عاطف زمان کا حشر حشر کر دو مگر نہیں تم تو دیوداس کی لیڈیز ورژن بن کر بیٹھ گئیں۔اوپر سے تم جب ہوش میں آئی تو تم نے شاہ زر بھائی کو فون کیا حور کو فون کیا مگر مجھے نہیں کیا میں پاگلوں کی طرح تمہارے گھر کے چکر لگاتا رہا مگر تم نے نوکروں سے کہہ دیا کہ کوئی بھی آئے تو کہہ دینا کہ حیا گھر پر نہیں ہے کیوں؟ تم لاوارث نہیں ہو حیا۔۔کم از کم جب تک میں زندہ ہوں تب تک تو نہیں ہو۔ہم دونوں بچپن سے ساتھ ہی بچپن سے ایک دوسرے کا ہر راز جانتے ہیں۔میں نے تم سے کبھی کچھ نہیں چھپایا تو تم نے مجھ سے باتیں کیوں چھپائیں۔تم بس ایک بار مجھے آواز دیتی کیا میں نہیں آتا یہ مسئلہ بہت بہتر طریقے سے تحمل کے ساتھ حل ہو سکتا تھا۔مگر تم انتہا کی جذباتی ہو تم مجھ سے کہہ کر تو دیکھتیں تم مجھے صرف غصہ نکالنے کے لیے بلاتی ہو کیوں؟ میں تمہیں بیوقوف نظر آتا ہوں؟" عشر کی بات پر حیا نے مسکراہٹ روک کر پورے شدومد سے اثبات میں سر ہلایا۔وہ جو اتنی جذباتی تقریر کر رہا تھا۔ جھنجلا گیا۔

"دفع ہو جاؤ حیا کی بچی لعنت ہو مجھ پر جو ہر دفعہ مار کھانے کے بعد تمہارے پاس دوبارہ آ جاتا ہوں۔"

ہاں تو کیوں آئے ہو

نہیں آؤں گا اب

اور اگر آئے تو حیا نے جیسے چلینج کیا۔

"تو مجھ سے بڑا بے وقوف اس دنیا میں کوئی نہ ہو گا۔ چاہے تم کتنی ہی تکلیف میں کیوں نہ ہو۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"جاؤ جاؤ۔" حیا نے بھی کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی مگر کراہ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔ حشر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ پیر پکڑے بیٹھی تھی۔ وہ فوراً اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا ہے؟ پیر دکھاؤ!" پنجے میں تشویش تھی۔ حیا سر اٹھا کر مسکرائی اور ہانک لگائی۔

"ہانیہ ذرا دنیا کے سب سے بڑے بیوقوف کا نام تو بتاؤ۔" سب ہی ہنس پڑے۔

"اشعر احمد" ہانیہ نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔ اشعر نے حیا کی شرارت سمجھ کر پہلے تو اسے گھورا مگر پھر خود بھی ہنسنے لگا۔

"تف ہے تم پر اشعر احمد" خود کو ملامت کی۔

"چلو بھائی زوروں کی بھوک لگی ہے میں کھانا آرڈر کرتا ہوں۔" شانزل کہہ کر کھانا آرڈر کرنے لگا۔

--------------

دوپہر کا کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔حورعین کھانا کھا کر اٹھی ہی تھی کہ اسے زور کا چکر آیا۔حیا نے گرنے سے پہلے اسے تھاما لیکن وہ حواس کھو چکی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ دونوں زمین بوس ہوتیں۔شاہ زر اور شانزل ان کی طرف بڑھے۔

"حور آنکھیں کھولو حور" شانزل نے اور بے چینی سے پکارا۔اسے دیکھ کر تو حیا بھی سفید پڑ گئی۔

"میری حور شاہ زر۔"شاہ زر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تسلی دی۔

"اشعر فوراً ڈاکٹر کو فون کرو۔شانزل تم صنم کو کمرے میں لے کر چلو۔"کمرے میں جانے کے بعد چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔حورعین نے آنکھیں کھولیں تو سب کی جان میں جان آئی۔

"ٹھیک ہوں میں" حورعین نے تسلی دینی چاہی لیکن نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔شانزل نے اس کا ہاتھ تھامے رکھا تھا جیسے چھوڑے گا تو وہ کہیں چلی جائے گی۔اتنے میں اشعر ڈاکٹر کے ساتھ داخل ہوا۔

"آپ لوگ ذرا باہر جائیں میں چیک کر لوں" ڈاکٹر پیشہ وارانہ انداز میں کہہ رہی تھی جسے سن کر حیا کا منہ بن گیا لیکن وہ سب کے ساتھ باہر آگئی۔پریشان تو سب ہی تھے مگر جتنی دیر ڈاکٹر چیک اپ

کر رہی تھی حیا جلے پاؤں کی بلی بنے یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔عانیہ جو کہ اشعر کی گود میں تھی۔توجہ نہ ملنے پر رونے کی تیاری کرنے لگی۔اشعر اسے بہلانے لگا تبھی دروازہ کھلا ڈاکٹر نے مانو اندر آنے کی اجازت دے دی۔سب ہی اندر داخل ہوئے۔

"پریشانی کی بات نہیں ہے شی از پریگننٹ۔اس کنڈیشن میں ایسا ہوجاتا ہے اٹس نارمل۔"ڈاکٹر نے جیسے کوئی بم پھوڑا تھا۔شانزل کے چہرے پر طمانیت بھری جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔سبھی کے چہرے کھلے۔حیا کو چند لمحوں بعد ہوش آیا تھا جیسے ہی اسے ہوش آیا۔اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیسے ری-ایکٹ کرے۔اس نے ایک زور دار چیخ ماری۔

"آ آ آ۔۔۔"اور حورعین سے لپٹ گئی اور اپنے مخصوص انداز میں چٹا چٹ اس کے دونوں رخسار چوم لیے۔حورعین جو سب کی موجودگی کی وجہ سے نروس ہو رہی تھی۔حیا کی حرکت پر مزید سرخ ہو گئی۔اور پھر پتہ نہیں عانیہ کو کیا سوجھی کہ اس نے ایک زور دار چیخ ماری۔جی ہاں آپ صحیح سمجھ رہے ہیں۔اس نے حیا کو کاپی کرنے کی کوشش کی تھی۔چونکہ وہ اس وقت اشعر کی گود میں تھی۔اسی لیے اس نے اشعر کے گال پر حملہ کیا اور تبھی اشعر بھی چیخا۔کیوں کہ عانیہ نے اس کا رخسار چوما نہیں تھا بلکہ اپنے نئے نئے نکلے چار دانتوں سے کاٹا تھا۔اب عانیہ تو تھی ہی بچی اس نے اپنی سمجھ کے حساب سے حیا کو کاپی کیا تھا۔مگر یہ اشعر کو کافی بھاری پڑا تھا۔اشعر کی حالت اور عانیہ کی شرارت پر سب قہقہے لگانے لگے۔

"اف خدا یہ تو دوسری حیا ہے" شانزل نے کہا تو اشعر چونک گیا۔

"نہ کریں بھائی ایک برداشت نہیں ہوتی اف ہانیہ اسے حیا سے دور رکھو مجال ہے جو اس نے ہماری کاپی کی ہو۔" حیا چڑ گئی۔

"تم سے تو میں بعد میں نمٹوں گی۔"حورعین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اوہ حور میں بہت خوش ہوں میں۔۔۔میں بے بی کی ساری شاپنگ کروں گی۔۔۔اس کا کمرہ، اس کے کپڑے سب میں ریڈی کروں گی اور۔۔۔اور میں اس کے ساتھ کھیلوں گی بھی اور۔۔۔اور اس کو اسکول بھی میں ہی لے کر جاؤں گی۔"وہ بے حد ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔

"لگے ہاتھوں بے بی کی شادی میں کون سا ہال بک کرنا ہے یہ بھی ڈیسائیڈ کرلو" اشعر نے ٹکڑا لگایا تو وہ جھینپ گئی۔پھر بولی وہ تو میں کہیں لوں گی مگر پہلے بھی وہ ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی آپ مجھے پہلے do's and don'ts کی لسٹ بنوادیں اور حور کے لیے diet chart بھی بتا دیں۔چلو ہانیہ اٹھو۔"

"ہیں مجھے کیوں ساتھ لے جا رہی ہیں آپ؟"

"افوہ مجھے اب کہاں پڑھنا لکھنا آتا ہے اٹھو بھی کتنی دیر لگاؤ گی" حیا کی بات پر سب کے چہرے متغیر ہوئے لیکن سب نے نارمل ری-ایکٹ کیا۔اشعر، حیا، عانیہ، ہانیہ ڈاکٹر کے ساتھ کمرے سے باہر نکلے تو شاہ زر حورعین کے پاس آیا۔

"خوش رہا کرو میری بچی، میری ساری دعائیں تمہارے لیے ہیں۔خدا تمہیں ہر خوشی سے نوازے" اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ایک باپ کی طرح دعائیں دیں اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

شانزل نے گلا کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا حورعین نے شرما کر پلکوں کی جھالر گرادی۔
شانزل نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"تھینک یو حور تھینک یو ویری مچ" حورعین نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔

"میں اب بے بی کا بہت خیال رکھوں گی آئی پرامس"

"اور میں بے بی کی ممی کا بہت خیال رکھوں گا"

"اور میں بے بی کے بابا کا بھی بہت خیال رکھوں گی۔شان ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو ناں میری جان"

"جب۔۔۔جب میرا مس کیرج ہوا تھا۔تب آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہوگا ناں کہ میں آپ کے بچے کا خیال نہیں رکھ سکی۔"شانزل نے ایک گہری سانس لی اور اس کے بال سہلائے۔

"اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔وہ خدا کی مرضی تھی اور رہی بات غصہ ہونے کی تو مجھے غصہ نہیں آیا تھا بس دکھ ہوا تھا جو ہر باپ کو ہوتا ہے۔لیکن اتنا ہی دکھ تمہیں بھی ہوا تھا تم قصوروار نہیں ہوں میری جان، دیکھنا خدا ہمیں ایک نیک اور صالح اولاد سے نوازے گا۔"اور حورین کے دل میں ڈھیروں سکون اتر گیا۔اس نے چپکے سے دل میں آمین کہا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

رات کے کھانے کے لئے شاہ زر کے گیسٹ آرہے تھے۔حیا اور ہانیہ پانچ بجے سے تیاری کرنے لگیں۔ دوپہر میں جو خوشخبری کی آمد ہوئی تھی۔خوشی ہر ایک کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔حورعین وہیں سب کے درمیان بیٹھی تھی۔

"حور آج سے تم کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤ گی۔کھانا بھی ڈائٹ چارٹ کے حساب سے کھاؤ گی۔بھائی آج میں نے ایک لسٹ بنائی ہے پلیز لا دیجئے گا اور حور ڈاکٹر نے تمہیں سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے منع کیا ہے اس لیے تمہارا سامان میں ابھی تھوڑی دیر میں نیچے شفٹ کر دوں گی" شانزل ٹھٹکا مگر حیا نے بات جاری رکھی۔

"اور میں۔۔۔"

"بریک لگاؤ حیا اور خبردار جو تم نے میری بیوی پر قبضہ جمانے کی کوشش کی بلکہ حور کے ساتھ میں بھی اسی کمرے میں شفٹ ہو جاؤں گا۔"حیا نے منہ بسورا۔

"پہلے سن تو لیا کریں۔نہیں کر رہی آپ کی بیوی پر قبضہ اور میں کہہ رہی تھی کہ میں حور کے پاس والے بیڈروم میں آ جاؤں گی۔"سب نے جاندار قہقہہ لگایا۔

اسی طرح رات کے کھانے کا وقت بھی ہو گیا۔شاہ زر کے گیسٹ کی آمد بھی ہوگئ۔حیا تو گیسٹ کے نام پر لڑکی کو دیکھ کر چونک گئ۔لڑکی کیا تھی نیلم پری تھی جو شاید آسمان سے سیدھا فردوس بریں میں اتری تھی۔وہ گولڈن بالوں اور دودھ جیسی سفید رنگت کے ساتھ ماحول پر چھائی ہوئی لگ رہی تھی۔شاہ زر نے اس کا تعارف اپنی بزنس پارٹنر کے طور پر کرایا۔انجیلینا آپ نے موتی جیسے سفید

دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے سب سے ملی مگر حیا کو اس کی مسکراہٹ بہت بری لگی۔حیا کو خود پر بہت غصہ آیا کیا ضرورت تھی اسے ماسیوں والے حلیے میں گھومنے کی۔

اتنے میں کھانا بھی لگ گیا وہ شاہ زر جو مسکراتا کم تھا۔اینجلینا کی باتوں پر بے دریغ قہقہہ لگا رہا تھا۔ اس کا ہر قہقہہ حیا کو سلگا جاتا۔وہ اس قدر بے تکلف ہو کر شاہ زر سے باتیں کر رہی تھی اور انتہا کا کم گو شاہ زر بھی مسلسل بول رہا تھا۔حیا کا بدن ایک اندیکھی آگ میں جل رہا تھا۔وہ جب بھی باتوں کے درمیان شاہ زر کو 'اوہ شازی' کہہ کر مخاطب کرتی حیا کا دل چاہتا ہے کہ اس کا منہ نوچ لے۔مگر شاہ زر صاحب بھی تو وارے نیارے ہوئے جا رہے تھے۔شہر باتوں میں اتنا مگن تھا کہ اس کی پلیٹ میں سارا کھانا ایسے ہی پڑا رہا۔

انجلینا کے والد برٹش تھے اور والدہ پاکستانی تھیں۔اس لیے وہ ٹوٹی پھوٹی اردو بول لیتی تھی جاتے وقت جب اس نے انتہائی شستا انگریزی میں شاہ زر سے کہا

"اوہ شازی تم کبھی اپنی وائف کو میرے گھر لے کر آؤ ناں!" وہ حیا کی ٹھوڑی پکڑ کر ایسے کہہ رہی تھی جیسے حیات کوئی بچی ہو اس وقت ہے حیا کا دل چاہا کہ سنگ مرمر کا بھاری بھرکم ڈائننگ ٹیبل اس کے سر پر دے مارے۔مگر حیا نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا

"جی باجی ضرور میں اور آپ کے بھائی ضرور آئیں گے۔"شانزل نے بمشکل اپنی ہنسی روکی مگر اشعر نے اس کی بھی زحمت نہیں کی۔وہ زور دار قہقہہ لگا گیا اور شانزل کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔انجیلینا نے

کچھ سمجھی اور نہ سمجھی کی کیفیت میں شاہ زر کی طرف دیکھا۔شاہ زر نے yes of course کہہ کر بات ختم کی طرح اینجلینا رخصت ہوئی۔

-----------

رات جب حیا کمرے میں آئی تو شاہ زر موبائل میں محو گفتگو تھا۔اس نے عجلت بھرے انداز میں فون رکھا اور کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔حیا نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا اس گھر کے نوکر بھی مجھ سے اچھے حولیے میں رہتے ہیں حیا کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے کم ازکم اچھے کپڑے پہن سکتی تھی۔ تبھی شاذر واش روم سے باہر نکلا وائیٹ جینز پر بلو ہائی نیک ٹی شرٹ میں وہ دل چرا لینے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔اس نے جلدی جلدی بالوں میں برش پھیرا گھڑی پہنی جیکٹ پہنی اور پرفیوم چھڑکنے لگا تبھی اس کا فون بجا۔

اس نے فون رسیو کیا اور yes yes I am coming Angelina کہا۔یعنی وہ اس سے ملنے جا رہا تھا یہ ایک جملہ حیا کو دہکتے شعلوں پر دھکیل گیا۔حیا نے جھپٹ کر اس سے موبائل چھینا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔اور پرفیوم کی بوتل بھی لے کر زمین پر دے ماری شاہ زر جب شاک سے باہر نکلا اور کہا

"واٹ دا ہیل کیا کر رہی ہو؟" حیا نے کہا

"میں آپ کو نہیں جانے دوں گی"

"واٹ" حیا کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔حیا نے اس کی جیکٹ کی زپ کھول دی اور ہاتھوں سے بال بکھیر دیے۔شاہ زر نے اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑ کے پشت سے لگا دیے جس سے وہ اس کے انتہائی قریب ہوگئی۔

"میں نے تم جیسی احمق بیوی کہیں نہیں دیکھی جو شوہر کو روکنے کے لئے ایسی حرکتیں کرتی ہو۔"حیا نے اس کے جملے پر غور نہیں کیا بس احمق سن کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔اس نے جھٹکے سے خود کو چھڑوایا۔

"میں احمق نہیں ہو حیا ہوں آپ کی بیوی میں بھی دیکھتی ہوں آپ اس چڑیل سے کیسے ملنے جاتے ہیں

حیا غرائی اور پھر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی شاہ زر کی گاڑی کی چابی اٹھائیں اور جھپاک سے کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔اور شاہ زر منہ کھولے کھڑا رہ گیا۔

-------------

ہمیشہ کی طرح حیا جو دل میں آیا کر تو آئی مگر اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اگر شاہ زر مجھ سے ناراض ہو گئے تو؟ حیا کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔میں انتہائی بے وقوف احمق پاگل اور کوڑھ مغز ہوں اف اللہ شاہ زر مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔نہیں میں معافی مانگ لیتی ہوں۔بس حیات و زندگی بھر معافیاں ہی مانگتی رہنا۔کمرے کا دروازہ کھولتے وقت اس کا ہاتھ کانپا مگر پھر اس نے خود کو ڈپٹا میں ڈرپوک نہیں ہوں میں حیا ہو زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا وہ ڈانٹیں گے ہی ناں کچا تھوڑا ہی

چبا جائیں گے۔حیا نے دروازہ کھولا۔وہ دروازے کے سامنے ہی ہاتھ باندھے کھڑا تھا جیسے اسے پتہ تھا کہ وہ آنے والی ہے۔حیا سر جھکا کر کان پکڑے

"ایم سوری مجھے آپ کے ساتھ ایسا بی ہیو نہیں کرنا چاہیے تھا پلیز ناراض مت ہوئیے گا" حیا کو لگا وہ مبہم سا مسکرایا۔شازر آگے بڑھا اور حیا سے دو قدم کے فاصلے پر رکا اور اس کے سامنے اپنی مضبوط ہتھیلی پھیلائی۔حیا نے گاڑی کی چابی اس کی ہتھیلی پر رکھ دی وہ ہلکا سا جھکا۔

"پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس فوراً ریڈی ہو کر نیچے آؤ" حیا نے چونک کر سر اٹھایا وہ مسکرا رہا تھا۔

"بے فکر رہو ہم اینجلینا کے پاس نہیں جائیں گے اور ہاں نو میک اپ نو جیولری۔"وہ کہہ کر رکا نہیں چلا گیا ہاں فورا حور کے کمرے کی طرف دوڑی۔

"کیا ہوا حیا؟"

"حور پلیز مجھے کوئی ڈھنگ کا سوٹ سلیکٹ کروا دو" حور عین مسکرائی۔

"رکو میرے پاس ایک ہے میں لے کر آتی ہوں شاہ کمرے میں ہیں؟"

"نہیں"

"اچھا تم کمرے میں چلو میں لے کر آتی ہوں"

"تم آؤ جلدی سے تب تک میں شاور لے لوں" جب حیا شاور لے کر نکلی تب حور عین اس کے انتظار میں تھی۔

"یہ لو یہ پہن لو" حورعین نے اس کے سامنے لال رنگ کی نائٹی کی اور حیا کا دماغ گھوم گیا۔

"اف حور یہ واہیات نائٹی پہن کر جاؤں گی میں شاہ زر کے ساتھ"

"اچھا تم باہر جا رہی ہو مجھے لگا کہ تم" حورعین نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔حیا کے گھورنے پر حورعین نے کہا

"اچھا رکو" پھر اس نے وارڈروب میں سے کالی شیفون کی ساڑھی نکالی۔جس پر دور دور آئینے لگے ہوئے تھے جو دمک رہے تھے۔

حور میرے پاس صرف نو منٹ ہیں۔ساڑھی کیسے پہنوں؟"

"تم بلاؤز وغیرہ چینج کر آؤ باقی میں تمہیں دو منٹ میں ریڈی کرتی ہوں" اس طرح وہ صرف پندرہ منٹ میں شاہ زر کے سامنے موجود تھی۔بال چونکہ نم تھے اس لئے کھلے ہیں رہنے دیے تھے۔شاہ زر ڈرائیو کر رہا تھا اور حیا کو پروا نہیں تھی کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔اس کے سکون کے لیے شاہ زر کا ساتھ ہی کافی تھا۔کچھ دیر بعد جب گاڑی رکی تو شاہ زر کی آواز میں اسے سوچوں کے بھنور سے نکالا۔وہ سوچوں میں اتنی غلطاں تھی کہ اسے گاڑی روکنے کا احساس بھی نہیں ہوا۔

"حیا سینڈل کار میں اتار دو" حیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا وہ بھی جوتے موزے اتار رہا تھا۔خیالی جھک کر سینڈل اتارنی چاہی لیکن سینڈل میں بکل والی اسٹریپ تھی۔اسے یاد نہیں آیا کہ بکّل کیسے اترتی ہے اور اس ایک لمحے میں حیا کو آسمان سے زمین پر لا پٹخا۔

اس نے اسٹریپ کھینچ کر کھولنے کی کوشش کی مگر نہیں کھلی

حیا کے اندر کوئی بہت زور سے ہنس کر اس کا مذاق اڑا رہا تھا

" ہاہاہا۔۔۔۔تم۔۔۔۔تم۔۔۔حیا تم ایک سینڈل کا سٹریپ نہیں کھول سکتی ہو اور تمہیں شاہ زر جہانزیب کی چاہ ہے؟ اسے حاصل کرنا چاہتی ہو؟۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔کیا تم اس کے لائق ہو؟۔۔۔۔۔"

غصے میں آکر حیا نے سینڈل کھینچنی شروع کی

"اب اس سے کیوں لڑ رہی ہو ؟"

آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تو شاہ زر اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولے جھک کر پوچھ رہا تھا

حیا نے شرمندگی سے سر جھکایا

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔سینڈل کی سٹریپ۔۔۔کھولنے۔۔۔۔۔نہیں آ۔۔۔رہی ہے "

اٹک اٹک کر جملہ مکمل کیا اور آنسوؤں کو بہت مشکل سے روکا لہجہ ایسا تھا جیسے بڑے گناہ کا اعتراف کر رہی ہو اور پھر اگلے لمحے حیا نے دیکھا شاہ زر جھک کر اس کی سینڈل کی اسٹریپ کھولنے لگا حیا بس اسے دیکھ کر رہ گئی

" سینڈل کھینچ کھینچ کر پورا پاؤں سرخ کر لیا ہے، تھوڑا کم جلا کرو"

وہ ہنس کر کہہ رہا تھا اگر حیا موڈ میں ہوتی تو ضرور جواب دیتی مگر اس کا موڈ بری طرح آف ہو چکا تھا اس نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا

"چلیں"

کہہ کر شاہ زر نے اپنی مضبوط ہتھیلی حیا کے آگے پھیلائی حیا نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور ساڑھی سنبھالتی باہر نکلی باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا نے استقبال کیا وہ لوگ سمندر کے کنارے آئے تھے مگر اسے پیروں کے نیچے ریت محسوس نہیں ہو رہی تھی

حیا نے گردن جھکا کر نیچے دیکھا تو پیروں کے نیچے گلاب کی پنکھڑیاں بچھی ہوئی تھی وہ دونوں چھوٹے چھوٹے قدم لیتے آگے بڑھنے لگے اس کا ہاتھ اب بھی شاہ زر کے ہاتھ میں تھا

بہت تجسس سے حیا نے اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا مگر وہاں ایسے ہی تاثرات تھے جن سے اندازہ لگانا ناممکن بات تھی

اس نے ایک گہری اور تھکی ہوئی سانس لی اس کے اعصاب کو سکون پہنچانے کے لیے یہ سب کافی نہ تھا یہ خوبصورت رات، یہ ٹھنڈی ہوا، یہ سمندر، یہ گلاب سے سجا راستہ، یہ چاند، یہ ستاروں بھرا آسماں۔۔۔ مگر یہ سب کچھ اس کی خوشی کا باعث تو نہیں تھے۔۔۔ اس کی خوشی؟ اس کی خوشی تو کچھ اور تھی۔۔۔

اس کے اندر پھر کوئی بہت زور سے چینخا

" یہ شخص کسی اور کا نہیں ہے تو کیا ہوا؟ تمہارا بھی تو نہیں "

اسی ایک لمحے میں حیا کے دل نے وہ فیصلہ لیا جو وہ پچھلے 6 مہینوں سے نہیں لے پا رہی تھی شاہ زر اسے لیے ایک چبوترے پر آیا چبوترا تین سیڑھیوں کے اوپر بنا ہوا تھا چاروں کونوں پر ستون تھے جو مہکتے گلابوں سے ڈھکے ہوئے تھے چھت پر ننھے ننھے قمقمے چمک رہے تھے درمیان میں کھانے کی گول میں پر موم بتی روشن تھی

شاہ زر نے حیا کو ایک کرسی پر بٹھا کر خود دوسری کرسی سنبھالی

ایک لمحے کو اسے غور سے دیکھا

"میرے خیال میں تمہیں یہ سب پسند نہیں آیا"

" یہ سب بہت خوبصورت ہے"

شاہ زر کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ ابھر کر غائب ہوئی

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ سب خوبصورت ہے یا نہیں، میں نے پوچھا کہ یہ تمہیں پسند آیا یا نہیں۔۔۔ خیر۔۔۔"

ہلکی پھلکی باتوں میں کھانا ختم ہوا حیا کا ذہن اپنے فیصلے پر ہی اٹکا ہوا تھا کھانے کے بعد وہ دونوں چبوترے کے کنارے کھڑے دور ٹھاٹھے مارتے سمندر کو دیکھ رہے تھے

"حیا میں تمہیں یہاں اسی لئے لے کر آیا ہوں کیونکہ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہے "

حیا ایک تھکی سی سانس خارج کی

"مجھے بھی آپ سے کچھ بات کرنی ہے، صبح سے اتنا کچھ ہوا کہ موقع ہی نہیں ملا "

"بولو میں سن رہا ہوں "

شاہ زر کل رات آپ یقینا حیات سکندر کی وجہ سے کافی پریشان تھے ،،، یہ بات مجھے نہیں پتہ تھی اور۔۔۔اور میں ایک جذباتی لمحے میں کمزور پڑ گئی اور بہت سی بکواس کر گئی"

وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے شرمندگی بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی شاہ زر نے 'جذباتی لمحے" اور 'بکواس' لفظ پر بھنویں سکیڑی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا کیا وہ سب بکواس تھی

حیا نے بات جاری رکھی

" سچ میں۔۔۔۔وہ سب میں نے آپ سے ہمدردی سمیٹنے کے لیے نہیں کہا تھا "

شاہ زر کے ذہن نے لمحے بھر میں ساری جمع تفریق کرلیں اور اسے ساری تمہید کا مطلب سمجھ میں آیا

"میں نے کبھی آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہا مگر ایسا ہو نہیں سکا مجھے پتا ہے کہ میں کئ مرتبہ آپ کی پریشانی کا باعث بنی ہوں"

" تم کہنا کیا چاہتی ہو"

یہ سوال نہیں تھا یہ تنبیہہ تھی کہ آگے کے جملے سوچ سمجھ کر کہنا مگر حیا نے شاید محسوس ہی نہیں کیا

"میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں اپنے عیبوں اور خامیوں سے بخوبی واقف ہوں اپنے مکمل اور بافخر ہمسفر کے ساتھ زندگی کی خوشیاں سمیٹنے کا حق ہر کسی کو ہے اور آپ کو بھی ہے اس حقیقت کو قبول کرنے میں مجھے کافی وقت لگا مگر میری طرف سے اب آپ پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوگا "

وہ بہت بے رحم بنی اپنے دل پر خنجر چلا رہی تھی

"اچھا؟"

کہہ کر شاہ زر استہزائیہ ہنسا

حیا کو لگا سامنے موجود سمندر کی طرح ہی ایک غم کا سمندر اس کے دل میں ابل رہا ہے جسے آنکھوں کے ذریعے بہنے سے وہ بہت مشکل سے روک رہی تھی

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو لیکن اگر میں۔۔۔کسی مکمل اور بافخر ہمسفر کے ساتھ خوشیاں سمیٹوں تو تمہارا کیا ہوگا؟ کیا تمہیں مجھ سے کچھ نہیں چاہئے؟"

وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی مگر شاہ زر کے طنزیہ لہجے نے اس کے دل پر کاری ضرب لگائی

کل اس نے اپنی ساری کمزوریاں شاہ زر پر عیاں کردی تھی اور شاہ زر نے اس کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھا تھا

وہ جانتا تھا

سب جانتا تھا۔۔۔پھر بھی۔۔۔

حیا نے جان کر پہلا سوال نظر انداز کیا اور اپنی تمام تر قوت اکٹھا کر کے کہا

"کل میں نے آپ سے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو میں خود سے بھی کہنے سے ڈرتی تھی اور میں آپ سے صرف اتنا چاہتی ہوں کہ آپ ان باتوں کو لے کر کسی کے سامنے میرا تماشہ مت بنائیے گا، میری ذات کا بھرم دنیا کے سامنے قائم رہنے دیجئے گا"

پوری کائنات میں حیا زمان واحد لڑکی تھی جس کے آگے شاہ زر جہانزیب کا صبر جواب دے جاتا تھا آج بھی وہی ہوا اس کا صبر جواب دے گیا

اس نے حیا کا بازو پکڑ کر جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کیا

"تمہیں کیا لگتا ہے میں اتنا گرا ہوا ہوں کہ دنیا کے سامنے تمہارا تماشہ بناؤں گا؟ تمہاری ذات کا غرور توڑوں گا؟"

"جواب دو"

لہجہ بلا کا سخت تھا حیا گڑ بڑا گئی

"م۔۔۔میں۔۔۔میں"

" بولو حیا۔۔۔ تمہیں جو کہنا تم کہہ چکی ہو، اب میرے سوالوں کا جواب دو۔۔۔۔تم تو اپنی چیزیں کبھی نہیں چھوڑتی چاہے وہ کپڑے ہی کیوں نہ ہو تو تم مجھ سے دستبردار ہونے کے لیے کیسے تیار ہو گئیں؟ تم بلا کی ضدی ہو مگر میرے معاملے میں تمہاری ضد کہاں جاتی ہے؟ میرے معاملے میں تم نے ضد کیوں نہیں کی؟"

حیا کے پاس کے تمام سوالوں کے جوابات تھے مگر وہ دینا نہیں چاہتی تھی کیونکہ جوابات دینے سے اس کی ذات کا رہا سہا مان بھی ختم ہو جاتا

شاہ زر نے اسے مزید قریب کیا

نیلی آنکھوں میں اندر تک اتر جانے کا جنون تھا

"جواب دو حیا"

وہ کائنات کا واحد شخص تھا جس کے آگے حیا زمان بے بس ہو جاتی تھی اور آج بھی ہو گئی تھی

"کیونکہ ضد کسی کو حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے،،، مجھے آپ کو حاصل نہیں کرنا تھا بلکہ میں تو آپ کی بن جانا چاہتی تھی"

اس نے اپنا رہا سہا مان بھی اس شخص کے آگے کھو دیا کب کے رکے آنسو ایک ساتھ بہہ نکلے شاہ زر تو مانو پتھر کا ہو گیا تھا چند لمحوں کی بے یقینی سے کیفیت کے بعد اس کے لب لب ہلے

"پھر سے کہو"

شاہ زر کی فرمائش پر حیا نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو

"کیا کہوں؟"

حیا کی بات پر شاہ زر مسکرایا حیا کو پکا یقین ہو گیا کہ اس کا دماغ چل گیا ہے

شاہ زر نے اس کا بازو چھوڑا

" تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں یہاں کیوں لے کر آیا ہوں ؟"

"کیوں"

حیا نے روٹھے انداز میں اپنے آنسو پونچھے

" تم پہلے بیٹھ جاؤ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم گر ہی نہ جاؤ "

کہہ کر شاہ زر نے اسے چبوترے کے زینے پر بٹھایا اور خود بھی اس کے قریب بیٹھ گیا اس نے حیا کے دونوں ہاتھ تھامے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا

" کل رات میں نے تمہاری ساری بات سنی، آج کی رات مجھے دے دو، آج میری سن لو حیا "

حیا اسے یک ٹک دیکھنے لگی

'کیا ہو جاتا اگر یہ شخص میرا نصیب ہوتا'۔

"کیا تم پہلی نظر کی محبت پر یقین رکھتی ہو؟"

اور حیا کا دل دھڑک اٹھا بالکل ویسے ہی انداز میں جس انداز میں نکاح کی رات دھڑکا تھا

"میں نہیں رکھتا تھا "

اتنے مہینوں بعد اس نے اپنے دل کی دھڑکن سنی تھی زندہ ہونے کا احساس ہوا تھا مگر دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا

" مگر یقین آ گیا پتا ہے کب ؟"

وہ پوچھ رہا تھا اور حیا کی سانس تک رک گئی

" تمہیں دیکھ کر۔۔۔۔ہاں حیا مجھے تم سے پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی "

حیا کا دھڑکتا دل ایک پل کے لیے رک سا گیا

حیا کو لگا جیسے کسی نے ستاروں بھرا آسمان دھڑام سے اس کے سر پر گرا دیا ہو

حیا کے اعصاب ایک جھٹکے کے زد میں آئے تھے ، اگلے ہی لمحے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے زمین وآسمان گھومتے نظر آئے اور وہ اپنے حواس کھوتی چلی گئی وہ لڑھک کر زمین پر جا گرتی اگر شاہ زر نے بر وقت اسے سنبھالا نہ ہوتا

"حیا آنکھیں کھولو حیا۔۔۔۔حیا۔۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔

حیا۔۔۔۔حیا میری طرف دیکھو"

جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو شاہ زر اس پر جھکا پریشانی سے پکار رہا تھا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھی

"حیا are you ok ، حیا میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔حیا جواب دو۔۔۔۔"

حیا نے ایک لمحے کو نہ سمجھی سے اسے دیکھا

"خدا کا واسطہ ہے حیا۔۔۔۔جواب دو تم ٹھیک ہو؟

میری جان نکل جائے گی حیا۔۔۔۔ تمہیں سنائی دے رہا ہے میں کیا بکواس کر رہا ہوں۔۔۔۔جواب دو تم ٹھیک ہو ؟"

حیا نے ہاں میں سر ہلایا

"تم میری سوچ سے بھی زیادہ جذباتی ہو"

"آ۔۔۔۔ آپ نے ابھی۔۔۔۔ آپ نے ابھی کیا کہا تھا؟"

حیا نے بمشکل کپکپاتے ہونٹوں سے سوال

" I fell in love with you at first sight"

یہ معجزہ ہی تھا

پھر اگلے ہی لمحے وہ شاہ زر کے ہاتھ پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

شاہ زر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر اوپر کیا اور انگوٹھے کی پور سے آنسو پونچھے

" بالکل ان آنسوؤں کو مت بہاؤ، بس مجھے سنو بغیر روئے"

اپنی نیلی آنکھوں سے اس کی آنکھوں کو باندھے وہ کہہ رہا تھا اور حیا کا روم روم عضو سماعت بن گیا

"حیا مجھے آج یہ اعتراف کر لینے دو مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے، پہلی نظر میں، "

حیا اب بھی بے یقین سی تھی

" یہ کیسے ہو سکتا ہے شاہ زر۔۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔مطلب۔۔۔۔۔میں تو خوبصورت بھی نہیں ہوں"

"کیا میں تمہیں اتنا سطحی مرد لگتا ہوں جس کی محبت کا معیار ظاہری خوبصورتی پر منحصر ہو؟ اور حیا تم اتنی خوبصورت ہو کہ تم نے شاہ زر جہانزیب کو اسیر کر لیا ہے ایک نظر میں، بلکہ جس حیا سے میں نے محبت کی ہے اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیسی ہو تو اس کا جواب ہو گا میں خوبصورت ہوں"

شہر کی بات پر حیا نم آنکھوں سے مسکرائی

"حیا میں نے سچ میں تمہاری ظاہری خوبصورتی سے محبت نہیں کی ہے، ایسا نہیں ہے کہ میں نے حسن نہیں دیکھا، میں نے اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ دیار غیر میں گزارا ہے۔۔۔۔شاہ زر جہانزیب کو کوئی تسخیر نہیں پر کر پایا مگر تم۔۔۔۔تم جب دوڑتی ہوئی صنم کے پاس آئی تھی اور اپنی چادر اتار کر صنم کو ڈھانپا تھا تم بلا اجازت میرے دل کے تمام دروازے کھول کر سب سے اونچی سند پر براجمان ہو گئی تھی تمہاری اس ادا نے شاہ زر جہانزیب کو تسخیر کر لیا"

وہ مسکرایا جیسے اس بات نے اسے بہت مزہ دیا ہو

"حالانکہ وہ وقت ایسا نہیں تھا،،،، جب میں نے پہلی مرتبہ تمہاری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔"

کھوئے ہوئے انداز میں بول رہا تھا جیسے اب بھی اس واقعے کو پوری جان سے محسوس کر رہا ہو اور حیا زمان کی جان سمٹ کر شاہ زر جہانزیب کی آنکھوں میں قید ہوگئی

"جب میں نے پہلی مرتبہ تمہاری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔"

وہ ایک لمحے کو پھر رکا نیلی آنکھیں اس لمحے کے سحر میں کھوئی تھی

"نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔۔۔جو کچھ میرے پاس تھا۔۔۔۔"

براہ راست حیا کی آنکھوں میں دیکھا

"اس ایک نظر کے صدقے میں اپنا سب ہار گیا"

حیا کو لگا آسمان میں تارے اتنی زور سے ٹمٹمائے ہو جیسے اس اعتراف کا جشن منا رہے ہو

"یقین جانو حیا جب تم میرے سامنے ڈٹ کر کھڑی تھی، جب تم سے مجھ پر بندوق تانی، یہاں تک تم صرف اپنی دوست کے لیے میں میرے یعنی ایک اجنبی کے ساتھ چلی آئیں اتنا تو کوئی کسی کے لیے نہیں کرتا، جب تم صنم کے لئے رو رہی تھی تمہارے آنسو میں نے اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس کئے۔۔۔میں خود اپنی کیفیت پر حیران تھا،،، جس طرح تم صنم کو مجھ سے بچا رہی تھی تم جتنی حوصلہ مند لڑکی میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی۔۔۔۔"

وہ ایک ایک کر کے سارے واقعے دہرا رہا تھا

" تم مجھے قدم قدم پر حیران کر رہی تھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو تم نے مجھے سہارا دیا اتنی شفاف روح، اتنا صاف دل۔۔۔۔کوئی کیسے خود کو تمہارے سحر سے بچا سکتا ہے؟ میں بھی نہیں بچا پایا، شاہ زر جہانزیب بھی حیا زمان کے سحر میں تا قیامت قید ہوگیا۔۔۔۔منہ بند کرو حیا"

شاہ زر نے بات کے درمیان اچانک اس کے کھلے منہ پر چوٹ کی حیا اپنی بیوقوفی پر خود ہی مسکرائی اچانک یہ رات اسے دنیا کی سب سے حسین رات لگنے لگی جیسے جیسے شاہ زر بول رہا تھا سارے منظر اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگے

وہ ایسی باتیں کر رہا تھا جنہیں ان کے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا

"جب صنم نے تم سے بے دریغ اور بلاوجہ جھگڑا کیا اور تم روتے ہوئے جانے لگی تمہارے اداس چہرے کو دیکھ کر میرا دل کٹ کر رہ گیا میں تمہارا مذاق اڑانے کے لیے تمہیں نہیں روکا تھا بلکہ مجھے لگا تم روتی ہوئی صنم کے آنسو پونچھتی ہو مگر تمہارے آنسو کون پوچھے گا؟ شاید یہ بات میں تمہیں اسی وقت کہہ دیتا مگر جب میں نے اشعر کو پٹتے ہوئے دیکھا تو اپنا ارادہ بدل دیا"

شاہ زر کے لہجے میں شرارت تھی

" تم نے جب صنم سے اس غلطی کی معافی مانگی جو تم نے کی ہی نہیں تھی تمہاری اس لوٹ لینے والی ادا نے ایک بار پھر میری روح کو باندھ لیا یہ بات واضح ہوگئی کہ تمہارے لئے انا سے زیادہ بلکہ سب سے زیادہ محبت عزیز ہے، مجھے کبھی کبھی صنم اور تمہاری دوستی پر رشک آتا ہے تمہیں پتا ہے جب تم حویلی سے وہ کاغذات چرا کر لائی تھی تم نے مجھے جتا دیا تھا۔۔۔حیا بھلے تم حورین کے لئے لے کر آئی تھی لیکن جیت تو میری ہوئی تھی نہ،،، اگر تم وہ کاغذات نہیں لاتی تو میں جنگ ہار جاتا، ایک بار تم نے پھر تم نے شاہ زر جہانزیب کو جیت لیا۔۔۔تم آندھی طوفان کی طرح آئیں میرے ہاتھ میں کاغذات کے ساتھ خواہش کا ایک جگنو بھی تھما گئی۔۔۔۔پتا ہے کون سی خواہش؟"

آج حیا صرف اسے سننا چاہتی تھی

"میں بتاتا ہوں وہ ننھا سا جگنو اس خواہش سے روشن تھا کہ کاش حیا زمان کو مجھ سے ایسی ہی محبت ہو جائے وہ میرے لیے بھی حد سے گزر جائے، آگر حیا زمان کے سامنے کوئی ایک طرف شاہ زر جہانزیب اور دوسری طرف دنیا رکھ دے تو حیا ایک لمحہ سوچ بغیر دنیا ٹھکرا دے، "

شاہ زر کے لہجے میں ایک زمانے کی حسرت تھی

"جب اس شوروم میں صنم کے خاطر تم نے اپنی جان خطرے میں ڈالیں میں بد حواس سا شوروم پہنچا تو صنم نے مجھے بتایا کہ تمہارے پیچھے وہ لوگ گئے ہیں میرا دل ڈوبنے لگا مجھے لگا ایک مرتبہ پھر شاہ زر جہانزیب سر آسمان خالی ہاتھ رہ جائے گا،،،، اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔۔اس کے آگے میں سوچ ہی نہیں سکا ،،،، وہ آدمی تم پر چاقو سے وار کر رہا تھا مجھے لگا مجھے اگلی سانس نہیں آئے گی،،،، تمہیں تو اپنے وجود سے کوئی سروکار ہی نہیں تھا میں تم سے کہنا چاہتا تھا کہ تمہاری جان قیمتی ہے حیا میرے لیے قیمتی ہے۔۔۔۔اور پھر۔۔۔۔پھر تم میرے نصیب میں لکھ دی گئیں، تمہیں لگتا ہے کہ تم میری زندگی کی غلطی ہو یا پھر وہ سودا جو میں نے اپنی بہن کی خوشی کے لئے کیا تھا؟ نہیں حیا، تم میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہو، اولین جستجو۔۔۔۔۔ہماری شادی اس قدر ہنگامی صورت حال میں ہوئی اس کے بعد بی اماں وغیرہ مجھے یہ سب کہنے کا موقع ہی نہ ملا، تمہیں میں نے اپنی تمام تر شدت سے چاہا ہے، میری زندگی تمہارے گرد گھومنے لگی تھی، تمہارے دم سے میرے گھر میں رونق تھی،

تمہاری وجہ سے میرے گھر میں کھلکھلاتی ہنسی گونجتی تھی ورنہ تو میرے گھر میں اداسیاں راج کرتی تھیں، تم ہی بتاؤ جب ایک دن مجھے پتہ چلے کہ جس کا وجود میرے جینے کا باعث ہے وہ ایک دن مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی، اس کی زندگی میں میری ذات کوئی معنی ہی نہیں رکھتی میں کیا کرتا؟"

حیا نے کچھ کہنا چاہا تو شاہ زر نے روک دیا

" جانتا ہوں مگر تب تو میں یہی سمجھا تھا نا، میں کیا کوئی بھی یہی سمجھتا تمہاری حورعین کے لیے دیوانگی سے ہر کوئی واقف تھا، تم حورین جہانزیب کے لیے کس حد تک جا سکتی ہو یہ میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی جانتی ہو بلکہ محبت کے معاملے میں تمہارے لئے حدود و قیود کوئی معنی نہیں رکھتے تو میں کیا کرتا؟ تم جس سے محبت کرتی ہو اس کے لئے کوئی حد متعین نہیں کرتی تم مجھ سے کیا کسی سے بھی پوچھو کیا تم حورعین کے لیے ایسا کر سکتی ہو؟ کوئی بھی کہے گا ہاں حورعین جہانزیب کے لیے حیا زمان ہر حد سے گزر سکتی ہے، آگ کا دریا پار کر سکتی ہے، تمہیں لگتا ہے میں تمہیں دھتکار کر گیا تھا؟ نہیں حیا زندگی میں پہلی بار شاہ زر جہانزیب کسی مشکل کو پیٹھ دکھا کر چلا گیا تھا، میں ڈر گیا تھا، کہ اب تو صنم بھی نہیں ہے کہیں تم نے مجھے کہہ دیا کہ مجھے آزاد کر دو تو میں کیا کروں گا؟ میری یہ جھنجھلاہٹ یہ خوف، غصے کی شکل میں باہر نکلا، میں نے سوچا کہ کچھ دنوں تک یہاں سے ہٹ جانا ہی ٹھیک ہے زندگی میں پہلی بار تم مجھ سے کچھ مانگو گی تو میں تمہیں کیسے منع کروں گا۔۔۔یقین جانو حیا مجھے نہیں پتا تھا کہ تم سیڑھیوں سے گر گئی ہو،،، مجھے بالکل نہیں پتا تھا،،، میں نے تو جان بوجھ کر

کبھی تمہاری خبر نہیں لی کہیں تم ایسا مطالبہ نہ کر دو جو میں پورا نہ کر سکوں، میں تو یہی سوچتا رہا کہ اگر کہیں سے تم آ جاؤ اور مجھے منا لو۔۔۔۔پل پل بے چین تھا کیونکہ تم مجھے منانے نہیں آئی تھی حالانکہ حیا زمان چاہے تو کیا نہیں کر سکتی،،،، یقین کرو حیا اگر تم ایک بار مجھے آکر کہتی کہ میں صرف آپ کی ہوں تو میں سب بھول جاتا مگر تم نہیں آئیں،،، میں نے دہکتے انگاروں پر وہ ڈیڑھ مہینے گزارے۔۔۔۔تم نہیں آئی تو میں نے وہ خط لکھا کیونکہ جس حیا زمان کو میں جانتا تھا وہ اپنی چیز پر کسی کا قبضہ برداشت نہیں کر سکتی تھی، میں نے تمہارا بہت انتظار کیا اس دن، مگر تم تب بھی نہیں آئی اسی لیے میں نے دوسرے دن وہ خط لکھا کہ میں شادی کر چکا ہوں میں نے سوچا تم شاید باز پرس کرنے لڑنے جھگڑنے ہی آ جاؤ مگر تم نہیں آئی، میں بے قرار تھا وہ پانچ مہینے تم نے اگر عذاب میں گزارے ہیں تو سکون سے تو میں بھی نہیں رہا تھا، میں صنم کے ساتھ واپس آ رہا تھا میں نے سوچا شاید اپنی حور کے صدقے تم میری ہمراہی قبول کر لو لیکن جب میں واپس آیا تو تمہیں عذیر حیات کے شکنجے میں دیکھ کر میری روح تک کانپ گئی تھی،،،، تم میرے قدموں میں نہیں گری تھی حیا،،، میری محبت منہ کے بل گری تھی۔۔۔میں اس قدر شاک میں تھا کہ مجھے اپنی آتی جاتی سانسوں کا خیال تک نہ تھا،،، جن دو دنوں میں تم زندگی اور موت کے درمیان جھول تھی یقین جانو میری جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی،،،، مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اب یہ لمحہ آخر ہے اب میرا دل بند ہو جائے گا، صنم مجھ سے بہت سے سوال پوچھ رہی تھی جس کے میرے پاس کوئی جواب نہیں تھے،،،، تمہارے ہوش میں آنے کے بعد میں اس قدر شرمندہ تھا کہ تمہارے سامنے آنے کی ہمت ہی نہیں تھی جس حیا سے مجھے محبت تھی وہ تو کہیں تھی ہی نہیں۔۔۔۔اور شاہ زر جہانزیب بھی تو کہیں نہیں رہا

تھا۔۔۔جب تم درد کی شدت سے رو پڑتی اور چینختی تھی میری روح بھی تڑپ کر چیختی تھی حیا مگر فرق صرف اتنا تھا کہ اس کی آواز نہیں آتی تھی تمہیں اس درد سے گزرتا دیکھنا میرے لئے اتنا بڑا عذاب تھا جس کا اندازہ تم کبھی نہیں لگا سکتی ہو۔۔۔۔۔میں نے سوچا اب بس میں تمہارا فیصلہ قبول کر لوں گا چاہے جو بھی ہو، مگر تم مجھے موقع ہی نہیں دیتی تھی، تمہاری آنکھوں کی ویرانیاں تمہاری تکلیف میرا دل چیر دیتی تھی اگر تم رات کو بے چین رہتی تو چین سے میں بھی نہیں رہتا تھا میں تمہیں کیسے ثبوت دوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں کیا یہ کافی نہیں کہ جب تم بستر پر نہیں ہوتی تو میں بے چین ہو کر گہری نیند سے اٹھ جاتا ہوں۔۔۔۔تمہارے ہونے کا احساس میرے لاشعور کو ہمیشہ ہوتا ہے۔۔۔۔لیکن ایک بار پھر تم نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا تھا عذیر حیات آیا تھا تو مجھے اٹھا دیتی، شاہ زر جہانزیب پر گولی چلانے کا جگر نہیں ہے اسکے پاس،،،، مگر تم چلی گئیں اگر اس رات تمہیں بیڈ پر نہ پا کر میں تمہیں ڈھونڈنے نہ آتا تو؟۔۔۔پھر ایک بار تمہیں کھو دینے کا خوف غصے کی شکل میں باہر نکلا اور ہر بار کی طرح میں اپنی محبت کی زد میں آکر تمہارے ساتھ زیادتی کر گیا ۔۔۔۔ہر بار میں تمہارے ساتھ زیادتی کر جاتا ہوں اور اس رات بھی کر گیا۔۔۔۔مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا"

شاہ زر نے بہت ملائمت سے اس کے اس رخسار کو سہلایا جس پر اس کی انگلیوں کے نشان ماند پڑ گئے تھے

" مجھے معاف کردو ہر زیادتی کے لئے مگر یہ جدائی میرے مقدر میں مت لکھو۔۔۔تمہارے بغیر مین زندگی سے خوشیاں کیسے سمیٹوں گا جب تم ہی میری زندگی میں نہیں رہو گی۔۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا حیا کہ جو لڑکی دوسروں کی زندگی میں خوشیوں کے رنگ بکھیرتی ہے وہ اتنی محرومیوں کا شکار ہے۔۔۔۔مجھے ہر اس زیادتی کے لیے معاف کر دو جو جانے انجانے میں مجھ سے ہو گئی ہے۔۔۔ میں ہار گیا ہوں حیا۔۔۔مجھے میری ساری شکست قبول ہے۔۔۔مگر تم چاہتی ہو میں کسی مکمل اور بافخر ہمسفر کے ساتھ زندگی گزاروں۔۔۔تو یہ مجھے قبول نہیں"

" شاہ زر پلیز۔۔۔۔میں آپ کو ہرانا نہیں چاہتی بلکہ میں تو آپ کو جیتنا چاہتی ہوں۔۔۔۔میری زندگی میں آنے والے واحد شخص آپ ہیں"

چاند کی روشنی سے اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور ساڑھی پر لگے ننھے آئینے ستاروں کے مانند دمک رہے تھے شاہ زر کو وہ اسی خوبصورت رات کا حصہ لگ رہی تھی

"محبت تو نکاح کے وقت ہی میرے دل میں نازل ہو گئی تھی۔۔۔مجھے آپ سے بالکل ویسے ہی محبت ہو گئی تھی جیسی آپ نے خواہش کی تھی۔۔۔۔یقین کریں مجھے دنیا سے کبھی فرق نہیں پڑا کہ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے مجھے آپ سے فرق پڑتا ہے۔۔۔۔حیا زمان ایک لمحہ سوچے بغیر شاہ زر جہانزیب کے لیے دنیا ٹھکرا سکتی ہے۔۔۔۔لیکن یہ بھی سچ ہے۔۔۔تلخ ہے مگر حقیقت

ہے۔۔۔۔میرا ساتھ آپ کے لیے شرمندگی کا باعث ہو گا۔۔۔۔آپ نے ابھی دیکھا ہے مجھے ایک سینڈل تک اتارنے کے لیے کسی کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔۔میں چیزیں بھول جاتی ہوں، کبرڈ کیسے لاک کرنا ہے؟ کسی کو کال کیسے کرنا ہے؟ یہاں تک کہ کمرے سے ہال تک کا راستہ۔۔۔۔۔اگر کچن میں کبھی چلی جاؤں تو کچن سے واپس کمرے تک کیسے آنا ہے وہ راستہ تک کبھی میں بھول جاتی ہوں کبھی میں مجھے یاد رہتا ہے۔۔۔۔پتا نہیں ہوتا کب کونسی چیز یاد رہے کب کونسی چیز بھول جاؤں۔۔۔۔جس سوسائیٹی میں آپ موو کرتے ہیں وہاں آپ کے ساتھ چلنے کے میں لائق نہیں ہوں۔۔۔"

"حیا تم میرے ساتھ یہ بکواس باتیں مت کیا کرو۔۔۔۔تم۔۔۔۔تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔۔تم چیزیں بھولی نہیں ہو، ڈاکٹر سے میں نے بات کی ہے حیا، انہوں نے کہا ہے تم چیزیں بھولی نہیں ہو بلکہ تم نے اس خط اور اس واقعہ کو اتنا سوچا ہے کہ باقی چیزیں پس منظر چلی گئی ہے تمہیں سب یاد ہے۔۔۔۔جیسے جیسے تم اس واقعے کو سوچنا چھوڑ دو گی دھیرے دھیرے تمہیں سب یاد آ جائے گا اور اگر نہ بھی آئے تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔تم مجھے ہر حال میں قبول ہو۔۔۔۔۔تمہیں قبول کرنے کے لئے صرف ایک جواز کافی ہے۔۔۔۔'تم حیا ہو' بس۔۔۔۔محبت تو کبھی کسی وجہ سے نہیں ہوتی اور جو کسی وجہ سے ہو وہ محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔تم کس سوسائٹی کس دنیا کی بات کر رہی ہو؟ ایک بات یاد رکھنا اگر حیا زمان، شاہ زر جہانزیب کے لیے دنیا ٹھکرا سکتی ہے تو شاہ زر جہانزیب بھی حیا زمان کے لیے دنیا کو ٹھکرانے کی ہمت رکھتا ہے۔۔۔۔میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اب

بھی کہہ رہا ہوں مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا تم میرے لائق ہو یا نہیں،،، تمہیں چیزیں یاد رہتی ہیں یا نہیں۔۔۔۔تم عقل مند ہو یا بے وقوف۔۔۔مجھے نہیں پتا تم پاگل ہو یا نہیں۔۔۔۔تم خوبصورت ہو یا نہیں۔۔۔۔۔مجھے بس اتنا پتا ہے کہ تم حیا ہو اور تم میری ہو بس۔۔۔۔تم میری ہو جاؤ حیا۔۔۔۔۔"

"شاہ زر میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔میں قدم قدم پر لڑکھڑا جاتی ہوں، قدم قدم پر مجھے ٹھوکروں سے بچانا پڑے گا ایک وقت کے بعد آپ مجھے ٹھوکروں سے بچاتے بچاتے اکتا جائیں گے۔۔۔"

" حیا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جب بھی ٹھوکر لگنے پر تم لڑکھڑاؤ گی میں تمہارا سہارا نہیں بنوں گا میں تمہارے پنکھ بنوں گا۔۔۔حیا ہم ساتھ اٹھیں گے۔۔۔ساتھ اڑیں گے۔۔۔تم بے خوف ہو کر خواہشوں کے آسمان کو چھونا۔۔۔ہم تمہارے خواہش کے آسمان کو ساتھ چھوئیں گے۔۔۔۔۔۔ میری ہمراہی میں نہ تمہیں گرنے کا خوف ہو گا نہ ٹھوکر لگنے کا خدشہ، بولو حیا بنو گی میری؟"

حیا کی آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر آنسو جاری ہوگئے آج خدا نے اس کے دامن میں اس قدر خوشیاں ڈالی تھی کہ اس کا دامن تنگ پڑنے لگا تھا

"میں تو ازل سے آپ کی ہوں،،، حیا تو ازل سے شاہ زر کی ہے۔۔۔مجھے اعتراف کرنے دیں کہ حیا آپ کی دیوانی ہے"

دونوں ہی دل سے مسکرائے تھے کہیں دور بہت دور محبت بھی انہیں دیکھ کر مسکرائی تھی

" لیکن آپ کا بھی مجھے بھلکڑ ہونے کا طعنہ نہیں دیں گے"

" نہیں دوں گا "

"آپ کبھی دوسری شادی نہیں کریں گے "

"نہیں کروں گا"

" آپ ہمیشہ صرف میرے رہیں گے"

" صرف تمہارا رہوں گا"

" آپ انجلینا کو بہن بنا لیں گے "

شاہ زر نے ایک لمحے کو چونکا پھر زور دار قہقہہ لگایا لیکن حیا کے گھورنے پر کہا

" بالکل بنا لوں گا"

" اور آپ مجھے اپنے دل تک۔۔۔۔اپنے غموں تک رسائی دیں گے "

شاہ زر کے مسکراتے ہوئے لب سکڑے اور وہ خاموش ہو گیا حیا مزید قریب ہو کر بیٹھی

" مجھے شاہ زر جہانزیب کو جاننا ہے اس کے دل کا حال سننا ہے"

شاہ زر نے نگاہیں چرائی

"ابھی سنا تو دیا"

"نہیں شاہ زر یہ اعتراف تھا مجھے آپ کے دل کا حال سننا ہے۔۔۔وہ خول جس میں شاہ زر جہانزیب قید ہے اس کا حصہ بننا ہے"

یہ لمحہ یہ فیصلہ شاہ زر جہانزیب کے لیے بہت مشکل تھا

"آپ نے ابھی کہا تھا کہ اگر میں آپ سے پہلی بار کچھ مانگو تو آپ منع نہیں کر پائیں گے "

شاہ زر خاموش ہی رہا حیا اٹھی اور کل رات کی طرح شاہ زر کے پیروں پر بیٹھی

شاہ زر نے نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا

حیا نے بہت ملائمت سے اپنا دایاں ہاتھ اس کے دل کے مقام پر رکھا جہاں اس کا دل دھڑک رہا تھا اس کی دھڑکنوں کا زیرو بم اپنی ہتھیلی پر محسوس کر سکتی تھی

" یوں مت کرو حیا۔۔۔۔تم اس طرح کرو گی تو میں منع کیسے کروں گا "

شاہ زر کا لہجہ امید سے پر تھا التجا سے بھرپور تھا حیا نے اپنی پیشانی شاہ زر کی پیشانی پر ٹکا دی

اس کے دل پر رکھے ہوئے ہاتھ سے دل کو سہلایا وہ ایک ایک کر کے اسکی راہیں مسدود کر رہی تھی۔

شاہ زر نے کچھ گہری سانسیں لیں

حیا نے دوسرے ہاتھ سے اس کے رخسار کو سہلایا یقیناً شاہ زر جہانزیب کے لیے یہ انتہائی مشکل کام تھا شاہ زر نے آنکھیں بند کر لیں

اپنے رخسار کے اوپر رکھے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

"میرے دل میں بہت طغیانیاں ہے حیا۔۔۔تم ان کی زد میں آ جاؤں گی"

" قبول ہے"

" بہت سے طوفان ابل رہے ہیں تم زخمی ہو جاؤں گی"

" قبول ہے "

"آگ کا دریا ہے حیا۔۔۔مان جاؤ۔۔۔ نہیں تو جھلس جاؤ گی"

" قبول ہے"

وہ حیا تھی وہ پیچھے نہیں ہٹنے والی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ کائنات کی واحد لڑکی تھی جس کے آگے شاہ زر جہانزیب کی ثابت قدمی گھٹنے ٹیک دیتی تھی

وہ واحد لڑکی تھی جس کے آگے شاہ زر جہانزیب بے اختیار ہو جاتا تھا آج بھی ہونے لگا تھا

یا شاید وہی لڑکی تھی جو شاہ زر جہانزیب کو بے اختیار کر سکتی تھی

کچھ ساعتیں تو ایک دوسرے کو محسوس کرتے گزری

اس کا یہ انداز برسوں سے جلتے شاہ زر جہانزیب کے دل میں موجود طوفانوں کو متاثر کر رہا تھا پھر بھی وہ بھرپور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح حیا کو ٹال دے

"ایک عرصے سے آپ مہر بہ لب ہیں اب بس کردیں کب تک خود کو نظر انداز کریں گے۔۔۔۔ آپ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتے مگر اپنی ذات پر ظلم کر جاتے ہیں۔۔۔۔شاہ زر کب تک اپنی تکلیف کو خود سے چھپاتے رہیں گے"

شاہ زر جہانزیب ان لوگوں میں سے تھا جو دوسروں کے زخموں پر مرہم تو رکھتے ہیں مگر اپنے زخموں کو کچھ سے بھی چھپا لیتے ہیں

"حیا پلیز میرے زخم نہ ادھیڑو"

شاہ زر کے لہجے میں ایک زمانے کا کرب تھا

حیا زمان نے آج ارادہ کر لیا تھا

شاہ زر جہانزیب کے زخموں اور اس کے درمیان موجود بے نیازی کی دیوار کو گرا کر ہی رہے گی

"نہیں شاہ زر میں تو آپ کے زخموں کی مسیحائی کرنا چاہتی ہوں، آج حیا زمان، شاہ زر جہانزیب سے پہلی اور آخری بار کچھ مانگتی ہے، آج حیا زمان، شاہ زر جہانزیب سے مسیحائی کا حق مانگتی ہے، شاہ زر میں آپ کی دیوانی ہوں اس دیوانگی کے صدقے اپنے غموں کے چند سکے میرے کشکول میں ڈال دیں"

شاہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا نیلی آنکھیں اپنے اندر کا حال چھپانے کی پوری کوشش کر رہی تھی

" اس دیوانگی کے صدقے شاہ زر جہانزیب قربان میری جان۔۔۔"

اس کے لفظوں پر تڑپ ہی تو اٹھا تھا وہ اپنے رخسار پر رکھے ہاتھ کو چوما

" اس دیوانگی کے صدقے شاہ جہانزیب کی خوشیاں قربان، اس دیوانگی کے صدقے شاہ زر جہانزیب کی زندگی قربان۔۔۔۔۔۔۔تم خود کے لیے ایسے لفظوں کا استعمال نہ کیا کرو"

"تو بس مجھے شاہ زر جہانزیب ہی چاہیے، مجھے کسی چیز کی چاہ نہیں رہی، مجھے شاہ زر جہانزیب چاہیے، اس کی ذات کا حصہ بننا ہے کیونکہ شاہ زر جہانزیب ہی میری دنیا ہے "

شاہ زر کی نظر اپنے ہاتھ میں موجود حیا کے ہاتھ پر جا ٹکی یا شاید وہ حیا کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا

" ایک عرصے سے میں نے خود کو محسوس نہیں کیا پتا نہیں شاہ زر جہانزیب کا وجود کس حال میں ہے"

" آج محسوس کر لین شاہ زر"

حیا نے ایک مرتبہ پھر اس کا دل سہلا کر تسلی دی

"خوف آتا ہے"

"کس سے؟"

"بکھرنے سے"

شاہ زر کے خول کے ساتھ حیا کہ دل میں کہیں بہت اندر کچھ ٹوٹا تھا

اس طرح شاہ زر جہانزیب کو دیکھنا بہت مشکل کام تھا

" میں سمیٹ لوں گی "

اور آخر کار شاہ جہانزیب کی بے نیازی نے گھٹنے ٹیک دیئے اس نے تھکن زدہ انداز میں اپنی پیشانی حیا کے کندھے پر رکھ دی اور اپنے ہاتھوں کو اس کے گرد باندھ لیا

"حیا"

اس کا کرب آلود پکار پر ہی حیا کی آنکھیں نم ہو گئیں

شاہ زر کی سانسین کچھ تیز ہو گئی تھی شاید وہ ضبط کر رہا تھا

"میں آپ کے پاس ہوں اور آپ کے ساتھی بھی"

حیا نے اپنے ہاتھ اس کے چوڑے شانوں کے گرد باندھے کر اپنے ہونے کا یقین دلایا اپنی انگلیاں اس کے گھنے ملائم بالوں میں پھیری

کئی عرصے پہلے کی خواہش پوری ہوئی تھی

" بس یہی تو شاہ زر جہانزیب کے جینے کی وجہ ہے ورنہ زندگی کے راستے تو شاہ زر جہانزیب گیارہ سال پہلے خود پر بند کر چکا ہے۔۔۔۔میں ایک جدی پشتی رعیس جہانزیب سکندر کی پہلی اولاد تھا مجھے ویسے ہی آسائیشیں ملی جیسی ملنی چاہئے تھی مگر ایک جھٹکے سے زندگی نے مجھے عرش سے فرش پر لا پٹخا۔۔۔۔میں یتیم ہوگیا۔۔۔۔اس دنیا میں یتیمی سب سے بڑی محرومی ہے۔۔۔۔وہ صنم جو میرے جگر کا ٹکڑا تھی خون آلود کپڑوں میں دوڑتی ہوئی آکر میرے گلے لگ کر رو پڑی۔۔۔۔اس بری طرح کانپ رہی تھی کہ میں سن رہ گیا۔۔۔۔میں 17 سال کا تھا، نہ مجھے دنیا کی سمجھ تھی نہ دنیا داری کی، میں نے دنیا کا بہت بھیانک روپ دیکھا اس وقت نہ میرے پاس سر رکھ کر رونے کے لئے کندھا تھا نہ چھپ جانے کے لیے آغوش، حیات سکندر کی شرط قبول کرنے کے علاوہ میرے پاس کوئی راستہ نہیں تھا میں سب چھوڑ بھی دیتا مگر ماں باپ کے بعد صنم کو اس درندے کے حوالے

کرنا۔۔۔۔۔۔بے بسی کیا ہوتی ہے کوئی مجھ سے پوچھتا۔۔۔۔۔۔حیا مجھ سے بڑا بدنصیب کون ہوگا۔۔۔۔مجھے تو میرے باپ کی قبر کے نشان تک کا نہیں پتا۔۔۔۔۔حیات سکندر نے انہیں مٹی تک نصیب نہیں ہونے دی، میں بھی تو انسان ہوں جب میرا دل ماں باپ کی جدائی سے کرلائے تو میں کہاں جا کر فاتحہ پڑھوں؟ حیات سکندر نے میرے پیروں کے نیچے سے زمین ہی نہیں سر سے آسمان بھی کھینچ لیا۔۔۔۔۔"

اس نے بولنا شروع کیا تو بولتا ہی چلا گیا آواز اتنی بھاری تھی اس میں برسوں کے غموں کا بوجھ تھا

"حیات سکندر مجھ سے چمٹی ہوئی صنم کے لئے شرائط سامنے رکھ رہا تھا جن کے مطلب تو اسے سمجھ ہی نہیں آتے تھے۔۔۔۔اس وقت جو میں نے فیصلہ کیا اس سے کرنے کے لیے بہت بڑا جگر چاہیے جو شاید ہی دنیا میں کسی کے پاس ہے، آناً فاناً حیات سکندر نے پیپر سائن کروائے ، دبے لفظوں میں مجھے اشارہ دیا کہ اپنی جان بچ جانے پر شکر کروں اور لوٹ کر نہ آؤ، دوسری طرف صنم۔۔۔۔۔۔وہ بچی تھی۔۔۔۔دس سال کی بچی، جو اس حادثے کو قبول نہیں کر پا رہی تھی وہ خون آلود کپڑوں، ماں باپ کے خون سے سنے ہاتھ اور چہرہ لئے اس قہر سے بکھر رہی تھی۔۔۔۔۔میں اس سے کہہ رہا تھا میں واپس آؤں گا وہ مان ہی نہیں رہی تھی،،،، مجھے کھو دینے کے خوف سے وہ مر جانے کو ہوئی حیا۔۔۔۔وہ۔۔۔۔اس نے کہا بھی اگر میں اسے چھوڑ کر گیا تو وہ مر جائے گی۔۔۔۔لیکن میں بے

بس تھا، میں اسے ہمت دے رہا تھا صبر کرنے کی تلقین کر رہا تھا، وہ دس سال کی بچی تھی بہت سی باتیں تھیں جو میں اس سے سمجھا نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔"

اس کی آواز نم ہو رہی تھی یہ نمی برسوں کے غموں کے سمندر کی تھی

یہ نمی اپنے آپ میں طغیانیاں لیے ہوئے تھی اس نے کہا تھا کہ تم ان طغیانیوں کی زد میں آ جاؤں گی

اور حیا زمان ان طغیانیوں کی زد میں آگئی تھی

"میں ایک انتظار کی آس تھما اسے چھوڑ آیا۔۔۔انتظار بھی گیارہ سال کا۔۔۔۔۔۔یہ گیارہ سال میں نے کیسے کاٹے ہیں یہ صرف میرا رب جانتا ہے حیا۔۔۔۔۔۔جب میں وہاں سے نکلا تو بالکل خالی ہاتھ تھا دنیا کی ٹھوکروں نے مجھے اتنا کمزور کر دیا کہ موت میں اور مجھ میں صرف ایک قدم کا فاصلہ تھا۔۔۔سترہ سال کا لڑکا کتنی ہمت کا مظاہرہ کر سکتا ہے مگر سرکاری ہسپتال کے بیڈ پر پڑے میرے بے یارومددگار وجود کو اچانک احساس ہوا کہ اگر میں اپنے زخموں اور غموں پر ہی روتا رہوں گا تو جلد ہی مر جاؤں گا۔۔۔۔اگر میں مر گیا تو میرے جگر کا ٹکڑا جو میرے انتظار میں ہے، اس کے ساتھ وہ لوگ نہ جانے کیا کریں گے، اسی دن شاہ زر جہانزیب نے اپنے غم، تکلیف، درد، زخم سب خود ہی سے چھپا لیے۔۔۔۔۔۔میں نے اپنے آپ کو خود میں دفن کر لیا۔۔۔۔۔۔کبھی کبھی زندہ رہنے کے لیے خود کو اپنے ہی وجود میں دفن کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔۔یہ بڑا تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔"

شاہ زر جہانزیب کی ایک آہ ہی حیا زمان کے دل کے ہزار ٹکڑے کر گئی اس نے کہا تھا کہ بہت سے طوفان ابل رہے ہیں ان میں زخمی ہو جاؤ گی

شاہ زر جہانزیب کی ایک آہ نے حیا زمان کو طوفانوں میں دھکیل دیا تھا

"اس دن سے میں نے اپنے زخم خود سے بھی چھپانے لگا کیونکہ میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا، دن بھر کی محنت کے بعد جب ایک وقت کا کھانا نصیب ہوتا، پہلا نوالہ منہ میں ڈالتے ہی صنم کا خیال آتا نہ جانے اس نے کچھ کھایا ہوگا یا نہیں اور میری بھوک مر جاتی، پانی پیتے وقت خیال آتا کہیں وہ پیاسی تو نہیں ہوگی، کبھی کبھی تو میں بے چین ہو کر گہری نیند سے اٹھ جاتا کہ کہیں وہ کسی تکلیف پر رو تو نہیں رہی ہوگی، خود کو بغیر کسی سہارے کے کھڑا کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے کوئی مجھ سے پوچھے۔۔۔۔میرے سامنے کئی مرتبہ دو راستے تھے صحیح اور غلط، غلط راستہ تو ہمیشہ آسان ہوتا ہے اور صحیح راستہ مشکل مگر اس سے بھی مشکل صحیح راستے کا چناؤ کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔بہت محنت کے بعد میرے پاس پیسہ آگیا، نام آگیا، رتبہ آگیا، شہرت آگئی، پھر ایک دن میرے پاس صنم بھی آگئی، صنم کے ساتھ زندگی میں ٹھہراؤ بھی آگیا۔۔۔مگر۔۔۔مگر حیا۔۔۔مجھے چین نہیں آیا"

ساتھ ہی ایک آنسو ڈھلک کر حیا کے کندھے پر گرا

شاہ زر نے کہا تھا جھلس جاؤں گی اور وہ آنسو حیا زمان کی روح جھلسا گیا

ایک عورت دنیا کی سب سے بڑی تکلیف، محرومی، غم، درد سب سہہ لیتی ہے مگر اپنے مرد کی آنکھ سے گرے ایک آنسو کا بوجھ اس کی برداشت سے باہر ہوتا ہے

ایک عورت کے لیے دنیا کا سب سے بڑا بوجھ اس کے مرد کی آنکھ کا ڈھلکا ہوا آنسو ہوتا ہے

اولاد کے آنسو دل پر گرتے ہیں مگر اس مرد کے آنسو روح پر۔

شاہ زر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا ورنہ یقینا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتا

"جب صنم اور شانزل کے درمیان سب ٹھیک ہونے لگا تھا میرے پاس جینے کی کوئی وجہ ہی نہیں بچی تھی۔۔۔ میں اپنے کھوکھلے وجود کا کیا کروں گا؟ میں یہی سوچ رہا تھا کہ صنم نے میرے ہاتھوں میں زندگی کی کرن تھما دی، اس نے تمہیں مجھے سونپ دیا، برسوں سے ویرانیوں نے میرے وجود میں بسیرا کر رکھا تھا مجھے لگا تم آؤ گی تو بہار لے آؤں گی،

میں نے سوچ رکھا تھا تمہیں ہر خوشی دوں گا مگر۔۔۔۔۔ وہ ویڈیو۔۔۔۔۔ تمہیں کھو دینے کا خوف۔۔۔۔ مجھے لگا میں پھر خالی ہاتھ رہ جاؤں گا،،،،، تم واحد ہو جس کی وجہ سے میں نے جینے کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ بہت چھوٹی عمر میں ہی میں نے قریب ترین رشتوں کا بھیانک چہرہ دیکھا تھا، قسمت نے میرے ساتھ اتنے کھیل کھیلے ہیں کہ ہر حادثہ ممکن لگنے لگا ہے۔۔۔ ہر جھٹکے کے لیے میں

نے خود کو تیار کر رکھا ہے۔۔۔۔مگر تمہاری جدائی میری ہستی ہلا گئی۔۔۔پہلی بار میرے مردہ وجود نے کسی کی تمنا کی وہ بھی لا حاصل رہے گئی تو؟۔۔۔۔اس لئے میں اس دن بغیر رکے چلا گیا۔۔۔۔ میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی مجھے معاف کر دو حیا۔۔۔"

" شاہ زر یوں معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کیجئے، جو ہو گیا ہم اسے بدل نہیں سکتے نہ میرے بس میں ہے کہ میں آپ کے گیارہ سال واپس لا سکوں مگر محبت کا مرہم ضرور ہے جو میں آپ کے زخموں پر رکھ سکتی ہوں"

شاہ زر نے چہرہ اٹھا کر اپنی پیشانی اس کی پیشانی پر ٹکائی اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما آنکھیں بند تھیں اور پلکیں نم۔

"تمہارا وجود ہی شاہ زر جہانزیب کے ہر غم کی دوا ہے"

حیا نم آنکھوں سے مسکرائی

" مسیحائی کا حق دے کر آج آپ نے حیا کی محبت کو معتبر کر دیا ہے"

" مگر میں ایسا ہی ہوں مشکل پسند، ہر بات کہہ کر سمجھانے کی عادت نہیں ہے مجھے "

"قبول ہے"

"شانزل کی طرح علی الاعلان اپنی محبت کا اظہار نہیں کر سکتا"

" قبول ہے "

حیا نے مسکرا کر سر اٹھایا آپ نے ساڑھی کے پلو سے شاہ زر کی نم آنکھیں پونچھیں شاہ زر نے آنکھیں کھول کر اپنی مسکراتی زندگی کو دیکھا

"نا میں تمہارے آئیڈیل جیسا ہوں"

قبول ہے قبول ہے قبول ہے۔۔۔۔شاہ زر جہانزیب مجھے اپنی تمام تر بے نیازی کے ساتھ کو قبول ہے "

" اور حیا شاہ زر مجھے اپنی تمام تر دیوانگی کے ساتھ کو قبول ہے"

"اچھا اب چلیں، اتنی رات ہو گئی ہے"

"محترمہ رات نہیں صبح ہو گئی ہے" شاہ زر نے اسکا چہرہ سمندر کی طرف کیا جہاں سورج کی پہلی کرن پھوٹ رہ تھی۔

پھر حیا اور شاہ زر نے اسی چبوترے پر نماز ادا کی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

---------------

واپسی کا سفر حیا کے لیے دنیا کا سب سے حسین سفر تھا۔وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی جیسے ہی وہ فردوس بریں میں داخل ہوئی۔ڈائننگ روم سے آوازیں آ رہی تھیں حیا نے اندر جاکر چہکتے ہوئے لہجے میں سب کو سلام کیا۔

اور سلام کا جواب اس سے بھی بھرپور انداز میں آیا تھا۔سب سے زیادہ پرجوش تو عانیہ تھی جو پھتوّ کا نعرہ لگا کر اس کی طرف لپک رہی تھی۔حیا نے فورا اسے اٹھا لیا۔اشعر چپ کیسے رہ سکتا تھا۔

"محترمہ حیا صاحبہ آپ صبح صبح کہاں کی سیر کو نکلی ہوئی تھیں۔آپ کے پیچھے میری بیٹی پھتو پھتو کا رونا رو رو کر نڈھال ہوگئی تھی۔"

"ارے میرا بچہ پھتو کو یاد کر رہا تھا۔"حیا کی بات پر عانیہ مزید اس کی طرف لپکی۔اسی طرح ہلکی پھلکی باتوں میں ناشتہ ہوا۔شاہ زر سونے چلا گیا، اشعر کسی کام سے، شانزل آفس اور ہانیہ محترمہ عانیہ کو نہلانے لے کر چلی گئی وہ الگ بات ہے کہ عانیہ حیا کو چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔سب سے فراغت ملتے ہی حورعین حیا کو کمرے میں لے آئی۔

"چلو حیا جلدی سے مجھے تمہارے چہرے پر یہ کھلتی کلیوں سی مسکان کی وجہ بتاو۔کہیں میں پھوپھو تو نہیں بننے والی؟"

حیا ایک جھینپ گئی۔

"دھت پاگل ہو کیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

حور ٹھٹکی۔

"کیوں نہیں ہو سکتا؟"

حور کی بات پر حیا گڑبڑا گئی۔انجانے میں وہ کافی کچھ عیاں کر گئی تھی۔وہ جواب نہ دے پائی۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔"

"کیا وہ۔۔۔وہ لگا رکھی ہے؟ کیوں نہیں ہو سکتا ایسا؟ چلو شروع کے دو مہینے میں تمہارے ساتھ تھی لیکن اس کے بعد تو تم لوگ ایک ہی کمرے میں۔۔۔"

حور نے حیا کو کھوجتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔حیا جزبز ہوگئی۔

"حور مجھے کیوں گھور گھور کر دیکھ رہی ہو؟"

"حیا سچ سچ بتاؤ مجھے تم کیا پاگل پنا کرتی رہی ہو اب تک؟"

"تم کیوں مجھ پر برس رہی ہو میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔"حور نے ایک دھپ حیا کی پیٹھ پر لگائی۔

"ہائے ظالم!"

"کیوں نہیں کیا تم نے؟ تم کس قدر پاگل ہو۔کل شاہ جو ذرا ہنس کر اینجلینا سے بات کر رہے تھے تو تمہارا خون خشک ہو رہا تھا۔اور اب۔۔۔یا اللہ۔۔۔اف حیا! کچھ دنوں میں تمہاری شادی کو ایک سال ہونے والا ہے۔اور۔۔۔اور اف حیا میں تمہارا کیا کروں!"

"میں کیا کروں؟ کب سے ڈانٹ رہی ہو۔"

حیا نے سارے جہاں کی مظلومیت خود پر طاری کی۔

"تھپڑ کھاؤ گی مجھ سے کیوں اپنا گھر خراب کر رہی ہو؟ اور اب تم ہی پہل کرو۔"

حیا بدک گئی۔

"تمہارا دماغ جگہ پر ہے میں کیوں اپنا گھر خراب کرنے لگی؟ اور۔۔۔اور میں کیسے پہل کر سکتی ہوں؟ میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی"

"تمہارے تو اچھے بھی کریں گے۔سب سے پہلے تو میں تمہارے سڑے ہوئے کپڑے اٹھا کر پھینکوں۔ اتنے اچھے اچھے سوٹ تمہاری بری کے لیے خریدے تھے میں نے، مگر نہیں تم وہی تین جوڑی پہنتی ہو۔"

حورین نے سچ میں اٹھ کر وارڈروب سے تینوں جوڑی کپڑے نکال کر پھینک دیے۔

"آج سے جو ڈریس میں سلیکٹ کرونگی تم وہی پہنو گی ویسے تم مجھے یہ بتاؤ تم لوگ کل رات گئے کہاں تھے؟ مجھے تو لگا تھا کہ شاہ نے کسی ہوٹل میں کمرہ بک کیا ہو گا مگر اب مجھے ایسا نہیں لگتا کہ ایسا کچھ ہوا ہو گا۔"حیا خوامخواہ ہی سرخ پڑ گئی۔

"حور تم کس قدر بے شرم ہو گئی ہو۔"

"مجھے تو لگتا ہے سارے جہاں کی شرم تم پر آکر ختم ہو گئی ہے۔"

حور نے بھی فورا جواب دیا۔

"ہم لوگ کل ساحل سمندر گئے تھے۔"

کہہ کر حیا نے گردن جھکائی۔

"کل۔۔۔کل میں نے شاہ زر سے کہہ دیا کہ میں ان سے محبت کرتی ہوں۔اور۔۔۔اور پتا ہے شاہ زر بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"

اپنی طرف سے تو حیا نے زور دار دھماکہ کیا تھا مگر اس کا حورعین پر کوئی اثر نہیں ہوا۔الٹا حورین نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"تم لوگ دنیا کے پہلے میاں بیوی ہوگے جنہوں نے شادی کے ایک سال بعد اظہار محبت کیا ہوگا۔ مجھے تو پہلے سے پتہ ہے بلکہ پہلے دن سے اب اٹھو جاکر شاور لو اور سو جاؤ۔شام تک اٹھنا پھر میں ڈریس اور جیولری بتاؤں گی وہ پہن کر انسانوں والے حلیے میں آجانا۔"

-------------

شام میں حیا سو کر اٹھی تو حور نے اس کو ستر نگی ریشم کے دھاگوں والا سوٹ پہننے کو کہا۔ستر نگی دوپٹے، کاجل، گلابی لپ اسٹک، سات رنگ کے نگوں سے مزین ٹاپس اور دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر سات رنگ کی چوڑیاں پہنائیں۔

"اف حور تم کیوں یہ سب کر رہی ہو؟"

"چپ کر کے بیٹھو"

حور نے اس کی ایک نہ سنی۔

جب حیا تیار ہو کر ہال میں آئی تو اشعر واپس آ چکا تھا۔عانیہ تو حیا کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔اور اس ہی کی گود میں چڑھی بیٹھی تھی۔اس کے لیے یہ سجی سنوری پھتو بڑی نئ تھی۔وہ اس کی چوڑیوں سے

کھیل رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی تبھی اس کی نظر میں حیا کے کانوں کے ٹوپس پر گئی۔شاید اسے کچھ زیادہ ہی پسند آ گئے تھے تبھی وہ انہیں کھینچ کر نکالنے لگی۔

"نہیں کرو عانیہ پھتو کو درد ہو رہا ہے۔"

مگر شاید عانیہ کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی اس نے غصے میں چیخ ماری اور وہی گود میں مچلنے لگی۔مگر وہ بھی حیا تھی۔اس نے عانیہ کو گود سے اٹھا کر اپنے بازو میں بٹھایا۔اور انگلی دکھا کر کہا۔

"میں تم سے ناراض ہوں بالکل میرے پاس مت آنا" کہہ کر چہرہ دوسری طرف گھما لیا۔

اشعر ہانیہ حورعین سب دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ہانیہ 2 سیکنڈ حیا کو دیکھتی رہی پھر پکارا۔

"پھتو"

مگر حیا نے مڑ کر نہ دیکھا تو پھر پکارا مگر حیا نہ مڑی۔تو وہ الٹی پلٹی ہوتی ہوئی اس کے پاس آئی اور صوفے کی پشت کے سہارے کھڑے ہوتے ہوئے اسے پھر پکارا

"پھتو"

اور اپنی گردن ٹیڑھی کر کے اسے دیکھا اور اپنے چار دانت نکال کر مسکرائی۔مگر اپنے پھتو پر کوئی اثر نہ ہوتے دیکھ کر وہ مزید حیا کے قریب آئی۔اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے گال پر رکھ کر اور اپنے ہونٹ چونچ کی شکل میں بنائے اور اپنے ہونٹ حیا کے ہونٹوں کے قریب کرنے لگی۔حیا فورا پیچھے ہوئی۔ہانیہ تو وہاں سے اٹھ کر کمرے میں گئی۔اشعر کا چہرہ دیکھ کر حیا کو معاملہ سمجھ میں آیا دراصل اشعر صاحب ہانیہ محترمہ کو اسی طریقے سے مناتے تھے۔ایسی چیز کو ہانیہ کاپی کر رہی تھی۔حیا کو جیسے ہی معاملہ سمجھ میں آیا وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی۔

"اشعر خوش ہو جاؤ یہ اب تمہاری بھی کاپی کرنے لگی ہے۔"

حیا مسلسل ہنس رہی تھی۔

"عانیہ کی بچی شرم نہیں آتی باپ کی پول کھولتے ہوئے۔"

کہہ کر اشعر عانیہ کو اٹھاتا ہوا جھینپ کر باہر چلا گیا۔

حیا تو ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی حور کا بھی یہی حال تھا۔

تبھی شاہ زر نے گھر میں قدم رکھا وہ حیا کو دیکھ مبہوت ہوا۔وہ بہار کا کھکھلاتا چمن لگ رہی تھی۔ قلقل کرتی ہنسی اس نے ایک سال بعد سنی تھی۔آخری بار کھکھلاتے ہوئے اس نے حور کی رخصتی کی رات دیکھا تھا ایک سال بعد بھی یہ منظر ہر دل باندھ لینے کی حد تک خوبصورت تھا۔

اس کی ست رنگی چوڑیاں کھنک کر اس کی قلقل کرتی ہنسی کا ساتھ دے رہی تھیں۔اس کے شنگرفی گلابی ہونٹوں میں شاہ زر کی جان اٹک سی گئی۔ اچانک اس کے جزبات میں ایک طوفان سا اٹھا تھا جسے اس نے دبانے کی کوشش نہیں کی۔وہ چلتا ہوا ان لوگوں کے پاس آیا اور حورعین سے مخاطب ہوا۔

"صنم تمہارے پیچھے جو پینٹنگ لگی ہے اس میں کتنے پھول ہیں؟"

لہجہ کافی سنجیدہ تھا۔حورعین پہلے چونکی پھر کھڑی ہوئی اور مڑ کر پھول کرنے لگی۔

"ایک۔۔۔دو۔۔۔۔تین۔۔۔"

تبھی شاہ زر اطمینان سے حیا کے بازو میں بیٹھا۔ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے اپنے قریب کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ تھام کر اپنے ہونٹ نرمی اور حلاوت کے ساتھ حیا کے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔

کچھ سیکنڈ بعد اس نے حیا کے ہونٹ آزاد کئے اور حیا کے ہونق بنے چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیا۔حور ہنوز پھول گننے میں مصروف تھی۔شاہ زر نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔حیا کو اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"اف خدا!"

تبھی حور پیچھے مڑی۔

"اٹھائیس پھول۔۔۔۔"

مگر یہ کیا شاہ زر تو غائب تھا۔ تبھی اس کی نظر سرخ چہرہ لیے بیٹھی حیا پر پڑی۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

"ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ ن۔۔۔نہیں"

حیا نے بمشکل کہا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر تاثرات مٹانے چاہے۔اسے ابھی بھی شاہ زر کے پر حدت لبوں کا لمس اپنے لبوں پر محسوس ہو رہا تھا جو اس کے دل کی دنیا میں طوفان مچا رہے تھے اور حورعین اس سے بے نیاز تھی۔

"چلو اپنے کمرے میں جاؤ اور دیکھو شاہ کو کچھ چاہیے کیا؟"

"م۔۔۔م۔۔۔۔میں ک۔۔۔کیوں جاؤں؟"

حیا نے ابھی تک کر بمشکل جملہ مکمل کیا۔حور نے اسے گھورا۔

"یہ تمہیں اتنا تیار میں نے خود دیکھنے کے لئے کیا ہے، شاہ کے لئے کیا ہے، جاؤ کمرے میں، نہیں تو ابھی میرا میٹر گھوم جائے گا۔"

حور نے اسے کمرے کی طرف دھکا دیا۔

"تم دنیا کی سب سے ظالم نند ہو۔"

حیا تو چیخ گئی۔

"اور تم دنیا کی احمق ترین بھابھی ہو!"

حور نے دوبدو جواب دیا

حیا منہ بناتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔مگر اس کا دل ٹرین کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

"اف ابھی باہر حور کی موجودگی اس قدر بولڈ اسٹیپ لیا تھا۔اب تو وہ کمرے میں تنہا۔۔۔"

اچھا تھا کہ وہ واشروم میں تھا کچھ دیر تک تو وہ جی کڑا کر کے کھڑی رہی لیکن جیسے ہی واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔اس کی ہمت جواب دے گئی۔

حیا نے پوری رفتار سے باہر کی طرف دوڑ لگائی۔مگر شاہ زر اس سے زیادہ تیز تھا اس میں کمرے کے دروازے سے باہر نکلنے سے پہلے ہی اس کی کلائی تھام کر اسے روکنا چاہا۔اسی افتاد میں ٹک کی آواز کے ساتھ حیا کی ناک سیدھا شاہ زر کے سینے سے ٹکرا گئی۔حیا کو تارے نظر آ گئے۔

"ہائے۔۔۔ناک توڑ دی میری۔"

حیا اپنی ناک پکڑے بول رہی تھی۔

"دکھاؤ۔۔۔یار کہاں لگی ہے؟"

"اف اللہ شہید کر دی میری ناک۔"

"تو تم سے کس نے کہا تھا اس طرح بھاگنے کو، کیوں بھاگ کر جا رہی تھی تم؟"

اس کی بات پر حیا اپنا درد بھول گئی۔پھر اسے احساس ہوا کہ وہ شاہ زر کے حصار میں کھڑی ہے اور شاہ زر اس کے کافی قریب کھڑا ہے۔وہ فورا اس سے دور ہوئی۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔"

حیا کو جواب سمجھ نہ آیا۔

"ہاں چائے۔۔۔ہاں چائے ہی تو لینے جا رہی تھی میں آپ کے لیے۔"

شاہ زر اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوا۔اس نے نرمی سے حیا کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کیا۔پھر سے اپنے حصار میں لیا۔

"میں مم۔۔۔میں چائے چ۔۔۔چائے لے آؤں؟"

شاہ زر مسکرایا۔حیا کی نروس نیس اسے مزہ دے رہی تھی۔اس نے حیا کے کان میں سرگوشی کی۔

"سویٹ ڈش کے بعد چائے کون پیتا ہے؟" وہ جس سویٹ ڈش کی بات کر رہا تھا حیا اسے سوچ کر تو گلابی ہوگئی۔شاہ زر انہماک سے اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"ہاں تم اگر مزید سویٹ ڈش آفر کرو تو میں منع نہیں کروں گا"

حیا نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔شاہ زر کچھ بدمزہ ہوا مگر دروازہ کھولا تو سامنے حورعین تھی۔

"شاہ دیکھیں شان کا فون ہے۔انہیں کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

وہ موبائل لیے کھڑی تھی۔شاہ زر نے موبائل تھام کر کان سے لگایا۔

"ہاں یار وہ سائلنٹ پر ہے۔"

"ہاں بھائی تم پہنچو تو، ہاں۔۔۔ہاں دس منٹ میں ہیلی کاپٹر آرہا ہے۔"

حیا ٹھٹکی۔شاہ زر نے فون حورعین کو تھمایا۔

"تم ذرا شانزل کے کچھ کپڑے پیک کر دو"

"آپ لوگ کہیں جا رہے ہیں؟"

حورعین کے سوال پر حیا کا دل اندیشوں سے گھرنے لگا۔

"ہاں کچھ آفس ورک ہے انشاءاللہ پرسوں تک واپس آجائیں گے "

حیا کو اطمینان ہوُا مگر حورین تو اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی

" تو آپ حیا کو لے جائیں ساتھ"

" میں کہیں نہیں جاؤں گی، تمھارا دھیان کون رکھے گا "

"میرا خیال رکھنے کے لیے اشعر اور ہانیہ تو ہے نا، وہ رکھ لیں گے میرا خیال "

"میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی "

بحث کو لمبا ہوتا دیکھ شاہ زر نے مداخلت کی

"دیکھو صنم میں اور شانزل بھی یہاں نہیں ہوں گے تمہارا خیال رکھنے کے لیے حیا کا یہاں ہونا ضروری ہے ویسے بھی حیا سے زیادہ تمہارا خیال کون رکھ سکتا ہے، پیکنگ کرو شانزل پہنچتا ہو گا "

وہ چلی گئی تو شاہ زر حیا کی طرف مڑا

" ہاں تو کہاں تھے ہم؟"

" پیکنگ پر "

حیا نے اطمینان سے جواب دے کر اچھے خاصے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا تھا

"تمہاری خبر تو میں واپس آ کر لوں گا"

حیا نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی

"آپ کچھ کھائیں گے؟"

شاہ زر نے منہ بنایا

"پرسوں تک میں نہیں ہوں تب تک تم سیکھ لینا"

" کیا"

" شوہر کے دلجوئی کے طریقے، شوہر کو روکنے کے طریقے، شوہر کا استقبال کرنے کے طریقے"

حیا وارڈروب میں منہ دیئے کپڑے نکال رہی تھی سر باہر نکال کر کہا

"اللہ اللہ کس قدر ہولا دینے والا سلیبس بتا رہے ہیں آپ "

کہتے ہوئے سارے کپڑوں کو بیگ میں رکھنے لگی حیا کے آنکھ پھاڑ کر کہنے پر شاہ زر نے قہقہہ لگایا اور آ کر بیڈ پر بیگ کے پاس ہی کروٹ کے بل لیٹا لیٹ گیا

مٹھی بنا کر سر کے نیچے رکھی

"جلدی سے سلیبس پورا کرو تمہیں اچھی بیوی ہونے کی ڈگری ملے گی"

" صدقے جاؤں ایسی ڈگری کے۔۔۔یہ اچھی بیوی ہونے کی ڈگری ہے یا چھچھورے پن میں ماسٹر کی ڈگری"

" تم یہ چوڑیاں اتار کر کام کرو"

شاہ زر کی بات پر بیگ کپڑے رکھتی حیا چونکی

"کیوں "

شاہ زر نے بہت نرمی سے اس سے کی چوڑیوں سے بھرے ہاتھ تھامے

"کیونکہ یہ مجھے ڈسٹرب کر رہی ہیں، میرا جانا ازحد ضروری ہے اور تمہاری چوڑیاں میرا ایمان خراب کر رہی ہیں"

" میں۔۔۔میں حور کی ہیلپ کر کرا دوں پیکنگ میں؟"

" مت جاؤ یار"

شاہ زر اسے اس وقت جانے نہیں دینا چاہتا تھا

"حور کے کمرے میں بیگ الماری کے اوپر رکھا ہے اسے تو عادت ہے سپر وومن بننے کی، مجھے جانے دیں پلیز"

شاہ زر نے مسکرا کر اس کا ہاتھ چھوڑا

"جاؤ"

یہی ادا دل چرا لیتی تھی اس کی

" سنو "

شاہ زر نے پکارا تو حیا نے مڑ کر دیکھا

"تھینک یو صنم کا اتنا خیال رکھنے کے لیے"

" اپنا تھینک یو اپنے پاس رکھیں میری حور کا خیال میں رکھ سکتی ہوں"

" ٹھیک ہے تو پھر یہ بتائیے یہ اہتمام تم نے میرے لیے کیا ہے؟"

شاہ زر کا اشارہ اس کی تیاری کی طرف تھا

"صرف بات کو طول دینے کے لئے آپ کس قدر بے تکے کی سوال کر رہے ہیں۔۔۔کس کے لئے تیار ہو نگی میں؟ آپ کے لئے ہی ہوں"

شاہ زر نے تاسف سے سر ہلایا وہ حیا تھی کبھی سیدھا جواب نہیں دینے والی تھی

" اچھی لگ رہی ہو"

حیا مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی

شاہ زر اور شانزل کے جانے کے بعد تو مانو حیا کا دل ہی نہیں لگ رہا تھا مگر یہ تسلی تھی کہ وہ پرسوں تک آ جائے گا رات وہ حور کے ساتھ سوئی

دوسرے دن وہ لوگ شاپنگ کرنے گئے حیا کا بس چلتا تو وہ بے بی کے لیے ساری دنیا خرید لیتی شاید ایسا کر بھی لیتی مگر واپسی تک اس کی طبیعت خراب ہوگئی اور اچھی خاصی خراب ہوگئی حورین کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے اچھا تھا کہ اشعر اور ہانیہ ساتھ تھے ورنہ شاہ زر اور شانزل کی غیر موجودگی میں تو اس کے دماغ نے کام کرنا ہی بند کر دیا تھا

ہاسپٹل میں بروقت اسے ڈرپ چڑھائی گئی پھر خیر و عافیت سے گھر آگئی

رات وہ اپنے کمرے میں لیٹی تو شاہ زر کا فون آگیا

"السلام علیکم "

"وعلیکم السلام ہیپی اینیورسری زوجہ محترمہ"

" ہیں ؟ کیا ہماری شادی کو ایک سال ہوگیا ؟"

"جی بالکل ہو گیا ہے"

" تو پھر آپ کو بھی مبارک ہو"

" شکریہ شکریہ کاش میں وہاں ہوتا تو کسی دوسری طریقے سے مبارکباد وصول کرتا مگر خیر ہے کل تو آ رہا ہوں"

" کل کب تک آئیں گے؟"

" ابھی آجاؤں"

"چپ کر بیٹھیں، بتائیں کب تک آئیں گے؟"

" انشاءاللہ دوپہر تک ویسے تم کس قدر ظالم ہو انسان اپنے شوہر کی خیر و عافیت کے لیے ہی فون کر دیتا ہے مگر تم نے مجھے یاد نہیں کیا، اشعر نے فون کر کے تمہارے ڈاکٹر کا نمبر کیوں لیا تھا؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

اچانک شاہ زر کو یاد آیا تو بات کرتے کرتے درمیان میں سوال پوچھ لیا

"لو اس اشعر کے بچے نے آپ کو فون کر دیا؟ بس ہلکی سی ویکنیس تھی اور کچھ نہیں "

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں اور صنم نے بھی نہیں بتایا؟"
لہجے میں فکرمندی تھی

" ارے کچھ نہیں ہوا بس میں نے ایک دم سے دوائیاں لینے بند کر دی تھی نہ، اسی کا سائیڈ افیکٹ ہے میں تو ایک دم فٹ ہوں"

" حد ہوتی ہے غیر ذمہ داری کی بھی میں وہاں نہیں ہوں تو کسی کو خیال نہیں کہ مجھے فون کر کے انفارم کرے، اچھا فون رکھو میں کچھ گھنٹوں میں پہنچ رہا ہوں "

شاہ زر اڑ کر آنے کو تیار تھا

"ارے ارے۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا اور خبردار جو آپ آئے میں ایک دم ٹھیک ہوں سچ میں چپ چاپ بیٹھیں رہے وہاں پر اور ویسے مجھے بتائیں میرے لیے کوئی گفٹ لیا ہے یا صرف خالی خولی مبارکباد سے کام چلانا پڑے گا"

شاہ زر دوسری طرف مسکرایا

"بتا دوں؟"

مسکراتا لہجہ، اتنی دور سے بھی حیا نے اس کی مسکراہٹ پوری جان سے محسوس کی تھی

" جلدی بتائیں "

"چھوڑو تم کل خود دیکھ لینا ویسے مجھے کیا دو گی؟"

" میں مل گئی ہوں آپ کو یہی بہت ہے"

شاہ زر نے جاندار قہقہہ لگایا

"اف حیا تم بالکل سوچ کر نہیں بولتی ویسے یہ سب سے بہترین تحفہ ہو گا تم خود کو میرے حوالے کر دینا"

اور یہ ہوئی تھی حیا کی بولتی بند

شاہ زر نے بات جاری رکھی

" اور خبردار جو تم کل بے ہوش ہوئی "

"آپ فلرٹ کر رہے ہیں میرے ساتھ؟"

" پرمیٹ ہے میرے پاس "

جواب پورا آیا تھا

"اللہ شاہ زر پہلے کتنا کم بولتے تھے "

"بولنے کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو تم نے دیکھا نہیں ہے"

میں فون رکھ رہی ہوں"

" رکھ سکتی ہو ؟"

شاہ زر نے جیسے چیلنج کیا تھا حیا خاموش ہوگئی

"باگڑ بلّا، ہر بات کا جواب ہوتا ہے"

" حیا"

شاہ زر نے پکارا اچانک اسکا لہجہ بدل گیا تھا

"جی "

"مجھے تمھارے بال بہت پسند ہیں "

حیا نے بے اختیار اپنے بال چھوئے

" جب میں نے پہلی بار تمہارے بال دیکھے تو بے اختیار دل چاہا انہیں چھو کر دیکھوں"

شاہ زر کھوئے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا

"تمہیں یاد ہے ہماری شادی والے دن تم نے کہا تھا ہماری حور کتنی خوش لگ رہی ہے حالانکہ وہ صرف تمہاری تھی مگر اسے ہماری کہہ کر تم نے میرا سیروں خون بڑھا دیا تھا، اف۔۔۔۔کاش میں اس وقت وہاں ہوتا"

حیا اسکی بے تابی پر ہنس پڑی

" ہنس لو تم، بس ایک بار آ جاؤں"

" آپ مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں؟"

"تم دھمکیوں سے ڈرنے والی ہو کیا؟"

"بالکل نہیں "

"حیا I miss you"

حیا شاہ زر سے اس طرح کے جملے کی توقع نہیں رکھتی تھی

"تمہارے بغیر میرے دل کو چین نہیں آتا، پتہ ہے مجھے کیسا لگ رہا ہے "

"کیسا؟"

حیا نے بے اختیار پوچھا

"تمہارا قرب اور بانہیں تمہاری

یہ سب حسرت سے سوچا جا رہا ہے

جلن، وحشت، خماری، اضطرابی

یہ سب ایک ساتھ ہوتا جا رہا ہے"

حیا کی دھڑکن شور مچانے لگی

"اف حیا تمہاری دھڑکن مجھے یہاں تک سنائی دے رہی ہے"

حیا نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا

" تمہارا ابھی سے یہ حال ہے تو کل کیا ہو گا "

"اب آپ ڈرائیں تو مت، کس قدر نروس کر رہے ہیں مجھے"

" تم نروس کب سے ہونے لگی ،ویسے پتا ہے میں نے کل کے بارے میں کیا سوچا ہے"

حیا خاموش ہی رہی شاہ زر نے خود ہی کہنا شروع کیا

"لفظوں کی شرارت سے بدن کے چور ہونے تک

میں تجھ کو اس طرح چاہوں کہ دل میری سانس رک جائے

خطاؤں پر خطائیں ہو نہ ہو کچھ بات کہنے کو

میں تجھ میں یوں سما جاؤ کہ میری سانس رک جائے

نہ ہمت تجھ میں باقی ہو نہ ہمت مجھ میں باقی ہو

مگر اتنا قریب آؤ کہ میری سانس رک جائے

میں اپنے لب یوں رکھ دوں تیرے لبوں پر

یا تیری پیاس بجھ جائے یا میری سانس رک جائے"

گمبھیر لہجے میں کہتا حقیقتاً حیا کی سانس روک گیا

حیا خاموشی رہی اس کی سانسیں منتشر ہو رہی تھی کچھ لمحے تو معنی خیز خاموشی سے گزرے پھر شاہ زر نے پوچھا

"حیا تم میرا انتظار کرو گی نا؟"

حیا نے بمشکل "جی" کہا اور فون رکھ دیا اور اپنا چہرہ تکیہ میں چھپا لیا

" اللہ خیر پتہ نہیں اچانک کیا ہو گیا ہے انہیں"

--------------

دوسرے دن شاہ زر اور شانزل سے واپس آئے تو دیکھا حیا حور کے سر پر کھڑے ہو کر برہم ہو رہی ہے اشعر اور ہانیہ عانیہ مزے لے لے کر یہ منظر دیکھ رہے تھے

حیا جب بھی کوئی جملہ جھنجھلاہٹ میں کہتی عانیہ پوری طرح اپنی زبان میں ساتھ دیتی

اسکے ہاتھوں کی حرکتیں یہاں تک کہ سر ہلانے کا انداز بھی اپنے انداز میں نقل کرتی

"اسلام علیکم"

شانزل نے با آواز سلام کیا تو سب ہی متوجہ ہوئے

حیا فورا ان دونوں کے پاس آئی اس نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ شاہ زر آگے بڑھا اور نرمی سے پیشانی چومی

"طبیعت کیسی ہے اب؟"

حیا کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ سب کی موجودگی فراموش کر گیا ہے یہ جان کر نظر انداز کر رہا ہے

وہ جواب کیا دیتی بلکہ سب کی موجودگی میں جھجک سی گئی

"ٹھیک ہوں "

گرجتی برستی حیا ایک دم شانت ہوگئی

شاہ زر نے ایک ہاتھ حیا کے شانے پر رکھ کر اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سوفے تک لایا اسے بٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا

تبھی اچانک اشعر کو مصنوعی کھانسی کا دورہ پڑا وہ زور زور سے کھانسنے لگا

حیا نے کشن اٹھا کر پوری قوت سے اسے مارا جس سے کھانسی کا دورہ ہنسی کے دورے میں بدل گیا

سبھی مسکرانے لگی

" تمہیں تو بعد میں دیکھتی ہوں ، بھائی آپ ہی سمجھائیں حور کو محترمہ میری ایک نہیں سنتی کتنی بار منع کیا ہے اسے کیچن میں نہ جائے مگر یہ میری سنتی نہیں ہے اوپر سے وہ منہوس کافی کا ڈبّا ہی پھینک دوں گی اب میں نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری حد ہوتی ہے دوسرا کپ ہے یہ کافی کا جبکہ ڈاکٹر نے منع کیا ہے اسے آپ خود منع کریں میری تو سنتی نہیں"

ویسے ہی بولی جس طرح اسے عادت تھی بغیر قومہ اور فل سٹاپ کے

اس کی سانس پھول گئی

"صنم بچے خیال کرو اپنا"

شاہ زر نے مانو حیا کو تسلی دی

حیا نے اسے گھور کر دیکھا

"حور کا خیال رکھنے کے لیے میں ہوں بس اسے کہیں مجھے خیال رکھنے دے"

" رکھتی ہوں اپنا خیال، اب میرا دل ہو رہا تھا کافی پینے کا انسان کافی بھی نہیں پی سکتا"

حور نے کچھ لاڈ سے کہا

"پی سکتی ہو بالکل پی سکتی ہو لیکن کچھ مہینوں بعد، بلکہ تم کہو تو کافی کی ایک فیکٹری بھی کھول لوں گا
"

شانزل بہت آرام سے بات سنبھالی

"یہ مجھے کچن میں بھی نہیں جانے دیتی اب انسان کام بھی نہ کرے؟ بیٹھے بیٹھے بور ہو جاتی ہوں مجھ سے بیٹھا ہی نہیں جاتا "

لگے ہاتھوں حورعین نے حیا کی شکایت لگائی جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا

"یہ تو غلط بات ہے حیا، ٹھیک ہے صنم تم جا سکتی ہو کچن میں، مگر صرف شام کی چائے پکانے"

شاہ زر نے فورا مسئلے کا حل بتایا

"چلو شکر ہے ورنہ دونوں صبح سے دونوں نرسری اسکول کی بچیوں کی طرح بحث کر رہی ہیں ایک کہتا ہے "تمہیں ڈاکٹر نے منع کیا ہے" دوسری کہتی ہے "کل تمہاری طبیعت خراب تھی خبردار جو تم نے کسی کام کو ہاتھ لگایا" کون کہے گا یہ معاشرے کے قابل سیول انجینئر ہے، ویسے یہ عجوبہ جوڑی نہیں ہے یہ دنیا کی پہلی نند بھابھی ہے جو صبح سے اس لیے بحث میں مشغول تھے تاکہ دوسرا کوئی کام نہ کرے"

اشعر کی دہائی پر سب ہنسنے لگے

بیل ہوئی ملازم نے دروازہ کھولا تو عاطف زمان کو دیکھ کر سبھی کی ہنسی رکی

"اپنا غلیظ وجود لے کر دفع ہو جاؤ"

اشعر کا لہجہ بہت سخت تھا

"میں تم سے ملنے نہیں آیا ہوں بلکہ میں تو صرف شاہ زر جہانزیب ملنے آیا ہوں"

اس نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ حیا کو دیکھا

"شان آپ ابھی اسے باہر نکلوائیں، کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی بات سننے کی "

حورعین کی تو جان ہی جل گئی

" ارے تم اس قدر مشتعل کیوں ہو رہی ہو میں صرف ایک سوال پوچھنے آیا ہوں"

اس لہجہ اطمینان سے بھرا ہوا تھا جو حیا کو ہولائے دے رہا تھا

"منہ کھولنے سے پہلے ہزار بار سوچنا عاطف زمان، تم اس وقت یہاں صرف اسی لیے کھڑے ہو کیوں کہ تم میری بہن کے سوتیلے ہی سہی مگر بھائی ہو"

شانزل نے دبے لفظوں میں جیسے دھمکی دی

وہاں اگر کوئی شخص تھا جو نارمل تھا، تو وہ تھا شاہ زر جہانزیب

سپاٹ چہرے کے ساتھ

"میں تو شاہ زر جہانزیب سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کیا انہیں پتہ ہے کہ انکی سو کالڈ بیوی اپنے سابقہ منگیتر طلال مرزا سے ملتی ہے اور اسے کافی پیسے بھی دیتی ہے "

مانو کوئی بم پھٹا تھا فردوس بریں میں

" میں اس کا منہ نوچ لوں گی"

حورعین جارحانہ انداز میں آگے بڑھی جسے شانزل نے روکا اشعر کا غصے کے مارے برا حال تھا

اور حیا وہ تو پتھر کی ہوگئی

اسے کیسے پتہ چلا ؟ وقت یہ سب سوچنے کا نہیں تھا

اسے فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کیا کر رہا ہے کہہ رہا ہے اس نے اس شخص کی طرف دیکھا جس سے اسے فرق پڑتا تھا

حیا نے شاہ زر کی طرف دیکھا

اسی وقت شاہ زر نے گردن گھما کر منتظر نگاہوں سے حیا کو دیکھا

تو کیا اسے اب بھی صفائی درکار تھی ؟

کیا وہ اب بھی شک کر رہا تھا؟

حیا نے پوری قوت جمع کی اسے صفائی تو دینی تھی اس کے لیے پل صراط سے گزرنا ہی تھا

محبت جو کرتی تھی

"شاہ زر۔۔۔۔وہ۔۔۔۔"

حیا نے کہنا شروع ہی کیا کہ شاہ زر نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا اور اٹھ کھڑا ہوا

وہاں سب سکتے میں آ گئے

وہ اٹھا اور خاموشی سے اپنے کمرے میں چلے گیا

حیا بے دم سی زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی

اشعر کو حیا پر بہت ترس آیا آنسو حیا کی آنکھ سے موتیوں کی مانند ٹوٹ کر گر رہے تھے

اس سے پہلے کوئی کچھ کرتا ہے شاہ زر کمرے سے نکلتا ہوا نظر آیا چہرے پر پتھریلے تاثرات تھے اور ہاتھ میں گن

وہ بڑھتا ہوا حیا کی طرف آیا اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کیا پھر اپنی گن لوڈ کی

اور اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھ پاتا وہ مڑا اور ایک فائر کیا

گن سے گولی ٹھاہ کی آواز کے ساتھ نکلی اور عاطف زمان کی ہتھیلی چیرتی ہوئی آرپار ہوگئی عاطف زمان چیخا

تبھی شاہ زر نے دوبارہ گن لوڈ کی اس کے خطرناک ارادے دے کر سب اس کی طرف بڑھے

"شاہ زر دماغ سے کام۔۔۔۔"

شانزل کا آدھا جملہ منہ میں ہی رہ گیا کیوں کہ شاہ زر نے دوسرا فائر کیا تھا

یہ گولی عاطف کے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی چیرتی ہوئی چلی گئی

" شاہ زر "

حیا ہوش میں آئی

"تم تو خاموش ہی رہو"

وہ غراہٹ حیا کو سہما گئی

اس سے پہلے حیا کچھ کر پاتی وہ جارحانہ انداز میں عاطف زمان کی طرف بڑھا

شاہ زر سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اسے جان سے ہی مار ڈالتا

سب نے شاہ زر کو روکنا چاہا مگر

اس نے زمین پر گھٹنے کے بل تڑپتے عاطف کا چہرہ بالوں سے پکڑ کر اوپر کیا

" اسی ہاتھ سے تم نے میری بیوی کو رسوا کرنا چاہا تھا نا "

"چھوڑو اسے شاہ زر "

شانزل اسے پیچھے کرنے لگا

" شاہ زر بھائی ہوش میں آئیں۔۔۔"

اشعر بھی پوری کوشش کر رہا تھا مگر شاہ زر کسی کی نہیں سن رہا تھا

"شاہ۔۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں "

سب کے سب اسے مل کر پیچھے کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ جنونی بنا کسی کی بھی سننے کو تیار نہ تھا وہ تو اپنی صنم کی بھی سن نہیں رہا تھا

"نہیں آج میں یہ قصہ ہی ختم کر دوں گا جہاں زندگی میں سکون آتا ہے اسے دیکھا ہی نہیں جاتا بس بہت ہو گیا"

اس نے گن کی نالی عاطف کے منہ میں ڈال دی

سبھی کی جان اچھل کر حلق میں آ گئی

ہر کوئی اسے پیچھے کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہل رہا تھا

یقیناً آج وہ اسے زندہ نہ چھوڑتا

عاطف کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی

"اسی زبان سے تم میری بیوی کے بارے میں بد فعالی کرتے ہو نا آج تو میں یہ بھی ختم۔۔۔۔۔۔"

" شاہ زر آپ کو میری قسم چھوڑیں اسے ابھی اور اسی وقت"

حیا کی دہاڑ پر شاہ زر نے عاطف کو پٹخنے کے انداز میں چھوڑا

حیا اتنی زور سے چیخ پڑی تھی اس کی سانسیں پھول گئیں

"اسے ابھی کے ابھی باہر پھینکو ورنہ میں اس کی جان نکال دوں گا "

شاہ زر بمشکل خود پر قابو پا رہا تھا

ضبط سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا شانزل نے فوراً گارڈز کو بلوا کر عاطف زمان کو باہر پھینکوایا

اب تو یقیناً اس کے فرشتے بھی فردوسِ برّیں کا رخ نہیں کریں گے

شاہ زر نے گھور کر حیا کو دیکھا وہ دنیا کی واحد لڑکی تھی جس کے لئے وہ بے اختیار ہو جاتا تھا اور آج بھی ہو گیا تھا

گھبراہٹ دور ہوئی تو حیا کے اندر آتش فشاں بننے لگا شاہ زر نے ایک سرد نگاہ ڈالی

حیا آگے بڑھی اور اس کا گریبان جکڑ لیا

"جب مجھ پر بھروسہ تھا تو کیوں؟ ہاں کیوں؟ کیوں آپ چاہتے تھے میں صفائی پیش کروں؟ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ منتظر نگاہ میرے وجود کے ہزار ٹکڑے کر گئی"

شاہ زر کا گریبان جکڑ کر جھنجوڑ کر پوچھ رہی تھی چیخ رہی تھی رو رہی تھی

شاہ زرر نے ایک جھٹکے سے اپنا کالر حیا کی گرفت سے آزاد کروایا

"کس قدر احمق ہو تم؟ تمہیں لگا میں تمہاری صفائی کا منتظر ہوں؟ مجھے سمجھ نہیں آرہا میں اپنا سر کس دیوار میں دے ماروں، میں نے تمہاری طرف اس لیے دیکھا تھا کیونکہ میں منتظر تھا کہ تم خود جاکر عاطف زمان کا حشر نشر کر دو، یہ حق تمہارا تھا، مگر تم تو مجھے ہی صفائی دینے لگیں، میں بتا نہیں سکتا اس وقت کتنا غصہ آیا تم پر ، صرف اور صرف تمہارے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ چکا ہوں جو کہ شاہ زر جہانزیب کسی کے سامنے نہیں کرتا صرف تم پر اپنے سارے جذبات عیاں کر چکا ہوں پھر بھی تمہیں لگا میں تم پر شک کر رہا ہوں ایک کام کرو یہ گن لو اور ایک ہی دفعہ مجھے مار دو "

دوسری طرف شاہ زر بھی کم تپا ہوا نہیں تھا، جملے کے آخر میں حیا کو گن تھما دی

حیا نے وہ گن ڈر کر پھینک دیں

" مجھے لگا۔۔۔"

ہمیشہ کی طرح وہ حیا کی بولتی بند کر گیا

" Just shut up haya zaman"

جب وہ غصہ میں ہوتا تو حیا شاہ زر نہیں اسے حیا زمان کہتا

پھر وہ اس کی سنے بغیر دروازہ کی طرف جانے لگا

آنکھوں ہی آنکھوں میں شانزل کو کوئی اشارہ کیا تھا اس سے پہلے حیا اسے روکتی اس نے دروازے پر بغیر مڑے کہا

"میں ناراض ہو کر نہیں جا رہا بس آدھے گھنٹے میں واپس آتا ہوں"

شانزل بھی اسکے پیچھے باہر نکلا

جب دونوں دروازے سے باہر نکلے تو فردوس کے گیٹ کے باہر گارڈ نے عاطف زمان کا نڈھال وجود پکڑا ہوا تھا

شاہ زر نے کوٹ اتار کر ہوا میں اچھالا

قدم آگے بڑھاتے ہوئے آستین کے بٹن کھول کر کف فولڈ کرنے لگا

وہ عاطف زمان کو جن نظروں سے دیکھ رہا تھا عاطف زمان کی سانس اوپر نیچے ہو رہی تھی

گردن موڑ کر شانزل کو دیکھا

" اس معاملے سے تم دور رہو گے "

"تمہاری غلط فہمی ہے"

شانزل ابراہیم نے بھی کوٹ اتار کر ہوا میں اچھالا

" یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے دور رہنا ہے"

شاہ زر نے گلے سے ٹائی نکال کر اچھالی شرٹ کے اوپر والے بٹن کھولے

" یہ معاملہ میری بہن کا بھی ہے "

شانزل نے بھی گلے سے ٹائی نکال کر اچھالی شرٹ کے اوپر والے بٹن کھولے

"ٹھیک ہے تمہیں موقع دوں گا مگر پہلے میری باری"

" چلو تم بھی کیا یاد رکھو گے دیا موقع"

شانزل کی فیاضی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی

شاہ زر نے کہنی تک کے آستین چڑھائی اور گارڈ کو اشارہ کیا شاہ زر کے قدموں کی دھمک ہی عاطف زمان کو دہلائے دے رہی تھی اپنے زخمی ہاتھوں کو سنبھالنا اس کے بس سے باہر ہو رہا تھا

شاہ زر آہستہ آہستہ اس کے قریب آ رہا تھا اور تیزی سے اسکے چہرے پر سختی میں اضافہ ہو رہا تھا

عاطف زمان کی جان نکلی جا رہی تھی

شاہ زر کے اشارے پر گارڈ اسے چھوڑ کر دور کھڑے ہو گئے

شاہ زر قریب آیا اور ایک زور دار مکّا عاطف کے منہ پر مارا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور بھل بھل خون نکلنے لگا

اور اس کے بعد کیا تھا اس نے عاطف پر مکّوں اور گھونسوں کی برسات کردی

وہ جنونی انداز میں اسے مار رہا تھا جانے اس کی کون سی ہڈی ٹوٹی اور کون سے زخم لگے تھے

جب وہ نڈھال ہوکر گر جاتا تو وہ پھر اٹھا کر اس پر پل پڑتا

شور کی آواز پر فردوسِ بریں کے سبھی مکین باہر نکل آئے اور وہاں کی صورت حال دیکھ کر بھونچکے رہ گئے

شاہ زر نے عاطف زمان کا سر جب گاڑی کے بونٹ پر مارا تو وہ اپنے حواس کھونے لگا

"خبردار خبردار جو تم نے اپنے ہوش کھوئے آنکھیں کھولو ابھی اور مار کھانی ہے"

عاطف زمان اپنے زخمی ہاتھوں کو اس کے آگے جوڑ رہا تھا

حیا دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی

اور بازو تھام کر پیچھے گھسیٹا

شاہ زر نے چھوڑ دیا پھر جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا

شاہ زر پیچھے ہوا اور اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھا حیا کا بازو تھاما اور پھر ایک بار عاطف زمان پر جھک گیا حیا بھی نیچے بیٹھتی چلی گئی

"اٹھو خبیث انسان اٹھو آنکھیں کھولو ادھر دیکھو یہ میری بیوی ہے اور اگر کسی نے اس کے بارے میں برا سوچا بھی تو میں تباہی لا دوں گا "

آہ۔۔۔۔کون کہتا تھا وہ علی الاعلان اپنی محبت کا اظہار نہیں کر سکتا تھا

یہ اظہار نہیں تو کیا تھا

ایک بار پھر حیا نے اسے ایک بازو تھام کر اٹھانے کی کوشش کی

stay away haya "

حیا ایک لمحے کو اسکے غصے سے سہم گئی وہ ہمیشہ آہستہ آواز میں بات کرتا بہت کم حیا نے اسکا یہ روپ دیکھا تھا

" پین پیپر لے کر آؤ"

شاہ زر نے گارڈ کو حکم دیا

حور اس پر خاموش کھڑی تھی کہیں نہ کہیں دل میں وہ عاطف زمان کی ایسی ہی تواضع چاہتی تھی اشعر اور ہانیہ کا خیال بھی مختلف نہیں تھا

حیا ایک لمحے کے لیے ان کے اس طرح آنکھیں پھیر لینے پر حیران ضرور ہوئی تھی

گارڈ نے اسے پین اور پیپر تھمایا تو اس نے پیپر گاڑی کے بونٹ پر رکھا اور کچھ تحریریں گھسیٹنے لگا

پھر ایک گھٹنے کے بل نیچے عاطف کے پاس بیٹھا اور ایک پاؤ زمین سے کچھ اوپر تھا

اس نے عاطف زمان کے ادھ موئے وجود کو کالر سے پکڑ کر اٹھا کر بٹھایا

" آنکھیں کھولو خبیث انسان، یہ پیپر اپنے باپ کے منہ پر دے مارنا اس میں لکھا ہے کہ شاہ زر جہانزیب علی الاعلان یہ بات کہتا ہے کہ عاطف زمان کی اس حالت کا ذمہ دار شاہ زر جہانزیب ہے جو ہو سکتا کر لے، اور اگر دوبارہ تم نے میری بیوی کی طرف دیکھا بھی تو پھر سے یہی حال کروں گا بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں تمہیں تمہارے گھر کے باہر پھینک کر آؤں گا بلکہ جو بھی میری بیوی کی طرف غلط نگاہ سے دیکھے گا اس کی حالت میں موت سے بھی بدتر کر دوں گا تم نے یا زمان ہاؤس کے کسی بھی فرد نے دوبارہ یہاں کا رخ کیا تو ایسی موت ماروں گا کہ تمہاری سات پشتیں یاد رکھیں گی، اور اپنی ماں سے ضرور کہنا کے ماں کا کیا اولاد کے آگے ضرور آتا ہے تمہاری حالت میں وہ اپنے اعمال کا عکس دیکھ لے "

پھر شاہ زر نے وہ کاغذ عاطف کی خون سے رنگی شرٹ کی جیب میں ڈالا

گارڈ کو حکم دیا کہ اسے زمان ہاؤس کے باہر پھینک آؤ

گارڈ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے لگے تو شانزل نے روک دیا

اس کے قریب آیا اور ایک مکا بڑے جان دار انداز میں اس کے پیٹ کے کچھ اوپر مارا یقینا اس کی کوئی نہ کوئی پسلی کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو گی اور شدید تکلیف ہوئی ہو گی جس کا اندازہ اس کے چیخنے سے ہو گیا

حیا نے شانزل کو بہت بری طریقے سے گھورا تھا یہاں کوئی نہیں تھا جو اس کی بات سن رہا تھا

"میں نے تمہارے شوہر سے پہلے کہا تھا مجھے مارنے دے مگر اس نے کہا تمہیں بعد میں موقع ملے گا اب مجھے موقع نہیں ملا تو میں کیا کرتا"

(ہمارا معصوم شانزل ابراہیم )

شانزل نے آرام سے کندھے اچکاتے ہوئے بات کہی

جیسے بڑی عام سی بات ہو

گارڈ اسے گاڑی میں ڈال کر لے گئے تو شاہ زر بھی غصے سے باہر جانے لگا

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

حیا اس کے راستے میں آئی اور کمر پر ہاتھ رکھے بھنویں سکیڑے پورے رعب سے پوچھنے لگی

" جہنم میں"

شاہ زر ویسے ہی تپا بیٹھا تھا اور جواب بھی تپے ہوئے انداز میں دیا تھا

حیا نے اسے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر روکا

آنکھوں میں آنکھیں ڈالی اور کہا

"جو لوگ بیوی کو ڈانٹتے ہیں انہیں تو جہنم میں بھی انٹری نہیں دی جاتی"

لہجہ شرارتی تھا لبوں میں دبی دبی مسکان لے کر وہ بڑے ہی دلفریب انداز میں بولی

اور۔۔۔۔۔۔

شاہ زر کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا وہ خود بھی مسکرا دیا

(The million dollar smile )

ہاش شاہ زر بھائی آپ بالکل حیا کی طرح ریئکٹ کر رہے تھے"

اشعر نے سکون کی سانس لی

"چلو بھائی اچھا خاصہ ڈرامہ ہو گیا محترمہ آپ لوگ اندر جائیں اور تیاریاں شروع کریں"

شانزل کی بات پر حیا نے حیران نظروں سے دیکھا

"چلو بہنا تمہاری اینیورسری کی پارٹی ہے"

------------------------

"I m sorry haya"

حیا نے پھٹی آنکھوں سے حور کو دیکھا

جو اپنے ہاتھوں میں جلی ہوئی کوٹی لے کر کھڑی تھی جو اسے شرارہ کے اوپر پہننا تھا

"کوئی بات نہیں جانے دو، میں کچھ اور پہن لوں گی"

حیا نے حورعین کی شرمندگی کم کرنی چاہی

"رکو میرے پاس تمہارے شرارے سے میچنگ بلاؤز ہے شاہ اتنے ارمان سے تمہارے لیے یہ کپڑے لائے تھے کچھ اور پہنو گی تو فیل کریں گے"

کہہ کر رکی نہیں جا کر بلاؤز لے آئی اور حیا بلاؤز دیکھ کر ہی سٹپٹا گئی بلاؤز کیا تھا ہاف بلاؤز تھا جس سے پیٹ اور کمر واضح ہو جاتی آستین تو نام کو بھی نہیں تھی کاندھے پر دو انچ چوڑی پٹی تھی اوپر سے اتنا گہرا گلا اور سونے پر سہاگا بیک لیس تھا پیچھے صرف ڈوری تھی

"حور تمہارا دماغ چل گیا ہے پارٹی میں پہنوں گی میں؟:

حیا منہ کھولے کہنے لگی

"ارے تم یہ چینج کر آؤ تمہارا دوپٹہ نیٹ کا نہیں ہے نا، میں تمہارا دوپٹہ ایسے سیٹ کروں گی کہ تم پوری چھپ جاؤ گی "

حیا شش و پنج میں مبتلا ہو گی

"پلیز حیا پہن لو میرے لیے"

اب حیا کے پاس کوئی چارہ نہ تھا حور کے لئے تو وہ کچھ بھی کر سکتی تھی جب وہ بلاؤز اور شرارہ چینج کر کے باہر آئی تو آئینے میں خود کو دیکھ کر ہی نظریں چرا لیں

" اف حور تمہارے لئے کیا کر رہی ہوں میں"

اس نے سوچا اور پھر حورعین نے حقیقتاً اور اس کا دوپٹا اس طرح سیٹ کیا کہ وہ پوری طرح چھپ گئی تھی

حیا کے سر پر بھی دوپٹہ پن لگا کر سیٹ کیا پھر میک اپ کیا اور طلائی زیور پہنائے

" حور میرا ولیمہ ہو چکا ہے آج صرف پارٹی ہے بس تم تو ایسے تیار کر رہی ہو جیسے میرا ولیمہ ہے "

جب حورعین نے مانگ ٹیکا لگایا تو وہ بول پڑی

"کیا ہوگیا ہے یار اتنی تو پیاری لگ رہی ہو چلو یہ چوڑیاں ڈالو ہاتھ میں"

حیا سچ میں پیاری لگ رہی تھی اسے تیار کرکے حورعین تیار ہونے لگی باہر مہمان آنا شروع ہو چکے تھے کافی تو آ بھی چکے تھے حورعین جلدی جلدی تیار ہوئی تبھی شانزل کی کال آگئی کہ خالہ خالو کو ایئرپورٹ سے لینے جانا ہے وہ جلدی سے باہر آئے

حورعین ایک مطمئن نظر آئینے پر ڈال کر باہر کی طرف چلی گئی

پھر حیا انتظار میں ہی رہی کہ کوئی آئے اور پائل اور سینڈل پہننے میں مدد کر دے کافی دیر تک وہ پائل سے الجھتی رہی بڑی مشکل سے پتہ نہیں کیسے ایک پائل پہن لی مگر دوسری تو بڑی مشقت کے بعد بھی پہن نہ پائی اور اب تو سینڈل بھی باقی ہے اپنی بے بسی پر حیا کی آنکھیں نم ہونے لگی یہ ایک خلا اس کی زندگی کا نہ جانے کب پورا ہوگا؟ ہوگا بھی کہ نہیں؟ کتنی دیر تک موبائل دیکھتی رہی کیسے ہانیہ کو فون لگا کر بلا لے مگر اسے یاد ہی نہ آیا کہ فون کیسے لگائے

بے بسی ہی بے بسی تھی

اسے باہر تو جانا ہی تھا جب باہر نکلی تو فردوس بریں بھاں بھاں کر رہا تھا پارٹی چونکہ لان میں تھی اسی لئے سب ہی یہاں تک کہ ملازم بھی ادھر ہی تھے

کتنی سبکی ہوگی سب کے سامنے

حیا صرف سوچ سکی

وہ جی کڑا کر کے لان کی طرف آئی تا کہ ہانیہ مل جائے اس نے لان میں نظر گھمائی

کافی مہمان لان موجود تھے لان پھولوں قمقموں سے سجا ہوا تھا

حیا نے سینڈ والا ہاتھ پیچھے کر لیا تب ہی ہجوم میں کھڑے شاہ زر کی نظر اس پر پڑی لمحے بھر کو مبہوت ہوا تھا

بھاری کام دار آئینوں سے مزین لہنگے اور طلائی بھاری زیورات میں وہ کسی ریاست کی ملکہ ہی لگ رہی تھی سر پر اوڑھا دوپٹہ اس کے وقار میں اضافہ کر رہا تھا

وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف قدم بڑھانے لگا

حیا نے دیکھا بلیک ڈنر سوٹ میں نیلی آنکھوں اور نفاست سے سیٹ کیے ہوئے بالوں میں وجاہت کا شاہکار اس کی طرف آ رہا تھا

" مجھے تو لگا آج تم انتظار کروانے کے موڈ میں ہو، ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار میں ہوں ، چلو اب مہمان کب سے تمہارا پوچھ رہے ہیں"

کہہ کر اس نے حیا کی کلائی تھامی اور اسے لے کر مہمانوں کے پاس جا رہا تھا کچھ قدم کے بعد حیا رک گئی

"سنیں پلیز۔۔۔۔"

شاہ زر نے تعجب سے اسے دیکھا

"کیا ہوا؟"

"آپ ہانیہ کو میرے پاس بھیج دیں پلیز"

وہ آنکھیں جھکائے کہنے لگی باقی کا جملہ ادا ہی نہ ہو سکا

شرمندگی سی شرمندگی تھی ہیں حیا نے گردن جھکا لی

تبھی شاہ زر کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود سینڈل اور پائل پر پڑی وہ ٹھٹک گیا

" تم۔۔۔تم ننگے پیر گھوم رہی ہو لان میں؟ ملتے ہی
مجھے کیوں نہیں کہا "

پھر شاہ زر نے جواب کا انتظار کئے بغیر ویٹر سے کہا کرسی لے کر آئے ویٹر نے فوراً حکم کی تعمیل کی

"بیٹھو اس پر"

" پلیز شاہ زر سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔مجھے جانے دیں اور ہانیہ یا کسی کو بھیج دیں"

" اف حیا کب وہ دن آئے گا جب تم میری بات بغیر بحث کے مان لو گی "

کہنے کے ساتھ شاہ زر نے اس کے ہاتھ سے سینڈل لی اور کاندھے سے تھام کر نرمی سے کرسی پر بٹھایا
اتنے لوگ موجود تھے سب ہی متوجہ تھے

سب حیران رہ گئے جب ایک دنیا کا مشہور بزنس مین شاہ جہانزیب اپنی بیوی کے سامنے گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھا ایک گھٹنا زمین سے کچھ اوپر تھا سب مزید حیران رہ گئے جب اس نے نرمی سے حیا کا پیر اپنے گھٹنے پر رکھا وہ بالکل نارمل تھا نہ اسے مہمانوں سے فرق پڑتا تھا نہ حیا کی حیران نظروں سے

اس نے جیب سے رومال نکال کر حیا کے پیر کا تلوا صاف کیا لمحے بھر کو اس کے پیر کا معائنہ کیا

" سدھر جاؤ حیا ابھی کچھ چبھ جاتا تو؟ تم اندر ہی انتظار کر لیتی میں تو آتا نہ تمہارے پاس "

کہتے ہوئے اس نے حیا کے پیر میں پائل پہنائی اور سینڈل بھی

حیا کی ساری مایوسی ساری شرمندگی بھی سے اڑ گئی

"آپ میرے پاس ہیں تو مجھے راستوں کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کے ہوتے ہوئے کبھی کوئی کانٹا مجھے چبھ نہیں سکتا"

حیا کی بات پر شاہ زر دلفریب انداز میں مسکرایا اسے حیا کی اس بات نے بڑا مزہ دیا تھا

پھر اس نے دوسرا پیر اپنے گھٹنے پر رکھا اور اسی طرح تلوا صاف کیا اور سینڈل پہنائی

حیا بس اسے دیکھ کر رہ گئی

معاشرے میں ایک بیوی کو کتنی عزت ملے گی یہ شوہر پر منحصر ہوتا ہے

ایک ایسا مرد جو اس کی عزت کرے اور کروا سکے ایسا مرد ہر لڑکی کی خواہش ہوتا ہے اور خدا نے ایسا مرد حیا کے نصیب میں لکھ دیا تھا ان ساری محرومیوں کے بدلے جو اس کے مقدر میں تھیں۔

اس نے ایک مرتبہ عاطف سے کہا تھا کہ خدا نے اس کے نصیب میں خوشیاں نہیں لکھی کیونکہ ان خوشیوں کے بدلے خدا نے اس کے نصیب میں شاہ زر جہانزیب کو لکھا ہے

حیا کو یک لخت اپنا آپ معتبر محسوس ہونے لگا

اپنے رب کا جتنا شکر کرتی کم تھا شاہ زر گھٹنوں پر لگی گرد جھاڑ تا ہوا کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا

"کہاں گم ہو؟"

حیا نے چونک کر اسے دیکھا اور کہا

"تھینک یو"

"It is honoure for me ma'am"

(یہ تو میرے لیے اعزاز ہے میم)

اس نے ہلکا سا گردن کو خم دیتے ہوئے کہا

"اس لیے نہیں بلکہ میری زندگی میں آنے کے لیے"

حیا نے صدقِ دل سے کہا تھا آنکھوں میں تارے جھلملا رہے تھے

شاہ زر جہانزیب ان آنکھوں میں تارے جھلملاتے دیکھ فدا ہی تو ہوا تھا

"That is also honour for me and u r blessing for me "

( یہ بھی میرے لیے اعزاز ہے اور تم میرے لئے نعمت ہو)

شاہ زر بھی ایک جذب سے کہا وہ دونوں شاید لوگوں کی موجودگی فراموش کر چکے تھے وہ تو مہمانوں کی تالیوں نے دونوں کو ہوش دلایا

حیا نے چونک کر مہمانوں کو دیکھا اور ویڈیو بناتے اشعر کو کچھ شرم غالب آ گئی

جس سے اس نے گردن جھکا لی

حورعین شانزل بھی خالہ خالو کے ساتھ تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پاس آئے

حیا کو لگا اس کی بے اختیاری پر اب اشعر اسے خوب زچ کرے گا اسی لیے اس نے نظر انداز کیا

اور خالہ خالو سے ملی وہ اس سے مل کر بڑے خوش ہوئے خاص کر شانزل کے خالو عثمان سفیر

"مبارک ہو، بلکہ تم لوگ مجھے مبارکباد دو میرے سارے بچے اس طرح شاد و آباد ہے کہ میرا دل خوش ہوگیا، خدا تم لوگوں پر رحمت بنائے رکھے اور ڈھیروں خوشیوں سے نوازے"

انہوں نے دعائیں دیں اور حیا کو ساتھ لگایا

عانیہ کو مل کر بڑے خوش ہوئے جو بار بار لپک لپک کر حیا کی طرف جانے کی کوشش کر رہی تھی

"آپ بس اسی طرح ہمیں دعاؤں میں یاد رکھئے "

شانزل نے لب کشائی کی

"مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں کہ آپ لوگ آنے والے ہیں "

حیا کچھ حیران تھی

"ہم نے تو کسی کو بھی نہیں بتایا تھا اگر بتا دیتے تو اتنا کھلا کھلا چہرہ کیسے دیکھتے آپ لوگوں کا "

عثمان سفیر کو تو ویسے بھی شوخ چنچل سی حیا بہت پسند تھی

"ایک سرپرائز اور دوں؟"

انہوں نے سوالیہ نظروں سے حیا کو دیکھا

"رکیں مجھے guess کرنے دیں.... آپ میرے لیے کرکٹ کٹ لائے ہیں جو آپ پچھلی بار شرط کے طور پر ہارے تھے"

حیا کی بات پر عثمان سفیر نے ماتھے پر ہاتھ مارا جیسے بھول گئے ہو

" او یار کل تمہیں پکا لا دوں گا مگر سرپرائز تو یہ ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے آپ کے پاس رہنے آ گئے ہیں"

" ہائے سچی۔۔۔۔؟"

خوش تو سبھی ہوئے تو مگر حیا تو وارے نیارے ہو گئی تھی

"ہاں"

"مطلب ہم روز کرکٹ کھیلیں گے ؟"

"بالکل ہم تو ہماری بیٹی کے ساتھ روز کھیلیں گے"

شانزل تقریبا منہ کھولے دونوں کو دیکھ رہا تھا

"ہیں یہ آپ لوگ کب ملے؟ کب کرکٹ کھیلی؟ کب شرط ہاری؟"

" جب تم لوگ ہنی مون پر گئے تھے اس کے دوسرے دن یقین جانو ہماری بیٹی تم لوگوں جیسی اکھڑ مزاج نہیں ہے میری بیٹی مجھ جیسی ہے زندہ دل، تم لوگ اکڑو ہو، میری بیٹی دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہے"

اور حیا کو لگا کسی نے اس کی زبان گنگ کر دی ہو الفاظ جیسے کسی نے چھین لیے ہو، یہ وہ جملے تھے جو اپنے باپ کے منہ سے سننے کی خواہش رکھتی تھیں

شاہ زر مسلسل حیا کو اور اس کے چہرے پر اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا

عثمان سفیر حیا کی حالت سے بے نیاز اسے ساتھ لگائے بولتے ہی جا رہے تھے

" خالو یہ چیٹنگ ہے اب مجھے جیلس فیل ہو رہا ہے"

" کوئی نہیں میں تو آپ کو بھائی بولتی ہوں تو آپ کے خالو بھی میرے خالو ہوئے نہ "

حیا نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی تھی

"چلو یہ بھی ہے "

"وہ تو تم اب بیوی آنے کے بعد خوش مزاج ہو گئے ہو ورنہ تمہاری شکل پر بارہ بجے ہی رہتے تھے"
شانزل تو خاموش ہو گیا تھا مگر عثمان سفیر جیسے آج الگ ہی موڈ میں تھے

"خالہ دیکھ لیں اب خالو کو "

"تمہاری خالہ ہمیں سالوں سے دیکھتی رہی ہیں اور اب تمہاری ویلیو ختم، اب ہمارے پوتا پوتی کی ویلیو ہے" عثمان سفیر کافی سنجیدہ مزاج کے تھے مگر آج بہت خوش تھے

"ابھی پوتا پوتی آئیں گے، آئے نہیں ہیں"

"تو کیا ہوا اتنے سالوں تک تم ہمارا پیار بٹورتے رہے ہو اب تو ہمیں بیٹی ملی ہے اس کا بھی حق ہے اور پوتا پوتی جب آئیں گے تب دیکھی جائے گی"

" چلیں جانے دیں یہ بھی میری بہن ہی ہے "

"شانزل بھائی بحث بعد میں کریئے گا اسٹیج پر سارے انتظامات ہوگئے ہیں چلیں، آپ اسٹیج کی طرف آئیں"

"چلو "

شانزل نے شاہ زر سے اسٹیج پر چلنے کو کہا

شاہ زر نے نفی میں سر ہلایا شانزل نے اسے گھورا

"بہت ہی کوئی بدذوق انسان ہو "

شاہ زر ڈھیٹائی سے مسکرایا شانزل سٹیج پر چڑھا اور مائیک لے کر کہنا شروع کیا

"السلام علیکم، سب سے پہلے تو بہت بہت شکریہ کہ آپ اتنے شارٹ نوٹس پر پارٹی میں آئے مگر کیا کریں یہ سب کافی ہنگامی صورتحال میں ہوا، پارٹی کی کئی وجہ ہے سب سے پہلے آج میرے سالے صاحب مسٹر شاہ زر جہانزیب کی پہلی اینیورسری ہے اور کل میری، تو ہم نے سوچا آپ لوگوں کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کیا جائے، اب اینیورسری ہے تو گفٹ تو بنتا ہے۔.......so the gift is آپ لوگوں کو یہی سمجھ آرہی ہوگی کوئی جویلری ہوگی

زیادہ شوہر یہی دیتے ہیں مگر آپ غلط سوچ رہے ہیں کیونکہ ہماری بیویاں بہت ہی قابل سیول انجینئر ہے۔فردوس بریں اسی قابلیت کا ایک نمونہ ہے تو ان کی قابلیت اور دوستی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ تحفہ دینا چاہتے ہیں۔۔۔"

تبھی ایک پردے پر پروجیکٹر کی روشنی پڑی اور اس پردے پر ایک شیشے سے چمکتی بلڈنگ کا عکس تھا

" The HOORYA Company"

حور اور حیا کی ساجھے داری کی نشانی جس کو فائنانس ہم کر رہے ہیں HOORYA , hoor اور haya سے مل کر بنا ہے, ان لوگوں کو دیکھ کر میرے دل میں شدید خواہش ہوتی ہے کاش میری دوستی بھی اس طرح کی ہوتی"

حورین ایک لمحے کو چونکی مگر حیا تو منہ کھولے دیکھ رہی تھی

حیا نے گردن گھوما کر شاہ زر کو دیکھا جو آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ویسے ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے خالو مجھے کہہ رہے تھے کہ شادی سے پہلے میں کافی اکھڑ مزاج تھا میرے چہرے پر بارہ بجے رہتے تھے"
لوگ ہنسنے لگے ہیں وہ صحیح تو کہہ رہا تھا

" لوگ مجھ سے بات کرنے سے پہلے دس بار سوچتے تھے مگر۔۔۔ مگر میں داد دینا چاہوں گا حیا زمان کے حوصلے کی جس نے اس اکھڑ مزاج، بد دماغ اور مغرور انسان کو بھائی بنا لیا۔یقین جانیں ایسا ہی تھا، حالانکہ ہماری بیگم صاحبہ بھی ہم سے خائف رہتی تھیں مگر حیا ویسی ہی تھی بے خوف ، اور اس کی اسی خوبی نے مجھے بہت متاثر کیا۔

دوسرا اس کی دوستی نے، میں نے اسے پہروں حور کے انتظار میں دھوپ میں جھلستے دیکھا ہے، حور کی محبت میں لوگوں کے سر پھوڑتے دیکھا ہے، حیا کو ایسا ہی ہونا چاہیے بلکہ شانزل ابراہیم کی بہن کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔رشتوں کو نبھانا اور بے لوث محبت کرنا میں نے اسی سے سیکھا ہے، بغیر کسی صلے کے کسی کو اپنا مان لینا میں نے حیا سے سیکھا ہے ،

فردوسِ بریں میرا خواب تھا، ،،،،اس پتھروں سے بنے گھر میں رونق میری بیوی اور بہن کی وجہ سے ہی ہے آج میرا گھر مکمل ہے اور ہاں میں یہ بھی بتا دو کہ فردوس بریں ایکسٹینڈ extend کرنا چاہتا ہوں یعنی اور بڑا کرنا چاہتا ہوں جس کا کانٹریکٹ دی حوریہ کمپنی کو دیتا ہوں

جو اس کے بورڈ ممبر پورا کریں گے۔حور اور حیا کے ساتھ ساتھ میں اس کمپنی کے تیسرے بورڈ ممبر کا نام بھی بتا دوں اشعر احمد، جی ہاں ویسے موصوف ہزار نخرے دکھانے کے بعد راضی ہوئے ہیں مگر ہوگئے۔۔۔۔میں نے فردوس بریں کے دروازے پر ایک آیت لکھوائی ہے اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے میرا گھر مکمل ہے بیوی، بہن ماں باپ، اشعر جیسا ساتھی، شاہ زر جیسا دوست، بہت ساری نعمتیں ہیں جس کے لیے میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں"

شانزل نے اپنی تقریر ختم کی تو حورعین اسٹیج پر چڑھنے لگی شانزل نے ہتھیلی پھیلائی تھام کر اوپر چڑھ کر مائک ہاتھ میں لے لیا

" السلام علیکم۔۔۔میری زندگی ایک تکون میں قید ہے، شاہ زر جہانزیب، شانزل ابراھیم اور حیا شاہ زر۔مجھے بالکل تعجب نہیں ہو رہا اس گفٹ پر کیوں کہ پوری دنیا میں مجھے کوئی اتنا خوبصورت تحفہ دے سکتا ہے تو صرف یہی دونوں ہے بلکہ انہوں نے مجھے اس سے بھی خوبصورت تحفے دیے ہیں

اور رہی بات حیا کی تو حیا شاہ زر میری زندگی میں تب آئی جب میں بالکل اکیلی تھی، ایک دم تنہا ویسے ہی جیسے کوئی بچہ کھو جانے کے بعد پریشان ہوتا ہے ، میں بالکل ویسی ہی تھی۔کچھ لوگ آپ کی زندگی میں ستاروں کے مانند ہوتے ہیں جو بغیر اپنی موجودگی کا احساس دلائے ٹھنڈک پہنچاتے ہیں

حورین کی زندگی میں حیا شاہ زر کا مقام بھی اس سے تارے کا سا ہے۔اسے مجھ سے پہلی نظر میں محبت ہوئی تھی۔۔۔"

کہہ کر مسکرائی

"اس نے میرے لیے، صرف میرے لیے میڈیکل چھوڑ کر سول انجینئرنگ پڑھا، جی بالکل میں نے بھی سوچا تھا یہ لڑکی بالکل پاگل ہے۔۔۔۔مگر صرف میرے لیے۔۔۔جب جب میں گری ہوں مجھے سنبھالنے والے ہاتھ حیا شاہ زر کے تھے۔۔۔

جب جب میں روئی میرے آنسو پوچھنے والے دو مہربان ہاتھ حیا شاہ زر کے تھے۔۔۔

کوئی اگر بغیر سوچے میرے لئے حد سے گزر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔

میں اپنا غصہ بلا وجہ کسی پر اتار سکتی ہو تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

کوئی ہے جو مجھ سے بغیر غلطی کے معافی مانگ سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔۔

کوئی اگر اپنی چادر اتار کر مجھے ڈھانپ سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔"

حورین کی آواز نم ہونے لگی اور حیا تو باقاعدہ آنسو بہا رہی تھی

"کوئی اگر بلا چوں چرا کے مجھ سے خاموشی سے تھپڑ کھا سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

تھپڑ کھانے کے بعد بھی میری غلطی پر کوئی معافی مانگ سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

میرے لیے گھنٹوں کوئی انتظار کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

میرے لیے کوئی اپنی آخری سانس تک انتظار کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

میرے لیے  اپنی شادی کے دن ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں کوئی کسی کا سر پھوڑ سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔۔

مجھے جنگ جیتانے کے لیے کوئی خود کو گولی مار سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔۔

میری زندگی بچانے کے لئے اگر کوئی دشمن سے میری زندگی کا پروانہ لا سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔"

حیا چونک گئی حورعین کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے

"تمہیں کیا لگا میں نہیں جانتی کہ حویلی سے وہ پیپر کون لایا تھا؟"
حیا نے گھور کر شاہ زر کو دیکھا

"انہیں مت گھورو انہوں نے نہیں بتایا ہے، کیا مجھے نہیں پتا کہ تم میرے لیے کس حد تک جا سکتی ہو؟"

حیا مسکرائی

" مجھے زخم لگنے پر کوئی درد محسوس کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

کوئی میری جان بچانے کے لئے خود کو موت کے منہ میں جھونک سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے

------

دنوں تک خوار ہوتے ہوئے مجھے کوئی مجھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر

ہے-------

میری بیماری میں اپنا آپ بھول کر کوئی میری تیارداری کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے------"

آنسو موتیوں کے مانند اس کا چہرہ بھیگو رہے تھے اور شدت جذبات سے حورعین کی آواز کپکپا رہی تھی

" پوری دنیا میں میری ایک آواز پر حاضر ہونے والا کوئی ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے------

میری تنہائیوں کا ساتھی کوئی ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے---

چاہے ساری دنیا مجھے ٹھکرا دے مجھے چھوڑ دے مگر ان حالات میں میری ڈھال بن کر کوئی میرے ساتھ کھڑے ہونے والا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے-------

ساری دنیا مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دے مگر کوئی ہے جو ہر حال میں ہر صورت میں میری ہر خوبی ہر خامی کے ساتھ مجھ سے محبت کرے گا تو وہ حیا شاہ زر ہے-----

جسے اپنی ہر چیز چھان پھٹک کر خریدنے کی عادت ہے بغیر کسی سوال کے اپنے جملہ حقوق کسی شخص کے نام کرنے کے لئے تیار ہو جائے صرف میری خواہش کی وجہ سے ایسا میرے لیے کوئی کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

میری ساری کمزوری اپنی ذات میں کوئی چھپا سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

میں روتے بلکتے اس کے پاس جاؤں تو وہ گلے لگا کر سب ٹھیک کر دینے کا یقین دلائے کوئی ایسا کرنے والا اس دنیا میں موجود ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔۔

اپنے مایوں والے دن سب سے چھپ کر صرف اسی لئے میرے ساتھ چل پڑنا کہ میں ڈری ہوئی ہوں ایسا کوئی کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔

صرف اور صرف حیا شاہ زر ہے۔۔۔۔۔"

حورعین کی سسکی بندھ گئی جیسے جیسے وہ بول رہی تھی ایک تواتر سے سارے منظر یاد آرہے تھے

شانزل نے اسے ساتھ لگا کر تسلی دی حیا کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا وہ بھی سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی

لان میں زیادہ تر لوگوں کی آنکھیں ان کی دوستی پر نم تھیں

لمحے بعد حورعین نے پھر کہنا شروع

کیا کیا گنواؤں؟ رات کم پڑ جائے گی مگر تمہاری محبت بیان نہیں کر سکتی"

حورعین نے پھر سسکی لی

" رب کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت تم بھی ہو حیا، ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا حیا چاہے ساری دنیا تمہارے خلاف ہو میں تمہارے ساتھ کھڑی رہوں گی۔۔۔۔ یہ سات مہینے میں نے کیسے گزارے ہیں میں بتا نہیں سکتی کیونکہ میری حیا میرے پاس ہوتے تھے بھی میرے پاس نہیں تھی۔۔۔
تمہارے ہنسنے سے ہی تو میری زندگی میں رونق ہے۔۔۔ حیا حورعین کی زندگی کا سکون ہے۔۔۔ حیا حورعین کی زندگی کا ستون ہے، تمہارے بغیر میں خود کو بے آسرا محسوس کرتی ہوں۔۔ تم کھکھلاتی ہوئی، ضد کرتی ہوئی، نان اسٹاپ اور بلا تکان باتیں کرتی ہوئی، قلانچیں بھرتی، لڑتی جھگڑتی ہی اچھی لگتی ہو کیونکہ تم میرا چلتا پھرتا ریڈیو ہو۔۔۔"

کہنے کے بعد وہ کھکھلا کر ہنسی

" لیکن جب یہ ریڈیو بند ہوتا ہے تو میری زندگی خاموش ہو جاتی ہے "

وہ پھر سے رونے لگی

I never told you but today I want to say that hoor is also loves you.... I love "
"you, I love you haya

حیا روتے روتے ہنس پڑی ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حور نے اتنے کھلے انداز میں اپنے محبت کا اظہار کیا تھا

حیا نے اسٹیج پر چڑھ کر حور کے آنسو پونچھے اور گلے لگ گئی

"I love you to hoor, I love you "

آنسو تھے کہ بند ہی نہیں ہو رہے تھے حیا خود ہی الگ ہوئی

" بس بھی کرو خواہ مخواہ رلا دیا، خود تو تم میک اپ کے بغیر اچھی لگو گی مگر تم نے رلا کر میرے میک اپ کا ستیا ناس مار دیا ہے"

حیا کی بات پر سب ہی ہنس پڑے

" ہاں بالکل پتہ چلا شاہ زر بھائی ڈر کر بھاگ گئے"

حیا نے زوردار دھموکا اشعر کو لگایا

اشعر نے حورعین کے ہاتھ سے مائیک لیا

" لیڈیز این جینٹل مین۔۔۔حور نے خواہ مخواہ اسے سر چڑھا لیا میں اب حقیقت واضح کر دوں

کسی اور کا غصہ مجھ پر کوئی اتار سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے

بیچ راستے میں میری چپلوں سے تواضع کوئی کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے

میری بیٹی کو گھنٹے بھر میں کوئی اپنا اسیر کر سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے

اور ہاں مجھے پنچنگ بیگ کی طرح کوئی دھو سکتا ہے تو وہ حیا شاہ زر ہے

اور یہ جو محترمائیں اتنا شدید قسم کا اظہار محبت کر رہی تھیں میں شرط لگا سکتا ہوں کہ ایسا اظہار محبت انہوں نے اپنے شوہر سے بھی نہیں کیا ہو گا کیونکہ ہمت ہی نہیں ہے "

اشعر نے تاک کر تیر مارا

"ہمت کی بات تو تم نہ ہی کرو اشعر احمد، تو خواتین و حضرات اتنی دیر سے جس کے بارے میں بات ہو رہی ہے وہ میں ہی ہوں، حیا شاہ زر، حیا کے آگے جو یہ نام ہے نا شاہ زر بس یہی میرا اثاثہ ہے اور یہی میری خوش بختی، یہی مجھے عام سے خاص بناتا ہے، اسی نام نے مجھے فرش سے عرش پر لا بٹھایا ہے، شاہ زر جہانزیب جو ایک دنیا کی خواہش ہے وہ صرف میرا ہے یہی میرا سکون ہے۔۔۔۔ میں ایسی بیماری کے مریضہ ہوں جس کا نام تک مجھے یاد نہیں، میری بیماری یہی ہے کہ میں چیزیں بھول جاتی ہوں۔۔۔۔ آپ جو روزمرہ کے کام کرتے ہیں شولیس باندھنا، ڈبے کھولنا، دروازہ لاک کرنا، دروازہ کھولنا، گنتیاں یہ ساری چیزیں میں بھول چکی ہوں مگر مجھے اس پر کوئی شرمندگی نہیں ہے بلکہ اس بیماری کو علی الاعلان accept کرنے کا اعتماد مجھے میرے شوہر شاہ زر جہانزیب نے دیا ہے۔۔۔۔ میں کیوں کر اس پر شرمندہ ہوں بلکہ مجھے تو خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے جہاں عام شوہر ان حالات میں اپنی بیویوں کے سہارے بنتے ہیں مگر میرے شوہر شاہ زر جہانزیب نے کہا ہے۔۔۔ یہ میرا سہارا نہیں پنکھ بنیں گے۔۔۔ ہم ساتھ اڑیں گے۔۔۔۔ کیا یہ میری خوش بختی نہیں ہے ؟ بلکہ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے۔۔۔ اسی بیماری کی وجہ سے میں نماز پڑھنا بھی بھول گئی

مگر میری سب سے بڑی نعمت یہ ہے ایک دنیا کا مصروف ترین انسان شاہ زر جہانزیب اپنا ہر کام چھوڑ کر پانچ وقت گھر آتا ہے اور میں پانچ وقت کی نماز شاہ زر کی امامت میں پڑھتی ہوں کیا یہ میرے لئے کافی نہیں ہے؟ نماز کے بعد وہ پورے استحقاق اور ملائمت سے میری انگلیوں کی پوروں پر مجھے تسبیح پڑھاتا ہے اس وقت وہ میرا شاہ زرجہانزیب ہے اور میں اس کی حیا شاہ زر۔۔۔۔۔۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں موم بن کر ان کے آگے پگھل جاؤں گی۔۔۔۔اگر کبھی بھی پگھل بھی گئی تو مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں شاہ زر جہانزیب اس موم کو پھر سے ایک سانچے میں ڈھال لیں گے۔۔۔۔۔۔مجھے اپنی بیماری پر بالکل بھی شرمندگی نہیں ہے کیونکہ شاہ زر جہانزیب کا کہنا ہے کہ مجھ سے محبت کرنے کے لئے ایک ہی جواز کافی ہے کہ میں حیا ہوں بس۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے بھی محبت کسی وجہ سے نہیں ہوتی اور جو کسی وجہ سے ہو وہ محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔شاہ زر جہانزیب محسوس کیے جانے لائق ہے اور میں نے شاہ زر شاہ زر جہانزیب کو پوری جان سے محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔

I felt safe in his arm,

I felt purity in hi soul,,,,

love in his actions,

peace in his voice,

,serenity in his smile

,world in his blue eyes

?And me

"I'M IN HIS HEART

شاہ زر جہانزیب نئے سرے سے اس کی دیوانگی پر ایمان لے آیا۔

کئی مہمان اسے رشک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے اس طرح یہ تقریب اختتام کو پہنچی

----------------------------.

مہمانوں کے جانے کے بعد سبھی گھر والوں نے کھانا کھایا

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"

کھانے کے دوران حیا نے تقریبا سرگوشی میں شاہ زر سے کہا تھا

خالہ خالو تو سونے چلے گئے سب خوش گپوں میں مصروف تھے تب حیا کچن میں گئی تو شاہ زر خاموشی سے اٹھ کر اس کے پیچھے چلا گیا

حیا چولھے پر چائے چڑھا رہی تھی

"گھر میں اتنی ملازم ہے مگر تم ان کپڑوں میں بھی کچن میں کام کر رہی ہو "

"ملازم تو بہت ہے مگر کچن میرے ہی ذمے رہنے دیں اور ویسے بھی صرف چائے ہی تو پکانی ہے۔۔۔آپ ذرا یہ برنر آن کر دیں میں بھول گئی اسے کیسے آن کرتے ہیں "

شاہ زر نے مسکرا کر برنر آن کیا پھر ایک کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا

"کیا دیکھ رہے ہیں؟"

حیا چائے چڑھا پلٹی تو یوں خود کو تکتا پا کر پوچھ لیا

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں"

جواب بڑا ہی دلفریب تھا حیا مسکرائی پھر کچھ سنجیدہ ہو کر اس سے کہا

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے"

" بولو نا میں نے کب منع کیا ہے"

حیا چلتی ہوئی شاہ زر کے پاس آئی اور زمین پر دوزانوں ہو کر نیچے بیٹھ گئی

شاہ زر نے لمحے کو تعجب سے اسے دیکھا پھر اسے اٹھانا چاہا تب ہی حیا نے روک دیا

"مجھے کہہ لینے دین پہلے "

شاہ زر نے بغور اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا حیا نے گہری سانس لی اور گردن جھکا لی

"مجھے نہیں پتا یہ صحیح ہے یا غلط مگر یہ بات آپ کو پتہ ہونی چاہیئے۔۔۔عاطف نے۔۔۔عاطف نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ زر کل میں ہوسپٹل گئی تھی تو۔۔۔۔۔مجھے نہیں پتا میں نے صحیح کیا ہے یا نہیں مگر یہ بات آپ کو پتہ ہونی چاہیے میں کل ہاسپٹل گئیی تھی تو۔۔۔۔۔تو میں وہاں طلال مرزا ملی تھی"

اس نے شاہ زر کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے مگر آنکھ اٹھا کر دیکھنے کے غلطی نہیں کی سر جھکائے جیسے اپنی غلطی کا اعتراف کر رہی تھی

"و۔۔۔وہ ایک اتفاق تھا مجھ سے شادی نہ کرنے کی پاداش میں گھر والوں نے اسے بے دخل کر دیا تھا اب وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہے کل اس کی بیوی کی ڈیلیوری تھی اچانک کیس خراب ہوگیا آپریشن کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی اس کے گھر والوں نے اس سے منہ موڑ لیا تھا،،، اتفاقاً حور مجھے اسی اسپتال میں لے گئی تھی۔تب میری اتفاقیہ ملاقات طلال سے ہوئی وہ مجھ سے رو رو کر معافی مانگ رہا تھا۔۔۔۔اسے لگتا ہے اس نے شادی والے دن نہ آکر میرے ساتھ ناانصافی کی ہے اسی لئے اسے سزا مل رہی ہے۔۔۔۔۔۔محبت کرنا گناہ تو نہیں ہوتا نا؟ اسی لئے میں نے طلال کو پیسے دیے۔یقین کریں شاہ زر میرے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔میں صرف منگنی والے دن طلال سے ملی، پھر اس سے شادی والے دن پہلی اور آخری مرتبہ فون پر بات کی تھی، وہ فون بھی اس نے انکار کرنے کے

لیے کیا تھا، اور اب کل ملی ہوں وہ بھی اتفاقاً۔ آپ بتائیں میں کیسے کسی کو مرنے کے لئے چھوڑ سکتی ہوں؟ اگر طلال کی جگہ کوئی اور ہوتا تب بھی میں یہی کرتی۔ پتہ نہیں ان سب کا عاطف کو کیسے پتہ لگ گیا اور اس نے اس بات کو اپنے انداز میں پیش کیا۔"

حیا نے بہت ہمت کر کے سر اٹھا کر دیکھا مگر شاہ زر کے چہرے پر ویسے ہی سپاٹ تاثرات تھے

لمحے کو وہ خاموش رہا پھر بولا بھی تو کیا

"ہو گیا؟"

شاہ زر نے پوچھا تو حیا نے تعجب سے اسے دیکھا

شاہ زر نے نرمی سے حیا کو کندھے سے تھام کر اٹھایا اور ہمیشہ کی طرح اپنے پیروں پر بٹھایا ٹیبل پر رکھا ہوا گلاس اس کے لبوں سے لگایا

" آج میں نے پہلی اور آخری بار تمہاری صفائی سن لی، میں نے کہا ہے تمہیں، بات صرف ہاں یا نہ کی ہوتی ہے۔ میں تمہارا یقین کرتا ہوں۔ مجھے صفائی کی ضرورت نہیں ہے۔ حیا میں نے کبھی بھی تمہیں

جھوٹا قرار نہیں دیا ہے، تم جو کہہ دیتی ہو میں اسے مان لیتا ہوں نا مجھے اس کی تصدیق کے لئے کسی سے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے۔ تم جو کہتی ہو وہی الفاظ میرے یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔ لیکن آج صفائی صرف اسی لیے سن لی کیونکہ آج تم کچھ زیادہ ہی خوبصورت لگ رہی ہو"

آخری جملہ شرارتاً کہا

"صفائیاں صرف غلطیوں کی نہیں دی جاتی شاہ زر، صفائیاں اس لئے بھی دی جاتی ہیں کیونکہ کوئی ہمیں عزیز ہوتا ہے۔ آپ مجھے عزیز ہیں، میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی کیونکہ مجھ میں اس کا حوصلہ نہیں ہے۔ دنیا کے لیے بھلے ہی میں عام سی لڑکی ہوں، آپ کو مجھ جیسی ہزاروں مل جائیں گی، ہزاروں آپ کے لئے مرنے کے لیے بھی تیار ہوگی، مر تو کوئی بھی سکتا ہے کسی کے لئے، لیکن شاہ زر جہانزیب کے لئے خود کو فنا کرنے کا حوصلہ صرف حیا شاہ زر کے پاس ہے۔"

شاہ زر کچھ کہتا اس سے پہلے ہی دستک ہوئی دروازے پر اشعر تھا

" تم چائے پکا رہی ہو یا پائے میں تو یہی سوچتے ہوئے آیا تھا مگر یہاں تو رومینس پک رہا تھا"

حیا جھینپ کر دوسری کرسی پر جا بیٹھی

لیکن شاہ زر نے ڈھٹائی سے کہا

"ابھی تک کہاں؟ تم نہ آتے تو شاید کوئی چانس ہوتا"

" او ہو یعنی میں نے غلط وقت پر اینٹری دی ہے"

" بالکل اب بغیر چائے کے سو جاؤ"

شاہ زر نے سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر لتاڑ دیا مگر سامنے بھی اشعرر تھا "بے عزتی پروف"

" میرے خیال میں کل آپ ہی تھے جو میری صلاحیتیں گنوا رہے تھے"

" جی بالکل میں ہی تھا، تمہیں پتا ہے حیا۔موصوف کتنی مشکلوں سے راضی ہوئے ہیں CEO کی پوسٹ کے لئے کہہ رہے تھے " فلحال میں تنخواہ دار ملازم کے طور پر کام کروں گا پھر جب کمپنی میں انویسٹ کرنے کے لئے قابل ہو جاؤں گا تب پارٹنرشپ جوائن کروں گا" ہم نے کہا فلحال تو حور کمپنی جوائن کر نہیں سکتی اور تم حور کا پیچھا چھوڑو گی نہیں۔ہم کیسے کمپنی بغیر مالکوں کے چھوڑ سکتے ہیں؟ ہزاروں جواز پیش کیے ہیں تب جا کر راضی ہوا ہے "

حیا نے اشعر کو گھورا

"کیوں تم بڑے لارڈ گورنر ہو؟ دو جوتے سر پر بجے گے نہ سب سمجھ آجائے گا "

"دیکھا؟۔۔۔دیکھا۔۔۔اسی وجہ سے میں منع کر رہا تھا اس کا کیا بھروسہ بھری میٹنگ میں سر پر جوتے بجادے میری بھی کوئی عزت ہے "

"ٹھیک ہے عزت مآب اشعر احمد صاحب آپ لاؤنج میں جائیں، ہم چائے لے کر آرہے ہیں" اشعر کالر کھڑا کرتا ہوا چلا گیا

اشعر کے جاتے ہی شاہ زر نے حیا کی کلائی تھام کر پھر سے اپنے پیروں پر بٹھایا

حیا بس مسکرا کر رہ گئی کبھی کبھی وہ الگ ہی نظر آتا تھا یا شاید بے اختیار ہو جاتا تھا مگر جو بھی تھا حیا کو اس کا یہ انداز بڑا بھاتا تھا

محبوب ہمارے لیے بے قرار ہو، اسے ہماری چاہ ہو، اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوتی ہے۔

"تمہیں پتا ہے حیا جس دن تم مجھے ڈھونڈنے نکلی تھی اور صنم نے گھبرا کر اشعر کو فون کر دیا تھا۔اس وقت اشعر کے پاس دو راستے تھے یا تو وہ جاب کرتا ہے یا تمہیں ڈھونڈتا۔اس کے باس نے صاف کہہ دیا تھا آج چھٹی نہیں ملے گی اگر آج گئے تو واپس مت آنا۔ہے تو وہ تمہارا ہی بھائی، نوکری کو لات مار کر آ گیا۔اب جو وہ صبح سے یہ کہہ کر نکل جاتا ہے کہ کوئی کام ہے وہ انٹرویو کے لئے جاتا ہے ماشاء اللہ اسے اچھی جاب بھی مل گئی تھی وہ اب یہاں نزدیک میں کوئی گھر دیکھ رہا تھا تاکہ جب کبھی تمہیں ضرورت ہو جاب بیچ میں نہ آئے۔ایسے لوگ نصیب سے ملتے ہیں۔جب ہم نے اس سے CEO بننے کی بات کی تو وہ جھجک سا گیا۔بغیر کسی انویسٹمنٹ کے پارٹنر بننے کے لئے دو ٹوک انکار کر دیا۔تم جانتی ہو جب ایک نئی کمپنی شروع ہوتی ہے تو کس قدر کام ہوتا ہے میں اور شانزل اس وقت کافی بڑے پروجیکٹ میں الجھے ہوئے ہیں۔فی الحال ہم اس کمپنی کو وقت نہیں دے سکتے۔صرف اور صرف تمہارے لئے وہ راضی ہوا ہے۔اس نے کمپنی کا بار اپنے کندھے پر لے لیا اس کے عوض میں وہ صرف تنخواہ لے گا۔شانزل نے جب کہا کہ وہ فردوس بریں ایکسٹینڈ کروا رہا ہے اور اشعر کی فیملی یہیں رہے گی، تب بھی وہ راضی تمہاری وجہ سے ہوا کہ کہیں تمہیں اس کی ضرورت ہو تو وہ موجود رہے۔تم تو اس سے پکارو گی نہیں سے معلوم ہے"

"شاہ زر میں خواہ مخواہ خود کو تنہا محسوس کرتی تھی۔مجھے اب فرق نہیں پڑتا کہ ابو کا رویہ کیسا ہے؟ دادی کا کیسا؟ مجھے اب نائلہ زمان اور عاطف سے بھی فرق نہیں پڑتا۔میرے پاس خالہ خالو ہیں جو مجھے بیٹی مانتے ہیں، اشعر جیسا بھائی ہے، حور ہے شانزل بھائی ہے، ہانیہ عانیہ ہے، میں اکیلی نہیں ہوں۔۔۔۔بہت سے لوگ ہیں جن کو میرے ہونے یا نہ ہونے سے فرق پڑے گا"

وہ پھر سے رونے کے موڈ میں تھی

"پلیز اب رونا مت اور محترمہ آپ ہمیں بھول گئیں؟"

شاہ زر نے آنکھیں دکھائیں

" آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں"

اشعر پھر سے دروازے پر نمودار ہوا

"نہ آج مجھے لگتا ہے تمہارا چائے پلانے کا ارادہ ہی نہیں۔۔۔۔میں بڈھا ہو جاؤں گا چائے کے انتظار میں، سچ بتاؤ کہ تم ساری چائے تو نہیں پی گئی؟ میں بتا رہا ہوں کسی اور کی چائے پینے سے گناہ ملے گا اور کالی ہو جاؤ گی تم کالی"

کالی کہتے ہوئے اشعر نے برا سا منہ بنایا جیسے حیا سچ میں کالی ہو گئی ہو

کالی سن کر حیا تنتنا کر کھڑی ہو گئی

" دفع ہو جاؤ اشعر احمد، ابھی دل میں تمہارے لئے عزت جاگی تھی جس کا تم نے بیڑہ غرق کر دیا"

حیا تو بھنا گئی تھی

" خدا کا واسطہ تم مجھے عزت نہ دو۔۔۔۔اللہ کے نام پر چائے دے دو چڑیل"

"چڑسی کہیں کے۔۔۔۔۔جاؤ نہیں دیتی۔۔۔۔بنواؤ اپنی بیوی سے "

حیا بھی چڑ گئی

" دیکھو اب تمہاری کمپنی میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔سوچ لو میں کیا کر سکتا ہوں "

اشعر نے اسے ڈرانا چاہا

حیا نے بڑے پر اسرار انداز اپنے ہاتھ باندھے ایک ادا سے گردن اٹھا کر مسکارا لائینز سے سجی آنکھوں اشعر کو دیکھا اور ایک انداز میں مسکرائی

حیا کی اس ادا پر شاہ زر جہانزیب کا دل سینے کے بائیں پہلو میں مچل ہی اٹھا

حیا اس سے بے نیاز اشعر سے الجھ پڑی

"اس اسے پہلے تم سوچ لو۔۔۔ماضی میں جب جب تم نے مجھ سے پنگا لیا ہے۔۔۔میں نے تمہارا کیا حشر کیا ہے"

اشعر کو ایک ایک کر کے سارے منظر یاد آئے تو اس نے تھوک نگلا وہ صحیح کہہ رہی تھی

شاہ زر نے مداخلت کر کے بحث ختم کروائیں

" بعد میں لڑ لینا چلو لاؤنج میں مجھے کچھ باتیں کرنی ہے"

-------------------------

سب لاؤنج میں بیٹھے تھے کہ شاہ زر کچھ پیپر لیے وکیل کے ساتھ آیا اور حور سے کہا

"دیکھو صنم حیات سکندر بہت نادم ہے شاید بیٹے کی بربادی نے اس کی آنکھیں کھول دی ہیں۔۔۔۔ اس نے جائیداد کے پیپر بھجوائے ہیں۔مجھے ان میں سے کچھ نہیں چاہئے اسی لیے میں سب تمہارے حوالے کر رہا ہوں"

" شاہ مجھے بھی یہ نہیں چاہیے اور حیات سکندر سے کہیے گا

مجھے یہ جائیداد نہیں چاہیے اور میں کیسے معاف کردوں اسے۔۔۔۔۔اس جائیداد کے ساتھ میرے ماں باپ واپس آسکتے ہیں؟ میری زندگی کے گیارہ سال واپس آسکتے ہیں؟ آپ بتائیں آپ سب بھول گئے؟ کیسے 17 سال کی عمر میں آپ دربدر ہوگئے تھے؟ کس طرح آپ نے خود کو کھڑا کیا؟ اگر میں اپنے ساتھ ہوئی زیادتیاں وہ اذیتیں بھول بھی جاؤں تو ماں باپ کا قتل کیسے معاف کر دوں؟"

"بھول تو میں بھی نہیں سکتا صنم مگر زندگی آگے بڑھنے کا نام ہے۔اس نے میرے پیروں میں گر کر معافی مانگی ہے صرف تمہاری صحت کی وجہ سے اسے تمہارے پاس نہیں آنے دیا ورنہ وہ تم سے بھی پیروں میں گر کر معافی مانگتا، ہم جب خدا سے معافی کی امید رکھتے ہیں تو ہم کسی کو معاف کیوں نہیں کرتے؟"

" ہم اپنی غلطیوں کی معافی مانگ سکتے ہیں شاہ، گناہ کی نہیں، گناہ کا کفارہ ادا کرنا ہی پڑتا ہے "

اس دوران شانزل خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا یہ فیصلہ انھیں ہی کرنا تھا اگر بات شانزل ابراہیم کی ہوتی تو اس میں اتنا ظرف نہیں تھا کہ وہ معاف کر سکے

"میں نے اسے ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے وہ سچ میں قابل رحم ہے۔ہم آج اگر طاقتور ہے ہم پتھر بن جائیں تو اس میں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا؟ تم نے کہا تھا اس سے انتقام قدرت لے گی۔۔۔ قدرت انتقام لے رہی ہے۔خدا ہمارے ظاہر و باطن سے واقف ہے سزا و جزا کا معاملہ اس کے سپرد کر دو۔پتھر مت بنو موم ہو جاؤ سکون ملے گا۔میرے بچی میں نے اسے اپنے ساتھ کی ہوئی زیادتی کے لیے معاف کیا امی ابو کا معاملہ میں ان ہی پر چھوڑتا ہوں اور تمہارا تم پر۔۔۔۔یہ فیصلہ آسان نہیں ہے۔میں جانتا ہوں، مگر روزِ محشر جب ڈیڈ مجھ سے سوال کریں گے کہ کیوں میں نے تمہیں انتقام کی آگ سے نجات نہ دلائی تو میں کیا جواب دوں گا؟ ڈیڈ نہیں ہے مگر تمہارے سر پر میرا سایہ ہے،

تمہارے بگاڑے ہوئے کاموں کو سنورنے کے ساتھ مجھے تمہیں بھی سنوارنا ہے۔۔۔۔میں تمہیں اپنی بچی مانتا ہوں اور اسی حق سے کہہ رہا ہوں، اب بس اس باب کو یہیں بند کر دینا چاہیے وقت کے ساتھ یہ بھاری ہوتا جائے گا، ایک نیا باب تمہاری زندگی میں شروع ہونے والا ہے،،،،، تم ماضی کا بوجھ لیے کیسے آگے بڑھوگی۔۔۔۔۔اس بوجھ سے خود کو آزاد کر لو۔۔۔۔ڈیڈ کے آگے مجھے سرخرو کردو۔۔۔۔خود بھی سرخرو ہو جاؤ۔۔۔۔۔"

ایک زمانے کا کرب تھا شاہ زر کے لہجے میں۔

وہ ایک باپ کی طرح حورعین کو صحیح راہ دکھا رہا تھا حالانکہ یہ آسان نہیں تھا

"میں نے۔۔۔۔"

حورعین کی آواز لڑکھڑائی اس نے دو تین گہری سانسیں لی

پاس بیٹھی حیا نے ہاتھ پکڑ کر تسلی دی

" میں نے ح۔۔حیات سکندر کو ہر اس زیادتی کے لیے م۔۔۔م۔۔۔۔معا۔۔۔۔معاف کیا۔۔۔۔جو اس نے میرے ساتھ کی۔۔۔۔"

کرچی کرچی ہوتے دل اور کپکپاتی آواز سے آخر اس نے یہ جملہ ادا کر ہی دیا

"آپ اس میں سے اپنے حصے کی جائیداد الگ کر لیجئے"

حورعین نے کہا تو وہاں بیٹھے وکیل نے پیپر کو دو حصوں میں بانٹا

"میرے حصے کی جائیداد کا ففٹی پرسنٹ آذر حیات کے نام کردیں"

حورعین نے وکیل کو مخاطب کیا

"جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہوگا۔۔۔اور شاہ زر سر آپ؟"

شاہ زر خاموشی سے اٹھا اپنے حصے کی کروڑوں روپے کی جائیداد کے پیپر اٹھائے اور اپنی بیوی کے سر سے وارے

حیا ہکابکا اسے دیکھ رہی تھی وہ پیپر لے کر وکیل کے پاس گیا

"یہ میری بیوی کا صدقہ ہے اسے مستحق لوگوں تک پہنچانا اب آپ کا کام ہے "

وکیل بھی کچھ لمحوں کے لئے حیران ہوا تھا لوگ اپنا نام کرنے کے لیئے چیریٹی کرتے تھے مگر اس نے پہلی بار کسی مرد کو کروڑوں روپے کی جائیداد کو اپنی بیوی کے سر سے وار کر صدقہ کرتے دیکھا تھا

" جی ضرور "

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا

" معذرت چاہتا ہوں اتنی رات کو آپ کو زحمت دی مگر یہ معاملہ جتنی جلدی نمٹ جاتا اچھا تھا "

"جی میں سمجھ سکتا ہوں اب مجھے اجازت دیں"

شاہ زر وکیل کو چھوڑنے باہر چلا گیا

"آہ حور تمہارے ماں باپ کو تمہارے بھائی کا نام شاہ زر نہیں شاہ جہاں رکھنا چاہیے تھا، جہاں تک مجھے نظر آرہا ہے یہ کچھ دنوں میں تاج محل نہیں تو حیا محل ضرور بنا دے گا۔۔۔"

شانزل کی بات پر سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

" ان کو چھوڑیں،،، آپ کم ہے کیا؟ میں تو آپ کنفیوز ہونے لگا ہوں آپ دونوں میں سب سے زیادہ رن مرید کون ہے"

اشعر نے شانزل کو گھیرا ہے

" ہمیں تو رہنے دو۔۔۔ایک نظر اپنے گریبان میں جھانک لو"

شانزل نے بھی حساب برابر کیا

"بس کریں آپ دونوں اور حیا عانیہ کو اشعر کے حوالے کرو اور سب یہ محفل برخاست کریں سونا نہیں ہے کیا آپ لوگوں کو ؟"

سب نے ایک نظر عانیہ کو دیکھا جو حیا کی گود میں اونگھ رہی تھی

جب حیا ہنستی تو وہ بھی آنکھیں کھول کر ہنستی اور پھر آنکھیں بند کر لیتی اس طرح کچی پکی نیند میں بھی وہ حیا کی جان نہیں چھوڑ رہی تھی

اشعر اسے اٹھا کر ہانیہ کے ساتھ کمرے میں جانے لگا اور شانزل نے بھی کمرے کا رخ کیا

جب حیا کمرے میں جانے لگی تو حور نے روکا

"حور، بس دو منٹ دو مجھے اس قدر بھاری کپڑے میں نے کب سے پہنے ہوئے ہیں مجھے چینج کرنے دو پھر ساری باتیں سنوں گی"

" ارے بابا تمہارا کمرہ آج اوپر سیٹ کیا ہے"

" کیوں؟"

" چلو تو "

وہ اس لئے اوپر کمرے میں آئی اوپر کمرہ گلابوں سے سجا تھا ویسے ہی جیسے کسی نئے شادی شدہ جوڑے کے لیے سجایا جاتا ہے

" یہ کیا ہے ؟"

حیا نے الجھ کر پوچھا تب اس کی نظر کمرے میں موجود خاتون پر پڑی

"یہ کون ہے ؟"

"فوٹوگرافر ہے۔۔۔۔۔ بھئی تم نے ہی کہا تھا کہ۔۔۔۔ارے جانے دو جلدی سے تصویریں بنواؤ"

حیا نے جی بھر کے تصویر بنوائیں پھر وہ فوٹو گرافر چلی گئی

" چلو ہم بھی چلیں"

" ہیں؟۔۔۔ کہاں؟"

حورعین نے تعجب سے پوچھا

"اپنے کمرے میں"

" صدقے جاؤں تمہاری کم عقلی پر"

" تم معصومیت بھی کہہ سکتی ہو"

" ادھر آؤ یہاں بیٹھو"

حورعین نے اسے سجے ہوئے بیڈ پر بٹھایا اور اس کا لہنگا صحیح طریقے سے پھیلانے لگی

"دیکھو حیا تم مجھ سے بڑی ہو، جو ہو چکا اسے بھلا دو۔۔۔۔اپنی زندگی نئے سرے سے شروع کرو سوچو کہ یہ ایک سال تمہاری زندگی میں آیا ہی نہیں۔۔۔۔۔سوچو تم ابھی رخصت ہو کر آئی ہو۔۔۔۔شکر ہے بے ہوش نہیں ہو۔۔۔۔تمہارے پاس موقع ہے ساری خواہشیں پوری کرو، وہ تم نے

کہا تھا نہ جیسے ڈراموں میں ہیرو گھونگھٹ اٹھاتا ہے، منہ دکھائی دیتا ہے اور وہ کیا ارمان تھے تمہارے؟ ہاں دو عدد شعر بھی۔سارے ارمان پورے کرو"

" اور شاہ زر مجھے پاگل سمجھیں"

" تمہیں کیا لگ رہا ہے یہ سب میں نے کیا ہے؟ نہیں یہ سب شاہ نے کیا ہے۔گھوروں مت میں نے انہیں کچھ نہیں کہا، انہوں نے خود ہی سجوایا ہے کمرہ اور فوٹوگرافر کو دیکھ کر لگ رہا ہے وہ کچھ حد تک تمہارے ارمانوں سے واقف ہیں"

" مگر حور یہ سب عجیب نہیں لگ رہا مطلب نیچے والا کمرہ ہی سہی ہے"

حیا کچھ جھینپ سی گئی

" چپ کر کے بیٹھو"

کہہ کر حورعین نے حیا کے چہرے پر گھونگھٹ ڈالا

"رہنے دو یار یہ مت کرو "

"قسم سے اب دو تھپڑ لگا دوں گی"

" تم بیٹھی تھی کیا گھونگھٹ نکال کر ؟"

"نہیں تو "

"تو رہنے دو یار پلیز "

"چلو ٹھیک ہے Best of luck"

حور کمرے سے جانے لگی

"حور"

حیا نے پکارا تو حورعین پلٹی

"سیڑھیاں سنبھال سنبھال کر آرام سے اترنا"

حورعین نے اثبات میں سر ہلایا تبھی دروازہ کھٹکھٹا کر شانزل داخل ہوا

" اس کی ذمہ داری تم مجھ پر چھوڑ دو "

ایک نظر سجے ہوئے کمرے کو دیکھا ہونٹ سیٹی کی شکل میں گول کرتے ہوئے کہا

"سالے صاحب کافی رنگین مزاج نہیں ہے؟"

حورعین نے آنکھیں گھمائی خود جیسے بڑے کم ہے

حیا شانزل کے جملے پر جھینپ گئی

"ویسے کیا کہتی ہو حیا لے جاؤں تمہاری حور کو"

"آپ کا مال ہے پوچھ کیا رہیں ہیں؟ اٹھا کر لے جائیں"

اس سے پہلے حورعین کچھ سمجھتی

شانزل نے اسے بانہوں میں سمیٹ لیا اور اس کی ایک بھی سنے بغیر کمرے سے باہر لے گیا

"آپ بہت بے شرم ہیں شان"

بانہوں میں اپنی متاع حیات کو سمیٹے مسکرایا

Thanks, I'll take it as a compliment

اف شان آپ پہلے کیسے خاموش مزاج تھے

میں اب بھی خاموش مزاج ہی ہوں بس تمہارے ساتھ میرا دل بڑا شور مچاتا ہے

کہتے ہوئے شانزل نے بہت نرمی سے جھک کر حورین کے ہونٹ چومے اور حورین سٹپٹا گئی

اف خدا حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔۔۔شاہ ابھی اسی طرف آ رہے ہونگے شرم کر جائیں آپ

حورین نے سرخ ہوتے ہوئے شانزل کو لتاڑا

کوئی نہیں تمہارا بھائی ابھی رٹے لگانے میں مصروف ہے

کس چیز کے؟؟؟

یار تم ہماری بات نہیں کر سکتی

کہتے ہوئے شانزل نے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولا

حورین نے اپنے سجے ہوئے کمرے کو تعجب سے دیکھا

'یہ کس نے سجوایا ہے؟"

"آپکے شوہر نامدار نے"

کہتے ہیں اسے سجے مہکتے بیڈ پر بٹھایا

"آپکو پتہ ہے آپ لا علاج ہیں؟"

شانزل کوٹ اُتار کر مسکرایا اور حورین کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

"بالکل مجھے مرضِ عشق لاحق ہے اور کون کمبخت شفا یاب ہونا چاہتا ہے"

لیمپ کی مدھم روشنی میں اسکی آنکھیں چمک رہی تھی اسکے لہجے کی سچائی پر کوئی شک نہیں تھا

ایسے اظہار وہ دن میں کوئی دس دفعہ کرتا تھا

اور ہر مرتبہ حورین کو نیا لگتا وہ مزید دس مرتبہ ایسے اظہار سننے کی خواہاں تھی

شانزل اٹھا اور اسے گلے لگا لیا حورین چونکی نہیں وہ عادی تھی ان hugs کی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے خاموشیاں رقص کر رہیں تھی

وہ اسی طرح اچانک کس کام کے درمیان آ کر اسے سینے سے لگا لیتا آنکھیں بند کیے کئی لمحے گزار دیتا

کبھی فون پر بات کرتے کرتے اچانک کال کاٹ کر کافی پیتی حورین کو گلے لگا لیتا

کبھی اچانک لیٹے لیٹے اسے خیال آتا کہ کپڑے تہہ کرتی حورین کو محسوس کرنا ہے وہ بہت بے نیازی سے چلتا ہوا حورین کے پاس آ کر کپڑے لے کر ایک طرف پھینک کر پورے استحقاق سے اسکے گرد حصار باندھ لیتا

ایسا نہیں تھا کہ اسے یہ خیال صرف کمرے میں آتا تھا کچن لاؤنج لان، ڈرائیونگ کرتے یہاں تک ڈنرز کے وقت کسی ریستوران میں بھی آ جاتا اور وہ بلا تردّد پیروی بھی کرتا

کمرے تک تو ٹھیک مگر باہر ایسے مظاہرے پر حورین جھنجھلا جاتی لیکن اسے نہ حورین کے جھنجھلانے سے فرق پڑتا تھا نہ لوگوں کی دبی دبی مسکراہٹوں سے۔

جو بھی تھا اسکا یہ انداز حورین کے دل میں موجود محبت کے تناور درخت مزید مضبوط کر دیتا

یہ لمحے انمول تھے حورین کا جی چاہتا بس یہ لمحے ٹھہر جائیں

شانزل نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا تو حورین کو لگا صدیاں گزر گئی ہیں اگر بس چلتا تو وہ اگلی دس صدیاں بھی اسکی بانہوں میں گزار دے۔

شانزل نے بہت عقیدت سے اسکی پلکیں چھوئی

"میں تمہیں بہت سنبھال کر رکھونگا جانِ شان"

اپنے ہونٹ اسی ملائمت سے پیشانی پر رکھے

حورین اس جملے کی بھی عادی تھی ہمیشہ اس طرح کے مظاہرے کے بعد وہ یہی جملہ ادا کرتا

پچھلے ایک سال میں اس نے کتنی مرتبہ یہ جملہ سنا تھا اسے گنتی بھی یاد نہیں تھی۔

حورین نے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھوں سے گھڑی نکالی اور کمفرٹر اس پر ڈالنے لگی وہ چینج کرنے جانے ہی لگی تھی کی شانزل نے اسے اپنے بازو پر لیٹا لیا

"اوہ خدا شان آج پھر آپ کا رات بھر جاگ کر باتیں کرنے کا ارادہ ہے؟"

"تم محبت بھری باتیں بھی کہہ سکتی ہو"

"بالکل نہیں۔۔۔۔میں تھک گئی ہوں۔۔۔۔ آپ چینج بھی کرنے نہیں دیتے یہ اتنا سب لاد کر میں نہیں لیٹ سکتی"

"ہاں تو میری جان میں جویلری نکال دیتا ہوں نا"

کہتے ہوئے جویلری کے نام پر موجود جھمکوں کو نکال دیا اور پھر نہ ختم ہونے والی باتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا

درمیان میں وہ اپنی گولڈن نائٹ کی طرح کبھی کبھی اپنی دی ہوئی لاکٹ کی چین پر انگلیاں پھیرتا حور اس کے لمس سے خود میں سمٹتی، سرخ رخساروں کے ساتھ وہ جب بھی نظریں چراتی شانزل محظوظ ہوتا

کبھی بات کرتے کرتے وہ شدت جذبات سے اس کے سرخ رخساروں کو چوم لیتا، کبھی اس کی کان کی لو، کبھی گردن، جس سے وہ مزید شرم سے سرخ ہو جاتی۔

جب بھی حور عین نظریں جھکا لیتی وہ بات کرتے کرتے اچانک اس کی آنکھوں کو چوم لیتا

وہ پچھلے ایک سال میں ان راتوں کی بھی عادی ہو گئی تھی

شانزل کو جب اس پر بہت زیادہ پیار آتا تو ایسی ہی ایک رات انکی درمیان آ کر ٹھہر جاتی

شروعات میں اسی طرح نخرے دکھاتی پھر مان جاتی

کیوں کہ ان راتوں میں شانزل ابراہیم اپنا دل کھول کر حورین شانزل ابراہیم کے سامنے رکھ دیتا اسکے دل کی ہر دیوار پر حورین کا نام لکھا تھا

اور محبوب کے دل پر لکھا اپنا نام پڑھنا کسے اچھا نہیں لگتا

ایسی ہی مسرور کر دینے والی نجانے کتنی راتیں حورین شانزل ابراہیم کا نصیب تھی۔

--------------

حیا کچھ نروس ہونے لگی

پچھلے کچھ مہینوں سے شاہ زر کے ساتھ تو ایک ہی کمرے میں رہ رہی تھی مگر اس قدر ڈسٹرب تھی کہ اپنے رشتے کو محسوس ہی نہیں کیا اب ان ہنگاموں سے نجات ملی تو دل اس قدر دھڑک رہا تھا اوپر سے یہ سجا ہوا کمرہ

اسے خود حورعین نے دلہن کی طرح تیار کیا تھا

اور۔۔۔

سوچو کہ تم ابھی رخصت ہو کر آئی ہو۔۔۔

سوچو کہ یہ ایک سال تمہاری زندگی میں آیا ہی نہیں۔۔۔

سوچو سوچو کی چکر میں حیا نروس ہونے لگی

جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی حیا کی ہتھیلی سے پسینہ چھوٹنے لگا

شاہ زر نے گلا کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا

حیا نے آنکھیں مینچ کر کھولیں مگر سر اٹھا کر نہیں دیکھا

شاہ زر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کوٹ سوفے پر ڈالا

ٹائی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بیڈ کی طرف آیا وہ حیا کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا

ٹائی نکال کر صوفے پر اچھالی پھر مسکراہٹ دباتا ہوا پھولوں سے سجے بیڈ پر حیا کے سامنے گرنے کے انداز میں لیٹا

حیا کچھ سمٹی

" افف۔۔۔حیا بہت تھک گیا آج "

کہنے کے بعد کروٹ لے کر کہنی کے بل اونچا ہوا اور ہتھیلی کی مٹھی بنا کر سر کے نیچے رکھی

" پارٹی کیسی لگی "

حیا نے اپنے سامنے موجود نیم دراز شاہ زر کو دیکھا اس کی نیلی آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں

وہ نارمل انداز میں اپنے شرٹ کے اوپر کے بٹن کھول رہا تھا حیا نے سکون کا سانس لیا

وہ نارمل تھا

"اچھی تھی"

" شکر ہے میں سمجھا صنم جاتے جاتے تمہاری زبان ساتھ لے گئی ہے تم پچھلے چار منٹ چپ ہو"

کہہ کر قہقہہ لگایا

اس کے مشاہدے پر حیا کو بھی ہنسی آ گئی

کچھ لمحے تو وہ اسے آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتا رہا

حیا نے اسے دیکھنے سے احتراز برتا

شاہ زر دور سے ہی اس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ محسوس کر سکتا تھا

" تم نے مہندی کب لگائی تھی ؟"

وہ ہلکی پھلکی باتیں کر کے اس کی گھبراہٹ کم کر رہا تھا

شاہ زر جہانزیب بخوبی جانتا تھا حیا شاہ زر کو کس طرح سے Tackle کرنا ہے وہ اس میں ماہر تھا

حیا نے ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا

"کل حور نے لگائی تھی مجھے تو یاد ہی نہیں تھا کہ اینیورسری ہے میں نے ایسے ہی شوق میں لگوا لی"

" اچھی لگ رہی ہے، تم مہندی لگایا کرو تمہیں پسند تو ہے نا؟"

" بہت پسند ہے "

شاہ زر نے اٹھ کر جوتے موزے اتارے اور تکیہ صحیح کر کے رکھا

شرٹ کے باقی ماندہ بٹن کھول کر اس نے شرٹ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی

ٹھٹھک کر حیا کو دیکھا

" تم ایسے بت بنی کیوں بیٹھی ہو؟ تم بھی تو تھک گئی ہو آرام سے بیٹھو "

کہہ کر لیٹا پھر ایک بازو پھیلایا اور کہا

"بلکہ یہاں آؤ میرے پاس آرام سے لیٹو "

حیا کچھ جھجکتی ہوئی اس کے بازو پر سر رکھ کر لیٹ گئی

شاہ زر نے حیا کو قریب کیا

حیا گڑبڑا گئی مگر شاہ زر نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا اور سوال پوچھا

"تم نے گھونگھٹ کیوں نہیں نکالا؟"

" ہیں ؟"

حیا نے حیرانگی سے پوچھا

" ہاں تمہارے ارمان تھے نہ وہ ڈراموں کی طرح میں گھونگھٹ اٹھاؤں پھر وہ منہ دکھائی دوں اور پھر وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔ہاں شعر عرض کروں "

"اللہ آپ کو شرم نہیں آتی چھپ کر ہماری باتیں سنتے ہیں "

حیا نے ساری شرم ایک سائیڈ پر رکھ کر شاہ زر کو لتاڑا

"باگڑ بلے "

"اتفاقاً سنی تھی یار "

"بہت برے ہیں آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں"

"نہیں اڑا رہا میں تو بس پوچھ رہا تھا ویسے اگر تم بے ہوش نہ ہوتی تو تم سچ میں یہ سب ایکسپیکٹ کر رہی تھی مجھ سے؟"

" چھوڑیں نہ اس بات کو "

حیا نے جملہ مکمل کرکے اس کے سینے پر سر رکھ دیا

کچھ دیر تک تو دونوں کے درمیان خاموشی رہی

شاہ زر حیا کی انگلیوں سے کھیلنے لگا

دنیا کا سب سے دل فریب احساس اپنے شریک حیات کو خود سے قریب محسوس کرنا ہوتا ہے یہ احساس اتنا فرحت بخش ہوتا ہے کے کبھی کبھی دنیا کی ساری خوشیاں اس کے سامنے چھوٹی پڑ جاتی ہیں وہ دونوں بھی اس وقت اسی احساس سے گزر رہے تھے

"تمہیں یاد ہے؟ تم ایک رات اسی طرح میرے سینے پر سر رکھ کر سوئی تھیں"

حیا نے سر کچھ اونچا کر کے اسے دیکھا

ہائے!!!!! وہ نیلی آنکھیں

" یاد ہے"

کہہ کر سر اس کے سینے پر رکھا اور انگلی اس کے دل کے مقام پر پھیرنے لگی

"بہت سکون کی نیند آئی تھی"

پھر خاموش ہوگئی جیسے کچھ سوچ رہی ہو انگلیاں بدستور حرکت کر رہی تھیں

شاہ زر نے غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ اس کے دل کے مقام پر اپنا نام لکھ رہی ہے HAYA

شاہ زر اس کی اس معصومیت بھری حرکت پر مسکرایا

"ویسے ایک بات بتائیں آپ کون سا نشہ کرکے سوئے تھے ؟"

"واٹ ؟"

وہ حیا تھی ہمیشہ کی طرح غیر متوقع

شاہ زر نے پوری آنکھیں کھول کر سینے پر رکھے اس کے سر کو دیکھا اسی وقت حیا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

ہائے!!!! یہ نیلی آنکھیں

" مجھے لگتا ہے کسی دن آپ کی آنکھوں کی وجہ سے میرا دل باہر آ جائے گا اور آپ کس قدر گہری نیند سوئے تھے اٹھ ہی نہیں رہے تھے"

شاہ زر اس کے پہلے جملے پر مسکرایا ( Million dollar smile)

" تم سے کس نے کہا میں پوری رات سویا تھا؟"

حیا نے حیران نظروں سے دیکھا

" ہیں ؟"

"جی۔۔۔۔تم تو دو منٹ میں سو گئی تھی میں پوری رات جاگا تھا، تم میری بانہوں میں تھی مجھے نیند کیسی آتی؟"

حیرت در حیرت تھی

حیا اٹھ کر بیٹھ گئی

" سچ میں ؟"

وہ اب بھی بے یقین سی تھی

"بالکل۔۔۔میں فجر تک جاگتا رہا تھا پھر نماز پڑھ کر آنے کے بعد بھی تم تو سو گئی میں آٹھ بجے سویا تھا اور گیارہ بجے تم نے اٹھانا شروع کر دیا"

"اوہ۔۔۔شاہ زر آپ بالکل نہیں سوئے؟"

وہ دونوں ہاتھ اپنے رخساروں پر رکھے بچوں کی سی معصومیت سے پوچھ رہی تھی

شاہ زر جہانزیب کو اس لمحے اپنی قسمت پر رشک آیا

یہی تو وہ سکون تھا جس کے لیے وہ گیارہ سال تڑپا تھا

اس کے صبر کا کتنا خوبصورت اجر دیا تھا خدا نے

"کیسے سوتا؟ تمہیں پہلی بار اتنی قریب سے دیکھ رہا تھا، تم سوتی ہوئی کتنی معصوم لگتی ہو تمہیں پتا ہے"

حیا ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی

" آپ پہلے شخص ہیں جس نے مجھے حیا کو معصوم کہا ہے "

حیا نے اپنی بات کو انجوائے کیا پھر کچھ یاد آنے پر بیڈ سے اترنے لگی

" کہاں ؟"

شاہ زر نے پوچھا

"بس پانچ منٹ میں آئی "

کہہ کر بیڈ سے اتر گئی اس کا رخ دروازے کی طرف تھا دروازہ کھولنے کے لیئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ شاہ زر نے اس کا ہاتھ تھام لیا

"کہاں جا رہی ہو؟"

" حور کے پاس "

"میری جگہ کوئی اور ہوتا نہ تو تمہاری حور سے جل جل کر خاک ہو جاتا لیکن خیر ہے۔۔۔۔ تمہیں حور کیوں یاد آگئی "

"وہ حور نے ہی دوپٹا وغیرہ سیٹ کیا ہے وہ بھی بہت ساری پِن لگا کر۔اب مجھے تو پنز pins کھولنی نہیں آتی تو ابھی چینج کر لوں تو بہتر ہے ، حور سو گئی تو و نیند سے جگانا اچھا نہیں لگتا۔۔۔بس پانچ منٹ میں چینج کر کے آتی ہوں"

" تو اس میں حور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے"

"کیا مطلب ؟"

"مطلب تم ادھر آؤ "

شاہ زر اسے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس لے آیا

" میں کس لیے ہوں میں ہیلپ کر دوں گا "

حیا سٹپٹائی

"آ۔۔۔ آپ کیسے کریں گے ہیلپ؟"

انتہائی بے تکا سوال پوچھا تھا

"تم اپنے شوہر کو انڈر اسٹیمیٹ کر رہی ہو، پچھلے سال میں ٹھیک اسی وقت پنز کھول رہا تھا اور ابھی منہ دکھائی بھی تو دینی ہے جو پچھلے ایک سال سے مجھ پر ادھار ہے"

کہہ کر ڈریسنگ ٹیبل کے ڈراور سے دو مخملیں ڈبے نکالے

ایک ڈبہ کھولا اس میں ڈائمنڈ کا چمکتا ہوا بریسلیٹ تھا

شاہ زر نے بہت نرمی سے حیا کا ہاتھ تھاما کلائی میں بریسلیٹ پہنایا

بریسلیٹ کی ہر کڑی میں ننھے ننھے موتیوں جتنے ڈائمنڈ لگے ہوئے تھے

" غور سے ان ڈائمنڈ کے اندر دیکھو"

حیا نے اپنا ہاتھ آنکھوں کے قریب لے جا کر غور سے ڈائمنڈ کو دیکھا اس کی پتلیاں سکڑ کر پھیلی ایک ایک کر کے وہ کڑی میں موجود تمام ڈائمنڈز کو دیکھ رہی تھی

کچھ حیران تھی

" شاہ زر۔۔۔شاہ زر اس میں تو ہماری تصویریں ہیں"

وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر اسے بتا رہی تھی جیسے شاہ زر کو تو پتہ ہی نہیں

"کیسا ہے؟"

حیا نے ہاتھ نیچے کر کے شاہ زر کو دیکھا

"انمول ہے"

شاہ زر نے حیا کے دونوں ہاتھ تھامے اور ہاتھوں کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھے

"تمہارے ہاتھوں پر مہندی بہت خوبصورت لگتی ہے"

حیا نے نظریں جھکا لیں

تمہارے ہاتھوں سے جو خوشبوئے حنا آتی ہے

ایسا لگتا ہے جنت سے ہوا آتی ہے

اس کے شعر پر حیا کے ہونٹ مسکرائے اور پھر وہ ہنستی چلی گئی

شوخی شباب نازو تبسم کے ساتھ

دل لے لیا آپ نے کس کس ادا کے ساتھ

یہ شعر پڑھتے ہوئے شاہ زر نے حیا کو قریب کر لیا اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ حیا نے فرار میں عافیت جانی

" شاہ زر پلیز۔۔۔۔"

وہ کسمسا کر مڑنے کو تھی کہ شاہ زر نے روک لیا

"آں۔آج بالکل نہیں "

کہہ کر اس نے آہستگی سے مانگ ٹیکا نکالا

پِن نکالنے کی وجہ سے دوپٹہ گر کر کندھے پر آگیا

یہ بندیا یہ کنگن یہ جھمکا یہ مہندی

سنگھار تو تیرے ہیں مگر طلبگار میرے ہیں

حیا نے اپنی پلکوں کی جھالر گرا دی اور رخ موڑ لیا

شاہ زر نے بہت ملائمت سے اس کے بالوں کا جوڑا کھولا جس سے بال آبشار کی مانند گرے

: تمھارے بال بہت خوبصورت ہیں حیا"

اس کی آواز دھیمی ہو گئی تھی اور حیا کی دھڑکن تیز

شاہ زر نے پیچھے سے اس کے گرد حصار باندھا اور چہرہ بالوں کے قریب کر کہ اس کی خوشبو سے سانسوں کو معطر کرنے لگا

تیری زلف کے سائے

بس اب آگے کون جائے

تو کہے تو زندگی کو

میں یہیں تمام کرلوں

حیا کو لگا آج سارے دیوان یاد کر کے آیا ہے یقیناً اسے اپنے ارمان بھاری پڑ رہے تھے

شاہ زر نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا ہلکا سا جھک کر اپنے ہاتھ گردن کے دونوں اطراف ڈال کر ہار کا ہک کھولا

یہ فراق کے لمحے یہ بے قرار سا دل

تیری طلب میں تڑپتا تیرے یار کا دل

حیا کی سانسیں تیز ہونے لگی تھی

شاہ زر نے حیا کے چہرے پہ آئی لٹ کو کانوں کے پیچھے کیا وہ ایک قدم مزید قریب ہوا

اس کا ہاتھ زلفوں سے ہوتا ہوا کانوں میں موجود جھمکوں پر آ ٹکا

جھمکے کا مقدر ہے قابل رشک بہت

تیرے رخسار کے پہلو میں بہک رہا ہے

حیا کے رخسار دہک اٹھے

اس نے کانوں کو جھمکوں کے بوجھ سے آزاد کیا اور کانوں کی لوئیں چوم لیں

اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اپنی پیشانی حیا کی پیشانی پر ٹکائی

کچھ دیر تو صرف اسے محسوس کیا

اس وقت دونوں کی دھڑکنیں تھی، تنہائی تھی، رات تھی۔

اپنی سانسوں کے دامن میں چھپا لو مجھ کو

کہ تیری روح میں اترنے کو جی چاہتا ہے

شاہ زر کی آواز جذبات سے چور تھی حیا کا چہرہ گلنار ہو گیا

شاہ زر نے کندھے پر لگی پِن کھولی

حیا کو ٹوٹ کر شرما آئی سارے جسم کا خون جیسے چہرے پر سمٹ آیا

فرار چاہی تو شاہ زر نے حصار باندھ کر تمام راہیں بند کر دیں

حیا نے شرما کر اس کے سینے میں پناہ لی

سو سالہ چاندنی رات کی طرف

اور تیرے کاندھے کا یہ تِل ایک طرف

شاہ زر کی آواز اور سرگوشی میں ڈھل چکی تھی

شاہ زر نے احتیاط سے حیا کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا

وہ بہک رہا تھا حیا جیسے اس کے سحر میں تھی

وہ حیا کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کو مسکرایا

"سانس تو لو۔۔۔یوں سانس روک لینے سے کیا ہو گا"

پھر انتہائی خمار آلود لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کی

آج کی رات میرے آشنا مجھے یوں بھی نصیب ہو

نہ رہے خیال لباس کا کہ تو اتنا میرے قریب ہو

بدن کی گرم آنچ سے میری آرزو کو آگ دے

میرا جوش بھی بہک اٹھے میرا حال بھی عجیب ہو

تیرے چاشنی وجود کا سارا رس نچوڑ لوں

پھر تو ہی میرا مرض ہو اور تو ہی میرا طبیب ہو

پھر وہ مدہوش ہو اٹھا جس سے حیا کی حواس بھی گم ہونے لگے

حیا کے انداز میں کچھ شرم، کچھ جھجک، کچھ خود سپردگی شاہ زر کو مزید بہکا رہے تھے

اس کے انداز بہکے ہوئے تھے، مدہوش تھے، کچھ من مانیاں تھیں، کچھ شرارت، کچھ حلاوت، کچھ نرمی، کچھ محبت پا لینے کی خوشی، کچھ فتح کا سرور، کچھ رات کا نشہ تھا۔

حیا کے لئے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ شاہ زر اس پر محبت برسا رہا ہے یا خود کو سیراب کر رہا ہے

--------------

Bonus epi

اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو ساڑھے گیارہ بجا رہی تھی دوسری چور نظر آئینے میں نظر آتے بے خبر سوتے شاہ زر کے عکس پر۔

تولیے سے اپنے گیلے بال پونچھتے سوچا اٹھا دوں؟

مگر فجر کی نماز کے بعد اس کی بے اختیاری یاد آئی تو توبہ کر لی۔

"نزدیک سے زیادہ ہینڈسم نظر آتا ہوں پاس آ کر دیکھو"

اس نے آنکھیں بند کیے ہی کہا تو حیا نے گڑبڑا کر نظریں چرائی

شاہ زر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو نظر اس کے شرمائے سے چہرے پر پڑی

ایک رات میں ہی حیا کا حسن اس کی قربت کی تپش میں تپ کر کندنی ہو گیا تھا۔وہ مزید خوبصورت ہو گئی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس آنے لگا حیا گھبرا گئی

مگر شرمگیں مسکراہٹ تھی کہ ہونٹوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

دل تھا کہ دھڑکا ہی جا رہا تھا۔

شاہ زر نے بہت نرمی سے شانوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا حیا کی گردن مزید جھک گئی۔

رخسار تپتنے لگے۔

"یہ سوٹ کیوں پہنا؟؟؟؟"

حیا نے ایک نظر نارنجی رنگ کے سوٹ کو دیکھا

اس میں کیا برائی ہے؟؟؟

صرف سوچا

"برائی تو کچھ نہیں ہی مگر اب صرف ساڑھی پہننا"

حیا نے اُلجھ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا

"وہ اسلئے"

کہتے ہیں اسے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ایک مخملی ڈبّہ اٹھا کر حیا کی طرف بڑھایا اس میں نفیس نازک کمر بند موجود تھا۔

حیا کو یاد آیا جب اس نے منہ دکھائی دینے کے لیے ڈراور کھولا تو دو ڈبے نکالے تھے۔

"وہ میں یہ۔۔۔۔رات دے ہی نہیں پایا تم اتنی رومینٹک ہو رہی تھی"

وہ گردن کھجاتے ہوئے انتہائی معصومیت سے کہہ رہا تھا۔

جس پر حیا منہ کھولے دیکھنے لگی۔

"باگڑ بلا"

کچھ کہا نہیں مگر میں مخصوص لقب سے ضرور نوازا۔

وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی دستک ہوئی شاہ زر کچھ بد مزہ ہوا۔

"لو آگئی تمہاری پہلی محبت۔۔۔۔"

اس کے یوں کہنے پر حیا نے اپنی ہنسی ضبط کی
وہ صحیح تھا جب دروازہ کھولا تو سامنے حورین کھڑی تھی

"السلام وعلیکم شاہ"

"وعلیکم السلام"

"وہ میں حیا کو ریڈی ہونے میں ہیلپ کرنے آئی تھی وہ عانیہ حیا کے بغیر بہت رو رہی ہے۔۔۔۔"
حورین نے جھجھکتے ہوئے صفائی دی۔

شاہ زر نے حورین کو راستہ دیا اور اپنے قدم واش روم کی طرف بڑھا دیے۔

"تم حیا کو ریڈی کرو جب تک شاور لے لوں" کہتے ہوئے اندر چلا گیا

حورین نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا پھولوں کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی اور خوشبو جس پھول سے آ رہی تھی وہ نظریں چرائے اپنے بالوں سے اُلجھ رہی تھی۔

حورین نے گلا کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا مگر مجال ہے جو حیا نے نظریں اٹھائی ہو

یہ سوٹ کیوں پہنا؟؟ آج اناگیریشن کے لیے جانا ہے کوئی اچھا سا سوٹ پہنو آؤ ہم دیکھتے ہیں۔۔۔" آج ہر ایک لو اس کے سوٹ سے پرابلم تھی۔

حورین اسے ڈریسنگ روم میں لے آئی وارڈروب کھول کر دیکھنے لگی تبھی حیا نے آگے بڑھ کر انتہائی دیدہ زیب سرخ بنارسی ساڑھی نکالی حورین نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"چلو جلدی سے چینج کرو میں ریڈی کر دیتی ہوں"

پھر پندرہ منٹ کے اندر حورین نے اسے ریڈی کر دیا مگر اس درمیان حیا کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا۔حورین کا دل ہولنے لگا حالانکہ اس کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی لیکن حورین کا دل اندیشوں میں گھرنے لگا۔

" آپی شانزل بھائی کے ویڈیو کال آ رہی ہے"

ہانیہ کی آواز پر حورین بے دھیانی میں باہر نکلی تو شاہ زر سے ٹکرا گئی

اوہ میرا بچہ۔۔۔دھیان کہاں ہے تمہارا؟؟؟ ابھی چوٹ لگ جاتی تو؟؟؟ "

" ش۔۔شاہ وہ۔۔۔وہ حیا کچھ بول نہیں رہی ہے.."

قدرے پریشانی میں سوال کیا۔

" میں دیکھتا ہوں تم ذرا اپنا دھیان سیڑھیوں پر رکھ کر اترنا، حیا کے علاوہ کچھ دیکھ لیا کرو، جاؤ "

حورین مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

جب شاہ زر ڈریسنگ روم میں آیا تو حیا کمر بند پہن رہی تھی۔

شاہ زر نے نرمی سے لاک بند کیا اور کمر تھام کر کہا

"تم پر ساڑھی بہت اچھی لگتی ہے"

وہ اسے لیے باہر نکلنے لگا تو حیا سٹپٹائی
جیسے شاہ زر نے محسوس کر لیا

"حیا relax۔۔۔۔ تمہیں جتنا شرمانا ہے کمرے میں شرماؤ باہر اگر ایسے react کروگی تو اشعر تمہارا خوب ریکارڈ لگائے گا، تم اس طرح کروگی تو صنم پریشان ہو جائیگی just relax میں ہوں نہ تمہارے ساتھ"

وہ اثبات میں سر ہلا کر باہر تو نکل آئی مگر لگ رہا تھا جیسے گزری رات کسی نے پورے سیاق و سباق کے ساتھ چہرے پر لکھ دی ہو

وہ گردن جھکائے سیڑھیاں اُتر رہی تھی

تبھی اشعر نے کہا

"ہانیہ اٹھو جلدی سے کمرے میں جاؤ دیکھو یہ چڑیل خون پی کر آ رہی ہے ہو سکتا ہے اب ہماری باری ہو "

اشعر نے حیا کے سرخ lipstick سے سجے ہونٹوں پر چوٹ کی

حیا کا صبر یہیں تک تھا و تیز تیز سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی عانیہ کے ہاتھ سے کھلونا لے کر پوری قوت سے اشعر کو مارا اور ہمیشہ کی طرح اشعر بچ نکلنے کے بعد پورے دانت نکال کر مسکرایا

"تم جیسے چھوچھندر کا خون تو کوئی نہیں پیئے گا"

وہ حیا تھی آخر کتنی دیر مخصوص لڑکیوں والے انداز کا مظاہرہ کر سکتی تھی۔

"حیا بعد میں لڑنا چلو پہلے ناشتہ کرو "

حورین نے کچن سے ہانک لگائی

-------------------

شانزل تو کب کا آفس جا چکا تھا شاہ زر بھی آفس چلا گیا حورین گم سم سی بیٹھی تھی تو حیا عانیہ کو لیے اسکے پاس آئی

"کیا ہوا حور؟"

حورین کی آنکھیں یک لخت نم ہوئی

"حیا۔۔وہ شان کی ویڈیو کال آئی تھی نہ"

"وہ تو روز ہی آتی ہے"

"میں نے دیکھا انکی وائٹ شرٹ پر lipstick کا نشان تھا"

" تو بھئی خیال رکھا کرو" حیا نے اسے چھیڑا تو حورین جھنجھلا گئی

"وہ میری لپسٹک کا نشان نہیں ہے"

"اوہ لیکن بھائی ایسے نہیں ہے"

" زیادہ تم اپنے بھائی کی سائیڈ مت لو۔۔۔مجھے بھی پتہ ہے۔۔۔مگر جب میں نے پوچھا تو صفائی دینے کی بجائے مجھے چڑانے لگے"

حیا کھکھلا کر ہنسی

"اوہ میری پیاری سی حور۔۔۔۔تم بھائی کی بیوی ہو کہاں گئی تمہاری غیرت؟؟؟؟ جاؤ اور shanzil industries کی بنیادیں ہلا دو"

حیا نے آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے کہا تو حورین کے ہونٹوں پر بھی شرارتی مسکان چمک اٹھی

----------------------------

حورین تیز تیز قدموں سے shanzil industries میں داخل ہوئی اسکا رخ کانفرنس روم کی طرف تھا۔اسے پتہ تھا آج پریس کانفرنس تھی جس میں شانزل ابراہیم کا سارا اسٹاف موجود تھا یہ کانفرنس لائیو تھی۔

جیسے ہی حورین نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا رفیق بول پڑا

"میم اندر کانفرنس چل رہی ہے سر نے کہا ہے کسی کو بھی اندر نہ آنے دوں"

"میں تمہیں کسی نظر آتی ہوں؟"

رفیق کو اسکے تیور بڑے خطرناک لگ رہے تھے۔

"میم۔۔۔پلیز۔۔۔سر مجھے shanzil industries سے فارغ کر دیں گے"

رفیق سچ مچ پریشان تھا۔

"میں تمہارے سر کو shanzil industries سے فارغ کر دوں گی۔۔۔۔دوبارہ میرا راستہ روکنے کی کوشش نہ کرنا"

فیروزی رنگ کی چادر میں اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

وہ دھڑام سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی

سارے رپورٹرس اور اسٹاف کی گردنیں گھومی

شانزل نے شعلہ بنی حورین کو داخل ہوتے دیکھا اسکے پیچھے حواس باختہ رفیق کو۔۔۔

روم کے ایک سرے پر ٹیبل اور چیئر رکھی تھی جن پر بورڈ ممبرز بیٹھے تھے میز پر مختلف TV Chanel کے لوگو والے کئی مائکس۔درمیان والی کرسی پر پوری شان سے مسٹرڈ ییلو شرٹ اور اولیو گرین پینٹ کوٹ میں وہ مغرور شہزادہ براجمان تھا۔

میز کے دوسری طرف دو گروہ کی شکل میں لوگ بیٹھے تھے

ایک گروہ رپورٹرز کا تھا دوسرا اسٹاف کا۔

حورین شانزل ابراہیم پورے اعتماد ان گروہ کے درمیان سے چلتی ہوئی پورڈیم تک آئی

ایک انتہائی چیلنج کرتی مسکراہٹ شانزل کی طرف اچھالی۔

اور شانزل کا دل پہلو میں لوٹ کر رہ گیا

---------------------------

جب شاہ زر ظہر کے وقت گھر آیا تو حیا صاحبہ لان میں ساڑھی کا پلو کمر میں اڑسے بیٹنگ کر رہی تھی شانزل کے خالو باؤلنگ کر تے تھے۔

اشعر ہانیہ پسینے میں شرابور فیلڈنگ کر کے بے حال تھی۔

خالہ امپائر تھیں انکی گود میں موجود عانیہ حیا کے پاس جانے کے لیے مچل رہی تھی۔

تبھی حیا نے شوٹ مارا بال اُڑتی ہوئی شاہ زر کی طرف آئی

"بھائی کیچ"

اشعر کی دہائی پر شاہ زر نے غیر محسوس انداز میں بال کیچ کر لی۔

اور حیا کو تو صدمہ ہو گیا۔

اشعر ہانیہ کی خوشی کا تو ٹھکانہ نہیں تھا

اشعر باقاعدہ ٹھمکے لگا کر حیا کو چڑا رہا تھا۔

حیا نے پہلے تو پانچ سیکنڈ اسکا بیہودہ ناچ دیکھا پھر سارے لحاظ بھلائے پورا بیٹ گھما کر اشعر کو دے مارا
۔

اشعر وہیں کمر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"اوہ خدا۔۔۔۔بد تمیز لڑکی۔۔۔"

خالو خالہ ہانیہ سب ہنس ہنس کر بے حال ہو رہے تھے

لیکن شاہ زر کو اپنی شامت نظر آ رہی تھی۔

وہی ہوا حیا تنتناتی ہوئی اسکی طرف آ رہی تھی ایک لمحے کو اسکے تیور دیکھ کر لگا کہیں وہ بیٹ گھما کر اسکا سر ہی نہ پھوڑ دے

لیکن پھر شاہ زر کو خیال آیا

میں شاہ زر ہوں میرے ساتھ وہ ایسا نہیں کر سکتی

"آپ کی وجہ سے میں آؤٹ ہو گئی آپکو شرم نہیں آئی اپنی بیوی کو آؤٹ کراتے ہوئے؟"

وہ روہانسی آواز میں پوچھ رہی تھی۔

وہ پسینے میں شرابور تھی جوڑے کی قید سے فرار ہو کر چند آوارہ لیٹیں گردن پر چپک گئی تھی

شاہ زر نے کافی مشکل سے اپنے جذباتوں کو لگام ڈالی

میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔میں نے ابھی تو بیٹنگ شروع کی تھی"

اشعر اسکی بات پر تڑپ اٹھا

"اللہ کو مانو حیا ایک گھنٹے سے کریس پر جمی ہوئی ہو"

وہ بھی حیا تھی۔۔۔

"اب مزید ایک گھنٹہ جمی رہوں گی کیوں کے میں آوٹ نہیں ہوں۔۔۔۔شاہ زر گیم کا حصہ نہیں تھے۔۔۔"

"بے ایمان عورت شرم کر جاؤ۔۔۔۔خالو کو دیکھو کیسے ہانپ رہے ہیں۔۔۔۔"

خالو سچ مُچ تھک گئے

"عورت کس کو بولا؟"

حیا نے بیٹ اٹھا کر مانو اسے الفاظ بدلنے کا ایک موقع دیا۔

"اس ہانیہ موٹی کو"

اشعر نے فوراً بیان تبدیل کیا۔

"آپی اسکے سر پر دو زبردست قسم کے شوٹ ماریں میری طرف سے "

ہانیہ نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا

اب تم کچھ بھی مارو میں حیا کو بیٹنگ کرنے نہیں دونگا"

کہتے ہوئے وہ ضدی بچے کی طرح کریس پر پھیل کر لیٹ گیا

حیا حقیقتاً اسکا سر پھوڑ دیتی اگر شاہ زر نے اسے روکا نہیں ہوتا

"حیا اسے بیٹ دے دو"

شاہ زر کے جملے نے تو حیا کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

اشعر دانت نکلتا کھڑا ہو گیا

حیا نے شاہ زر کو گھورا

"Trust me haya, I'll never let you down"

اور حیا نے پھولے پھولے منہ کے ساتھ بیٹ دے دی

"بتاؤ کتنی بال میں آؤٹ کروں سالے صاحب کو؟"

وہ انتہائی شرارت سے پوچھتے ہوئے کوٹ اُتار رہا تھا۔

حیا کی تو باچھیں کھل گئی

"پہلی بال میں "

" جو حکم آپ کا"

شاہ زر نے گردن کو خم دیتے ہوئے کہا اور کوٹ حیا کو پکڑایا

ٹائی ناٹ ڈھیلی کی آستین فولڈ کرنے لگا حیا کو اس پر رج کر پیار آیا

"لیکن۔۔۔۔اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا؟"

شاہ زر دنیا جہاں کے جذبے سمیٹے پوچھ رہا تھا

حیا نے گردن اٹھا کر کہا

"میں مل گئی ہوں یہی کافی ہے"

شاہ زر نے بال کو ہوا میں اچھال کر پھر کیچ کیا

"تمہارے سوا مجھے کچھ چاہیے بھی نہیں "

شاہ زر کو کریس پر آتے دیکھ اشعر چینخ پڑا

"آپ بالنگ کریں گے؟؟"""

" جی بالکل۔۔۔۔مجھے فیلڈرز کی ضرورت نہیں "

اسکی بات پر ہانیہ وغیرہ سائیڈ پر ہو گئے

شاہ زر دوڑتا ہوا آیا اور بال پھینکا اور اگلے ہی لمحے

'ٹک' کی آواز پر اشعر نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں نیچے گرا سٹمپ اسکا منہ چڑا رہا تھا

"کلین بولڈ۔۔۔۔"

حیا جیتنا زور سے چینخ سکتی تھی اس سے دو گنا تیز چینخ اٹھی

شاہ زر فاسٹ بالر تھا۔۔۔۔اشعر کو تو بال دکھائی ہی نہیں دی۔

"میں آؤٹ نہیں ہوں"

تھا تو وہ حیا کا ہی بھائی، اتنی آسانی سے نہیں ماننے والا تھا۔

"تم آؤٹ ہو بے ایمان بوڑھے"

وہ حیا تھی باتیں اسی لہجے میں لوٹانے والی

"یہ تو ٹرائے بال تھی"

شاہ زر تو اس کی بات پر عش عش کر اٹھا۔

شاہ زر کو لگا وہ 8 سالہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے

"چلو ٹھیک ہے لیکن اب یہ ٹرائے بال نہیں ہو گی "

Ok

اگلی مرتبہ یہی ہوا شاہ زر کی اسپننگ بال کے آگے ٹک نہیں پایا

حیا دوبارہ چینخ اٹھی

"کلین بولڈ۔۔۔۔۔۔yahoooooooooo"

حیا کو دیکھ کر عانیہ بھی چینخ اٹھی

باقاعدہ اشعر کو زبان نکال کر چڑائی۔

اور عانیہ کیسے پیچھے رہ سکتی تھی اس نے بھی اپنی چھوٹی سی گلابی بہر نکالی۔

اشعر نے برا سا منہ بنایا

حیا کھکھلاتے ہوئے شاہ زر سے لپٹ گئی اسکے پیر ہوا میں تھے

پھر خود ہی اپنی حرکات پر جھینپ گئی۔۔۔۔خالو خالہ اس کی بے اختیاری پر ہنس پڑے۔

اگلے ہی لمحے شاہ زر کے موبائیل کی میسیج ٹیون بجی

اس میسیج دیکھ کر حیا کو لیے ڈرائنگ روم آیا اور TV آن کر دی

جہاں shanzil industries میں ہونے والی لائیو کانفرنس چل رہی تھی

حورین shanzil کو دیکھ کر چیلنجنگ انداز میں مسکرا رہی تھی

پھر حورین نے گردن اٹھا کر سارے مجموعے کو دیکھا

پھر رفیق سے کہا

"ہاٹ پنک کلر پتہ ہے؟؟؟؟"

شانزل نے مسکراہٹ دبائی

"مجھے تو صرف پنک کلر پتہ ہے"

"اسٹاف میں سے جتنی لڑکیوں نے پنک کلر کی لپسٹک لگائی ہے انہیں ایک طرف کرو"

رفیق نے بنا تامل کے حکم کی تعمیل کی

حورین نے انتہائی ٹھہرے مگر سلگتے لہجے میں کہنا شروع کیا

"السلام وعلیکم۔۔۔آپکے کام میں مداخلت کرنے کے لیے معذرت چاہتی ہوں"

حورین کے لہجے سے رتی برابر شرمندگی نہیں جھلکی تھی

شانزل دلچسپی سے کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اسی طرح اپنی دائیں طرف دیکھنے لگا جیسے فیورٹ مووی دیکھ رہا ہو

" لیکن اب میں مدخلات کر چکی ہوں۔۔۔۔۔۔میں صرف اتنا کہنے آئی ہوں کہ شانزل ابراہیم صرف میرا ہے اس جہاں میں بھی اور اس جہاں میں بھی۔۔۔۔۔۔میں آپ سب کی بہت عزت کرتی ہوں کچھ اپنی عزت کا بھی خیال کریں اور میرے شوہر سے دس فٹ کے فاصلے پر رہیں۔۔۔۔۔"

وہ پھنکاری تھی اور شانزل جاندار انداز میں مسکرایا

"کیوں کہ شانزل ابراہیم ابد تک کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا گا۔۔۔میں مر بھی جاؤں تب بھی۔۔۔۔آپ کی کوشش بیکار ہے۔۔۔۔۔کوئی بھی۔۔۔کوئی بھی شانزل ابراہیم کو اپنی طرف راغب نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔"

"مرد ہے بہک سکتا ہے"

ان چھے میں سے ایک نے کہا حورین غور سے اسکے ہونٹوں کو دیکھا جو ہاٹ پنک لپسٹک سے سجے ہوئے تھے اور پھر نظر اس کے شرگ پر لگی تختی پر گئی

Intern- Mah rookh shezaad

"آپ سب بیٹھ سکتی ہیں مجھے صرف ان محترمہ سے بات کرنی ہے۔۔۔"

باقی سب بیٹھ گئیں

"مرد نہیں بھکتے اور جو بھکتے ہیں وہ مرد نہیں ہوتے۔۔۔شانزل ابراہیم مرد ہے "

حورین نے اسکی زہریلی مسکراہٹ کو نوچ پھینکا تھا

اور شانزل کا جی چاہا وہ بس بولتی رہے

وہاں بیٹھے سارے لوگ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہے تھے

" لیکن آپ کو ٹرائے کرنا ہے تو شوق سے کریں۔۔۔۔میرا افسوس آپکے ساتھ ہے کیوں کہ شانزل ابراہیم کے پیروں کی دھول بھی آپکی طرف راغب نہیں ہو گی.۔۔۔شکریہ۔۔۔"

کہہ کر وہ پوڑیم سے اترنے لگی

تبھی اس لڑکی نے کہا

"تمہیں اتنا غرور کس چیز کا ہے"

حورین یوں مسکرائی جیسے اسنے بہت بیوقوفانہ بات کر دی ہو۔۔وہ پھر پوڑیم پر آئی

حورین کی مسکراہٹ اس لڑکی کو سلگائے جا رہی تھی۔

"میں شانزل ابراہیم کی بیوی ہوں۔۔۔شانزل ابراہیم کے مقدر کا سب سے روشن ستارہ۔۔۔شانزل ابراہیم کی محبت۔۔۔شانزل ابراہیم کا عشق۔۔۔شانزل ابراہیم کی آنے والوں کی نسلوں کی امین۔۔۔۔اتنا غرور کرنا تو بنتا ہے۔۔"

حورین نے بغیر ہاتھ لگائے تھپڑ جڑ دیا تھا اسے۔۔۔وہ بلبلا اٹھی۔

"بکواس"

اس لڑکی نے حورین کو جھٹلا دیا

کہاں یہ مغرور شانزل ابراہیم جو کسی کو منہ نہیں لگاتا کسی پر یوں فدا کیسے ہو سکتا ہے۔۔

حورین مسکراتی ہوئی اسکے پاس آئی اور ہاتھ سے لیٹر پیڈ لیا اس میں سے کورا صفحہ پھاڑا

" رفیق۔۔۔یہ اپنے سر کے پاس لے جاؤ۔۔۔رہنے دو میں ہی لے جاتی ہوں"

کہہ کر وہ مضبوط قدم اٹھاتی شانزل کے پاس آئی

" اس پر سائن کریں"

شانزل نے بغیر کسی سوال اور تردّد کے سائن کر دیے

وہ لڑکی غش کھا کر رہ گئی

حورین نے وہ پیپر رفیق کی طرف بڑھایا

"رفیق اسی پیپر پر ان محترمہ کا termination لیٹر ٹائپ کے انہیں تھما دو"

وہ لڑکی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

"جو بھی شانزل ابراہیم کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسے میرا سامنا کرنا ہو گا۔۔۔۔شانزل ابراہیم میرا ہے اور میرا ہی رہے گا۔۔۔۔۔خیر۔۔۔۔آپ لوگ continue کریں"

وہ گھوم کر شانزل کے پاس آئی اور ایک اچھی بیوی کی طرح مسکراہٹ کے ساتھ شانزل کو دیکھا

شانزل اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا

حورعین نے اپنا نرم و نازک ہاتھ شانزل کے ہلکی ہلکی شیو والے چہرے پر رکھا

" جلد ہی ختم کریں پلیز میں کیبن میں انتظار کر رہی ہوں"

انداز فدا ہو جانے والی بیویوں والا تھا جو ماہ رخ شہزاد کا دل جلا گیا

اور پھر کیا تھا شانزل پورا پھیل گیا۔

اس نے حورعین کو بانہوں میں بھر کر اپنے ہونٹ اسکے رخسار پر رکھے۔لائیو شو میں یہ کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔اپنا ہی ناٹک حورعین کو بھاری پڑ گیا تھا۔

"Just give 10 minutes"

انداز لاڈ اٹھانے والے شوہروں والا تھا۔

حورعین پلٹی اور سر پٹ روم سے باہر نکل گئی۔

اب شانزل انتہائی آرام سے رپورٹرس کے سوالوں کے جوابات دینے لگا

اسے کونسا فرق پڑنا تھا

ماہ رخ نے اتنی بے عزتی کبھی برداشت نہیں کی تھی

وہ تن فن کرتی سیدھا shanzil industries سے ہی باہر نکل گئی

\-------------------

اگر حور اسکے سامنے ہوتی تو حیا رخسار چوم لیتی اسی ایکسائیٹمینٹ میں وہ شاہ زر کی طرف گھومی مگر اسے کھوجتی نظروں سے دیکھتے پا کر سٹپٹا گئی۔

شاہ زر نے اپنی نیلی آنکھیں چھوٹی کر کہ پوچھا

"کس کا آئیڈیا تھا؟"

"مجھے کیا پتا"

اگر شاہ زر اسکے خرافاتی دماغ کو جانتا نہ ہوتا تو اس حد درجہ معصومیت پر ایمان لے آتا۔

"بالکل بالکل تمہیں کہا کچھ پتہ ہوتا ہے "

شاہ زر نے اس کی تائید کی

ہاں تو۔۔۔میں اتنی معصوم ہوں"

" اور اس معصومیت کا میں عینی شاہد ہوں"

اس کے انداز پر حیا کھکھلا کر کر ہنس پڑی

شاہ زر کے دل نے وہی سکون محسوس کیا جو ہمیشہ حیا کو کھکھلاتے دیکھ کر کرتا تھا کچھ لوگوں کی مسکراہٹ سکون کا باعث ہوتی ہیں

"فریدہ پلیز ذرا باہر جوس بھجوا دو "

جہاں شاہ زر حیا کی آواز پر چونکا وہیں فریدہ جی باجی کہہ کر کچن میں غائب ہو گئی

پھر وہ اسے لیے نماز پڑھنے کی غرض سے کمرے میں چلا گیا

-------------------

جب وہ کانفرنس بھگتا کر کیبن میں آیا تو حور وہی وائٹ شرٹ لیے بیٹھی تھی جو وہ کانفرنس میں جانے سے پہلے بدل کر گیا تھا۔

اس کی نظر اس پنک لپسٹک کے نشان پر تھی حورین کی پوزیسیونس اسے مزہ دے رہی تھی اس کا جی چاہا حور کو کچھ اور تنگ کرے۔

وہ مسکراہٹ دباتے اس کے پاس آیا آہٹ پر حورعین نے سر اٹھا کر دیکھا

"لائیو کانفرنس میں یہ سب کرنا ضروری تھا کیا؟"

حورعین کا دل دھک سے رہ گیا وہ کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پر ڈال رہا تھا۔حورعین کو ویسا ہی بے نیاز لگا جیسا شادی کے شروع کے دنوں میں تھا۔

"میں دوبارہ اس طریقے کا مذاق برداشت نہیں کروں گی۔۔۔۔آپ اس طرح کی لڑکیوں کو اپائینٹ کیوں کرتے ہیں؟ جو آپ پر ڈورے ڈالنے آتی ہیں۔اب میں اس جیسی لڑکی دوبارہ نہ دیکھوں"

حورین نے جی کڑا کر کے ایک ہی بار میں سب کہہ دیا۔

شانزل نے درمیان میں موجود فاصلہ کم کیا

"مجھے چیلنج کر رہی ہو؟"

حورعین کے دل کو کچھ ہوا

یہ وہی ضدی اور بد مزاج شخص تھا جس کی زندگی میں ڈھونڈنے سے بھی حورعین سے کی جانے والی محبت نہیں مل رہی تھی۔یا پھر محبت کا جو بخار تھا وہ اتر چکا تھا۔

حورین دم سادھے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

شانزل مزید ایک قدم قریب ہوا

" شانزل ابراہیم اپنی مرضی کا مالک ہے۔جو جی چاہے کروں گا۔میری زندگی میں کون رہے گا، کون نہیں۔۔۔اس کا فیصلہ صرف اور صرف میں کروں گا"

حورین کے اندر آتش فشاں بننے لگا۔

یوں بے مول کر کے رکھ دیا تھا اس شخص نے جو اب تک۔۔۔۔اب تک اسے پلکوں پر اٹھائے پھر رہا تھا۔

وہ غصے میں شانزل کے گریبان پر جھپٹ پڑی چادر سر سے پھسل کر شانوں پر آگئی

"آپ۔۔۔"

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری اور پکڑ خود بخود ڈھیلی ہوگئی حورین کو احساس ہوا۔۔

وہ اس شخص کے لیے لڑ سکتی ہے اس شخص سے نہیں لڑ سکتی۔۔۔

اس کے ہاتھ بے جان ہو کر پہلو میں جا گرے ،

سبز آنکھوں کو آنسو میں ڈوبتے دیکھ کر شانزل کی ساری شرارت ہوا ہو گئی۔

وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی آنسو دہلیز پھلانگ کر باہر آگئے۔

وہ سر پکڑ کر زمین پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گئی

"حور۔۔"

" یا میرے رب یہ آپ اب کہہ رہے ہیں جب آپ کی اولاد مجھ میں پل رہی ہے۔۔۔"

وہ صدمے سی کیفیت میں خود سے مخاطب تھی

"حور میری بات سنو میری جان۔۔۔۔"

حورین نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اپنے سامنے پنجوں کے بل بیٹھے شخص کو دیکھا یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے فضا میں آکسیجن کم ہو گئی ہو

"مجھے لگا تھا سب مذاق۔۔۔۔"

"سب مذاق ہی "

" ہاں میں مذاق ہی بن گئی ہوں قہقہے لگائیں۔۔۔آپ کو آپ کی مرضی کی زندگی مبارک۔۔۔آپ طے کرتے پھریں کہ وہ ہوتی سوتی زندگی میں رہے گی یا نہیں۔۔۔۔۔کل بھی حورعین جہانزیب نے آپ کی زندگی میں شامل ہونے کے لئے آپ کی منتیں نہیں کی تھی اور آج بھی نہیں کرے گی۔۔۔۔میری خود داری آج بھی سب سے اوپر ہے۔میں نہیں رہوں گی آپ کے ساتھ آپ میری اور میرے بچے کی ذمہ داری سے آزاد ہیں"

"حور میں تو بس۔۔۔"

"ہاں اب بس۔۔۔میں چلی جاؤ گی آپ اپنے فردوس بریں میں اس ماہ رخ شہزاد سے رونق لگائیں۔۔۔لیکن آپ زندگی بھر اپنی اولاد کو دیکھنے کے لئے ترس جائیں گے "

کوئی سانس تھی جو سینے میں اٹک گئی تھی

شانزل نے بے اختیار اس کے ہاتھ تھامے جیسے ابھی وہ کہیں چلی جائے گی

"اقف خدا حور یوں تو نہ کہو میں مذاق کر رہا تھا"

حورعین نے اپنے ہاتھ بہت ناگواری سے چڑھائے

" مجھے بھی لگا تھا مگر۔۔۔"

"لسن ٹو می حور"

اب کی بار شانزل نے کچھ سختی سے کہا

"ہاں ڈانٹ لیں مجھے ڈانٹ لیں"

وہ سوں سوں کرتے شکوہ کر رہی تھی اور شانزل وہ دیوار ڈھونڈ رہا تھا جس پر اپنا سر دے مارے

"حور میری جان پہلے اٹھو یہاں سے پلیز "

شانزل نے التجا کی تھی جو شکر ہے مان لی گئی تھی اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں نے شانزل کو احساس دلایا کہ اسے یہ مذاق نہیں کرنا چاہیے تھا کم از کم اس حالت میں نہیں جب ایک ننھی سی جان اس میں پل رہی تھی

شانزل نے ہاتھ مار کر ٹیبل پر موجود چیزوں کو گرایا اور حورین کو کمر سے تھام کر اس پر بٹھا دیا

منرل واٹر کی بوتل کھول کر اس کے لبوں سے لگائی حورعین نے گھونٹ بھر کر لب ہٹا لیے۔

"حور میری جان یہ صرف مذاق تھا میں تمہیں تنگ کر رہا تھا "

حورین نے ناگواری سے رخ پھیر لیا شانزل نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ تھام کر سامنے کیا

"ماہ رخ شہزاد کوئی نہیں ہے کم از کم میرے لیے تو کچھ بھی نہیں ہے وہ بزنس پارٹنر کی بیٹی ہے جو انٹرنشپ کرنے یہاں آئی تھی۔اس نے مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی بلکہ کئی مرتبہ کی۔ مگر ابھی چند منٹ پہلے تو تم اتنے یقین سے کہہ کر آئی ہوں کہ کوئی بھی مجھے اپنی طرف مائل نہیں کر سکتا تو میں تمہارا یقین کیسے توڑ سکتا ہوں؟ تم میرے یقین کا چہرہ ہو، میں اپنے یقین کا یقین کیسے توڑ سکتا ہوں؟ ویڈیو کال پر اس نشان کی تردید اسی لئے نہیں کر سکا کیونکہ کانفرنس کے لیے لیٹ ہو رہا تھا"

حورعین نے بڑی سخت نظروں سے اسے گھورا مگر شانزل کو کیا فرق پڑنا تھا شانزل نے پورے استحقاق سے اس کا پھولا پھولا منہ چوما۔حورعین کچھ نرم پڑنے لگی۔

" ابھی میں نے صرف تمہیں تنگ کرنے کے لیے ایسا کیا تھا تم حق جماتی ، اتنی پوزیسیو بہت پیاری لگ رہی تھی۔مجھے لگا ابھی بھی تم پورے حق سے کہو گی خبردار جو کسی کی طرف دیکھا بھی"

حورعین کی آنکھیں پھر سے برسنے کو تیار تھی

" آپ نے اچھا نہیں کیا "

شانزل نے اس کی سبز آنکھوں کی دہلیز پر اٹکے آنسوؤں کو انگلی کی پور سے سمیٹا پھر اس کا سر اپنے سینے سے لگایا

" اپنی زندگی کسی ایک کے لئے وقف کر دینے کی صفت صرف عورت میں ہی نہیں مرد میں بھی ہوتی ہے۔میں نے اپنی زندگی تم پر وقف کر دی ہے۔نہ تم سے پہلے کوئی تھی نہ تمہارے بعد کوئی ہوگی۔ کبھی کوئی کہے کہ میری زندگی میں کوئی اور آگیا ہے یقین نہ کرنا، میں کہوں تب بھی نہیں، کیونکہ یہ ناممکنات میں سے ہے۔"

حورعین کے لبوں پر تبسم بکھرنے لگا

وہ ٹیپیکل سی لڑکی تھی چند محبت سے لبریز جملوں اور باتوں سے مان جانے والی

"بس یا اور رونا ہے؟"

" رونا نہیں ہے باتیں منوانی ہے"

" منوائیں حق سے منوائیں، کون کافر ہے جو آپ کی بات سے انکار کرے گا"

" پہلا اب دوبارہ ماہ رخ شہزاد کی شکل بھی نہیں دیکھیں گے"

شانزل نے گہری سانس لی ایک مذاق سے کتنی انسیکیور ہو گئی تھی وہ

"مجھے پہلے بھی دیکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا یہ پاس والا جو کیبن ہے نا بس یہاں ایک لڑکی کو چھپ کر دیکھتا تھا اس کے علاوہ میری نظروں کو کوئی بھائی ہی نہیں۔"

وہ ایسے راز دانہ انداز میں بتا رہا تھا جیسے بہت ہی کوئی پتے کی بات ہو۔اب کی بار حورعین کھل کر مسکرائی۔کیبن والی بات پر بہت کچھ یاد آیا اس کیبن کی ہر ایک چیز آج بھی ویسی ہی تھی

" دوسرا آپ یہ پارٹنرشپ ختم کریں آپ کو کیا ضرورت آن پڑی ہے پارٹنرشپ کی"

" ضرورت پر نہیں کی بزنس کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں ڈیئر وائف لیکن ٹھیک ہے اور کچھ؟"

" بہت کچھ مگر فی الحال نہیں مجھے گھر جا کر تیار ہونا ہے اناگریشن کے لیے "

"تم تو یہاں آ گئی ہو جو پھول اور ڈریس میں نے بھجوائے تھے وہ حیا نے ریسیو کرنے ہوں گے"

" لیکن استعمال تو میں ہی کروں گی۔۔۔ آپ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے نا؟"

نجانے کونسے اندیشے تھے اس کے لہجے میں

"حور میں نہ پہلے کبھی بہکا تھا نہ آنے والے سالوں میں بہکوں گا۔۔۔ جس طرح تم نے خود کو میرے لیے سنبھال کر رکھا میں نے بھی کبھی خیانت نہیں کی۔۔۔ نہ کبھی کروں گا۔۔۔ تم ہمیشہ مجھے خالص پاؤ گی۔"

---------

جا نماز پر بیٹھے حیا کا ہاتھ تھامے وہ بہت عقیدت سے تسبیح پڑھ رہا تھا

تسبیح ختم کرنے کے بعد ہمیشہ کی طرح حیا پر پھونکنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا

حیا جا نماز سمیٹ کر کوٹ لئے اس کے پاس آئی اور کوٹ پہنانے لگی وہ جلد از جلد حور کو فون کرنا چاہتی تھی اسی لیے باہر کی طرف لپکی

"حیا"

شاہ زر کی آواز پر چونک کر پلٹی

"میری گھڑی ؟"

حیا نے کچھ تعجب سے سامنے ہی رکھی گھڑی کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر خاموشی سے اٹھا کر اسے گھڑی دی اور پلٹ کر جانے لگی

"حیا"

اب کی بار کچھ حیران تھی

"ہیئر برش؟"

حیا الجھی الجھی سی اندر آئی اور سامنے ہی ڈراور کھول کر ہیئر برش نکال کر شاہ زر کو دیا اور پھر پلٹ گئی

"حیا"

اب کی مرتبہ ماتھے پر بل لیے پلٹی

"جی"

" میرا والٹ؟"

حیا نے لمحے بھر کو اسے دیکھا یہ وہی شاہ زر ہے جو اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے کسی کو تنگ نہیں کرتا تھا نوکروں کو بھی نہیں اپنے زیادہ تر کام وہ خود کرنے کا عادی تھا

حیا نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا والٹ اٹھا کر دیا اور پھر پلٹ گئی

" حیا "

وہ دبی دبی مسکراہٹ لئے مخاطب تھا

" آپ چاہتے کیا ہیں؟ "

حیا تو جھنجھلا ہی گئی

" My darling, all I want is to be your moon and show you all the little stars of my heart "

اسکی نیلی آنکھوں میں جھلملاتے ستارے اور وہی اسیر کر لینے والا لہجہ حیا کی دل دنیا میں طوفان مچانے لگا۔

وہ کھکھلا کر ہنس پڑی

آپ فلرٹ کر رہے ہیں میرے ساتھ؟"

"یہ کہتے ہیں؟"

"تو کیا کہوں؟"

"شوہر سے کوئی فدا ہو جانے والا جملہ ہی کہہ دو"

شاہ زر نے تاسف سے سر ہلایا۔

حیا دو قدم مزید قریب ہوئی

آنکھیں اٹھا کر نیلی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ فدا ہونے کی بات کرتے ہیں۔۔۔میں تو فنا ہونے کو بے تاب ہوں"

کیا دیوانگی تھی

شاہ زر نے اس کے گرد حصار باندھا

"مجھے لگتا ہے یہ کوئی خواب ہے آنکھ کھولوں گا تو سب غائب ہو جائے گا"

"اس بے یقینی سے نکل آئیں شاہ زر"

وہ اسکا ہلکی ہلکی شیو والا رخسار سہلا کر کہہ رہی تھی۔

"ایک عمر بے یقینی میں گزار دی ہے۔۔۔اب یقین نہیں آتا"

"مجھ پر پیار آتا ہے؟"

شاہ زر نے اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو کانوں کے پیچھے کیا پھر اسکا ہاتھ کانوں میں جھولتے جھمکے پر آ ٹکا۔

"بہت"

اس ایک لفظ میں دنیا جہان کی محبت سمٹ آئی تھی۔

حیا نے اپنے بازو اس کی گردن کے گرد حائل کیے

" مجھ پر پیار آتا ہے کافی ہے، یقین آئے نہ آئے کیا فرق پڑتا ہے، بس مجھے چاہیں"

"حیا میں نے تمہیں اتنا چاہا ہے کہ اب کسی اور چیز کی چاہ باقی نہیں رہی"

وہ اس کی طرف جھکا ہی تھا کہ حیا جھٹکے سے الگ ہوئی

"سیدھی طرح آفس جائیں"

شاہ زر نے اسکی کلائی تھام لی

"من نہیں ہورہا"

"اچھا نہ۔۔۔۔ عصر تو آپ ہی پڑھائیں گے۔۔۔کچھ ہی گھنٹوں کی تو بات ہے۔"

"ایک رات میں یہ حال ہے میرا آگے نہ جانے کیا ہو گا"

وہ صرف سوچ سکا۔

----------

اچانک سے گاڑی رکنے پر اس نے اپنی بھوری آنکھوں سے اسٹیئرنگ وہیل کو گھورا اور ہمیشہ کی طرح فون نکال کر کال ملائی علیک سلیک کا تکلف کیے بغیر شروع ہو گیا

" ابھی کہ ابھی مرسیڈیز کے شوروم والوں سے رابطہ کرو کل ہی سروس سے آئی ہے اور آج بیچ سڑک میں رک گئی دوسری گاڑی شاہ زر کے آفس بھیجو"

اور مقابل کی بات سنے بغیر فون رکھ دیا

دروازہ کھول کر باہر نکلا کوٹ کے بٹن بند کیے۔

شاہ زر کا آفس پانچ منٹ کی دوری پر تھا جب وہ آفس میں داخل ہوا اسے احساس ہوا آفس تقریبا خالی تھا ایک واحد پرسنل سیکرٹری سامان سمیٹ رہی تھی

"گڈ آفٹر نون سر "

شانزل کو دیکھ کر وہ مؤدب سی مخاطب ہوئی

"شاہ زر؟"

" سر اندر ہی ہیں"

" سارا اسٹاف کہاں ہے ؟"

"سر سارا اسٹاف بھی دی حوریہ کے اناگریشن میں انوائیٹڈ ہے۔میں بھی بس نکل ہی رہی ہو"

" اوکے"

کسی کے بغیر دستک کے داخل ہونے پر شاہ زر نے چونک کر سر اٹھایا اور چونکنے کے بعد مسکرایا۔

"تم ابھی تک یہیں ہو؟"

شانزل کرسی پر بے تکلیف سے بیٹھ گیا

"بس یہ ٹینڈر کوٹیشن فائنل کر دوں پھر نکلنا ہے تم نے میری آفس کو رونق کیسے بخش دی؟"

وہ اپنے ازلی بے نیازی کے ساتھ فائل پر جھکا پوچھ رہا تھا

" بس یہی پوچھنے آیا تھا کل جو تم شعر کے رٹّے لگا رہے تھے بروقت صحیح پڑھے تھے یا نالائق شاگرد کی طرح بیڑہ غرق کردیا تھا"

بھوری آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھی

شاہ زر نے فائل سے سر اٹھا کر اسے ایک لمحے کو دیکھا۔یہ وہی شانزل ابراہیم تھا جو اپنی سنجیدگی اور غصے کے لیے پورے بزنس سرکل میں مشہور تھا۔اگر کوئی اسے یہاں بیٹھے اپنے سالے کی ٹانگ کھینچتے دیکھ لے تو بے ہوش ہی ہو جائے۔

"چار شعر کیا لکھ کر دے دیے تم تو پھیلے ہی جا رہے ہو "

"چار تو نہیں تھے چار سے زیادہ تھے تم جیسے خشک بندے کو کیا پتا اس ذوق کا"

میں خشک ہی بھلا۔۔باز آیا میں اس ذوق سے"

اس نے ہول کر کہا جو حالت اس کی ہوئی تھی شعر یاد کرنے میں وہ صرف وہی جانتا تھا

"میں شہزاد گردیزی سے پارٹنر شپ ختم کر رہا ہوں"

"کیوں؟"

شاہ زر نے بے اختیار پوچھا تھا پھر ذہن میں ایک دھماکا ہوا اور اگلے لمحے جو لفظ شاہ زر نے کہا تھا وہ تھا

"جورو کا غلام"

وہ شانزل ابراہیم تھا جو اس نے جواب دیا وہ تھا

"زن مرید "

پھر دونوں ہی قہقہے لگا کر ہنس پڑے

"کتنا وقت لگے گا تمہیں؟"

" تقریبا آدھا گھنٹہ "

"اوہ یار تم یہ کرو مجھے گاڑی کی چابی دو اپنی، میری خراب ہوگئی ہے رفیق جب گاڑی لے کر آئے گا اس میں آ جانا مجھے دی حوریہ میں کچھ انتظامات دیکھنے ہیں"

وہ چابی لے کر نکلنے ہی لگا تھا کہ خیال آیا

" تمہارے سارے گارڈز کہاں ہیں "

وہ آفس کے پیچھے حادثہ ہو گیا ہے بس اور ٹرک کے درمیان تو مدد کے لیے سارے گارڈز کو بھیج دیا"

" کسی کو تو یہاں رکھنا چاہیے تھا"

اس کی بات کا شاہ زر مسکرایا

" قسم سے اس وقت تم پتھیٹک محبوبہ کی طرح ساؤنڈ کر رہے ہو"

شاہ زر کی بات پر بے ساختہ شانزل نے لاحول پڑھا تھا وہ دروازے پر تھا تب اس نے شاہ زر کی آواز سنی

"گاڑی سنبھال کر چلانا"

اور شانزل ابراہیم کو تو موقع مل گیا اس نے کہا

"Ohh shahzar you are sounding like pathetic mehbooba"

\-------------

وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکلا اس نے کار کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ موبائل رنگ کرنے لگا۔

کھڑے کھڑے ہی کال رسیو کی

"ہیلو"

" حیات سکندر بات کر رہا ہوں دیکھو کال ڈسکنکٹ مت کرنا۔۔"

بے اختیار شانزل کی روشن پیشانی پر بل پڑے

\------------

حورعین جب تیار ہو کر باہر نکلی تو حیا نے ہمیشہ کی طرح اس کے گال چوم لیے

" نہ کرو حیا "

حور حسبِ عادت چڑ گئی

"پھپّو"

تبھی ہانیہ کی گود میں موجود عانیہ نے حیا کو آواز لگائی اور بانہیں پھیلا دی

حیا نے ساڑھی سنبھالتے ہوئے جیسے ہی اسے اٹھایا اس نے اپنے رخسار آگے کر دیے تاکہ حیا اسے بھی چوم لے

افففف ایک عانیہ اور ایک اس کی پھپّو

اس نے مسکرا کر اس کے پھولے پھولے گال چوم

"خالہ خالو لو چلے گئے "

"ہاں وہ تو آدھا گھنٹہ پہلے ہی چلے گئے"

تبھی فضا میں ٹھا کر کے فائرنگ ہوئی تینوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا

عانیہ لرز کر حیا سے چمٹ گئی پھر دوبارہ فائرنگ ہوئی اور پھر جیسے باہر گولیوں کی بارش ہو رہی تھی پوری تڑتڑاہٹ کے ساتھ

حورعین نے کھڑکی سے دیکھا اور پلٹ کر کہا

" پتا نہیں یہ کون لوگ ہیں گارڈز مقابلہ کر رہے ہیں"

تب تک حیا شاہ زر کو کال ملا چکی تھی جو لگ ہی نہیں رہا تھا

حورین جلدی جلدی کھڑکیاں بند کر رہی تھی حیا نے کھینچ کر عانیہ کو خود سے الگ کیا

"ہانیہ تم عانیہ کو لے کر پیچھے کے راستے سے باہر نکلو حور تم بھی چادر سے خود کو ڈھانپو۔۔۔"

وہ کہہ رہی تھی کہ ہانیہ بول اٹھی

"آپی ہم یہاں آپ کو چھوڑ جانے کے لئے نہیں آئے ہیں"

" یہ بحث وقت کا نہیں ہے"

" ہاں یہ بحث نہیں مقابلہ کا وقت ہے آج تک جو تم کرتی آئی ہو وہ میں تمہیں نہیں کرنے دوں گی آج ہم مل کر مقابلہ کریں گے"

ان لوگوں کو اس وقت سمجھانا فضول تھا اسی لئے حیا خاموش ہوگئی اور تب ہی اگلے لمحے ایک دھماکا ہوا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے فردوس بریں کا گیٹ توڑ دیا ہے

وہ ساری حرکت میں آئیں تھی۔

حیا اور ہانیہ نے پورا زور لگا کر سنگ مرمر کا بھاری دروازہ بند کیا باہر گارڈز ان سے نبرد آزما تھے

جب تک حورعین نے پولیس اسٹیشن فون لگایا اور مدد مانگی اور اشعر جو کہ دی حوریہ میں تھا اسے بھی خبر کر دی

"فریدہ سارے ملازموں کے ساتھ پیچھے کے دروازے سے نکل جاؤ دھیان سے"

"باجی آپ۔۔۔۔"

"باجی کی بچی چپ چاپ نکل جاؤ یہ لوگ ہمارے لے آئے ہیں یقینا پیچھے بھی ہونگے اگر ہم ساتھ ہوئے تو تم بھی نہیں بچو گی اسی لیے بغیر بحث کیے احتیاط سے جاؤ"

" باجی مگر۔۔۔۔"

" فریدہ تمہارا بہت بڑا احسان پہلے ہی ہے مجھ پر میں اپنے محسن کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی"

" جی باجی" کہتے ہی وہ نوکرون کے ساتھ پیچھے نکلیں

حور کمرے سے جیسے ہی گن اور گولیاں لے کر نکلی تو دیکھا ہانیہ اور حیا صوفے اور ٹیبل دروازے سے لگا رہی تھی

"ہمارے پاس گولیاں تو ہے مگر۔۔۔۔"

وہ کچھ نا امید ہوئی تھی

"کچھ نہیں ہو گا حور دیکھنا ہم ان کی بینڈ کس طرح بجاتے ہیں"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ زر نے جیسے ہی رفیق کی دی ہوئی گاڑی اپنی آفس کی حدود سے نکالی اس کا موبائل پر بج اٹھا۔ سامنے پریشان سے اشعر نے جو خبر سنائی

اسنے لمحے بھر کو شاہ زر کو لرزا دیا

"تم فکر نہیں کرو میں ابھی کمشنر کو فون کرتا ہوں اگلے پانچ منٹ میں پولیس وہاں ہو گی میں کتنی بھی کوشش کرلوں، بیس سے پہلے نہیں پہنچ پاؤں گا، تم جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرو وہ سب اکیلی ہیں۔۔۔یا رب"

" آپ فکر نہ کریں بھائی انشاءاللہ کچھ بھی نہیں ہو گا انشاءاللہ "

فون رکھتے ہی شاہ زر نے اسپیڈ بڑھائی اور کمشنر کو کال لگائی

-----------

فریدہ کو واپس آتے دیکھ حیا جھنجھلا گئی تم واپس کیوں آئی

"باجی وہ لوگ پیچھے بھی ہے, میں نے نوکروں کو نیچے تہہ خانے میں چھپا دیا ہے"

"یا رب رحم"

حورین کے لبوں سے بے ساختہ نکلا

"تم بھی نیچے رہ جاتی"

"باجی عبدااللہ بھی تو باہر ڈیوٹی دے رہا تھا۔"

فریدہ کی آنکھیں برسنے لگی

وہاں کھڑا ہر فرد پریشان تھا حیا نے ایک گہری سانس لی

میں حیا ہوں میں پریشان کیسے ہو سکتی ہوں"

دروازہ توڑنے کے لیے کسی بھری چیز سے ضرب لگائی جا رہی تھی اگر دروازہ سنگ مر مر کا نہیں ہوتا تو اب تک ٹوٹ چکا ہوتا

کھڑکیاں بھی چونکہ سنگ مر مر کے تھی اسی لیے وہ لوگ گھر میں داخل نہیں ہو پا رہے تھے۔

اگلے ہی لمحے فون بجا

"شاہ زر کا فون ہے"

"شاہ زر۔۔۔"

"حیا۔۔۔۔تم لوگ ٹھیک ہو؟"

بے قراری سی بے قراری تھی

"ہاں۔۔۔۔"

"گھر میں سب سے محفوظ کمرے میں جاؤ اور بہت احتیاط سے بس کسی طرح کچھ دیر بس۔۔۔پولیس ٹیم آ رہی ہے۔۔موبائل آن رکھنا"

تبھی اوپر چھت سے آوازیں آنے لگی۔

"وہ لوگ چھت سے نیچے آئینگے....."

ہانیہ نے دہل کر کہا

یقیناً شاہ زر نے بھی سن لیا ہو گا

"ہانیہ تم فریدہ کے ساتھ نیچے بیسمینٹ میں جاؤ حور تم میرے ساتھ چلو "

ہانیہ عانیہ کو لیے کر دوڑتے ہوئے فریدہ کے ساتھ نیچے گئی

حیا نے پاس ہی رکھی بیٹ اٹھائی جس سے وہ لوگ دوپہر میں کھیل رہے تھے

حورین کا سرد پڑتا ہاتھ تھاما

"چلو حور"

وہ حور کو گھسیٹتی ہوئی اندر کی طرف لے گئی

ایک کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا

"اپنی چپل اُتار دو حور اُنہیں آہٹ محسوس نا ہو"

جب حیا کی نظر حورین کی نم آنکھوں پر پڑی تو اس کے دل کو کچھ ہوا

"میں اب اپنا بچہ نہیں کھونا چاہتی حیا"

پلکوں پر اٹکا آنسو باہر آ نکلا

"شش۔۔۔اب کی بار ہم میں سے کوئی کچھ نہیں کھوئے گا"

حیا نے حور کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

شاہ زر نے ساختہ آمین کہا۔

قدموں کی چاپ پر اسے لیے حیا ایک طرف ہو گئی

انگلی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

جب بہت زیادہ ضرورت ہو تبھی گولی چلانا ورنہ سارے یہیں آ جائیں گے۔"

حیا کی آواز سرگوشی سے بھی دھیمی تھی حورین نے سمجھ کے سے ہلایا۔

حیا نے بیٹ اٹھا کر پوزیشن کی

حورین نے ہاتھ میں پکڑی گن پر گرفت مضبوط کی

وہ دونوں سانس روکے کھڑی تھی تبھی ایک آدمی دروازہ کھول کر داخل ہوا

وہ لوگ دروازے کے پیچھے تھیں اسی لیے وہ اُنہیں دیکھ نہیں پا رہا تھا

اس نے پہلا قدم بہت محتاط انداز میں رکھا

حیا کے ہونٹ بے آواز ہلے

"ون"

اس نے دوسرا قدم رکھا اور نظریں گھمائی

حیا کے ہونٹ بے آواز ہلے

"ٹو"

تیسرا قدم رکھا اور تعجب سے خالی کمرے کو دیکھا

اور تبھی "تھری" کہنے کے ساتھ حیا نے پورا بیٹ گھما کر اس آدمی کے سے پر سے مارا۔

اسکے سر سے خون لکیروں کی صورت میں بہہ کر چہرہ بھگونے لگا اور اگلے ہی لمحے وہ بے جان سا زمین پر پڑا تھا۔

"یس۔۔۔۔ہیٹرک پوری ہو گئی سے پھوڑنے کی"

اب حیا تو حیا ہے۔

"منہوس دروازے پر ہی گرا ہے خون بہہ کر دروازے سے نکل رہا ہے ہمیں یہ کمرہ چھوڑنا ہو گا حور"

حیا نے سن سی کھڑی حور کو جھنجھوڑا جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے بہتے خون کو دیکھ رہی تھی۔

چھن سے گیارہ سال پہلے کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

حیا نے ایک مرتبہ پھر اسکا سرد پڑتا ہاتھ تھاما اور گھسیٹتی ہوئی باہر لے آئی

وہ لوگ باہر نکلے ہی تھے کہ اوپر سے ایک آدمی اُتر رہا تھا

حورین کو تو خون دیکھ کر چکر آنے لگے تھے

حیا نے اسے ٹیبل کے نیچے چھپا دیا حیا کو اندازہ ہو گیا کہ حور مزید چل نہیں پائے گی۔

فردوس بریں کی سیڑھیاں گول تھی حیا سیڑھیوں کے پچھلی طرف انتہائی چوکنی کھڑی تھی سارا دھیان چاپ پر تھا

اس آدمی کی کھلی بے جان آنکھیں فرش پر پھیلتا خون حور کو بار بار گیارہ سال پہلے کا منظر یاد دلا رہا تھا جسے دیکھنے کی تاب آج بھی حورین میں نہیں تھی وہ اٹھ کھڑی ہوئی

تبھی وہ آدمی نیچے اُتر آیا حیا نے لمحے کی دیر کیے بغیر بیٹ گھما کر دے مارا

اس مرتبہ بیٹ ناک پر پڑی تھی جس سے وہ آدمی چینخ اٹھا

منحوس چیخنے کی کیا ضرورت تھی کہہ کر حیا نے دو تین جھٹکے اور لگائے جس وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا

حیا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا مگر دل دھک سے رہ گیا اسے یاد ہی نہیں آیا کے لاک کیسے کھولنا ہے۔

ایک آدمی چینخ سن کر شاید اس طرف آیا تھا

جیسے ہی اس آدمی نے حور پر نشانہ باندھا حیا چینخ کر اسکی طرف دوڑی

"حور۔۔۔۔"اس نے چار قدم کا فاصلہ طے کیا

دوسری طرف شاہ زر نے گولی چلنے کی آواز سنی تھی اور پھر دونوں کی دہلا دینے والی چیخ

اگلے ہی لمحے کال ڈسیکنیکٹ ہو گئی

فون کال کے ساتھ شاہ زر کا دل بھی بند ہونے لگا۔

"ہیلو۔۔۔۔صنم۔۔۔حیا۔۔۔۔"

"یا رب اب نہیں"

کیا فریاد تھی۔۔۔

وہ بے چینی سے ڈرائیو کرتے ہوئے اگلے آٹھ منٹ میں فردوس بریں میں تھا

دھڑکتے دل کے ساتھ اسنے زمین پر گرے آہنی گیٹ کو دیکھا اور اندر کی طرف قدم بڑھانے لگا

اشعر اس کے پاس دوڑتے ہوئے آیا تھا کچھ کہہ رہا تھا مگر شاہ زر کے کان کچھ سن نہیں رہے تھے کوئی اہلکار کچھ پوچھ رہا تھا مگر شاہ زر کے کان سماعتوں سے محروم ہو گئے تھے ہر چیز پر کچھ کھو دینے کا خوف حاوی تھا

وہ سب کو خالی خالی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا

راستے میں کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا تھا۔

وہاں اتنی چینخ و پکار تھی اہلکاروں کی باتیں کسی کا رونا پولیس کی سائرن ، ایمبولینس کا چنگاڑھتا سائرن مگر شاہ زر کو کچھ سنائی نہیں سے رہا تھا

اندر سب سے پہلی نظر اسکی حورین پر پڑی جو سر ہاتھوں پر گرائے بیٹھی تھی

"الحمدللہ۔۔۔۔"

شاہ زر نے بے اختیار شکر ادا کیا تھا۔

کسی نے اسکا کندھا ہلا کر شاہ زر کی موجودگی کی اطلاع دی تھی۔

حورین نے جھٹکے سے سے اٹھا کر دیکھا اور بے اختیار ہو کر اسکی طرف دوڑی تھی اور شاہ زر کو کسی نے گیارہ سال پیچھے دھکیل دیا تھا

وہ بالکل اس منحوس رات کی طرح دوڑتی آ رہی تھی اسی رات کی طرح اسکے چہرے ہاتھوں اور کپڑوں پر خون لگا تھا

اور وہ اسی طرح آ کر سینے سے چمٹ گئی کپکپاتے ہوئے بلک بلک کر رو رہی تھی

وہ اسی رات کی طرح دنیا لٹ جانے کی خبر سنانے والی تھی؟؟؟؟

شاہ زر کو اپنے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہوتی محسوس ہوئی

میں آج بھی خالی ہاتھ رہ جاؤنگا؟؟؟؟...... اسنے اپنے سینے سے لگے بلکتے وجود کو دیکھا۔۔۔آہ۔۔۔صبر تو آج بھی لازم ہے۔

شاہ زر نے بے جان ہوتے ہاتھوں کو حورین کے گرد باندھ کر اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

حورین کے ساتھ شاہ زر کا ضبط بھی ٹوٹ رہا تھا۔

دور فضا میں عصر کی آذان گونج رہی تھی

شاہ زر نے سختی سے آنکھیں بھینچی

"ابھی آپ جائیں عصر کی نماز تو ساتھ ہی پڑھینگے ہم"

شاہ زر نے بے قرار ہو کر آنکھیں کھولیں تو نگاہیں سیدھا اس سے ٹکرائی۔۔۔۔

وہ بیٹ کاندھے پر رکھے یوں مسکراتے ہوئے شاہانہ انداز میں انکی طرف آ رہی تھی جیسے سلطنت فتح کر کے آ رہی ہو۔

"آہ۔۔۔یعنی آج شاہ زر کی دنیا نہیں لٹی تھی"

شاہ زر اسے دیکھ کر ساکن ہو گیا تھا۔

حیا حورین کو یوں روتے دیکھ کر ٹھٹھکی تھی اور ساڑھی سنبھالتے ہوئے تیز تیز قدموں سے انکی طرف آئی۔

آتے ہی شاہ زر کو غور کر دیکھا اور بیت پھینک کر "اپنی حور" کی طرف متوجہ ہوئی بد قسمتی سے وہ بیٹ اشعر کے پیر پر گرا تھا

"حور اب تو سب ٹھیک ہے۔۔۔"

پھر حیا نے ایک پیر ہوا میں اٹھائے اُوئی اُوئی کرتے اچھلتے اشعر کو دیکھ کر غرائی

"یہ بھنگڑا ڈالنے کا وقت ہے؟"

"میں بھنگڑا نہیں ڈال رہا"

اشعر اور زور سے چینخ اٹھا۔

"ہاں۔۔۔بندروں کو بھنگڑا ڈالنا کہاں آتا ہے؟"

حیا کو تو بڑا افسوس تھا

اشعر نے اسے گھور کر دیکھا مگر وہ حیا تھی اسے کونسا فرق پڑنا تھا۔

وہ بڑے مزے سے شاہ زر کی جانب متوجہ ہوئی

"آپ کو پتہ ہے آج تو میں نے سر پھوڑنے کی ہیٹرک پوری کر لی بلکہ اب تو میں نے ریکارڈ بنا لیا ہے۔۔۔اپنی زندگی میں میں نے پورے چار سر پھوڑے ہیں آہ آپ نے دیکھنا تھا کیا زبردست پھٹکے مارے ہیں میں نے کہ کوئی اٹھا نہیں بلکہ دنیا سے ہی اٹھ گئے۔۔۔میرا تو کوئی جواب نہیں۔۔۔آخر میں تو ایک آدمی نے حور پر بندوق تان دی تھی پھر کیا تھا میں حور کو دھکا دیا لیکن میں بھی ساتھ گری اللہ اس نے گولی بھی چلا دی تھی پھر نا حور نے ایک ساتھ تین تین گولیاں چلائی ڈھیشکیاؤں ڈھیشکیاؤں ڈھیشکیاؤں۔۔۔۔کیا سین تھا اف۔۔۔مزہ آگیا کاش آپ وہاں ہوتے۔۔۔"

وہ ایک بار شروع ہوئی تو بند ہونا بھول گئی۔وہ ویسے ہی بولی تھی جیسے اسے عادت تھی بغیر فل اسٹاپ اور قومہ کے۔۔۔۔

اس نے بات بچوں کے سے اشتیاق سے شروع کی تھی وہ ایسے ساؤنڈ ایفکٹ اور ہاتھوں کے اشارے سے بندوق بنا کر واقعہ سنا رہی تھی جیسے کوئی ایکشن مووی دیکھ کے آ رہی ہو۔

نہ اسے حورین کے گھورنے سے فرق پڑتا تھا نہ اشعر کی پھٹی پھٹی آنکھوں سے۔۔۔

وہ حیا ہی کیا بات ختم کرنے سے پہلے ادھر اُدھر دیکھ لے۔

اور شاہ زر؟؟؟ اسکی سماعتوں میں تو حیا کی آواز رس گھول رہی تھی۔

"یا رب"

شاہ زر کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔اسنے آنکھیں جھپک کر نمی کو اندر دھکیلا۔

تاریخ نے خود کو نہیں دہرایا تھا۔۔۔۔

"حیا کی بچی تم کیا کوئی ایکشن مووی دیکھ کر آ رہی ہو جو اتنے مزے سے قصے سنا رہی ہو؟'

"اشعر کے بچے یہ بیٹ دیکھ رہے ہو نہ چار لوگوں کا سر پھوڑ چکی ہوں پانچویں تم بھی ہو سکتے ہو"

"چلو جی اب ہماری تاریخ میں بس یہی لکھنا باقی رہ گیا ہے...."

"چپ کرو تم دونوں۔۔۔"

حورین نے دونوں کو گھرکا۔

"اور تم سیریس نہیں ہو سکتی"

حیا کو زبردست سا لتاڑا تھا

مگر سامنے بھی حیا تھی

"ڈارلنگ میں حیا ہوں تم مجھے کبھی سیریس نہیں دیکھو گی"

حورین نے تاسف سے سے ہلایا۔

شاہ زر نے اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر ٹھنڈا کیا اور وہ شانت بھی ہو گئی۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے صنم۔۔۔باہر سیکیورٹی بڑھا دی گئی ہے تم آرام کرو جاؤ شاباش"

شاہ۔۔۔وہ۔۔۔شان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا ہے۔۔۔۔"

وہ کچھ فکرمند تھی

پریشانی میں شاہ زر کو خیال نہیں آیا کے شانزل سے رابطہ ہی نہیں کیا۔

"تم آرام کرو میں دیکھتا ہوں۔۔۔اسکی کار خراب ہو گئی تھی۔۔۔"

"اوہ۔۔"

حور کچھ مطمئن سی ہوتی اپنے کمرے میں چلی گئی اور اشعر ہانیہ کے پاس۔۔

شاہ زر نے حیا کا ہاتھ تھاما۔

کچھ لمس روح کا سکوں ہوتے ہیں۔۔۔حیا کا لمس بھی شاہ زر کی روح کا سکون تھا۔

کیوں نہ ہوتا آخر حیا، شاہ زر جہانزیب کی جینے کی وجہ تھی۔

یوں بے خود سا خود کو تکتے پا کر حیا نے آنکھیں سکیڑ کر شاہ زر کو دیکھا۔

"نظر لگائیں گے کیا؟"

آہ کیا ادا تھی۔۔

شاہ زر ہنس پڑا وہ حیا تھی ہمیشہ سے غیر متوقع۔

شاہ زر نے پوری عقیدت سے مہندی سے سجے اسکے ہاتھ کی پُشت کو چوما۔

کیا مہندی کسی کے ہاتھوں میں اتنی بھی خوبصورت لگ سکتی ہے؟

حیا نے جھینپ کر ہاتھ کھینچا۔

"آپ بھی نہ۔۔۔"

"آپی جلدی آئیں" ہانیہ کچھ بوکھلائے انداز میں آئی تھی مگر شاہ زر کو دیکھ کر چپ ہو گئی

اور تبھی شاہ زر کا فون رنگ کرنے لگا۔

وہ کال رسیو کر کے مڑ گیا۔اور حیا ہانیہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

وہ چلتے ہوئے باہر آیا رفیق کی کال تھی

"سر وہ۔۔۔شانزل سر سے کونٹیکٹ نہیں ہو پا رہا۔۔۔اسی لیے آپ کو کال کی ہے۔۔۔سر۔۔"

"رفیق کچھ بولو بھی۔۔۔"

شاہ زر کو وہ انتہائی پریشان لگا۔

"سر ابھی مجھے کال آئی ہے کہ شانزل انڈسٹریز کی پارکنگ میں بومب لگایا گیا ہے۔۔۔۔"

اور شاہ زر کو اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔

"مجھ سے کہا گیا کہ آپکو کال کر کہ بتا دوں آپ سمجھ جائیں گے کہ یہ کون کر سکتا ہے"

وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"پورا آفس خالی کرواؤ۔۔۔بومب اسکواڈ کو کال کرو۔۔۔میں ہائیر اتھارٹیز سے بات کرتا ہوں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں جب تک سارا آفس خالی ہونا چاہیئے"

--------------

حیا آپی ابھی میری رادیہ آپی سے بات ہوئی ہے۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔"

ہانیہ اگر ہکلانہ ہو گیا ہو تو بات بھی بتا دو"

"آپی رادیہ کہہ رہی تھی کہ نائلہ آنٹی آج پریس میں شاہ زر بھائی کے خلاف بیان دینے والی ہیں attempt to murder کا کیس درج کروائیں گی"

وہ کچھ پریشان سی تھی۔

حیا نے دانت پیسے۔۔۔۔

"اس عورت۔۔۔۔"

حیا نے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

"تمہاری چادر دو۔۔۔۔"

"م۔۔مگر باہر پولیس والوں کو تو انسٹکرکشنس دی گئی ہے کہ کوئی نہ اندر آئے نا باہر جائے"

" تم چادر دو "

چادر لینے کے بعد حیا نے کہا

"میری اچھی والی ہانیہ پیچھے سب سنبھال لینا "

کہہ کر رکی نہیں باہر نکل گئی۔

ہانیہ ارے ارے کرتی رہ گئی۔

وہ باہر نکل کر پیچھے کے راستے کی طرف آئی

فردوس بریں کے پیچھے بائیں طرف ایک سات فٹ اونچی دیوار تھی اس پر سا ڑھی میں چڑھنا نا ممکن تھا۔

آس پاس صرف گملے ہی تھے۔

"ان گملوں کے سہارے اوپر نہیں چڑھ سکتی"

آواز پر حیا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اشعر اسے تیکھے چتونوں سے گھور رہا تھا۔

"ہانیہ کی بچی تمہیں تو بعد میں دیکھوں گی۔۔۔"

وہ زیرِ لب بڑبڑائی

"اگر اتنا ہی خیال ہے تو آ کر مدد کرو"

"رکھ کر تھپڑ لگاؤں گا۔۔۔ تمیز سے اندر چلو"

"تم اپنی تمیز کے ساتھ اندر چلے جاؤ"

کہہ کر وہ پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔

"حیا کی بچی۔۔۔"

"اشعر کے بچے اب اگر تم نے ایک لفظ کہا تو میں ہانیہ کو بتا دوں گی تمہارے ترنّم کے ساتھ والے افیئر کا"

اشعر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"جھوٹی۔۔۔میں کسی ترنّم کو نہیں جانتا"

"تو میں نے کب کہا کہ جانتے تو میں تو بس ہانیہ سے کہوں گی کہ تمہارے شوہر کا افیئر ترنم سے چل رہا تھا۔۔۔آگے تم چاہو تو ہانیہ کو یقین دلا سکتے ہو کہ تم ترنّم کو نہیں جانتے"

وہ بڑے آرام سے اشعر کو دھمکا رہی تھی۔

"خدا کی قسم اگر وہ بیٹ میرے پاس ہوتا تو اب تک میں تمہارا سر پھاڑ چکا ہوتا۔۔۔شرم نہیں آتی تمہیں بہتان لگاتے ہوئے"

"او ابلا ناری رونا بند کر کے میری مدد کرو ورنہ ابھی ہانیہ کو بلاتی ہوں"

"اللہ پوچھے تمہیں'

پیر پٹخ کر اسکے پاس آیا اور کہا

"کیا کرنا ہے'

گھوڑا بن جاؤ"

موٹی کہیں کی۔۔۔کیوں ہانیہ کو بیوہ کرنا چاہتی ہو"

"اتنے تم نازک کلی۔۔۔ڈھیٹ ہڈی ہو کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔۔۔چلو شاباش ورنہ ابھی ترنم کے چٹ پٹے قصے سنا دوں گی ہانیہ کو"

"میں دنیا پہلا شخص ہوں گا جو اپنے نا چلائے جانے والے افےیر سے بلیک میل ہو رہا ہوں"

وہ خود کو کوستا اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل جھک چکا تھا۔

حیا سینڈل اتار کر ہنسی دباتی ہوئی اسکی پیٹھ پر پیر رکھ چڑھی۔

"ااااہہہ موٹی کس چکی کا آٹا کھاتی"

"اگر اب تم نے اوور ایکٹنگ کی نہ تو اسی چکی میں تمہیں پیس دوں گی"

اور اشعر نے حقیقتاً اوور ایکٹنگ بند کر دی۔

"اب آہستہ آہستہ اٹھو"

حیا نے احتیاط سے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھ کر اگلا حکم دیا۔

اشعر بے چارہ حکم کی تعمیل کرنے لگا۔

آخر حیا دیوار پر چڑھ ہی گئی۔

"لاؤ سینڈل پکڑاؤ"

اشعر نے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے سینڈل پکڑائی۔

"چلو شکل گم کرو"

وہ دیوار پر بیٹھے بڑی شان سے حکم دے رہی تھی۔

"چپ کر جاؤ" کہتے ہوئے وہ تھوڑے تردد کے بعد دیوار پر چڑھ گیا۔

"اگر تم سوچ رہی ہو کہ میں تمہیں اکیلے جانے دوں گا تو تم غلط ہو" کہہ کر وہ نیچے کی طرف کود گیا۔

" لاؤ ہاتھ دو۔۔۔چاہے تم ہانیہ کو میرے ترنم سے نہ ہونے والے نکاح کا بھی بتا دو۔۔۔۔۔پھر بھی تمہیں اکیلے جانے نہیں دوں گا۔"

حیا نے گھورتے ہوئے اسے ہاتھ دیا۔

-----------------------

شاہ زر جب شانزل انڈسٹریز پہنچا تو وہاں افرا تفری کا عالم تھا۔۔۔۔اور رپورٹرس کا جھنڈ اندر جانے کو بے تاب تھا۔

شاہ زر جب جھرمٹ کو چیرتا ہوا اندر پہنچا تو رفیق دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا

" میں نے سارا آفس خالی کروا دیا ہے۔سر بومب اسکواڈ پہنچ رہا ہے۔۔۔"

"یہ رپورٹرز یہاں کیا کر رہے ہیں"

" سر میں پریشان ہو گیا ہوں مگر ہٹ نہیں رہے۔۔۔"

تبھی بومب اسکواڈ کی گاڑی پہنچی مگر رپورٹرس انھیں آنے ہی نہیں دے رہے تھے۔

شاہ زر کا غصہ اپنی حدوں کو چھونے لگا۔

شاہ زر نے پینٹ سے گن نکالی اور ہوا میں فائیر کیا۔

ایک، دو، تین۔۔۔فائیر کے بعد وہاں موت کا سا سناٹہ تھا۔

"سب کے سب یہاں سے غائب ہو جاؤ دس سیکینڈ میں"

اور حقیقتاً دس سیکنڈ میں سب غائب ہو گئے تھے۔

بومب اسکواڈ اندر آیا۔سر آپ لوگ باہر رہیں۔

" whatever..."

شاہ زر نے سنی ان سنی کر دی

"رفیق تم باہر ہی رہو اور اپنے باس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو"

-------------------------

دوسری طرف حورعین فردوسِ بریں کے روشن کمرے میں بیٹھی تھی۔

نظروں کے سامنے وہی خون اور کانوں میں گولیوں کی آواز گونج رہی تھی

آج کا منظر اور گیارہ سال پہلے کی وہ بھیانک رات اس کے حواسوں پر سوار تھی۔

شانزل سے کانٹیکٹ نہیں ہو پا رہا تھا اگرچہ شاہ زر نے تسلی کروا دی تھی۔ مگر دل اس کے لیے بے چین تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ اتنا کچھ ہو گیا اور شانزل اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔

اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ غصے میں وہ ان سب کے پیچھے موجود لوگوں کو انکے انجام تک پہنچانے گیا ہو۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی کہ موبائل کی رنگ ٹون نے اسے اپنے جانب متوجہ کر لیا۔

شکر ادا کرتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی حالانکہ ان نون نمبر تھا لیکن ہو سکتا شانزل اس سے رابطہ نہ کر پا رہا ہو اسی لیے اس نمبر سے کال کر رہا ہو۔

اس نے مسکراتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔

سامنے چند سیکینڈ خاموشی رہی

ہیلو؟؟؟؟

اگلے لمحے حورعین نے جو آواز سنی اس کا خون خول اٹھا۔

جب تم چھوٹی تھی تو ایک پوئیٹری بڑے جوش سے سناتی تھی، آج میں تمہیں ایک پوئیٹری سناتا ہوں"

آواز میں نقاہت تھی مگر جو شیطانیت تھی اسے محسوس کر کے حورعین فورا پہچان گئی دوسری طرف عذیر حیات تھا

Hoorain hoorain"

Yes papa

Shanzil is missing

Yes papa

?Shanzil is fine

No papa

Shanzil is going to die

"Hahhahaa

اسکا قہقہہ سن کر ایک سرد لہر حورعین کے جسم میں سرائیت کر گئی۔

وہ نفسیاتی مریض لگ رہا تھا۔

"عذیر۔۔۔تم کیا کرنے والے ہو۔۔۔۔؟"

وہ چیخ اٹھی تھی

"کرنے والا ہوں نہیں کر چکا ہوں۔۔۔جس کار کو تمہارا شوہر ڈرائیو کر رہا ہے اسکے بریکس فیل ہے"

" جھوٹ بول رہے ہو تم"

"ویسے بریکس فیل تو تمہارے بھائی کے لیے کیے تھے مگر کوئی بات نہیں۔۔۔حساب دونوں سے ہی نکلتے ہیں"

"عذیر میں جان لے لوں گی تمہاری اگر شان کو کچھ ہوا تو۔۔۔"

آگے الفاظ ادا ہی نہ ہو سکے آنسوؤں میں سارے الفاظ ڈوب گئے۔

"چہ چہ چہ رو نہیں۔۔۔ نہیں تو مجھے تم پر ترس آجائے گا۔۔۔"

"منہ بد کرو اپنا کچھ نہیں ہو گا انھیں "

"کیسے بچاؤ گی "انھیں"

"میں ڈھونڈ لوں گی اور۔۔۔"

وہی تو کیسے ڈھونڈو گی؟۔۔۔جی پی ایس سے؟ یا کال کرو گی؟ لیکن یہ تو ممکن نہیں کیونکہ کار میں تو جیمر لگا ہے۔۔۔"

حورعین کا دل دھک سے رہ گیا

"تم کیوں کر رہے ہو ایسا۔۔ہماری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتے"

وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

"او ہو۔۔۔اب روؤ گی تو مجھے تم پر ترس آجائے گا نا"

وہ حورعین کی حالت کا مزہ لے رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے ایک احسان کر سکتا ہوں تم پر۔۔ تمہارا شوہر مین ہائیوے کی طرف جا رہ ہے تم اسکے پاس پہنچ جاؤ تو ٹھیک ورنہ ایک مفت مشورہ ہی کہ خود ہی جان دے دینا تمہیں مارتے ہوئے بڑا دکھ ہو گا۔"

"مین ہائیوے سن کر حورعین کے قدم میکانکی انداز میں دروازے کی طرف بڑھے۔

"تمہارا انجام بہت برا ہو گا۔۔۔ تمہیں اب بھی عقل نہیں آئی"

وہ دکھی دل سے کہہ رہی تھی۔

میرا چہرہ تیزاب سے جھلسا دیا تم لوگوں نے تمہیں کیا لگتا ہے تم لوگوں کو قبر میں پہنچائے بغیر بخش دوں گا؟؟؟؟ "

وہ کہہ ہی رہا تھا کہ حورعین نے کال ڈسکنیکٹ کر لی اسے اپنے مطلب کی بات پتہ لگ گئی تھی اب مزید کچھ کہنا سننا بے کار تھا۔

وہ تیزی سے باہر آئی مگر باہر سکیورٹی اسے جانے نہیں دے رہی تھی۔

اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا مگر سب بے سدھ آخر کار شانزل ابراہیم کی بیوی تھی کتنی دیر تک اپنا غصہ ضبط کر سکتی تھی۔

اس نے SI کے سر پر گن تان دی جو ہوا وہ الگ کہانی تھی مگر وہ آخر کار فردوس بریں سے نکل آئی اسکا رخ مین ہائیوے کی طرف تھا۔دل خوف میں لپٹا ہوا سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ذہن تیز ڈرائیو کرنے کی جد و جہد میں ، لب قرآنی آیات کا ورد کرنے میں اور آنکھیں اشک بہانے میں۔۔۔۔"

-------------------------

کچھ دیر پہلے------

وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکلا اس نے کار کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ موبائل رنگ کرنے لگا۔

کھڑے کھڑے ہی کال رسیو کی

"ہیلو"

" حیات سکندر بات کر رہا ہوں دیکھو کال ڈسکنکٹ مت کرنا۔۔"

بے اختیار شانزل کی روشن پیشانی پر بل پڑے

"میں نا شاہ زر جہانزیب ہوں نہ حورعین مجھ سے تحمل کی توقع نہ رکھنا۔۔اسی لیے سوچ سمجھ کر منہ کھولنا۔۔"

"دیکھو میرے پاس ان باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔۔۔میری بات دھیان سے سنو۔۔۔۔عذیر ہوش میں آنے کے بعد بہت بے قابو ہو گیا ہے۔۔اس نے شاہ زر کی گاڑی کے بریکس فیل کروائے ہیں"

شانزل نے تعجب اس گاڑی کو دیکھا جس کا دروازہ وہ کھولے کھڑا تھا۔

"اس نے شاہ زر کے آفس کچھ شوٹرز بھی بھیجیں ہے اگر وہ گاڑی میں نہیں بیٹھتا ہے تو وہ لوگ آفس میں شاہ زر پر حملہ کر دیں گے"

شانزل کا دماغ گھوم گیا۔

"عذیر نے انھیں اس کے بعد کچھ اور کام بھی سونپا ہے جو مجھے نہیں پتا۔۔۔میں شاہ زر کو کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر عذیر نے آفس اور گاڑی میں جیمرس لگائے ہیں۔۔۔۔تم سے بھی بہت مشکل بات ہو رہی ہے یہ سیٹلائیٹ کال ہے کبھی بھی ڈسکنیکٹ ہو سکتی ہے۔۔۔دیکھو تم شاہ زر کو مطلع کر دو کہ۔۔۔"

وہ کہہ ہی رہا تھا کہ کال ڈسکنیکٹ ہو گئی شانزل فون کان سے لگائے سن کھڑا تھا۔

فون کان سے ہٹا کر دیکھا سگنل نہیں آ رہے تھے۔

شانزل نے ایک نظر گارڈز سے خالی آفس کو دیکھا سائیڈ ویو مرر سے نظر آتے پارکنگ میں موجود پلر کے پیچھے چھپ کر کھڑے لوگوں کو۔۔۔کچھ گاڑیوں کے پیچھے تھے کچھ گاڑیوں میں یعنی وہ اچھی خاصی تعداد میں تھے۔

شانزل نے مضطرب انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرا اور گہری سانس لے کر کار میں بیٹھ گیا۔

"زندگی اور موت دینے والی تیری ہی ذات ہے میرے رب"

کہتے اس نے چابی گھوما کر کار اسٹارٹ کی اور تعوذ تسمیہ کے بعد ایکسیلیٹر پر پیر رکھ دیا۔

اسکا غصہ اپنی حدوں کو چھو رہا تھا۔

نہ فون میں نیٹ ورک تھا۔نہ ہی ہینڈ بریک کام کر رہا تھا آفس کی حدود سے نکلتے ہی اس نے ان آدمیوں کو بھی باہر نکلتے بیک وئیو مرر سے دیکھا تھا۔

بغیر بریک کے ڈرائیو کرتے ہوئے اسے بہت خطرناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔اگر وہ ماہر ڈرائیور نہ ہوتا تو اب تک کئی شدید قسم کے ایکسیڈینٹ ہو چکے ہوتے۔

لب مسلسل آیت الکرسی کا ورد کر رہے تھے۔

اس نے شہر کی حدود سے گاڑی باہر نکالنی چاہی۔

آنکھوں کے سامنے اپنا ہنستا مسکراتا گھر لہرا رہا تھا۔

ایک سال۔۔۔بس ایک سال؟ کیا یہ ساتھ اتنا ہی تھا؟؟؟

اچانک اسے محسوس ہوا کے اسٹیئرنگ بے قابو ہونا شروع ہو گئی ہے۔۔۔

"کوئی جملہ آس پاس گونجا تھا؟

"مجھے میں آپ کو کھونے کی ہمت نہیں تھی"

"آپ ہمیشہ مجھ سے ایسی ہی محبت کریں گے نا"

شانزل نے محسوس کیا ایک ٹرالر مسلسل گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے، نہیں۔۔۔وہ پیچھا نہیں کر رہا تھا موقع کی تلاش میں تھا کہ کب اس کی گاڑی کو اپنے نیچے کچل سکے۔

"میں اب بےبی کا بہت خیال رکھوں گی"

"میں بےبی کی ممی کا بہت خیال رکھوں گا"

"میں بےبی کے پاپا کا بھی بہت خیال رکھوں گی"

آہ۔۔۔میرا بچہ کیا ایک بار پھر میں اسکا لمس محسوس نہیں کر پاؤنگا۔

اسکا کیا ہو گا جو شانزل کے دم سے جیتی ہے۔"شانزل نے موبائیل نکالا

اور اپنی انگلیوں کو کی پیڈ پر چلانے لگا۔

"اسے خدا کے بعد تمہارے بھروسے چھوڑ کر جا رہا ہوں، میرے بعد اپنی بہن کا خیال رکھنا۔

اللہ حافظ "

بھاری دل کے ساتھ سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

سگنل اب بھی نہیں تھے

ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کوٹ اتارا

اس کا دھیان روڈ پر تھا۔وہ انتہا سے زیادہ محتاط تھا۔

اس نے موبائیل کوٹ کی جیب میں ڈالا اور کوٹ اچھے طریقے سے لپیٹا اور اگلے ہی لمحے کوٹ کو باہر پوری قوت سے اچھالا۔جو کہ سڑک کے کنارے جا گرا سگنل ملتے ہی میسیج سینڈ ہو گیا تھا۔

اب اسٹیئرنگ بے قابو ہو گئی تھی وہ کار قابو نہیں کر پا رہا تھا۔اسکی کار مین ہائیوے پر سفر کر رہی تھی۔

موت اور اس کے درمیان کا فاصلہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ کم ہوتا جا رہا تھا۔

کچھ دیر پہلے اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ حورعین کو آخری مرتبہ گلے لگا رہا ہے۔۔۔اسکی بیوی نے جو دھمکی دی تھی وہ قدرت پوری کرنے والی تھی۔وہ حقیقتاً اپنی اولاد کو دیکھنے کے لیے ترس رہا تھا۔۔۔مگر مہلت کہاں تھی؟ بے شک اپنی آنے والی اولاد کو وہ محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر جا رہا تھا

مگر کیا ایک بار بھی اسے محسوس نہیں کر پائے گا۔۔۔کیا وہ کبھی حورعین کی آنکھوں اب اپنا عکس نہیں دیکھ پائے گا؟

اس نے اور حورعین نے مل کر کتنے خواب سجائے تھے۔۔۔

آج ہی وہ اس سے ڈھیر سارے وعدے کر رہا تھا اور۔۔۔۔

کیا زندگی یونہی ختم ہو جاتی ہے؟۔۔اچانک۔۔۔۔

اسے خوف آیا تھا۔۔۔ہیبت آئی تھی۔۔۔۔موت سے نہیں۔۔۔اپنی بیوی کی حالت سوچ کر۔۔۔اس کا کیا ہو گا؟

دل میں ٹیس اٹھی تھی۔

کتنے ہی خواب ادھورے رہ جانے والے تھے، کتنی ہی خواہشات لا حاصل رہ جانے والی تھیں۔

"یا رب اگر یہی تیری رضا ہے تو میں راضی ہوں۔تو رحمان ہے میں تجھ سے رحم مانگتا ہوں، اپنے لیے نہیں، اپنی بیوی کے لیے۔جب میری موت کی خبر اس پر قہر بن کر برسے تو اسے صبر آ جائے"

وہ ٹرالر حملہ کرنے کے لیے بالکل قریب آگیا تھا۔

---------------------

ایک طرف حیا تھی جو جیسے ہی زمان ہاؤس پہنچی نائلہ زمان اس پر جھپٹ پڑی

-------------------------

دوسری طرف حورعین جو زار و قطار روتے ہوئے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔اپنے اندر پلتی ننھی سی جان کے مستقبل کا خوف۔۔۔کسی کی زندگی چھین جانے کا خوف۔۔۔۔ایک بار پھر سے لٹ جانے کا خوف۔۔۔اسکے چاروں طرف خوف ہی خوف منہ پھاڑے کھڑے تھے۔

زندگی میں پہلی بار اپنا صبر ختم ہوتا محسوس ہوا۔

-------------

تیسری طرف بومب اسکواڈ کے افیسر کو تاروں سے الجھتے دیکھ رہے شاہ زر نے جب شانزل سے موصول ہونے والا میسیج کھولا تو اسکی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑا۔

-------------

چوتھی طرف ایک دنیا کے مغرور شہزادے شانزل ابراہیم نے ٹرالر کو تیزی اپنی طرف بڑھتا دیکھ آنکھیں بند کر لی ۰اور کلمہ پڑھنا شروع کیا۔

لا الہ الا اللہ۔۔۔۔

تبھی ذہن کی تختی پر ایک پری پیکر چہرہ روشن ہوا۔وہی سبز آنکھیں جو شانزل کے دل پر راج کرتی تھیں۔

جن میں شانزل ابراہیم ڈوبے لگتا۔

آہ۔۔۔یہ موت سے پہلے کا وقت کتنا اذیت ناک ہوتا ہے۔۔۔

محمد رسول اللہ۔۔۔

اگلے لمحے اس نے ایک کانوں کو پھاڑ دینے والا ہارن سنا اور کوئی چیز دھماکے کے ساتھ گاڑی سے ٹکرائی تھی۔پھر اس نے اپنی دائیں طرف کے کانچ ٹوٹنے کی آواز سنی جو اس کے دائیں بازو گردن اور دائیں رخسار کو زخمی کر گئی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ گاڑی پلٹ گئی ہے یا نہیں۔۔۔اسٹیئرنگ وہیل سے نکلنے والے ایئر بیگ کی وجہ سے وہ آگے کا منظر دیکھنے سے قاصر تھا مگر۔۔اسے محسوس ہوا گاڑی سلائیڈ کرتی ہوئی ایک طرف جارہی ہے۔

جو چیز اسنے سنی وہ کئی سارے ہارن کا ایک ساتھ بجنے سے ہونے والا شور تھا اور دوسرا احساس درد کا تھا دائیں طرف گرم خون تھا جو اسکے کاندھے کو بھگو رہا تھا جو چیز مسلسل تھی وہ ایک چہرہ تھا جو ذہن کی تختی پر کبھی نہ مٹنے کے لیے ابھرا تھا۔

-------------

ایک طوفان تھا جو چاروں کی زندگی میں آیا تھا۔اب دیکھنا یہ ہے یہ طوفان اپنے ساتھ کیا کیا تباہ کرے گا؟

----------

اس نے سینے میں اٹکی سانس کھینچ کر لینے کی کوشش کی۔

اپنے دائیں پہلو میں اٹھتے دور کو برداشت کرتے ہوئے اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔

کچھ تعجب تو تھا اپنے بچ جانے پر۔

دائیں طرف سے نکلنا ممکن نہیں تھا وہ بائیں طرف آیا تو گاڑی کا وہ دروازہ پیڑ سے لگا ہوا تھا۔یعنی وہ یہاں سے بھی نہیں نکل سکتا تھا۔

لوگ کار کے گرد جمع ہونے لگے تھے شانزل پیچھے والے بائیں طرف کے دروازے سے باہر نکلا۔

اپنے مسٹرڈ یلو شرٹ کے دائیں بازو پر لگا خون دیکھا۔

اس کی سانسیں بہت تیز تھی اور دھڑکنیں بے ہنگم۔موت کو قریب سے دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔

کوئی پوچھ رہا تھا وہ ٹھیک ہے؟ کوئی اس سے اسپتال کے بارے میں کہہ رہا تھا۔

مگر وہ صرف ایک چیز محسوس کر تھا "زندگی"

وہ گھوم کر دوسری طرف آیا اس نے دیکھا کوئی ٹرالر نہیں ٹکرایا تھا کار سے۔

بلکہ دائیں طرف سے سیدھا ایک کار آ ٹکرائی تھی۔

اس نے کار کو دیکھا اسے لگا اب بس سب ختم۔

یہ کار حورعین کے زیرِ استعمال تھی۔

وہ بھاری قدموں سے کار کی طرف آیا۔

ابھی لمحہ بھر پہلے اس نے زندگی محسوس کی تھی اور ابھی۔۔۔۔

اس نے کار کی ٹوٹی کھڑکی سے اندر جھانکا

دونوں کار کے بونٹ سے دھواں نکل رہا تھا۔ان مرغولوں میں جو منظر اس نے دیکھا۔۔۔

تو کیا شانزل کی موت طے تھی؟ طبعی موت نہیں ہوئی مگر کیا وہ حورعین کے بغیر جی پائے گا؟

--------------------

کچھ دیر پہلے۔۔۔۔

حورعین کے لبوں پر بس دعائیں مچل رہی تھی۔

وہ مسلسل SI سے کانٹیکٹ میں تھی انھوں بتایا کہ شانزل جس گاڑی میں سفر کر رہا ہے مین ہائیوے سے دوسرے شہر میں داخل ہونے والی سڑک پر پہنچے گی۔

اور وہ لوگ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔

حورعین نے کار اس جگہ کھڑی کر دی جہاں سے وہ سڑک صاف نظر آ رہی تھی۔

اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو اسٹئیرنگ پر مضبوطی سے جمایا۔

تیسرے منٹ میں ہی شانزل کی کار نظر آئی وہ تیزی سے آ رہی تھی۔

"میں نے اپنی زندگی تم پر وقف کر دی ہے"

اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی

"اگر موت ہی ہمیں جدا کر سکتی ہے تو ٹھیک ہے۔۔۔موت کو ساتھ گلے لگاتے ہیں"

سوچتے ہوئے اس نے بریک پر سے پاؤں ہٹایا اور گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔اور سیدھا جا کر شانزل کی کار کی دائیں طرف والے دروازے سے ٹکرائی۔دونوں ہی گاڑیاں سلائیڈ کرتے ہوئے سڑک کے کنارے آ لگی۔

شانزل کی کار کے ایک طرف حورعین کی کار تھی دوسری طرف پیڑ جس وجہ دونوں گاڑیاں پھنس گئی تھی۔

ہر طرف شور اور دھواں تھا۔

-------------

حیا جیسے ہی زمان ہاؤس میں داخل ہوئی نائلہ زمان اس پر جھپٹ پڑی۔

"تم منحوس لڑکی تمہاری وجہ سے میرا بچہ۔۔۔۔جان لے لوں گی میں تمہاری"

وہ تیزی سے حیا کی طرف آئیں اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ حیا نے وہی ہاتھ کی کلائی پکڑ کر مروڑی اور کمر سے لگا دی۔

اور ایک جھٹکے سے نائلہ زمان کے بال پکڑے

"ان بوڑھی ہڈیوں میں جان نہیں ہے کہ مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ"

"تمہیں برباد کر دوں گی میں اسی طرح جس طرح تمہاری ماں۔۔۔"

"اپنی غلیظ زبان سے میری ماں کا نام مت لو۔۔۔"

حیا اور زور سے چینخی تھی اور مٹھی میں قید بالوں کو جھٹکا دیا۔

شور پر زمان عبیر باہر ائے تھے

"چھوڑو نائلہ کو۔۔۔کیا کر رہی ہو تم"

ان کی آواز پر حیا نے نائلہ کو نا چاہتے ہوئے بھی چھوڑا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی"

وہ قریب آئے ہی تھے کہ اشعر دونوں کے درمیان کھڑا ہو گیا کچھ بعید نہ تھا کہ وہ ایک عدد دھکا ہی مار دیتے

"میری بہن سے چھ فٹ کی دوری پر رہ کر بات کریں"

"اشعر درمیان سے ہٹو۔۔۔"

اس نے کہتے ہوئے اشعر کو سائیڈ پر کیا۔

"آپ دونوں کے درمیان نہیں ہوں مگر حیا کے ساتھ ہوں۔۔۔کچھ بھی کرنے سے پہلے سوچ لیجیئے گا"

"تم مجھے دھمکی دو گے۔۔۔یہ سب تمہاری وجہ سے ہے۔۔۔۔دیکھ لوں گا تمہیں بھی۔۔۔۔"

پہلا جملہ اشعر سے باقی کا حیا سے کہا۔

"جب دیکھنا چاہیے تھا تب تو ایک نظر نہ ڈالی۔۔۔۔"

اتنے سالوں میں پہلی بار نہ جانے کیسے حیا کی زبان سے شکوہ پھسلا تھا۔وہ اپنی اس حرکت پر تمسخرانہ ہنسی۔

"خیر شوق سے دیکھیئے گا۔۔۔حیا زمان لاوارث تھی۔۔۔حیا شاہ زر لاوارث نہیں ہے مجھے میرے بھائیوں اور شوہر کی پشت پناہی حاصل ہے۔۔۔جو کر سکتے ہیں شوق سے کریں۔۔۔پریس کانفرنس، کیس وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔میرے شوہر یا میرے بھائیوں کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی نا آپ کی قوت ہے نہ حیثیت۔۔۔لیکن پھر بھی جو دل چاہتا ہے کریں۔۔۔میرے خاندان نے آپ لوگوں کو گھٹنے کے بل نہ جھکایا تو میرا وجود خاک"

"بہت بکواس کر رہی ہو۔۔۔گرو گے تو تم لوگ کبھی نہ اٹھنے کے لیے۔۔۔۔میں۔۔۔"

"شش اپنی انرجی ضائع کرنے کی ضرورت نہیں"

حیا نے نائلہ زمان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے سلگا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یوں یوں چٹکیوں میں تم لوگوں کی عزت خاک ہو جائے گی جب میں پریس کانفرنس بلاؤنگی۔۔۔"

نائلہ زمان چٹکی بجاتے کہہ ہی رہی تھی کہ حیا زور دار قہقہہ لگا کر ہنس پڑی جیسے نائلہ زمان نے کوئی جوک سنایا ہو۔۔۔اشعر ان دونوں کے تاثرات دیکھ کر اپنی ہنسی نہ روک سکا۔

حیا نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"کیا کروگی پریس کانفرنس میں اپنی دکھ بھری داستان سناؤگی میرے شوہر پر attempt to murder کا کیس کرو گی ؟؟؟؟ چہ چہ چہ "

حیا بڑے افسوس سے کہتے ہوئے وہیں رکھے صوفے شانِ بے نیازی سے بیٹھی اپنی ساڑھی کا پلو ایک ادا سے ٹھیک کیا

"چلو بلاؤ پریس کانفرنس۔۔۔۔پتہ ہے میں کیا کرونگی؟ میں وہاں چینخ چینخ کر بتاؤنگی۔۔۔کیا؟؟؟؟ ویسے ایک کیس میرے پاس بھی ہے درج کرانے کو۔۔۔نائلہ زمان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی

"Attempt to rape"

نائلہ زمان کی سانس ایک لمحے کو رکی اور اشعر کی رگیں تن گئی وہ حیا کو یہاں اس لیے نہیں لایا تھا

"ویسے یہ جھوٹ تو نہیں ہے۔۔۔عاطف نے ریپ اٹیمٹ تو کیا تھا نا؟ تم کرو ڈرامہ۔۔۔تم سے بڑا ڈرامہ میں کروں گی۔۔یقین کرو حیا شاہ زر سے بڑا ڈرامے باز آج تک پیدا نہیں ہوا"

وہ از حد معصومیت سے پوچھ رہی تھی

اور زمان عبیر بھڑک اٹھے

"تم مکار لڑکی۔۔۔"

"میں مکار نہیں ہوں۔۔بلکہ آپ کا بیٹا مکار ہے، زانی ہے۔۔اپنی ہی سوتیلی بہن کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والا بیچ کمینہ اور گھٹیا انسان ہے"

وہ بہت زور سے چینخی تھی۔

"میں تمہاری جان لے لوں گا"

زمان عبیر غصے سے پاگل ہونے لگے تھے لیکن مجال ہے جو حیا کے اطمینان میں کوئی فرق آیا ہو۔

"اسی طرح نا جیسے میری ماں کی جان لی تھی"

اشعر نے چونک کر حیا کو دیکھا اور نائلہ ، زمان عبیر کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

"ارے واہ یہ دوسرا کیس بھی تو ہے attempt to murder کا نہیں murder کا۔۔۔"

زمان عبیر دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے وہ اٹھی اور ان کے مقابل جا کھڑی ہوئی۔

" میں کروں گی کیس زمان عبیر پر عائشہ زمان کے قتل کا"

پھر وہ نائلہ زمان کے پاس آئی

"ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے وہ کیا ہے نا اینیورسری گفٹ کے طور پر میرے شوہر نے مجھے کمپنی دی تھی اسی کا آج اناگریشن ہے۔۔۔تو ابھی میں چلتی ہوں۔۔۔پریس کانفرنس بلاؤ تو مجھے بھی بلا لینا۔"

وہ یوں مسکرا کر کہہ رہی تھی جیسے ان کے درمیان بہت خوشگوار تعلقات ہو۔۔۔اسی سلگا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ۔

"چلو اشعر"

وہ دونوں مڑے ہی تھے کہ زمان عبیر بول اٹھے

"تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو"

حیا ان کی آواز پر پلٹی اور آنکھیں گھمائی

"اوہ پلیز۔۔۔کوئی نئ بات کیجیے یہ ڈائیلاگ آپ کی بیوی ہر ملاقات میں مارتی ہے کچھ امپرووائیزیشن کیجیے چلیں۔۔۔میں کر دیتی ہوں۔۔۔میں اگر آپکی سب سے بڑی غلطی ہوں تو عاطف آپکا سب سے بڑا گناہ۔۔۔ناجائز اولاد گناہ ہی ہوتی ہے نا؟ تو اپنے ڈائیلاگ تھوڑے بدل لیجیۓ "

اب کی بار زمان عبیر نے منہ کھولنے کی غلطی نہیں کی۔

وہ حیا تھی۔اس سے باتوں میں جیتنا نا ممکن تھا۔

وہ لوگ کار میں بیٹھے تو اشعر بول اٹھا۔

"عاطف؟؟؟؟ تمہیں کیسے پتا؟"

"کس نے کہا مجھے پتا تھا؟ میں نے بس تکّا مارا تھا جو نشانے پر بیٹھا"

وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہی تھی اور اشعر ہکّا بکّا رہ گیا۔

"واٹ؟ تم۔۔۔تم۔۔۔تم بہت حیا ہو"

حیا کھکھلا کر ہنس پڑی

"وہ تو میں ہوں۔۔۔مجھے شک تو تھا اسی لیے کہہ دیا حیا شاہ زر کے اندازے غلط نہیں ہوتے"

"اور وہ عائشہ چچی۔۔۔"

اشعر کچھ محتاط تھا حیا کی اپنی ماں سے اٹیچمنٹ جانتا تھا۔

حیا لمحے بھر کو چپ ہوئی۔

"میں آج تک سوچتی ہوں ابّو کو نیند کیسے آ جاتی ہے۔۔۔کیا قصور تھا امی کا؟ کسی بھولے بسرے لمحے میں وہ یاد نہیں آتی ہوں گی جو آج تک وہ ان کی قبر پر نہیں گئے وہ تو انھیں دفنانے بھی نہیں گئے۔۔۔"

اشعر صرف چپ تھا آج تو وہ اپنے دل کا حال سنا رہی تھی

"خیر۔۔۔۔ آج میں یہ سوالات یہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔۔یہ زخم نہیں تھا ناسور تھا۔۔۔ناسور کا کوئی علاج نہیں ہوتا عضو کو الگ کرنا پڑتا ہے۔۔۔میں بھی کر رہی ہوں آج سے میری زندگی میں یہ باب ختم۔۔۔میں اس بھیانک ماضی میں کبھی پلٹ کر نہیں دیکھوں گی۔۔۔آہ"

سڑک پر گڑھے کی وجہ سے گاڑی نے جھٹکا کھایا تو حیا دروازے سے ٹکرائی۔

"جنگلی انسان۔۔۔تمیز نام کو نہیں تمہیں "

وہ اپنا بازو پکڑے بھڑک اٹھی

"ایک زرا سا جھٹکہ ہی تو لگا ہے"

"جھٹکے تو میں تمہیں لگاؤنگی"

"ایک منٹ۔۔۔تمہیں چوٹ لگی ہے"

اشعر کا دھیان ڈرائیونگ پر تھا مگر وہ حیا کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ چکا۔

"مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی"

اشعر نے اس کی ایک نا سنتے ہوئے کار ایک سائیڈ پر روکی۔

"دکھاؤ بازو"

"مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی ہے گھر چلو حور کو اکیلا چھوڑ کر آئی ہوں وہ ٹھیک نہیں تھی"

"گھر ہی لے کر جاؤں گا بازو دکھاؤ"

حیا نے بے زاری سے ساڑھی کے پلو سے ڈھکے بازر کو باہر نکالا

اشعر ہکا بکا رہ

بازو پر اچھا خاصہ زخم تھا۔

"یہ کیسے ہوا؟"

"گولی چھو کر گزری تھی؟"

"واٹ؟"

"بہرے ہو گئے ہو چماٹ مار کر کان ٹھیک کر دیتی ہوں"

"رکھ کر چماٹ ماروں گا کوئی بکواس کی تو۔۔۔یہ کیسے ہوا؟ بالکل تمیز سے بتاؤ"

"اس ایکشن مووی کے کلائمیکس میں جو میں نے حور کو دھکا دیا تھا تو وہ گولی میرے بازو کو چھو کر گزری تھی۔۔۔بچت ہو گئی"

اشعر ایک لمحے کو بول نہ پایا۔

"درد ہو رہا ہے؟"

"نہیں مزہ آرہا ہے"

وہ منہ بنا کر بولی تھی اور اشعر چڑ گیا۔

"ہم سیدھے کلینک جا رہے ہیں تمہاری بینڈ ایج کروانے"

کار اسٹارٹ کی ہی تھی کہ حیا بول اٹھی

"ہم سیدھا فردوسِ بریں جارہے ہیں ورنہ میں ہانیہ کو۔۔۔۔"

"تم ہانیہ کو میرے اور ترنّم کے ایک درجن نہ ہونے والے بچوں کا بھی بتا دو تب بھی ہم کلینک ہی جائیں گے"

حیا دانت پیس کر رہ گئی۔

---------------------------

حیا کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا جس حور کی پریشانی کی وجہ سے وہ فردوسِ بریں جلدی پہنچنا چاہتی ہے وہ اس وقت کہاں ہے۔

زندگی کتنی غیر یقینی ہوتی ہے نا؟

کوئی مراعات چھن جائے تو لگتا ہے کہ پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہو لیکن اگر کوئی اپنا چھن جائے تو لگتا ہے سر سے آسمان کھینچ لیا گیا ہو۔یہ ایک ہیبت ناک لمحہ ہوتا ہے۔

شانزل ابراہیم بھی اسی ہیبت ناک لمحے کے زیرِ اثر تھا۔

وہ دو قدم بہت بھاری تھے جو اس نے کار کی طرف بڑھائے تھے۔شانزل کو لگا تھا اس دھوئیں کے ساتھ روح بھی ایسے تحلیل ہو جائے گی۔

اس نے جھک کر دیکھا

وہ ائیر بیگ اور سیٹ کے درمیان تھی وہ چہرہ دیکھنے سے قاصر تھا۔

ٹوٹی ہوئی کانچ سے ہاتھ اندر ڈال کر لاک کھولا پھر دروازہ۔زخم آیا یہ نہیں اسے پروہ نہیں تھی۔

شاید زندگی میں پہلی بار اپنے ہاتھوں کو کپکپاتے محسوس کیا تھا

اس نے حورعین کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

آہ۔۔۔

سبز آنکھیں اٹھی۔۔۔بھوری آنکھوں سے ٹکرائی اور یہ لمحہ امر ہو گیا۔

شانزل نے جھک کر سیٹ بیلٹ کھولا اس دوران وہ بنا پلک جھپکائے یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے پورا چہرہ آنسو سے بھیگا ہوا تھا۔

مگر آنکھوں کی پیاس بجھ ہی نہیں رہی تھی۔

بے ہنگم دھڑکنیں دل میں طوفان اٹھا رہی تھیں۔شانزل نے اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو تھام کر باہر نکالا۔

اسکا روم روم کپکپ رہا تھا۔

بکھرے بال۔۔۔سوکھے ہوئے خون سے سنے کپڑے، ہاتھ اور چپل کے بغیر پیر۔ایک عرصہ پہلے حیا کی ایکسیڈینٹ والی رات بھی اس نے حورعین کو چپلوں کے بغیر دیکھا تھا۔وہ پریشانی میں چپل پہننا بھول گئی تھی۔آج بھی بھول گئی تھی، اس وقت یہ پریشانی کسی اور کے لیے تھی لیکن آج اس کے لیے تھی۔

اب وہ نرمی سے اسکے آنسو پونچھ رہا تھا۔اور وہ محسوس کر رہی تھی یہ لمس زندگی بخش دینے والا یہ لمس۔

پلٹ کر ایک ٹیکسی رکوائی اور حورعین کی کار سے نیچے گرا موبائل اٹھایا۔

اس دوران نہ حورعین نے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا نہ شانزل نے چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔

پھر اس نے کسی قیمتی متاع کی طرح حورعین کو اپنی بانہوں می سمیٹا۔

شانزل ابراہیم کے ہوتے ہوئے حورعین کو ان تپتی راہوں پر ننگے پیر چلنا پڑے۔۔۔نا ممکن۔

اسے ٹیکسی کی بیک سیٹ پر بٹھانے کے بعد وہ خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

اپنا ویزٹینگ کارڈ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا جس پر فردوسِ بریں کا پتہ درج تھا۔

پھر حورعین کا موبائل سوِچ آن کیا جو بند تھا۔

پھر مختصراً رفیق کو اپنے نام سے ایک میسیج کیا۔

جس میں ایکسیڈینٹ والی جگہ کے پتے کے ساتھ وہاں جا کر سب کلئیر کرنے کی ہدایت اور اپنے فردوسِ بریں جانے کی اطلاع شامل تھی۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر اپنے سینے پر نگاہ ڈالی جہاں وہ سسک رہی تھی۔

کیا ہونے والا تھا؟ کیا ہو گیا تھا؟

اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔

جذبات اتنے تھے کہ لفظوں کے لیے جگہ باقی ہی نہیں تھی۔

شکر اتنا تھا کہ شکوے کے لیے جگہ باقی نہیں تھی۔

نرم ہتھیلی والے ہاتھ کو تھاما۔یہی تو تھی زندگی۔

پچھلے ایک سال میں صرف حورعین کی قربت ہی اس کی خوشیوں کی وجہ تھی۔اب جب جدائی نے اپنا مکروہ چہرہ ایک لمحے کو دکھایا تھا تو شانزل ابراہیم کے قدم لڑکھڑا گئے تھے۔

الگ ہو جانے کا حوصلہ دونوں میں ہی نہیں تھا۔

راستے بھر وہ سسکتی رہی۔شانزل نے اسے نہیں روکا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے نہ ہونے والے نقصان پر دہاڑیں مار مار کر روئے۔

خدا جانے کونسی نیکی کے بدلے انھیں زندگی بخش دی گئی تھی۔

فردوسِ بریں پہنچ کر بھی اس نے حورعین کو بانہوں میں سمیٹا وہ چپ سی تھی دونوں کے ہی پاس الفاظ ختم تھے۔

وہ زمین پر گرے گیٹ کو دیکھ ٹھٹھکا تھا مگر وہ حورعین کو لیے اندر داخل ہوا جہاں ہانیہ اپنی گود میں سوئی عانیہ کو لے کر کچھ پریشان سی بیٹھی تھی۔

وہ شانزل کی خون سے بھیگی شرٹ دیکھ کر فوراً اٹھی۔

"بھ۔۔بھائی میں ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں"

وہ جلدی جلدی نمبر ملانے لگی

شانزل حورعین کو ان کے کمرے میں آ گیا۔

اسے بیڈ پر بٹھایا۔

وہ چہرہ گھٹنوں پر ٹکائے اسے دیوانہ وار دیکھ رہی تھی۔آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شانزل اس کے پاس بیٹھا اور اپنی پیشانی اسکی پیشانی پر ٹکا دی یہ ہونا تھا کہ حورعین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"م۔۔۔مجھے لگا۔۔۔میں آپ کو کھو دوں گی"

آخر چپ ٹوٹی تھی۔

شانزل نے دونوں ہاتھوں سے اسکا دل موہ لینے والا چہرہ تھاما

"مجھے بھی"

"I don't want to lose you, shaan"

شانزل اپنے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھے

"You are the world for me, hoor"

چند لمحے یونہی گزرے تو وہ اس سے الگ ہوا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

حورعین نے اثبات میں سر ہلایا۔

شانزل کی نظر اس کے صبیح چہرے سے پھسلتی ہوئی گردن پر آ ٹکی۔جہاں چند خراشیں تھی۔

شانزل نے لب بھینچ لیے۔حورعین کی بائیں ہتھیلی کی پشت پر بھی زخم تھا۔

پچھلے ایک سال سے وہ حورعین کو نازک آبگینے کی طرح سنبھال کر رکھ رہا تھا۔

"میں تمہیں بہت سنبھال کر رکھوں گا"

وہ کئی دفع یہ جملہ اس سے کہتا تھا۔

اسکی آنکھوں میں سختی ابھری تھی

"رونا بند کرو۔۔۔اٹھو چینج کر لو"

وہ سر ہلاتی کھڑی ہوئی وہ ساتھ لگائے واشروم تک لے گیا۔

------------------------

گرم پانی کے شاور نے اعصاب کو تھوڑا سکون پہنچایا تو وہ کچھ سوچنے کے قابل ہوئی۔

اسے خیال آیا کہ شانزل کی شرٹ پر خون لگا تھا وہ واشروم سے باہر آئی تو شانزل کمرے میں نہیں تھا

وہ چلتی ہوئی باہر آئی تو دیکھا شانزل صوفے پر بیٹھا تھا شرٹ وہیں پاس رکھی تھی اور ٹی وی پر نیوز چل رہی تھی۔

ڈاکٹر بیٹھا وہاں اسکی بینڈیج کر رہا تھا۔

ہانیہ پریشان سی پاس کھڑی تھی۔

جو چیز ٹھٹھکا رہی تھی وہ شانزل کے چہرے پر موجود سختی تھی ایک عرصے بعد اس نے شانزل کے چہرے پر یہ سختی دیکھی تھی۔

وہ اسکی طرف قدم بڑھانے لگی تبھی اس نے شاہ زر کو آندھی طوفان کی طرح اندر آتے دیکھا۔

اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتی شاہ زر شانزل تک پہنچ گیا اور اسکے کسرتی جسم پر موجو سینڈو کے گریبان کو پکڑ کر کھڑا کیا۔

"تمہارے اس میسیج کا کیا مطلب لوں۔۔۔کیا کرنے لگے تھے تم؟"

شانزل نے ایک لمحے کو اپنے گریبان کو دیکھا اور پھر شاہ زر کو اور پھر کیا تھا اگلے ہی پل شاہ زر کا گریبان شانزل کی گرفت میں تھا۔

حورعین دوڑتی ہوئی ان کی طرف گئی۔

"پہلے تم بتاؤ۔۔۔ تمہارے بھروسے چھوڑ کر جا رہا تھا حور کو اور تم اپنی جان ہتھیلی پر لیے نکلے تھے؟ کیوں کتنا شوق ہے تمہیں ہیرو بننے کا"

دونوں کی آنکھیں آگ برسا رہی تھی۔

"چھوڑیں ایک دوسرے کو، کیا کر رہے ہیں آپ لوگ "

حورعین ان دونوں کو الگ کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

تبھی اشعر اور حیا داخل ہوئے تھے اندر کا منظر چونکانے والا تھا۔

"کیوں چھوڑ رہے تھے میرے بھروسے؟ تمہاری ذمہ داری ہے ہے نا وہ؟؟؟ کیوں لے کر نکلے تھے میری کار جب تمہیں سب پتہ۔۔۔۔"

"شاہ زر کیا کر رہے ہیں؟ دور ہٹیں"

"تم دور رہو۔۔۔"

شاہ زر بھائی شانزل بھائی ٹھنڈے دماغ سے سوچیں ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔پہلے آپ لوگ ایک دوسرے کو چھوڑیں"

اشعر نے مصلحت سے کام لیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو گھور رہے تھے اور بری طرح گھور رہے تھے۔

"سنائی نہیں آرہا آپ لوگوں کو؟ ہٹیں پیچھے۔۔۔"

حیا کا صبر یہیں تک تھا اس نے چینختے ہوئے دونوں کو ایک ایک دھکا دیا۔

وہ الگ بات ہے دونوں ایک انچ نہیں ہلے مگر یہ ہوا کہ ایک دوسرے کا گریبان چھوڑ دیا۔

"میں پانی لے کر آتی ہوں۔۔۔پینے کی بجائے اپنے سر پر ڈالئے گا دماغ ٹھنڈا ہو جائے گا"

حیا دونوں کو لتاڑتی کچن میں گئی۔

شانزل گہری گہری سانس لیتے ہوئے بیٹھا اس کی بینڈیج آخری مراحل پر تھی۔

ڈاکٹر اپنا کام ختم کر کے رخصت ہوا۔

حورعین خاموش اسے لگ رہا جان ختم ہوتی جا رہی ہے۔

شانزل کو پتہ تھا کار کے بارے میں؟؟؟

شانزل اٹھ کر کمرے میں گیا۔

حیا پانی لے کر آئی تو ہال میں خاموشی کا راج تھا کچھ منٹوں میں شانزل باہر آیا تو وہ کپڑے چینج کر چکا تھا۔اسی طرح نک سک سے تیار تھا جیسے ہمیشہ ہوتا تھا۔

بھوری آنکھیں غصے سے لبریز تھیں۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں بھائی"

میں نہیں ہم جا رہے ہیں۔۔۔آج انا گریشن ہے تو جانا نہیں ہے؟"

"پر۔۔۔بھائی۔۔۔"

"یہ جنہوں نے ہمیں گرانے کی کوشش کی ہے انھیں دکھانا ضروری ہے کہ ہم گرے نہیں ہے۔۔۔ ہماری پرواز اور اونچی ہوگئی ہے"

کہہ کر اس نے ایک ادا سے کف لنکس صحیح کی۔

پھر یہ قافلہ دی حوریہ کی طرف روانہ ہوا۔

-------------------

پھولوں اور آسائشی قمقموں سے سجا دی حوریہ کی ربن کاٹ کر تمام خواتین یعنی حورعین حیا ہانیہ اور خالہ اور ہاں عانیہ نے افتتاح کی تو سماں تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

حورعین اندازہ لگا سکتی تھی شانزل غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔

شاہ زر کی سنجیدگی اپنے عروج پر تھی۔

ایک حیا تھی جسے خاک فرق نہیں پڑا تھا وہ اپنی کمپنی کا افتتاح بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہی تھی۔

عانیہ کچھ نارمل ہوگئی تھی اور اب حیا پر لدی اپنی زبان میں باتیں کر رہی تھی اور حیا محترمہ بھی پورے دھیان سے اس کی باتیں سن رہی تھی جیسے وہ بڑے کام کی باتیں ہو ایک بھی پوائینٹ مس ہوا تو پیپر سے نمبر کم ہو جانے ہے۔

شاہ زر حیا سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا جو مل ہی نہیں رہا تھا۔

"اسلام علیکم ایوری ون۔۔۔"

شانزل کی آواز پر سب کی گردنیں گھومی تھی۔

وہ ڈسٹی پنک شرٹ اور بلیک کوٹ پینٹ میں اپنے نام کی مثال بنا کھڑا تھا۔

"آج آپ لوگوں کو حیرت ہو رہی ہوگی کہ افتتاح کیسے ہو گیا کیونکہ آج دن بھر فردوسِ بریں اور اسکے مکینوں کے متعلق ہولناک خبریں نیوز چینل پر نشر ہو رہی تھیں۔ایک طوفان تو آیا تھا مگر فردوسِ بریں اور اس کے مکین اب بھی پورے طمطراق سے اپنی جگہ کھڑے ہیں۔۔۔جو طوفان آیا تھا وہ ہمارا کوئی بھی نقصان کیے بغیر گزر گیا جس کے لیے میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں اور رہی بات یہ طوفان اٹھانے والوں کی تو۔۔۔"

کچھ سفاکیت ان بھوری آنکھوں میں اتری تھی۔

"میں شانزل ابراہیم ہوں، معاف کردینے کا ظرف مجھ میں نہیں۔نہ ہی میں معاملہ آخرت پر چھوڑوں گا میرے رب نے قصاص حلال رکھا ہے۔۔۔اور اب قصاص مجھ پر لازم ہے۔۔۔ہر ایک کو حساب دینا ہی ہوگا "

ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تھا۔

اور شاہ زر کا جی چاہا اپنا سر ہی پھوڑ لے یہ سب آن ائیر کہنے کی کیا ضرورت تھی

مگر وہ شانزل ابراہیم ہی کیا جو آگ نہ اگلے۔

ریفریشمنٹ کا دور شروع ہوا تو حورعین کی نظروں نے شانزل کو ڈھونڈا جو کہ کہیں نہیں تھا۔

اس کے تیور ٹھیک نہیں تھے

وہ حواس باختہ سی شاہ زر کے پاس آئی جو کچھ لوگوں سے باتوں میں مصروف تھا۔

"شاہ۔۔۔شان نہیں ہے یہاں پر"

شاہ زر نے نظریں گھمائی اوہ۔۔کیا بہنوئی ملا ہے مجھے۔

"میں دیکھتا ہوں تم اشعر وغیرہ کے ساتھ گھر جاؤ"

"میں آپ کے ساتھ جاؤں گی آپ انھیں بلا دیں"

اسکی آنکھیں آنسو بہانے کو تیار تھی۔

"دیکھو صنم۔۔۔۔"

وہ کہہ ہی رہا تھا کہہ شانزل کے خالو آ گئے۔

"تم ان سب کو لے کر گھر جاؤ شانزل تم میں سے کسی کے قابو نہیں آئے گا۔میں اسے لے کر آتا ہوں"

"میں بھی ساتھ چلتا ہوں"

شاہ زر نے پیشانی مسلی۔

"صنم تم گھر جاؤ میرا بچہ۔۔۔میں اسے لے کر آتا ہوں وعدہ"

---

جب شاہ زر شانزل کو بڑی مشکل سے گھر لانے کامیاب ہوا تو یہاں ایک الگ ہی کہانی چل رہی تھی۔

حیا، خالہ،ہانیہ سبھی حورعین کو منانے کی جد و جہد میں تھے۔نا وہ کچھ کھانے پینے کو تیار تھی نا ہی مڈیسن لینے کو۔

اتنا مشکل دن گزارنے کے بعد اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

شانزل کو دیکھ کر بھڑک اٹھی۔

"کرنے کیا گئے تھے آپ"

وہ اتنی زور سے چینخی تھی کہ حیا سٹپٹا گئی۔

اور شانزل بھی بھونچکا رہ گیا۔

" ریلیکس حور۔۔۔اتنا چینخنا تمہارے لیے ٹھیک نہیں "

"بھاڑ میں گئی حور۔۔۔آپ مجھے جواب دیں کیوں گئے تھے آپ؟ جب آپ کو پتا ہے قدم قدم پر موت کا جال بچھایا گیا ہے؟"

"تو کیا کرتا؟ چھپ کر بیٹھ جاتا؟ تم نے پچھلے ایک سال میں کتنی بزدلی کی رمق دیکھی ہے مجھ میں۔۔۔جو یہ بکواس کر رہی ہو"

وہ دونوں وہیں سب کے سامنے الجھ پڑے تھے۔

"اب تو میری ساری باتیں بکواس ہی لگیں گی آپ کو۔۔۔۔بوجھ لگنے لگوں گی۔۔۔میری وجہ سے آپ کو آج زندگی کی بازی لگانی پڑی"

وہ بات کو کہاں سے کہاں لے گئی تھی۔

"واٹ دا ہیل تم۔۔۔۔"

شانزل کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوتے دیکھ حیا بیچ میں کود پڑی۔

"بھائی جانے دیجیئے حور نے کب سے کچھ نہیں کھایا ہے نا مڈیسن لی ہے آپ سمجھائیں اسے بی پی لو ہو گیا ہے"

شانزل کچھ نرم پڑا

"کھانا کھا لو پھر لڑ لیں گے۔۔۔ چلو آؤ"

شانزل نے اس کی کلائی تھامی ہی تھی کہ حورعین نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے۔۔۔۔ نہیں کھاؤں گی میں کھانا۔۔۔ بھوک سے مر جاؤں تو بہتر"

"حور کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔ بھئی آپ چینج کریں میں کھانا لگاتی ہوں"

"میں نے کہہ دیا نا میں کھانا نہیں کھاؤنگی۔۔۔ بس میں مر جاؤں تو اس آدمی کی ساری مشکلیں ختم ہو"

"حور اب ایک لفظ اور کہا تو دیکھ لینا میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔اس عذیر کو کیفر کردار تک پہنچانے گیا تھا میں۔۔۔اب بس کوئی بکواس نہیں سیدھی طرح کھانا کھاؤ اور میڈیسن لو چلو"

سب بیچارے انھیں ہونقوں کی طرح دیکھ رہے تھے

"دیکھ لیں خالو انھیں میرا بولنا تک برداشت نہیں۔۔۔بولوں گی اور کھانا بھی نہیں کھاؤں گی۔۔۔جو بن پڑتا ہے کر لیں "

وہ خالو سے شکایت لگانے کے بعد سسکنے لگی۔

شانزل کا صبر جواب دینے لگا۔

"حور تم میری بات سنو۔۔۔"

"کیوں سنوں؟ آپ جب اپنے من کی کر سکتے ہیں تو میں بھی اپنے من کی کروں گی"

"حور تمہیں کیا ہو گیا ہے کیوں بھائی سے الجھ رہی ہو"

اسکا رویہ حیا کی سمجھ سے باہر تھا۔

"تم تو چپ کرو بھائی کی چمچی۔۔۔تم اور تمہارے بھائی اس گھر میں خوشی سے رہو۔۔۔جا رہی ہوں میں۔۔۔چلیں شاہ ہم نہیں رہیں گے یہاں"

حیا ہکّی بکّی اس کا منہ دیکھ رہی تھی اور شانزل کو سانپ سونگھ گیا۔

وہ شاہزر کی آستین پکڑے روتے ہوئے ضدی بچے کی طرح کہہ رہی تھی۔

شاہ زر نے اسے کنسول کرنے والے انداز میں اپنے سینے سے لگایا اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"شاہ ان کا دل بھر گیا ہے مجھ سے۔۔۔مجھے پتا تھا یہی ہو گا"

وہ ناک سکوڑ کر کہہ رہی تھی اور شانزل کا جی چاہا بس وہ ساری دنیا کو آگ لگا دے۔

اس نے ہاتھ پکڑا کوٹ زور سے زمین پر پٹخا پھر سامنے رکھے سینٹرل ٹیبل کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔

حورعین ایک لمحے کو سہم گئی۔

ساتھ ہی پاس رکھی کرسی کو بھی پوری قوت سے لات مارتے ہوئے لان کی طرف کھلنے والے دروازے سے لان میں چلا گیا۔

یہ ہونا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"دیکھ لیں یہ ایسا کرتے ہیں میرے ساتھ۔۔۔زرا خیال نہیں میرا"

وہ مظلوموں کی طرح شکایت لگا رہی تھی اور ساتھ ہی ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

شاہ زر نے اسکا سر تھپتھپایا۔

"میں بات کروں گا، تم ریلیکس کرو مہرا بچہ۔۔۔خیال کرو اپنا"

"ہاں بیٹا یہاں بیٹھو آرام سے میں خود شانزل کی خبر لوں گی"

خالہ کی بات پر حورعین کو کچھ تسلی ہوئی۔

"وہ اتنا غصہ کرتے ہیں مجھ پر۔۔"

اب اسکا رخ خالہ کی طرف تھا۔

شاہ زر نے آنکھوں ہی آنکھوں میں حیا کو حورعین کا خیال رکھنے کو کہا حیا نے تسلی دینے والے انداز میں جواب دیا تو وہ باہر کی طرف نکل آیا جہاں شانزل سنگِ مرمر کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا تھا۔

گردن پیچھے کی طرف گرائے دونوں پیر کی قینچی بنا کر ٹیبل پر رکھے تھے انکھیں بند تھی۔

"اب وہ کھانا کیسے کھائے گی؟"

شاہزر نے سخت لہجے میں پوچھا

"منہ سے"

جواب اتنے ہی آرام سے آیا تھا۔

"اٹھو اسے مناؤ"

"بالکل نہیں۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا

"تمہاری بہن جب غصے میں ہوتی ہے اسکی زبان کا بھی بریک فیل ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔میں بہت الٹے دماغ کا انسان ہوں میں نہیں چاہتا کہ اس کے کسی جملے کی وجہ سے میری نظروں میں اس کی عزت کم ہو جائے۔۔۔اسی لیے اسکا غصہ کم ہونے دو۔۔۔اور اب مجھ سے مخاطب نہ ہونا"
بات تو صحیح تھی۔

"کس خوشی میں؟"

وہ بھنویں سکیڑے پوچھ رہا تھا۔

"تم ہیرو بننے کے شوق میں شانزل انڈسٹریز کیوں گئے تھے؟ حور کو میں تمہارے بھروسے چھوڑ کر جا رہا تھا اور تم اپنی جان ہتھیلی پر لیے نکلے تھے"

"تم خود کیا کر رہے تھے شکر مناؤ میرے بہنوئی ہو ورنہ اب تک دو تین دانت توڑ چکا ہوتا۔۔ جب تمہیں حیات سکندر نے کال کی ، تمہیں معلوم تھا کار کے بریکس فیل ہیں تو کیوں کار لے کر نکلے؟"

"کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ کیا کرتا؟"

"کچھ بھی کرتے یہ نہ کرتے"

"اوہ پلیز۔۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ عذیر فردوسِ بریں پر حملہ کروائے گا تو سچ میں کچھ اور کرتا۔۔۔ اس کی ہمت دیکھو۔۔۔ اور اب بھی تم لوگ معافیاں بانٹتے پھرنا۔۔ لیکن میں معاف نہیں کروں گا"

"اندازہ ہے مجھے۔۔۔ اسکے تیزاب سے جھلسے چہرے کو تم نے نہیں بخشا پتہ نہیں خالو اور میں نہیں پہنچتے تو تم کیا کرتے"

"عبرت کا نشان بنا دیتا۔۔۔حور کی حالت دیکھی تم نے۔۔۔"

وہ شکستہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ایک بار اپنی اولاد کھو چکا ہوں۔۔۔اور میں بھی نہیں۔۔۔حور ایک ساتھ دو صدمے کیسے برداشت کرتی؟ "

شاہ زر چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور کاندھے پر ہاتھ رکھا

"الحمداللہ کوئی صدمہ برداشت نہیں کرنا پڑا۔۔۔"

" موت کو اتنے قریب سے دیکھ کر آرہا ہوں، اب ایسا لگتا ہے جو زندگی ملی ہے وہ نعمت ہی ہے حور، یہ گھر، اس گھر کے مکین اور زیادہ عزیز ہو گئے ہیں ، تمہیں لگتا ہے میں اسے معاف کر دوں گا"

"معاف کر دینے والا فیچر اللہ تعالی نے تم فٹ ہی نہین کیا لیکن تھوڑا صبر سے کام لو۔۔۔"

"کوئی صبر نہیں۔۔۔کوئی صبر نہیں"

"اب بھی کچھ کم نہیں کیا ہے تم نے۔۔۔عذیر کو چھوڑو آن ڈیوٹی آفسر پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔پورے اسپتال میں غدر مچا رکھا تھا ہم نہ پہنچتے تو نہ جانے کیا کرتے"

"تم نہیں سمجھو گے شاہ زر۔۔۔آج میری شادی کی سالگرہ تھی اور وہ کیسی گزری ہے کتنا کچھ پلین کیا تھا۔۔کیا سے کیا ہو گیا۔۔مجھے لگا میں حور سے کبھی مل نہیں پاؤں گا اور اس آفسر اور اسپتال کے عملے کو خالو سنبھال لینگے"

"ایک پل تم انتہائی حساس نرم دل لگتے ہو اور اگلے ہی پل کوئی مغرور بد دماغ انسان۔۔۔شکر کرو صنم کو پتا نہیں کہ تم جانتے تھے بریکس فیل ہے"

"اندازہ تو ہے اسے لیکن میں سنبھال لوں گا۔۔تم زرا حیا کی خبر لو پتہ نہیں جو کچھ میں نے سنا ہے سچ ہے یا نہیں۔۔۔مگر پوچھ ضرور لینا۔۔وہ زمان ہاؤس گئی تھی۔۔کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس نے ان حالات میں باہر نکلنے کا رِسک لیا وہ حیا ہے یہ کر سکتی ہے لیکں جو بھی ہے یہ بہت خطرناک ہو سکتا تھا اگر عذیر کو خبر لگ جاتی۔۔آرام سے سمجھانا اسے"

شاہ زر کا دماغ گھوم گیا۔اسکی بیوی اتنا بڑا رسک لے چکی تھی اور اسے پتا ہی نہیں چلا۔

وہ الجھا الجھ سا اندر آیا جہاں حیا حورعین سے منتین کر رہی تھی۔

"خالہ آپ سو جائیں خالو بھی کچھ دیر میں آ جائیں گے، ہانیہ اشعر تم لوگ بھی آرام کرو اور حیا زرا میرے کپڑے نکال دو"

شاہ زر نے سب کو حورعین کے پاس سے ہٹایا حیا کچھ تذبذب کا شکار تھی شاہ زر نے سر ہلا کر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ چلی گئی تو خاموشی سے حورعین کے پاس آ بیٹھا

"جن سے دل لگایا جاتا ہے ان کی باتوں کو دل سے نہیں لگایا جاتا"

حورعین نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"اگر کچھ ہو جاتا اس بات کا غم منانے کی بجائے۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہوا کا شکر مناؤ۔۔اب رونا بند کرو۔ جاؤ اور دونوں کھانا کھا لینا"

وہ بال سہلاتے ہوئے ہمیشہ کی طرح نرم لہجے میں سمجھا رہا تھا۔

حورعین نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے جانے کے بعد حورعین چلتی ہوئی لان میں آئی جہاں وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

"اس کا مطلب آپ مجھ سے سوری نہیں کریں گے"

"میں شانزل ابراہیم ہوں میں کبھی اس غلطی کی معافی نہیں مانگو گا جو میں نے نہیں کی"

وہ دو منٹ تک کھڑی اسے دیکھتی رہی اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

پھر مایوس ہو کر گردن جھکا لی۔

"اگر میں نے خود سے وعدہ نہیں کیا ہوتا تو اب تک میں آپ سے روٹھ چکی ہوتی"

وہ خاموش ہی رہا۔

"آپ بہت برے ہیں"

"پتہ ہے مجھے"

"آپ سب سے برے ہیں"

وہ خاموش ہی رہا اسکا بھیگا لہجہ بھی کوئی اثر نہیں کر رہا تھا۔

وہ کچھ دیر تو بہت تحمل سے اس کی دبی دبی سسکیاں سنتا رہا لیکن کتنی دیر تک برداشت کر سکتا تھا۔
اٹھ کر اسے گلے لگایا ور حورعین بکھرنے لگی۔

"آپ بہت برے ہیں۔۔۔آپ کو ذرا خیال نہیں آیا ہمارا؟"

"تمہارا خیال مجھ سے جدا نہیں ہوتا"

"میں ڈر گئی تھی"

"میں بھی"

"آج ہماری شادی کو ایک سال ہوا ہے۔۔۔ صبح سے صرف رُلا رہے ہیں مجھے پچھلے سال اسی وقت مجھے بانہوں میں لیے قسموں اور وعدوں کے تارے میرے آنچل میں ٹانک رہے تھے اور اب میں رو رہی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔"

"تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں"

"میرا بچہ یتیم ہو جاتا۔۔۔ آپ کو ذرا خوف نہیں آیا؟"

شانزل کے پاس اسکے سوال کا جواب نہیں تھا۔

"بس حور جو ہونا تھا ہو گیا اب آزمائشیں ختم۔۔۔اور کبھی ایسا موڑ آئے بھی تو ہم ساتھ مل کر مقابلہ کریں گے۔۔بس تم کمزور نہ پڑو۔۔۔ تم میری طاقت ہو۔۔۔۔"

"اور آپ میری دنیا ہیں"

-----------------

حیا اس کے کپڑے نکال کر رکھ رہی تھی۔

"آہٹ پر پلٹ کر دیکھا تو شاہ زر اندر داخل ہو رہا تھا۔

"تم زمان ہاؤس گئی تھی؟"

"ہاں"

ھیا کبرڈ بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تمہیں اندازہ ہے کیا ہو سکتا تھا، اگر عذیر کو خبر ہو جاتی"

"اچھا نا ہوئی تو نہیں نا"

Haya I am serious

"No u r not serious, u r shahzar"

وہ مسکرا کہتی مڑ گئی اسکا ارادہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جانے کا تھا۔شاہ زر نے اسکا بازو پکڑ کر روکا گرفت کچھ مضبوط تھی تو کراہ اٹھی

"آہ۔۔۔"

شاہ زر نے فوراً بازو چھوڑا

"کیا ہوا ہے؟"

"آپ کو کیا ڈانٹ لیجیئے پہلے۔۔۔کیا فرق پڑتا ہے مجھے چوٹ لگی ہو یا نہیں"

اس نے صرف شاہ زر کا دھیان ہٹانے کے لیے کہا تھا مگر شاہ زر کچھ شرمندہ ہو گیا۔

"تمہیں چوٹ آئی ہے؟ بیٹھو یہاں"

وہ اسے لیے بیڈ پر بیٹھا

"اتنا درد ہو رہا ہے مجھے لیکن آپ کو ڈانٹنے سے فرصت نہیں"

وہ ساڑھی کا پلو ہٹا کر چوٹ دیکھنے لگا۔

"کیسے آ گئی چوٹ"

وہ زخم کو فکرمندی سے دیکھ رہا تھا۔

حیا ایک لمحے کو چپ ہوئی

"گولی چھو کر گزری ہے"

وہ اتنے آرام سے بولی تھی جیسے کہہ رہی ہو چھینک آئی تھی مگر شاہ زر سن ہو گیا تھا۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔"

"ریلیکس شاہ زر بلکل درد نہیں ہے اشعر نے زبردستی پٹی کروائی دوا بھی کھلائی تھی"

اسے حواس باختہ ہوتے دیکھ حیا نے تسلی دی۔

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں "

شاہ زر کی بے یقین نظریں زخم پر جمی تھی۔

"آپ تو مجھے غور سے دیکھ بھی نہیں رہے۔۔ایک بار بھی تعریف نہیں کی میری"

"واٹ؟"

ہاں تو دن بھر میں تعریف نہیں کی۔۔اتنی محنت سے تیار ہوئی تھی"

"یار تعریف کرنا میرے بس کی بات نہیں "

"اور کل جو شاعر بنے دیوان لکھنے کی تیاری میں تھے؟"

وہ گھورتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

شاہ زر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا حیا کچھ جھینپ گئی مگر اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"ایک بات کہوں؟"

"تم بات کرنے سے پہلے اجازت مانگ رہی ہو؟"

ھیا مسکرا اٹھی۔

"میری بیماری کبھی ہمارے رشتے کے درمیان تو نہیں آئے گی؟"

"یہ بات تمہیں پوچھنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ کیا تمہیں یقین نہیں مجھ پر؟"

"شاہ زر آج جب وہ آدمی گن لیے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔یہ گولی چلتی ہی نہیں اگر میں بر وقت حور کو لے کر وہ جگہ چھوڑ دیتی۔۔۔مگر۔۔مگر عین وقت مجھے یاد نہیں آیا کہ دروازے کا لاک کیسے کھلتا ہے"

اس کی آنکھیں نم ہونے لگی۔

شاہ زر نے اسکا ہاتھ نرمی سے تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھا اسکی دھڑکنوں کا زیر و بم وہ محسوس کر سکتی تھی

"یہ دھڑکنیں جب تک ہے تب تک خدا کے علاوہ ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکتا، تم اگر میری زندگی سے چلی گئی تو میں کہیں کا نہیں رہوں گا۔"

حیا نے مطمئن ہو کر سر اسکے سینے پر رکھ دیا۔

--------------------------

چوبیس سال بعد

سیاہ آسمان میں ٹمٹماتے تاروں سے سجی خنکی بھری رات اور چاندی کی تھال کی مانند روشن چمکتا خوشیوں سے بھرا چاند جس کی چاندنی کھڑکی سے چھن کر اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔وہ ہر چیز سے بے نیاز ہاتھ میں رنگوں سے سجی ٹری پکڑے دوسرے ہاتھ میں برش لئے بڑی مہارت سے اس رات کا عکس کینوس پر اتار رہی تھی حالانکہ رات کے اس پہر سبھی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔مگر وہ تھی ہی الگ۔اس نے اپنی غزالی آنکھوں سے چاند کو دیکھا تب ہی اسے چاند میں

ابھرتا دشمن جاں کا عکس نظر آیا جس سے اس کے گلابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔یہ اس کے لیے عام بات تھی پھر ہڑبڑا کر اس نے اپنے سر پر چپت لگائی

"پاگل لڑکی کام پر دھیان لگاؤ کچھ ہفتوں میں ایگزیبیشن ہے ایک بھی تصویر نہیں بنائی ابھی تک، جو بنائی ہے وہ ایگزیبیشن میں تو دے نہیں سکتی"

اس نے نظر پھیر کر تصویروں کو دیکھا ہر طرف ہر دشمنِ جان کی تصویر تھی یہاں تک کہ دیواروں پر بھی ایک ہی چہرہ جگمگا رہا تھا۔وہ چہرہ ہر جگہ نقش تھا بالکل اس کے دل کی طرح۔

خود کو سرزنش کرنے کے بعد اس نے اپنا دھیان تصویر پر لگایا مگر جب وہ چاند دیکھتی وہی عکس نظر آتا۔اب وہ پینٹ نہیں کر سکتی تھی اور اگر کرتی بھی تو اس عکس کے ساتھ ہی۔

اچانک اسے شدت سے بھوک کا احساس ہوا اس نے ایک نظر اپنی ادھوری پینٹنگ کو دیکھا فیصلہ بڑا آسان تھا۔

" بھاڑ میں جائے ایگزیبیشن انسان کی بھوک سے بڑھ کر تو کچھ بھی نہیں ہیں نا "

جلدی جلدی کمر سے کافی نیچے آتے بالوں کو جوڑے میں لپیٹا وہ دوڑنے کے انداز میں چل رہی تھی سنگ مر مر کے ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤ، کھلے سے ٹراؤزر، ڈھیلی ڈھالی کرتی، گلے میں لپٹا اسٹول، اس کی لاپرواہ طبیعت کا پتا دے رہا تھا

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا۔

اس نے جھرجھری سی لی پینٹنگ کے دھن میں تو اسے کچھ ہوش نہیں رہتا تھا۔نہ کھانے پینے کا، نہ سردی گرمی کا، وہ بغیر کسی سویٹر کے یہاں پر گھوم رہی تھی، لیکن اب اسے سردی کا احساس ہوا جلدی سے دروازہ بند کیا اور گلے میں لٹکی لاکٹ نما چابی سے دروازہ مقفل کیا پلٹ کر دو زینے اتر کر جیسے ہی زمین پر پاؤں رکھا نیچے موجود گھاس کافی ٹھنڈی تھی اس نے جلدی جلدی لان عبور کیا اور فردوس بریں میں داخل ہوئی۔

"اف اللہ کس قدر ٹھنڈ ہے آج تو میری قلفی جم جانی تھی"

اس نے ہال میں کھڑے ہو کر کچھ سوچا پھر اوپر کی طرف قدم بڑھا دیئے گول سیڑھیاں عبور کرتے ایک کمرے کا دروازہ بنا دستک کھولا۔

بیڈ پر ایک وجود کمفرٹر میں لپٹا ہوا محو استراحت تھا وہ گرنے کے انداز میں دھپ سے بیڈ پر لیٹی۔
کمفرٹر میں لپٹا نسوانی وجود ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا

"یا خدا خیر"

نیند سے اٹھتے ہی اس کے لبوں سے نکلا مگر جب

حواس قابو میں آئے تو پاس لیٹی ہوئی اس آفت کی پرکالہ کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا

" ہنی تم نے مجھے ڈرا دیا۔۔اتنی رات کو اچانک سے ڈرانے والی عادت چھوڑ دو یا ڈھنگ کے طریقے سے جگایا کرو"

سبز آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔

،" میری پیاری پیاری نور۔۔پلیز اپنی تقریر بند کرو مجھے بھوک لگی ہے"

ہنی نے دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر طاری کی مگر غزالی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھی۔

"تو عفنان یا شاہ زیب کو اٹھا دو اور کچھ منگوا لو کیونکہ ملازم تو سارے سو رہے ہوں گے اور مجھے کہاں کچھ پکانا آتا ہے"

"تو مجھے کونسا آتا ہے لیکن چلو نا سیکھ لیتے ہیں اب اٹھو بھی"

ہنی اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھانے لگی

"خدا کو مانو لڑکی رات کے دو بج رہے ہیں اور اس وقت کیا بناؤ گی؟ کچن میں کپ نوڈلز ہوں گے گرم پانی ڈالو کھاؤ اور سو جاؤ"

نورعین نے التجا کی ورنہ ہنی جتنے الٹے دماغ کی تھی

"اوہو کپ نوڈلز کون کھائے گا چلو چوکلیٹ کیک بنائیں گے تم سارے سپاہیوں کو اٹھاؤ میں کچن سے سامان نکالتی ہوں اور یوٹیوب پر ویڈیو بھی دیکھتی ہوں"

نورعین مسکرائی اس کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا

"مجھے یہ تو نہیں پتا کہ ہم کیک کھائیں گے یا نہیں مگر تمہاری اماں سے ڈانٹ ضرور کھائیں گے اور تم پٹائی کھاؤ گی"

نورعین کی بات پر ہنی نے چہرے پر آئی لٹ کو ایک ادا سے جھٹکا

"میرے پاس حفظِ ماتقدم کے طور پر بہت لوگ ہیں چلو اٹھو"

--------

وہ پانچوں کیچن میں لائن سے آدھے سوئے آدھے جاگے کھڑے تھے

ہنی ہاتھ میں کفگیر لیے پانچوں کو ہدایت دے رہی تھی

"نورعین تم چوکلیٹ میلٹ کروگی، عفنان تم فلار چھانو، زائشہ تم انڈے بیٹ کرو، رِدا تم بادام کاٹو اور شاہ زیب تم۔۔۔۔"

" میں یہاں سوؤنگا "

شاہ زیب نے اس کی بات کاٹی

ہنی نے کفگیر اس کے بازو پر ماری

"جاگ جاؤ۔۔۔آنکھیں تو کھولو"

" میری آنکھیں کھلی ہوئی ہے بس تمہیں بند نظر آ رہی ہیں"

"شاہ زیب کے بچے تم برتن دھوؤ گے "

"واٹ؟"

شاہ زیب کی نیلی آنکھیں پوری کی پوری حیرت سے کھلی تھی

"جی ہاں، چلو جلدی میں نے یوٹیوب پر ویڈیو دیکھی ہے۔سپاہیوں آج ہم نے یہ معرکہ مارنا ہے"

" اوکے کیپٹن "

پانچوں یک آواز بولے

" ارے او دھیرے اگر میری امی اٹھ گئی نہ تو۔۔۔۔"

" پھر کچھ نہیں ہوگا پھر تم اور تمہاری امی ہونگی جو تمہارے پیچھے ڈنڈے لے کر دوڑ رہی ہوگی یا پھر اس اوون میں کیک کی جگہ تمہیں بیک کریں گی ہے نا ؟"

وہ عفنان شانزل ابراہیم تھا باتوں میں شاید ہی اس سے کوئی جیت سکتا تھا۔ہنی نے ناک سکیڑی۔

"سپاہیوں یلغار ہو۔۔۔"

سب کیک بنانے کی مہم میں لگ گئے وہ الگ بات تھی کہ آج تک ان چھ کی چھ میں سے کبھی کسی نے انڈا تک نہیں ابالا تھا

آٹا چھانتے عفنان کی نظر جب کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگائے اونگھتے شاہ زیب پر پڑی تو اس نے تھوڑا سا آٹا اس کے چہرے پر اچھالا

پھر شاہزیب نے پاس پڑا انڈا اٹھا کر جوابی کاروائی کرنی چاہی مگر عفنان بر وقت نیچے ہو گیا اور وہ انڈا سیدھا رِدا کی پیشانی پر جاکر پھوٹا۔

حق دق سی رِدا کو جب سمجھ میں آیا کہ ہوا کیا ہے تو اس نے چاکلیٹ سیرپ اٹھا کر اس کے منہ پر انڈیل دیا پھر ایک جنگ تھی جو اس کچن میں شروع ہو گئی اور اس جنگ میں سب ہی شامل ہو گئے۔

---------------

فردوس بریں کے گیٹ میں ایک بلیک چمکتی گاڑی داخل ہوئی۔وہ تھکا ماندہ اندر داخل ہوا مگر کچن سے آوازیں آ رہی تھیں جیسے ہی اس نے وہاں قدم رکھا اسے لگا کہ کسی نے پورا کچن الٹ دیا ہو اور چھ عدد جن یہاں پر غدر مچا رہے ہو۔

وہ ٹھیک طرح سے سمجھ بھی نہ پایا کہ آواز آئی

"ہادی سنبھل کر"

یہ آواز نورعین کی تھی جب تک وہ سمجھ پاتا تب تک میدے کا طوفان آیا تھا اور پورا کا پورا ہادی پر گرا۔

کچن میں دو سیکنڈ کو سب ساکت ہوئے لیکن یہ صرف دو سیکنڈ کے لیے تھا۔

وہ سارے پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔اور ہادی صاحب انہوں نے کر کیا کرنا تھا؟ میں بتاتی ہوں ان کے آنے سے فرق آیا تھا بس اب کیچن میں چھ کی جگہ سات جِن غدر مچا رہے تھے۔وہ سب پورے کچن کی چیزیں ایک دوسرے پر الٹتے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

ہنسی، کھکھلاہٹیں، وہ اپنی مستی میں کیک کو بھول چکے تھے۔نہ جانے وہ لوگ کب تک یہی سب کرتے رہتے تھے تبھی اچانک کوئی زور زور سے چیخنے لگا

"چور۔۔۔چور"

یہ نسوانی چینخ تھی

جو بھی تھا بڑی ہی شدت سے چور چور کی گردان کرے جارہا تھا

سبھی چیخ سن کر الرٹ ہوئے جس کے ہاتھ میں جو آیا لے کر کھڑا ہو گیا۔عفنان نے زمین پر گرے سامن سے کوئی ہتھیار بر آمد کرنے کے کے نیچے گرے ملبے کچھ اٹھانا چاہا تو شاہزیب چینخ اٹھا

"ابے او۔۔۔یہ میرا پیر ہے"

پھر عفنان نے پاس رکھا جار اٹھا لیا۔

اگلے لمحے پورا فردوس بریں روشن ہو چکا تھا۔

اب تک جو کوئی بھی تھا وہ بڑی دلجمعی سے چینخنے میں مصروف تھا۔پھر اچانک آواز بند ہوئی تھی

وہ سب کے سب اپنی پوزیشن میں اسٹیچو بنے کھڑے تھے۔تبھی قدموں کی چاپ سنائی دی اور گن لئے شانزل، شاہ زر، حورعین، حیا، اشعر اور چینخنے والے کو کیسے بھول سکتے ہیں۔جی ہاں۔اشعر صاحب کی بیوی۔جی بالکل ٹھیک سمجھے آپ ہانیہ۔کچن کی حالت اور اس میں ناچتے جِنوں کو دیکھ کر چونک گئے سارے کے سارے اسی پوزیشن میں حیرت سے دیکھ رہے تھے یہ چور تھا کہاں؟ جس کی تلاش میں ان کے ماں باپ یہاں آئے تھے۔

ارے میں تو ان ناچتے میرا مطلب ہے اسٹیچو بنے ہوئے جنوں کا تعارف کرانا تو بھول ہی گئی ♀□

چلیں اب کرا دیتی ہوں اس گھر کو تو آپ سب پہچانتے ہیں فردوس بریں لیکن اتنے سال گزر گئے تو بہت کچھ بدلا ہے

۱)جیسے یہ جو موصوفہ کیپٹن ہیں یعنی ہنی جو ان سب کو ہدایت دے رہی تھی ان کا اصل نام ہے "عانیہ اشعر" غزالی آنکھیں کمر سے کافی نیچے تک بال مصور اور انتہا کی شرارتی، پھپھو کے دیوانی۔

وہ حیا سے دو نہیں دس قدم آگے تھی۔وہ حیا نہیں تھی وہ حیا الٹرا پرو میکس تھی۔اشعر ہانیہ کی ایک ہی اولاد ہے جو سو کے برابر ہے

پھر آتے ہیں حورعین اور شانزل پر ان کے دو بچے ہیں

نورعین اور عفنان دونوں ہی جڑواں ہیں

۲) "نورعین شانزل ابراہیم " اپنی ماں کی کاپی ہے۔سبز آنکھوں والی، ذہانت اور تمکنت سے مزین قدرت کا اور فردوس بریں کا سب سے حسین شاہکار۔پیشے سے سِوِل انجینئر ہے میں نے کہا تھا نہ اپنی ماں کی کاپی ہے۔ویسے عانیہ نے بھی سِوِل انجینیئرنگ کی ہے صرف اور صرف نورعین کے لیے۔

۳)پھر ہے "عفنان شانزل ابراہیم" یہ اپنی بھوری آنکھوں میں غرور سمائے رکھتے ہیں از حد ضدی اور دنیا گھومنے کے شوقین۔انھوں نے بزنس پڑھا ہے اور اپنے باپ کے جانشین بننے کی پوری تیاری میں ہے۔

پھر آتے حیا اور شاہ زر کی طرف۔ان کے تین بچے ہیں۔

۴) سب سے بڑی "زائشہ شاہ زر" باپ کی طرح نیلی آنکھوں والی اور ماں کی طرح گھنگھریالے بالوں والی، یہ اپنے ابو کے آفس میں ان کا ساتھ دیتی ہیں۔خاموش سی سنجیدہ سی، یہ سنجیدگی اس نے شاہ زر سے چرائی تھی

۵) پھر دوسرے ہیں "شاہ زیب شاہ زر صاحب" یہ صاحب میڈیکل پڑھ رہے ہیں اور بقول ان کے مستقبل میں ایک 'ہینڈسم ڈاکٹر' بننے والے ہیں۔ویسے اتنا غلط بھی نہیں ہے نیلی آنکھیں اس نے بھی باپ سے چرائی تھی۔اپنی یونیورسٹی کا موسٹ وانٹڈ منڈا۔

اور یہ شکل میں تو شاہ زر کی پرچھائی ہے مگر حرکتوں میں شاہ زر کی کاپی بالکل نہیں ہے۔

٦)پھر "ردا عبداللہ احمد" رِدا فریدہ کی بیٹی تھی مگر فریدہ اور عبداللہ کا انتقال تب ہی ہو گیا تھا جب رِدا دو سال کی تھی۔تب حیا نے فراخدلی کے ساتھ رِدا کو اپنی ممتا کی آغوش میں سمیٹا۔

حیا کے پاس محبت کے خزانے تھے جو وہ بے دریغ سارے بچوں پر لٹاتی تھی۔جب بھی کوئی اس سے پوچھتا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں تو وہ بلاجھجک کہتی میرے سات بچے ہیں اور سامنے والا دو سیکنڈ کے لئے ہونق سا بن جاتا

ایک منٹ میں نے ساتویں بچے کا تو تعارف ہی نہیں کرایا حالانکہ یہ موصوف سب سے بڑے ہیں

٧) یہ موصوف جو اوون اٹھائے چور کا حشر نشر کرنے کو تیار کھڑے ہیں یہ ہیں "حدید اعظم" عرف ہادی

جی یہ وہی حدید ہے جو حور سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔موصوف CA ہیں بیک وقت تین کمپنیس میں کام کر رہے ہیں۔ان کا ایک پیر شانزل انڈسٹریز میں ہوتا ہے ، دوسرا شاہ گروپ آف کمپنیز میں اب تیسرا پیر تو ہوتا نہیں ہے اسی لیے سر دی حوریہ میں ہوتا ہے۔یہ گھنچکّر بنے تینوں جگہ منڈلاتے پھرتے ہیں۔

اب آپ سوچ رہے ہوں گے یہ حدید ہادی کیسے ہوگیا تو میں بتا دوں یہ عانیہ کی مرہون منت ہے۔

جیسے پھپھو، پھتّو ہو گیا ویسے ہی حدید، ہادی ہو گیا۔اور پھر حدید سب کے لیے ہادی ہو گیا۔

اعظم اچانک ہارٹ اٹیک کی وجہ سے اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے پھر رادیہ بھی کچھ ہی مہینوں میں داغ مفارقت دے گئیں یہ سانحہ حدید، ہانیہ، اشعر تینوں کے لیے بہت بڑا تھا مگر اس وقت فردوس بریں کی مکین دوبارہ ایک دوسرے کا سہارا بنے۔

اس طرح روتا بلکتا چھ سالہ حدید فردوس بری آگیا۔لڑکھڑاتے قدموں سے چلتی ہانیہ اور حورعین کی گود میں موجود حور جیسی آنکھوں والی گول گتھنی نورعین، دونوں کی وجہ سے وہ بہت جلد بہل گیا۔
حالانکہ عفنان اور نورعین جڑواں تھے مگر عفنان کچھ الگ طبیعت کا مالک تھا۔کچھ ضدی تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ جھگڑالو تھا مگر اس کے کسی فیصلے میں لچک نہیں تھی۔

اکثر حورین اسے شانزل کا اثر کہتی

"عفنان میں ایڈجسٹمنٹ نام کا فیچر نہیں ہے کیونکہ اس کے ابّا میں بھی نہیں تھا"

حورین کی بات پر شانزل خوب قہقہے لگا کر ہنستا ویسے اتنا غلط بھی نہ تھا۔

مگر ایک چیز فردوس بریں میں مثالی تھی ان لوگوں کی ہم آہنگی۔

گھر میں سات بچے تھے مگر کبھی اختلافات نہیں ہوئے۔ٹپیکل فیملی پولیٹکس کا نام و نشان نہ تھا۔

اب یہ اتنے بھی سیدھے نہیں ہے یہ لوگ خانہ جنگی نہیں کرتے مگر ایک فوج کی طرح اکٹھے ہو کر کافی جنگیں لڑتے ہیں۔مجھے کہہ لینے دیں جس سے بھی لڑتے اس کی شامت آ جاتی وہ الگ بات ہے بعد میں ان کی بھی شامت آتی خاص طور پر عانیہ کی کیونکہ ماچس کی تیلی لگانا اور آگ میں گھی ڈالنے والے کام وہ بڑے چٹخارے لے لے کر کرتی تھی۔

اس کی حرکتوں سے ہانیہ اکثر نالاں رہتی۔وہ فطرتاً ایک شرارتی چنچل سی لڑکی تھی۔دن بھر گھر میں وہ ساتوں بقول ہانیہ کے "دھینگا مشتی" مچائے رکھتے تھے۔

وہ ساتوں بچے نہیں تھے معصوم صورتوں والے جِن تھے(یہ جملہ ہانیہ تب کہتی جب حیا "میرے بچے" کہہ کر کسی شرارت پر انکی سائیڈ لیتی)

انکی شرارتوں اور کھکھلاہٹوں سے فردوسِ بریں گونجتا تھا۔

من مرضیاں اور من مانیاں اتنی تھی کہ "بدمعاش کمپنی" کے نام سے مشہور تھے۔

ان لوگوں کو حیا کی پشت پناہی حاصل تھی اسی لیے ہمیشہ بچت ہو جاتی تھی۔

اتنے سالوں میں بہت کچھ بدلا تھا مگر ایک چیز جو ان میں مشترک تھی وہ تھی محبت۔

دیکھیں میں کہاں سے کہاں چلی گئی ذرا واپس کچن میں چلیں اور دیکھیں کہ ان چور میرا مطلب ہے جنوں مطلب ان ساتوں کا کیا حال ہے؟

اب صورتحال یہ تھی کہ کوئی بیلن، کوئی اوون، کوئی چمچہ، جس کے جو ہاتھ میں آیا لے کر کھڑا ہو گیا صدا کی ڈرپوک رِدا نے پلیٹ مارنے کے لیے نہیں بلکہ بچنے کے لیے کسی شیلڈ کی طرح پکڑی تھی۔

ہانیہ نے یہ سب دیکھ کر دل پر ہاتھ رکھ لیا

" یا اللہ خیر یہ کون سی مخلوق ہے "

ہانیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

وہ سیدھے ہوئے اور مخلوق سن کر ایک دوسرے کو دیکھا وہ لوگ انسان تو کہیں سے نہیں لگ رہے تھے

"کیا زمانہ آ گیا ہے توبہ توبہ آج کل کی مائیں اپنے بچوں کو ہی نہیں پہچان پاتی یا اللہ رحم"

ہنی نے یہ جملہ اس طرح کہا تھا کہ سمجھ نہ آیا کہ کس نے کہا ہے

"ہنی تم کہاں ہو تم۔۔۔ابھی سارے زمانے یاد کرواتی ہوں "

شکلیں پہچاننا تو دور کی بات یہ سمجھنا مشکل تھا کہ کون لڑکا ہے یا لڑکی

" ریلیکس ہانیہ۔۔۔بچے ہیں، تم لوگ کیا کر رہے تھے؟"

ھیا نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا

"کیک بنا رہے تھے"

چھ کے چھ کورس میں بولے

" سبحان اللہ کیا طریقہ ہے کیک بنانے کا "

شانزل نے بھی حصہ لیا

"جانے دیں بھائی بچوں کا من ہو رہا ہو گا چلو تم لوگ حلیہ درست کرو"

حیا نے پہلے شانزل کو پھر ان لوگوں کو کہا

حورین کا کچھ بھی کہنا بیکار تھا۔ہاں وہ حیا تھی مجال ہے جو اپنے بچوں کی غلطی مانے۔

جان بچی سو لاکھوں پائے والا حساب تھا ورنہ ہانیہ جن شعلہ بار نگاہوں سے ان لوگوں کو گھور رہی تھی الامان۔۔۔

وجہ یہ تھی کہ ان میں سے عانیہ کون ہے پتا نہیں تھا

وہ سب باہر کی طرف جانے لگے تو ہانیہ نے انہیں روکا

"ایک منٹ"

سب کے سب نے بروقت بریک لگائی انتہائی معصوم جو تھے

" یہ تم لوگوں میں سے ساتواں کون ہے؟"

"خالہ یہ میں ہوں"

حدید نے اپنی موجودگی کے بارے میں آگاہ کیا ان سب میں یا تو کچھ مہینوں یا ایک یا ڈیڑھ سال کا فرق تھا وہ سارے تقریبا ایک ہی ایج گروپ کے تھے مگر چونکہ حدید کچھ بڑا تھا تو انکی شیطانیوں میں کچھ کم کردار ادا کرتا تھا اب اتنا بھی سیدھا نہیں ہے حدید میں الھڑ پن نہیں تھا مگر موصوف اسی طرح کے منہ پھٹ تھے جیسے بچپن میں تھے۔

جو بات دل میں ہو منہ پر کہنے کے جرأت رکھتے تھے بلکہ منہ پر مارنے کی۔انداز ایسا ہوتا کہ سامنے والا کراہ کر رہ جاتا۔آپ کو تو یاد ہی ہوگا حورعین کو شادی کا پرپوزل دینا۔شاہ زر سے حیا کی شکایت لگانا وغیرہ مگر اب چونکہ موصوف بڑے ہو گئے تھے تو خیر اب حورعین والا بچپنا بھی چلا گیا تھا اسی لئے ہانیہ کو حیرت ہوئی

' تم تو اسلام آباد گئے تھے"

" ہاں واپس آ گیا تھا کچھ دیر پہلے اور میں حادثاتی طور پر شامل ہو گیا "

"آفرین ہے تم پر۔۔۔بجائے روکنے کے تم خود شامل ہوگئے "

ہنی کے ساتھ ساتھ باقی پانچوں کی بھی گردنیں اس کی طرف حیرت سے مڑی۔

ہنی نے تو باقاعدہ اس کے پیٹ پر کہنی رکھ کر دی اور چھ کے چھ یک آواز چینخ اٹھے

" ہادی۔۔۔ی۔۔ی یہ آفرین کون ہے"

وہ سارے کے سارے گھیرا ڈال کر اس کے سر پر کھڑے تھے اور ہانیہ کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے

حیا اور باقی سب کی ہنسی چھوٹ گئ

"ہادی کے بچے۔۔۔کہاں تو شادی کے لیے انکاری ہو اور تم نے۔۔۔۔تم نے ہمیں؟ یا اللہ ہمیں نہیں بتایا آفرین کے بارے میں؟ اللہ پوچھے تمہیں۔۔۔۔کچھ پھوٹو بھی کون ہے آفرین؟"

شاہ زیب کو تو صدمہ ہی ہو گیا اور ہادی تو تلملا گیا

"تمہاری سوتیلی اماں"

اس نے تنک کر جواب دیا اور حیا تو تڑپ اٹھی تھی اس مرتبہ سب سے جاندار قہقہہ شاہ زر کا تھا۔

حدید کو اپنی بات کا احساس تب ہوا جب حیا نے اس کے سر پر چپت لگائی

" واہ کیا بچے ملے ہیں مجھے چلو جاؤ کمرے میں کوئی نہیں آفرین"

وہ سب ایک ایک کر کے کمرے میں جانے لگے

"ویسے امّی اس سے پوچھ لیں یہ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتا کہیں کوئی دوسری بات تو نہیں " یہ شاہ زیب تھا۔

"دوسری بات کے بچے۔۔۔بتاؤں تمہیں"

باقیوں کی دبی دبی ہنسی پر حدید چڑ گیا۔

"یار میرا کیا قصور۔۔۔۔تم نے سارا ٹریفک روک رکھا ہے۔۔۔سچ بتاؤ شادی سے ڈر لگتا ہے؟"

وہ سب کے سامنے رازدارانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"شادی سے ڈر نہیں لگتا صاحب اپنی جیسی اولاد سے لگتا ہے"

حدید نے ایک ادا سے جواب دیا تو شاہ زیب بھی سوچ میں پڑ گیا

"یار وہ تو مجھے بھی لگتا ہے"

"تم سارے شکل گم کرو بس موقع ملنا چاہیے باتیں بگھارنے چلو کمرے میں "

شاہزر کی بات پر شاہ زیب کی چلتی زبان پر بریک لگی۔

اور سارے کے سارے اوپر کی طرف دوڑے۔

ان ساروں کے کمرے ایک لائن سے تھے۔

وہ سارے کمرے میں گھسے ہی تھے کہ ہانیہ بول اٹھی

"اب جب تک حلیہ نہ سدھار لو ایک کی آواز نہ آئے"

اور ہماری عانیہ صاحبہ ماں کی بات مان جائے یہ ممکن ہی نہیں

کمرے کا دروازہ بند کرتی عانیہ کے کانوں میں جیسے ہی یہ جملہ پڑا اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر سر باہر نکالا اور زور سے چیخا۔

"جنیں میرا دل لٹیا۔۔"

اگلے ہی لمحے

ایک ایک کر کے باقی چھ دروازے کھلے اور آٹے انڈوں اور چاکلیٹ سے سنے سر باہر نکلے وہ چھ کی چھ یک آواز بولے۔

"اوہو"

اور پھر کیا تھا

ہانیہ باہر نکل آئی

ہوا میں ہاتھ بلند کیا اور اتنی ہی زور سے چینخی

"جِنیں مینو مار سٹیا"

وہ سارے ہی پھودکتے اور چلاتے ہوئے باہر آئے

"اوہو"

اور اگلے ہی لمحے وہ سارے اسی حلیے میں کاریڈور میں ناچتے نظر آ رہے تھے

ہوا میں ہاتھ اٹھائے عجیب سے حلیے میں عانیہ پہلی لائن گاتی وہ سارے ایک ساتھ "اوہو" کرتے اپنی مستی میں مگن تھے۔

"جنیں میرا دل لٹیا۔۔"

"اوہو"

"جنیں مینو مار سٹیا "

اوہو"

لک پتلا بلوری اودے نین۔۔ نین

کنے جھمکے ھلوری اودے لین۔۔لین

گلاّ کردی۔۔۔۔"

"ہوئے" سارے تالیاں بجاتے ہوئے چینخے۔

"گلاّ کردی شہد تو مٹھیاں

جنیں میرا دل لٹیا۔۔۔"

"اوہو۔۔۔۔۔"

وہ اپنی مستی اتنے مگن تھے کہ انھیں نیچے کھڑی ہانیہ کی شعلہ بار نگاہوں سے کوئی فرق نہ پڑا۔

"جانے دو ہانیہ کس طرح میرے بچّوں کو گھور رہی ہو"

یہ حیا تھی آخر بول ہی اٹھی۔

"خدا کا خوف کریں آپی یہ بچے ہیں؟ یہ جو سب سے بڑا والا ہے وہ تیس سال کا ہے۔۔۔اور باقی چوبیس ، تیئس، اور سب سے چھوٹی بچی بھی اکیس سال کی ہے۔۔یہ بچے کہیں سے بھی نہیں ہے۔۔آپ ہی نے بگاڑ رکھا ہے انھیں۔۔"

ہانیہ غصے میں کچن سمیٹنے لگی حورعین مسلسل مسکرا رہی تھی حیا سے بچوں کے بارے میں بحث کرنا فضول تھا انتہائی فضول۔

شانزل اشعر اور شاہ زر کے لیے بھی یہ روز کا معمول تھا۔

"ماشاء اللہ بولو بد تمیز کیوں میرے بچوں کو نظر لگا رہی ہو۔۔اللہ میرے بچوں کی عمریں دراز کرے، تم بھی نہ بہت چڑ چڑی ہو گئی ہو یہ سب اس موٹی توند والے کی وجہ سے ہوا ہے"

اشعر چڑ گیا بڑھتی عمر کے ساتھ اسکا پیٹ کچھ باہر آ گیا تھا اب اتنا بھی نہیں کہ اسے موٹی توند کہا جائے مگر حیا تو حیا ہے۔

"دو دن بڑا ہوں تم سے تمیز سے بات کرو "

شانزل اور شاہ زر باہر آکر صوفے پر بیٹھ گئے یہ بحث طویل ہونے والی تھی۔

"چپ کرو تم،، تم نے ہانیہ سے لڑ لڑ کر چڑچڑا بنا دیا ہے۔۔۔وہ ذرا ذرا سی بات پر بچوں پر چڑھ دوڑتی ہے۔"

ہانیہ کا منہ کھل گیا

"آپی یہ ذرا سی بات تھی؟"

وہ کچن سے ہی نکل آئی اور حورعین اس کے پیچھے۔

"ارے۔۔۔ہانیہ تمہیں پتا تو ہے وہ حیا ہے کبھی اپنے بچوں کی غلطی نہیں مانے گی"

حورعین نے اسے ناراض ہوتے دیکھ پہلی بار مداخلت کی۔

اور حیا یہ سنتے ہی باہر نکل آئی۔

"یہ غلطی نہیں تھی شرارت تھی بچے جس دن غلطی کریں گے میں ڈانٹوں گی مگر یہ بلا وجہ غصہ کرنے کا کام مجھ سے نہ ہوگا۔۔۔اب بچے اپنے گھر میں شرارت نہیں کریں گے تو کہاں کریں

گے۔۔۔رہی بات بگاڑنے کی تو میں انھیں بگاڑ نہیں رہی ان کے لاڈ اٹھاتی ہوں ان لاڈ میں نہیں اٹھاؤں گی تو کون اٹھائے گا، بس تم لوگ میرے بچوں کے پیچھے نہ پڑ جایا کرو"

وہ آج بھی ویسے ہی بولی تھی جیسے اسے عادت تھی بغیر فل اسٹاب اور قومہ کے۔

آخر میں شاہ زر کی طرف دیکھا جیسے میں صیحح کہہ رہی ہوں نا؟ ساہ زر کے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا تو شاہ زر نے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

شانزل ہانیہ کے پاس آیا

"تم غصہ کیوں کرتی ہو دیکھو ان کی ہنسی سے ہی تو ہمارا گھر آباد ہے"

"ہاں ہانیہ دیکھو تو یہی تو فردوسِ بریں بنیادیں ہیں۔۔ان کی طرف دیکھ کر ہی تو دل موم ہونے لگتا ہے"

حورعین نے بھی کہا تو ہانیہ نے سر اٹھا کر ان ساتوں کو دیکھا اور مسکرا دی

شاہ زر کی آنکھیں حیا کے چہرے طواف کر رہی تھیں وہ جب بھی اپنے بچوں کے پاس ہوتی اس کے چہرے پر الوہی چمک ہوتی اور آنکھیں محبت سے لبریز ہوتی۔

شاہ زر نے اسے ہاتھ سے قریب کیا اب بھی اسکی آنکھیں اوپر انہیں کھلکھلاتے دیکھ رہی تھی ایک ممتا سے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ۔پھر اس نے سڑھیوں پر کھڑے اشعر کس دیکھا جو ان سب کی تصویریں لے رہا تھا۔

فردوسِ بریں کی ایک دیوار ان کی اسی طرح شرارتوں والی تصویروں سے بھری پڑی تھی۔جو بھی گھر میں آتا اس دیوار کے پاس ٹھہر جاتا۔ایک خوشیوں اور رنگینیوں سے بھرا بچپن اس دیوار پر رقص کرتا تھا۔

ان سبھی نے اپنے بچوں کو وہ بچپن دینے کی کوشش کی تھی جو شاید قسمت نے ان سے چھین لیا تھا۔ مگر ان کے بچے ان کے بچپن کو جی رہے تھے۔

اب وہاں تیسرا گانا شروع ہوچکا تھا مگر ان ساتوں کا جوش ختم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔

ان کو دیکھ کر شاہ زر کا دل پدرانہ محبت سے گداز ہونے لگا

اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

"دل کو کوئی چیز ایسے نرم نہیں کرتی جیسے اولاد کرتی ہے۔یہی تو ہوتے ہیں تبرّکِ محبت"

**************************

# ___ختم شد___